



BRAGWAT GYAN ANK

January 1963

Price

Rs. 2.50



हन्ता वा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्यसे महीम् । *Om*



اصل
اور
نقل میں فرق

جتنا فرق اصلی شیر اور کھلونا شیر میں ہے اتنا ہی فرق

کاہن گھی

اور عام بازاری گھی میں ہے۔
اپنے پر یوار کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے

ہمیشہ کاہن گھی ہی ایڑٹائیٹ
سیل بند ڈبوں میں اپنے نزدیک
دکاندار سے خریدیں۔



PURE
FRESH
BUTTER
PRODUCT

کاہن گھی لینب رٹریز اجمل خاں روڈ، قرول باغ، نئی دہلی فون نمبر 55141

برائچ: 82 - سنٹرل مارکیٹ، لاجپت نگر، نئی دہلی

ہندوستان کے بہترین



مزیدار ڈالیمّا پیور بٹر بکٹ

خالص مکھن اور گلوکوز سے تیار کئے ہوئے واحد بکٹ جو غذائیت سے
بھرپور ہیں۔

اب ایک کلو کے دلکش پیکنگ میں بھی دستیاب ہیں۔

پٹیالہ بکٹ مینوفیکچررز پرائیویٹ لمیٹڈ۔ راجپورہ (پنجاب)



ان تئ مدوں میں روپیہ لگائیے

۱۲ سالہ نیشنل
ڈیفنس سٹیفیکٹ

انگریز سے بری ٹی پی حد سالانہ سود دیا گئے ہیں فی حد سالانہ
سود مرکب۔ یہ سٹیفیکٹ ۵ روپے، ۱۰ روپے، ۵۰ روپے،
۱۰۰ روپے، ۵۰۰ روپے، ۱۰۰۰ روپے، ۵۰۰۰ روپے
اور ۲۵۰۰۰ روپے کی مالیت کے لئے ہیں۔
بارہ برس بعد، مبادی کل ہونے پر ان سٹیفیکٹوں میں
لگائی رقم ۵ فی حد سالانہ کے ساتھ فوائد مل جائے گی۔

۱۰ سالہ ڈیفنس
ڈیپازٹ سٹیفیکٹ

ایکس سے بری ٹی پی فی حد سود ہر سال ملے گا۔
یہ سٹیفیکٹ ۵۰ روپے کی حاصل الضرب رقم کے
لئے ہیں۔
یہ سٹیفیکٹ ریڈرو بینک آف انڈیا کے تمام دفاتروں،
اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی شاخوں، اس کے
ذیلی بنکوں، ٹریڈیروں اور سب ٹریڈیروں سے حاصل
کئے جاسکتے ہیں۔

سرمایہ کاری کی آخری حد: ایک فرد زیادہ سے زیادہ ۲۵۰۰۰ روپے اور وراثت میں
مل کر زیادہ سے زیادہ ۷۰۰۰ روپے کی مالیت کے سٹیفیکٹ خرید سکتے ہیں۔

بھارت کی دفاعی طاقت کو بڑھائیے
قومی بچت آرگنائزیشن

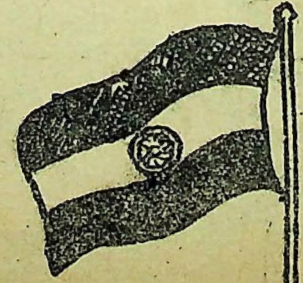
جاری شدہ ۱۹۳۷ء

ایڈیٹر -
گورکھ ناکھ تھپہ

سالانہ چھپدہ :- 7/- روپیہ
مالک غازی :- 10/- روپیہ

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچار
سید ابومسلم دہلوی کا
مجلت گیلان انک
فی کاپی 50-2 روپے

قومی دفاعی فطرسین دوائے زلیخا رات
بھیار ہم خرید کے دیں شمنوں کو مات



گورکھ ناکھ تھپہ

Shri Gauri Nath Press

نشری گورکھ ناکھ تھپہ ایڈیٹر پریم چند سہاسی برودھلا ٹرک لے سٹودنٹس سوسائٹی دہلی سے چھپا کر دفتہ سالہ اوم اور انگریز دہلی سے

از قلم: کوی دل خوشاب دہلی

گیتا کی تعلیم

پہلے سن بھر عمل کر !

گیتا کے اس پیغام پر

خواب میں بھی دوسروں کے حق یہ تو بھاپہ نہ مار
اپنا حق پانے کی خاطر جو بھی کر سکتا ہے کر

پہلے سن بھر عمل کر

گیتا کے اس پیغام پر

آدمی ہے اس لئے ہر آدمی سے بیار کر !
ہاں مگر اسی نیت سے پیش آئے تو تو

پہلے سن بھر عمل کر

گیتا کے اس پیغام پر

گھر میں گھس آئے اگر دشمن تو پھر مشا رہو
تو کسی کو مت ستا لیکن ستائے کوئی تو

پہلے سن بھر عمل کر

گیتا کے اس پیغام پر

ہاتھ اُس کا کاٹ لے جس سے کیا ظالم نے ظلم
ہاتھ یوں اپنے دکھا کہ ہاتھ وہ ملتار ہے

پہلے سن بھر عمل کر !

گیتا کے اس پیغام پر

دوستوں کے واسطے مٹھولوں کا تازہ ہار بن
دشمنوں کے واسطے تو آہنی دیوار بن

پہلے سن بھر عمل کر

گیتا کے اس پیغام پر

فہرست مضامین

بھگوت گیان ایک پابست ماہ جنوری فروری ۱۹۶۳ء

نمبر شمار	نام مضمون	نام صاحب مضمون	صفحہ نمبر
۱	گیتا کی نظم	گوی لوکنا تھہ دل	۲
۲	فہرست مضامین	۳
۳	سرفروشان وطن کا نعرہ	شری روشن پٹیا لویا جرنلسٹ	۴
۴	پرستار و نا	سنت ہری سنگھ جی	۵
۵	پرگیاں و لاس	جہاننا دولت رام جی	۹ تا ۹۱
۶	رام کی حالت مستی	سوامی رام ترقہ ایم اے	۹۲
۷	ہر شخا رہن	شری جگن ناتھ کھنہ بی اے بی ٹی	۹۳
۸	تحفہ عرفان	منشی جو ندلال شادادریب فاضل	۹۴
۹	مہاتما کمارل بھٹا چاریہ	شری بھگت رام پراشر	۹۵ تا ۱۰۳
۱۰	نیضن عل	شری حسرت رسالہ پوری	۱۰۴
۱۱	فتح ہماری ہوگی	راشٹر پتی کی تقریر	۱۰۵
۱۲	دولت کے دیوالے	شباب ملت ایم اے	۱۰۶
۱۳	سقراط	شری محمد عظیم بی اے	۱۰۷ تا ۱۰۸
۱۴	فلسفہ حیات - نظم	ایو فیئر بنشی اختر	۱۱۳ تا ۱۱۴
۱۵	ولی ابوالحسن	شری ضلیق حسن نقوی	۱۱۵ تا ۱۱۶
۱۶	امیر خسرو	دیوان پندید اس قمر	۱۱۸
۱۷	ہندوستان ہمارا	ایڈیٹر	۱۲۰ تا ۱۲۱
۱۸	جیدھ کی گھوٹنا	گوی لوکنا تھہ دل	۱۲۳
۱۹	بھارت ماں اور ہم	ماغذ	۱۲۵
۲۰	گورو گوہند سنگھ جی کے سارے نمایاں	شری خزان چند بسیم	۱۲۶ تا ۱۲۷
۲۱	اسے سنت سپاہی	شری کاشی رام چاول	۱۲۸ تا ۱۲۹
۲۲	پیارا فرض	گوی دل	۱۳۰ تا ۱۳۱
۲۳	ہندوستان ہمارا	ماغذ	۱۳۲
۲۴	سپاہی شمشیر رام بھٹیا کی پیادری	شری دین دیال مہل	۱۳۳
۲۵	نردارو سونا دور	ہیرا پریس انفارمیشن پورہ	۱۳۴
۲۶	ہوئی محلوں سے پیادہ		۱۳۵

نمبر شمار	نام مضمون	نام صاحب مضمون	صفحہ نمبر
۲۶	کیا چین نے سبھا ہے۔	سفری ہری چند خوشدل ایم اے بی بی بی	۱۳۶
۲۷	بھارتی ڈسکاؤٹی۔	ہندوستان چین ناتھ برہما کر۔	۱۳۷
۲۸	تواریں دو۔	کوی لاکھ ناتھ دل۔	۱۳۸
۲۹	ایک راجپوت سیاسی کی بہادری	پریس انفارمیشن بیورو۔	۱۳۹ تا ۱۴۰
۳۰	دیراں کوں پرنام۔	تھو پنا لال کشتل۔	۱۴۱
۳۱	چین نے غذائی کی ہے۔	پردھان منتری کا اعلان۔	۱۴۲
۳۲	گتخ چین۔	قراٹر راج بہادر دریا۔	۱۴۳
۳۳	قومی دفاع اور ہمارا پلان۔	آنریبل شری کلزاری لال سندھ پلٹنگ منسٹر	۱۴۴ تا ۱۴۵
۳۴	بھارت کے نوجوانوں کا لغزہ۔	شری مضطر صاحب۔	۱۴۶
۳۵	کریم سنگھ۔	منشی دیوید یال وحید۔	۱۴۷ تا ۱۴۸
۳۶	بھگوان کرشن۔	شری اندھ جیت گاندھی جرنلسٹ	۱۴۹
۳۷	بابر کی موت۔	شری رلیا رام شاہ فرور پوری۔	۱۵۰ تا ۱۵۱
۳۸	فہرست کتب۔	۳ صفحات	۱۵۲ تا ۱۵۳

سفر و نشان وطن کا لغزہ منستانہ

ہاں! اٹھائیں گے غم زبست کا ہم بارگراں
ہم بتا سکتے ہیں خود اپنے تخیل کا جہان
ہم سے پوشیدہ نہیں جاوے منزل کا نشان
دلو لے اپنے عزائم میں ہیں ہم رقصاں
اپنے ایشیا پر ہے دیدہ عالم حیراں
ایسی اک جرات بیباک ہے سینے میں نہاں
کیا ڈرائیں گے ہمیں تیغ و تبر تیر و سناں
رہنا کا نہ اٹھائیں گے کبھی ہم احساں
جس سے ہے آج بھی پروردہ بزم امکاں!
ہو نہیں سکتے ارادے کبھی اپنے لہزاں
ہم تے سوچا ہی نہیں ہوتا ہے کیا سود و زیاں
لطف لے لے کر گنگا اسے ہر شخص بیاں
دامن وقت پہ ہیں آج بھی عظمت کے نشان
جس قدر دمایاں ہیں جاہ و حشم کے ساماں
اپنے ایشیا پر ہم رہتے ہیں ہر دم نازاں
سرنگھٹے جیتے ہم بھی پہنچتے ہیں دہاں!!
پھر سرت سے جھک اٹھی ہے بزم دوران

کوہ راخ سا ارادہ ہے تہمت بھی جواں !!
قوت عزم و عمل پر ہے بھروسہ ہم کو
دوشنی پختہ ارادوں سے ہوئی ہے ہر سو
دل انگلوں سے ہیں بھر پور ننگا ہیں سرشار
کب ہو اجان گوانے میں تامل ہم کو
کوہ غم کو بھی اٹھالیں گے خوشی سے سرور
ہم کھن باندھے ہوئے رہتے ہیں اپنے سر پر
ایسی ہمت ہی سے منزل پہ پہنچ جائیں گے
خون سے ہم نے جلایا ہے شہر ایشیا
آہیں سکتی کسی طرح بھی ان میں لغزش
ہم کو مطلوب ہے اک جنس وفا ہی اے دوست
قصہ اہل وفا میں ہے کچھ ایسی لذت !!
نشان و ہمت سے بڑھے ایسے رہ شوق میں ہم
کر نہیں سکتے یہ گمراہ و فاکیتوں کو
راہ مقصد میں پہلایا ہے جو ہنس ہنس کر
جس جگہ دار پہ چڑھتے ہیں شہیدان و فدا
نور راحت نے منایا ہے اندھیرا غم کا

محفل زبست میں روشن ہیں محبت کے چراغ
جن سے کاہل ہو کر نکلتے ہیں دلکش چراغ

از قلم: سنت ہری بگھی جی

پرساونا

پرنس اودھ روپ اس پرگیان دلاس کے گرنہ میں گرنہ کرتانے پر ماتم کے روپ کا لودھ کرانے کے لئے اسے پرگیان سرورپ کہہ کر سنگیت کیا ہے کیونکہ پرگیان ہی اس کا شہرہ گرہ ہے برنتو بھراتی سے اسے ہم برتی گمان روپ تو مانتے ہیں گمان سرورپ پر ماتم نہیں مانتے جیسا کہ اپنے سامنے اچھت کی دیکتی کی جان نہ ہونیکے کارن کہیں اس دیکتی کو اپنے سے اوجھل سمجھیں۔ کبھی کبھی ہم برتی گمان اور گمان سرورپ میں ودیک نہیں کر مانتے اسی لئے ہم گمان کو دکاری ان سمجھتے ہیں۔ یہی اتہ کون کا دکا ہونے سے برتی دماستی ہے اور اس کے اتپی اور ناش کا پرکاشک گمان سرورپ آتما ادناستی جیسے کہ بنب اور برتی بنب ایک سان پر قیت ہونے پر بھی بنب کی تو برتی بنب سے باغل دلکش ستا ہے۔ برتی بنب کیول پر تتی ماتر ہے اور بنب درپن سے باہر اپنے سرورپ سے موجود ہے ایسے ہی گمان سرورپ تو ستیہ آتما روپ ہے اور برتی گمان کیول اتہ کرن کا پر سام مسقیل روپ۔ اپنی گمان سرورپ ستیہ اور ستیہ ہوتا ہوا متھیا سرورپ والی ہر برتی کی اتپی دناستی اور ان کے پر سر ہیکھ آدی کا سا کھشی روپ سے قرا پرکاشک ہے اسی نتیہ اور نتیہ پر گمان دتھار کھت پر ماتم سرورپ کو گرنہ کرتانے انیک شرتیوں کے پر مان سے نروپن کیا ہے جیسے کہ

प्रधानं यथा (ऐ० उ० ५-३) सत्यं शानं यन्नन्तं व्रत

॥ विश्वानमानन्दं ब्रह्मा ॥ اس پرکار لیتھ میہ ہی پرگیان سرورپ ہی برہم سرورپ سدھ ہوتا ہے۔ ویلہ کے پر مانوں کے علاوہ یہاں پر انیک یکتیوں دوارا اس پرگیان سرورپ پر ماتم کو اکھنڈ تراکار را دیو۔ اگوہر اور سوگم جوتی تھتا جگت کی اتپی استھتی لے کا کارن بھی بتلایا ہے اور انیک شرتیوں کے اتہ کو یکتی سے سٹھ کیا ہے۔ یہ تیکھک کی اپورہ جڑھی کا کو شغل ہے۔

جگت کے ابھن نمت آبادان کارن روپ سے اسی پرگیان سرورپ پر ماتم کو جہاں شرتی لے.....
[यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते,
اپنے بدھی کو شل سے اسی پرگیان سرورپ میں ہی ایک سندر ریتی سے گھٹا کر دکھلایا ہے کیوں کہ جگت کا ایسا کوئی بھی پدارتھ نہیں ملتا جس میں یہ سب لکشن پورے آتے ہوں ارتھات جس سے جگت کی اتپی آدی سمجھو ہو تو پھر دچار کرنے پر ہی ایک گمان و آتما ہی ایسا نکلتا ہے جس میں یہ سب لکشن پورے آتے ہیں۔ یہاں پر سوچن درشتانت سے یہ بات بھلی بھانتی سرورپ ہو رہی ہے کہ سب منوئی جگت اسی گمان سے آئین ہوتا ہے اسی میں استھت رہتا اور پنے اُس میں ولے ہو جاتا ہے۔ اپنی دیشتی آشپر یہ روپ مشکیتوں سے اپنے آپ کو آپ ہی انیک روپ سے چکر ان کو قائم رکھ کر پھرانت میں ان کو اپنے میں ولے کر کے آپ ہی انیک ماتر شیش رہ جاتا ہے۔ یہ من کا کھیل اس کی اپنی سامر تھیہ سے تو نہیں ہو سکتا بلکہ پرگیان سرورپ آتم تو کی ستا سے ہی ہوا کرتا ہے کیونکہ من بچارا اور اپنی ستا بہت ہے اور جاتا کا پر مان سو پتی کال میں دے رہی ہا ہے جہاں اس کا نام گندھ کچھ بھی نہیں ملتا۔ اس لئے یہ ساری شکتیاں آتم تو کی ہی ہیں جسے گمان سرورپ تھا شہد کہا گیا ہے یہی گمان سرورپ ہی اپنی سٹھک شکتی سے اپنے میں کی کلکت دستویں کو دکھا دیتا ہے اور اس سے سدھ ہوتا ہے کہ یہ

شکنتی اودھ اس کے کلمہ یہ اودھستان سرورپ گیان سے بھن کچھ سوتنتر ست نہیں رکھتے۔ ایک سنیہہ دست پر گیان سرورپ آتا ہی
ان سب کا اودھستان مارتے۔ وہی ان کا بھن منت ایادان کارن ہے دوسرا کوئی نہیں۔

جاگرت کی اس پرکش و شالی پر پنچ کی رچنا کو اپنی سوپن می انتر سرشتی کی طرح کیسے منو مٹی شنیہ کیا جاوے یہ سوال اٹھنے پر
ہم کو بھگوت پر ماتم سرورپ کی وچتر شکنتی پر مدھیان دینا چاہئے جس کے کارن یہ جاگرت اور سوپن کا باہر اندر اودھستان متھیا کا

بھید بھان ہو رہا ہے۔ دید گرتی بھی ان پر پرکاش ڈالتے ہوئے ایسے کہہ رہی ہے۔
पश्य शक्तिं विविधैश्च शक्तये ॥
ک بھگوت گیان انت شکنتوں سے سہن ہے جو کہ اس واہیہ انتر جگت ارتھات جاگرت سوپن کے بھید کا کارن ہے۔ ان میں

پہلی شکنتی آدرن نام کی ہے جو کہ اودھستان سرورپ کو رگٹ ہی نہیں ہونے دیتی اُسے آچھادن کیا کرتی ہے۔ اس کا درشن موشستی میں سب
کو ہوتا ہی ہے اور اس کے اوسے ہوتے ہی استھول کوشم پر پنچ کا ابھاد ہو جاتا ہے۔ پھر دوسری شان شکنتی جگت استھول کوشم روپ

کی رچنا کرتی ہے یہ زمان شکنتی دوبر کار کی ہے پہلنا شکنتی اور وشنیت شکنتی جس سے پہلے کوشم اور پھر استھول جگت کی رچنا ہوتی ہے
ان کا درشن سوپن اور جاگرت میں پرکش روپ سے ہوتا ہے۔ اس پر کار یہ بھگوت گیان سرورپ کی وچتر شکنتوں کے کارن ہی متھیا

روپ اور منوئی جاگرت سوپن میں سنیہہ اور متھیا اور واہیہ اتھریکا بھید دکھائی دے جاتا ہے اور یہی بھگوت گیان اپنی اپنی
شکنتیوں کے پرگٹ کرنے کے کارن سب ارشیہ جگت کا رچنا سدھ ہوتا ہے۔ آگے چل کر کارن کار یہ کے ابھید کی پرکریا اور

سوپن سوپنا دی آدی کے درشنات سے اس کل سرشتی کو بھگوت گیان سے ابھن ہی دکھایا ہے کیونکہ متھیا دستو کی اپنی سوتنتر
ستا اودھستان کے بنا سبھو نہیں اس لئے ॥ सवन्तं ब्रह्म ॥

اس سد بات کو لرد پن کر کے کیول ایک ہی پرکار
सवन्तं ब्रह्म ॥ (बौ. १-२-१) सदेव सोम्येदमग्रं सीत् ॥ اس پر گیان وچن

کو اٹھا کر یہ سدھ کیا گیا ہے۔ جھانڈ گیکہ شرتی نے
کواٹھا کر یہ سدھ کیا گیا کہ سجاتی آدی تینوں بھیدوں سے رہت ایک اودھنیہ برہم روپ ست دستوئیں یہ سرب بھوت

بھوتک جگت ایسے ہی سنکلیپ سے ایسے سنیہہ ہو کر بھان ہوا کرتا ہے جیسے کہ سوپن میں ندر اودھ سے ایک ہی سوپنا دی کو اپنی جہانیں استھت
ہوتے ہوئے بھی انیک ہو کار کا متھیا سوپن جگت ست ہو کر دکھائی دے جاتا ہے اور وہاں ہی پھر سوپن اور سوپنا وچتر میں متھیا

کا بھید وشنی گوجر ہوتا ہے۔ یدی دونوں ایک سمان متھیا ہی ہیں ایسے ہی اس ان دونوں متھیا جاگرت اور سوپن میں سوپن تو جاگرت میں
اتر آئے پر متھیا لٹچے ہوئی جاتی ہے پرنو جاگرت ایک دیر گھ سوپن اور آدی سنکلیپ کار یہ ہونے سے اس سوپن کی ایکیشا سنیہہ بھا

ہوتا ہے جو کہ چھایا سنکلیپ کی رچنا ہے اور تب تک متھیا شو نہیں ہو سکتا جب تک کہ برہم تو روپ اودھستان سرورپ کا درٹھ
اکروکش نہ ہو جائے۔ جاگرت سرشتی آدی سنکلیپ سے اور سوپن سرشتی سادی سنکلیپ رچت ہونے سے دونوں ہی سنکلیپ مارتے

ہیں۔ اتے مارتے جاگرت سنیہہ تو ہونیں سکتی بلکہ دونوں سنکلیپ روپ ہونے سے ایک سمان متھیا ہی ہیں اور دونوں ہی ایک
گھیان سا گمانی ترگیں اور دھاس روپ ہیں۔ اس کے دستو سرورپ کا بودھ سنکلیپوں کے نردودھ کا ابھیا س کرنے سے ہو سکتا

ہے جینا کہ سما دھی میں ایک ست چٹ سرورپ آتم تو ہی شیش رہ جاتا ہے اور یہی سدھ ہوتا ہے کہ سوائے ایک اودیت
چتیں سرورپ سے کچھ بھی سنیہہ سوتو نہیں۔ یہی تریا اودھتھیا آتم سا کشات کار ہے۔ اسی کے لئے وید بھگوان نے سرب دھم

کر م آپا سنا گیان آدی کا ودھان کیا ہے۔
अपि कोऽपि विद्वान् आचार्ये न दोऽस्तु सरष्टी किं विद्वान् कौन्तेय ॥

اچہ کوئی کے دیدانت آچار یہ نہ دو استو سرشتی کی ہی ستا کو مانتے ہیں اور نہ کسی بھن سرورپ والے سرشتا کو ہی سوتا
کرتے ہیں کیونکہ کوئی سرشتی ہی ست دستو ہو تو سرشتا کی کلینا بھی کی جاوے مگر یہاں تو سدھانت میں ایک شدھ تو گیان

سرورپ کے سوائے کچھ موجود ہی نہیں اور جو بھن ہو کر بھاستا ہے وہ اسی کی اپنی تھا اور دھوتی ہے۔ سرشتی اور سرشتا دو
بھن بھن سوتنتر تو سو یکا کرنا ناسکتا کا پر پچے دینا ہے۔ جیسے کہ دیوت سیٹھے اٹھ یا چلے وہ دیوت ہی ہے یہ سب اس کی

بھن بھن سوتنتر تو سو یکا کرنا ناسکتا کا پر پچے دینا ہے۔ جیسے کہ دیوت سیٹھے اٹھ یا چلے وہ دیوت ہی ہے یہ سب اس کی

و بھوتی ہی تو ہے۔ ایسے یہ آتم دیونیندرا دستھا میں سرشتی رہت اور بدن اور ستھا میں جگت رنپ سے پریت ہوتا ہوا کچھ الگ ہونہیں گیا کیونکہ وہ نہرو کار تومی تو ہے سرشتی کی حالت میں بھی سرشتا نام ہونے پر وہ آپ کو ایک ہی رہتا ہے سو پناوی سے بھن سنون جگت کچھ نہیں جگت روپ میں برہم ہی پرگٹ ہوا ہے اس کی ہی سرشتی اور پرے کتن ہوتی ہے اسی نتیجہ پر گیان وان سدا درٹوہ رہتا ہے کہ بھگت گیان سدا نہرو کار اور انچس روپ سے ویان ہے اتھان کال میں جس کو جگت کہا جاتا ہے اور سدا ہی میں جس کا نتیجہ ہے وہ دونوں اوتھان میں ایک برہم ہی ہے جیسے سونے کا بھوشن اور سونے کا ڈالا دونوں حالتوں میں ایک چکر اور اور مویہ وان دھا تو سونا ہی ہے انیتھا کچھ ہوا نہیں۔ اس آتم بھومکاس اور تم گیان وان ہی قائم ہوتا ہے۔ اس پر کار کارن اور کار بھاؤ دونوں برہم سروپ میں کلیت ہی سدھ ہوتے اور منوئے جگت واسٹو میں برہم سروپ ہی بھٹھرا جس کا یہاں بھگت گیان روپ سے دنن ہوا ہے۔

اس سے گورو **सर्वं स्वस्तिव ब्रह्म** اس شرٹی کا بھاؤ سینٹ کیا گیا تھا اور وہاں یہ درشایا گیا تھا کہ جگت آپ ہو کر یہاں برہم تو اپنی سنگھپنکتی سے پرگٹ ہو رہا ہے اس طرح برہم کا ہی سرور درشن یہ اس کا پورے درشن ہے اگر کوش درشن تو سدا ہی آتم روپ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس پر کوش برہم کا ہی پرکوش درشن اب کر لیا جاتا ہے یہی پہلے بھی آتم روپ سے درشن کر لیا گیا تھا مگر اس میں برہم سے ابھید نشی نہیں کر لیا گیا تھا۔ اپنے اپنے پورے اور ٹھہ ہونے پریدی بھئے کی فونی پورے طور پر نہیں ہوتی تو یہ کیوں بھید درشتی کا ہی پھل ہے جیسے کہ ہمارا بچہ کہہ دیتی کے دربار میں زیموہست اور چکر والے پر وہاں منتری کا پد بہت اونچا تو ہے پر نہ بھید بھاؤنا کے کارن اس کا پورے بھئے فورت نہیں ہوا پہلے ہی آئے دوسرے اور بھیکاروں کی آکھیا آد اور گیان اور دل پر اپت بھی ہے مگر اس جہاں بچہ کے خاصے اپنے کو بالکل بے بس یا ناہوا سدا اس کے آج ادھیکاروں کے بھئے بہت ہی رہتا ہے کیونکہ وہ باقی سب سے زیادہ ہمارا بچہ کی شکیتوں کی جانکاری تھا ہے اسی طرح سرور کھل دنگ برہم کو سمجھنے والے کو اپنے آپ کو برہم سروپ سے بھن جاننے کے کارن اسے سدا بھئے ہی سدا رہتا ہے اور پورے کھی نہیں ہو سکتا۔ اپنے آپ کو وہ ایک کھٹہ تیلی یا کھولنے کی طرح کھلاؤ کی کے باقیہ میں ہے بھن بھتا ہے بلکہ اپنے کو جڑ اور ستا شونیہ اور تچھ بھکر شیر سے بکری کی طرح سدا بھئے بھیت رہتا ہے۔ اس مرتبہ تلیہ ٹک سے اوپر اٹھانے کے لئے شرٹی اب برہم کو اس کا اپنا ہی روپ بتاتی ہے۔ ان میں برہم رنجیت نام کی بھید نہیں کیونکہ دھ یا بھید میں بھئے ہی بتلایا گیا ہے اور شرٹی اسے آدوے برہم سروپ ہی نتیجہ کر کے ابھے کر ناچا رہتی ہے اور یہ سدھ کرتی ہے کہ **अथ सात्मा ब्रह्म** یعنی منہا اوتھا ہی برہم سروپ ہے تہ قوم اسی **सत्त्वमासि**

تم وہی (برہم سروپ) ہو یہ برہم اتکر سرشت اوتھا پر اپت کر کے گوت کر تیر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس گوت کرکتیا کے لئے برہم کو **ब्रह्मब्रह्मास्मि** روپ سے ابھید گیان کا ہونا نہایت آدشیک ہے ادا ایسے دید و کیوں میں شواں کا نہ آنا اور بھاگیہ اور انرتھ کا ہی کارن ہے جو کہ جہاں پاپ گروں کا پھل ہے۔

اس اوتھا کو پر اپت کرنے کے لئے شرورن منن اور ندھیان کے ابھیاس کی بہت ضرورت ہے جس میں تیاگ ہیراگ کا ہونا بھی مقدم ہے۔ جو پرش شرورن آدی سے ابھیاس کرتا ہوا فوہ ویزیک کھی کا سہارا لیتا ہے وہی اپنے برہم سروپ کا ٹھیک ٹھیک پودھ کر سکتا ہے اور اترتو کو پر اپت کر سکتا ہے نہیں تو چر کال تک اس اہم برہم اتھی روپ گیان کے ہونا بھید بھاؤنا کے کارن بھئے اور مرتبوں میں پڑا رہتا ہے اور اس کی پریت بھاؤنا کا دوسرا کوئی اپائے ہے بھی نہیں۔ یہی شرورن آدی کرنے کی اس جگیا سٹو میں پوری پوگیتا نہ ہوتو ایسے تراش نہیں ہونا چاہیے وہ انہنگہ اپاسنا کے نہ تر ابھیاس سے بھی اس پریت بھاؤنا کو بدل سکتا ہے اور اس کی فونی ہوتے ہی اسے برہم کا آتم روپ سے سائنکات کاراوشی ہی ہوگا ایسا کرنے میں نہ تو ایشور ابھیان ہی سمجھا سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا دیہ آتم بھاو میں اپوگ ہی ہے بلکہ اس کے زبرد

وہ یہ کو جڑ سے اکھاڑنے کی ایک اچوک اوشدھی ہے جسے ہمارے لوگ نے اپنے اچھیاں سے انو بھو کیا ہے۔ وشنیشاہ ہے کہ یہ اچھیاں کال میں سادھن ہے اور سیدھ اور ستم میں پھل روپ اس کے لئے شاستر کا رسپٹ شدوں میں یوں درج کرتے ہیں **पुनः पुनः भावेऽपि ब्रह्मास्मि इत्येव चिन्त्यताम्** اپنی برہم بھاونہ اوشیہ ہی کو تین مانی گئی ہے۔ اس کا پرمان اس انگ کوہ آپا سنا کے سادھوں کے لئے بہت وستار سے مختصروں میں ملتا ہے۔

آگے چل کر اس شکل کو جس سے یہ جو جگت آدی بھد سیدھ ہوا اس برہم سروپ سے بھن نہیں مانا گیا اور جن جن شاستر کاروں نے اسے پر کرتی یا شکتی آدی کہہ کر الگ الگ نشیہ کیا ان کی آویجا کی ہے اور یہ سیدھ کیا گیا کہ ایک اور تہہ برہم تو ہی اپنی ہمایں براجمان ہے دوسری کئی کئی دستوں سے نہیں۔ اس کی پرستی کیوں مرو بھوئی (رختیان) میں جوں کی طرح ہتھیاری ہو گئی ہے اس لئے ستیہ استیہ آدی سے دلکش اسے ہتھیار و جینہ مانا ہے۔ اور اس کی ویا کھیا میں خوب بکری سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا دھی کے نمبت سے ادھیاتک ادھی بھوتک ادھی دیو کو روپ سے ہتھیار و جینہ سیرسی آتا کی ایک روپ سے دکھائی گئی ہے۔ اور جاگرت آدی میں ان کے بھن بھن استھان اور بھن بھن یو بار دکھائے ہیں ایسے ہی ہتھیار میں ہتھیار یہ روپ اس کے کو تک دکھا کر ویشو ازمہ ہرنیہ گرہ اور ایشور یہ بھن بھن سروپ کھن کے لئے جن سب میں ایک ہی اور تہیہ ادھشان دستو اوسلوک دکھائی گئی اور یہ ایا دھی نہت انکا یہ سروپ سنگ سروپ کا درشن ہے اور ادھشان روپ زگن سروپ سرب ایا دھیوں سے اتیت بتلایا گیا۔ اسی نروان سروپ سرب ایا دھی و نیکت آتما کو ساکشات کار کر کے ہی یہ مہر ش کرتیہ ہو سکتا ہے اور مشریمین اندریوں سے راگ و نیش بہت شاستری کرم کرتا ہوا یہ جیون دیت کرتا اپنے اگر یہ سروپ میں اسکت رہتا ہے اسی کا نام جیون مکتی ہے جو کہ مشریم رہتے تک تو یہ ماند سروپ کے انو بھو کا ہوتو ہے اور اس کے بعد سدا کے لئے اس کا آدا گون مٹ جاتا ہے اور سویم و دیہ روپ سے برہم بھاؤ کی پراپتی ہوتی ہے جس کی استی شرتی سویم کتی ہے اور اس کو دھید۔ دھنیہ بتلاتی ہے اس کا کسی بھی ہوتو سے کوئی کرم نہایت یا کرم بیان کا بندھن کا ہوتو نہیں بنتا اور پرا بدھ ٹو اس و دیہ کی سماتی تک ہی تھی اس لئے شرتی اس کے لئے ایسے شد پکارتی ہے۔

न स पुनरावर्तते न स पुनरावर्तते

इत्यो म

وہ پندہ بیان کسی دیہہ دارن کے لئے نہیں لوٹتا نہیں لوٹتا۔ اوپر لکھے گئے سنگشیت لیکھ سے یہ سیدھ ہو گیا ہوگا کہ اگر نہتہ اوتھم جگیا سو کے لئے کس قدر اپیوگی ہے اور کیسے تو بوجھ کو تھوڑے پر تو اولک ڈھنگ سے نروپن کیا گیا ہے۔

یہ پدارتھ جتنا زیادہ سے زیادہ وچار میں لایا جاوے گا اتنا ہی آندادھک سے ادھک پراپت ہو سکیگا۔ گیان سروپ پر بھو اس گرنتھ کے وشنیہ میں ہماری بدھیوں کو ادھک گنجھنا سے ڈبکی لگانے کی ساعر ہتھیار پروان کسے اوتھم۔

نوٹ:- یہ سالنامہ جنوری اور فروری ۱۹۶۳ء یعنی دو ماہ کا رچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین "اوم" اس کے لئے خط و کتابت نہ کریں۔ اگلا پرچہ شکی منبر ہوگا جو کہ یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو شائع ہوگا۔ پنجب

SECURE THEIR FUTURE HAPPINESS....

They look upon you to see that the family is kept never in want for the good things in life. The children should be provided with everything they need and their future happiness.

For your children's

SECURITY

3%

Open a

Interest p.a.

SAVINGS BANK ACCOUNT with

**THE
CENTRAL BANK
OF INDIA LTD**



آپ قیمتوں کو بڑھانے سے کس طرح روک سکتے ہیں



زیادہ مال تیار کیجئے
زیادہ کام کیجئے۔ پیداوار بڑھائیے۔ سست روی کے طریقوں کو چھوڑئیے۔ سما کالج
میں باقاعدگی لائیے۔ اوقات کے پابند رہیے۔ یہ اضافی کوشش ہی ہے جس کی
بدولت پیداوار اور ہماری دفاعی طاقت بڑھتی ہے۔



پیداوار بڑھائیے
اپنے کھیتوں سے بھرپور فصلیں اگائیے۔ پیداوار کو معقول قیمتوں پر بیچیے۔ سبھی
کو خوراک میسر آئے اور کوئی ضائع نہ کرے۔



کم خرچیے
صرف ضرورت کے وقت ہی خریدئیے۔ فضول خرچی سے بچئیے۔ دعوتوں
اور تقریبوں پر روپیہ صرف نہ کیجئے۔



زیادہ بچائیے
ہر ممکن بچت کیجئے۔ اور روپیہ نئی ڈھنس سیوننگز اسکیموں میں لگائیے۔
جتنی زیادہ آپ بچائیں گے ملک کی دفاعی طاقت اتنی ہی زیادہ بڑھے گی۔
اور جلد فوج ہوگی۔



قیمتوں کو بڑھانے سے روکیے
جانباز جوانوں کی طاقت بڑھائیے

پسند

از قلم :- جہا تہا دولت رام جی سجدیو

پرگیانِ اولم

یعنی

ادویت سدھانت کا درپن

منشیہ ماتر ہی نتیجہ اور سدھانت پر ہے والے سچے سکھ کی کھوج میں ہے۔ سادہ سنسار اسی کی تلاش میں دوڑ دھوپ کر رہا ہے آج کا ایم یگ اسی کھوج کا نتیجہ ہے مگر اس سے بجائے سکھ کے سروناش ہی ہونے کی آشنکا پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پہلے زمانے میں رشیوں نے ویدوں انیشدوں آدمی میں سے ایسے سروناش کے بچے کا سرودا کے لئے ناش کرنے کے اہمیاے ڈھونڈے تھے۔ انھوں نے اپنے سپہیل پر تین سے گیان امرت کو کھوج نکالا تھا۔ انھوں نے پرانی ماتر کو ہمیشہ کے لئے مٹ بھیج کر دیا تھا۔ اُن کی شکشا کو پاکر ہمارے شول نے مرتیو کو لٹکا را اور اسے پکار پکار کر بھنھوڑا تھا۔

यस्य ब्रह्म च क्षत्रं च उभे भवत आदिन ।

मृत्युयस्योप सेचनं कः इत्यावेद यत्र स ॥ कठ ॥

انھوں نے بتایا تھا کہ برہمن کھشتری آدمی کا گیان ہی اور بچے ہی جس کے لئے بھات روپ لوالہ ہیں۔ اور مرتیو کی چٹنی ہے ایسے برہمن دیتا کو کون جان سکتا ہے کہ وہ کس اتم استھتی میں ہے۔ یعنی اُسے اب کوئی بھی جینے کی آشا یا مرتیو کا خوف نہیں رہا۔ اور وہ سدھانت کے لئے نہ بچے ہو گیا ہے۔

بقول سوامی رام تیر تھ جی۔ موت کو موت نہ آجائے۔ جو قصد میرا کر کے آئے

او موت اڑا دے اس جسم کو میرے اور اجسام ہی کچھ کم نہیں ایسی استھتی پانے والا گیا لوان جس آنند کے ساگر میں منگ رہتا ہے وہاں بھلا یہ کہاں موت سے بچے بھیت ہو سکتا ہے۔ اس بچے پر کارا کیا ہے؟ یہ کیسے پایا جاتا ہے۔ اس کو پانے والے کی استھتی سرودا اڈول کیسے بنی رہتی ہے۔ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اسے شخص تیرا آتا سدھانتیہ ستیہ جیتیہ اور آنند سروپ برہمن ہے۔ موت کا لوالہ یہ شریر ہے۔ تیرا اس سے کچھ بھی سبندہ نہیں تو سدھانت کا ساکشی اور ادھشتان سروپ ہے اور واسٹو میں یہ جگت تیری ستا ہے ہی ستیہ ہو کر بھان ہوتا ہے اس کی اپنی ستاتین کال بھی نہیں کیوں بھرائی سے ہی سوپن جگت وقت بچے یہ ستیہ سامو کر پر تیت ہو رہا ہے۔ تیرا سروپ سدھانتیہ سروپ ہے اجرا اور امر ہے۔ اپنے سروپ کو پہچانتے ہی سے تو اس دھمخہ خوف سے بچ سکتا ہے۔ گورو کے ایدیش سے ہی تو اس انا دی ندراسے جاگ گرا ہے سروپ میں قائم ہو کر نہ بچے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اٹھ جاگ ہمارے شول سے گیان پرلٹ کر کے

اپنے آپ میں قائم ہو جا۔ اس کے سوا یہ مانند کی پراپتی کا کوئی چارہ نہیں۔

اس گیان پذیر اسے جاگنے کے لئے مست اور است کا دو یک نہایت ضروری ہے۔ ایک شدھ پر گیان روپ آتما میں یہ تھیا آیا دھی روپ شریر اور بھگت ایسے آن ہوتا بریت ہو رہا ہے جیسے کہ مٹی میں گھڑایا زسی میں ساپ وغیرہ۔ اس آیا دھی کی داستوستا کوئی نہیں بلکہ ادھشتان کی سستا کو پا کر یہ ستوت ہو رہی ہے۔ ادھشتان تو ایک پر گیان روپ برہم ہی ہے۔ اسی پر گیان کا بھن بھن انشکرن دیکھ آدی میں ظہور ہو کر یہ بھن بھن دکھائی دے رہا ہے۔ یہ سوین لیلادت سبھی لیلاد واستو میں سوینا دی آتما روپ پر گیان سے ابھن ہو کر دکھائی دیتی ہوئی بھی ایک پر گیان ماتر ہی اپنی مہا میں براجماد ہے اندر باہر فقط ایک پر گیان ہی ہے ارتھات چتینہ سر روپ برہم ہی سب کا ایتا آپ ایک اور ادوتیہ ہے اسی کا ورنن اس پر گیان ولاس گرنتھ میں انیک سیکھتوں سے کیا گیا ہے جس کا آد ہار اُنیشد لوگ واششت مانڈوکیہ کاریکا آتم پران گیتا اور ادویت سدھانت کا سارا لٹ بچر ہے اسی کا ورنن بھاشیہ کارشکر آچار یہ نے اپنے گرنتھوں میں کیا ہے۔ آتشا ہے کہ اس پرشن آتم روپ پر گیان ولاس کے گھنر مطالعہ سے لیکھک کی محنت سے لاجھ اٹھایا جاوے گا جو کہ لیکھک نے جیون بھر کے سوا دھیا ہے اور لکھا کے بعد جگسا سو جنتا کے ہمت کے لئے لیکھک بدھ کیا ہے اور جسے شری نند جی نے اس رسالہ اوم کے سالانہ نمبر میں چھپوانے کے لئے وشیش کرپا سے آگیا پر دان کی ہے۔

برہم گیان کی اوشکتا

پرشن برا بھگون ! ویدانت کے انیک گرنتھوں کے موجود ہونے پر بھی آپ اس نے گرنتھ کی رچنا کیوں کر رہے ہیں؟
 اُتھر۔ پریمہ جگیا سو ابھن بھن شاستروں اور ان کے مول وید کے کرم کا نڈا اور اپاسنا کا ٹڈ میں جو کچھ بتلایا گیا تھا اس سے پر ماتم تو کا پرکش روپ سے ہی گیان کرایا گیا ہے۔ ساکشات وشن نہیں کرایا گیا۔ اب اس انیشد بھاگ ارتھات گیان کا نڈ میں اُسی برہم کا آپ جگیا سو لوگوں کو ساکشات کار کرایا جاوے گا اور جو لکشن اس پر ماتم سر روپ کے شاستروں میں کہے گئے ہیں ان سب کو پرکش روپ سے دکھلایا جاوے گا۔ اور سنسکرت سوت گرنتھوں شکر بھاشیہ اور سنسکرت کے ٹیکا گرنتھوں میں جو کچھ یکتیاں بہت وستار سے دی گئی ہیں۔ ان کو مل ریتی سے اور سنکشیپ سے سمجھانے کا تین کیا جاوے گا۔ اول اس پر ہاتھوں کے انو بھو کو بھی ساتھ ہی ساتھ دکھلا جاوے گا۔ اس سے جگیا سوؤں کے پر م کلیان کی پوری سمجھا دنا ہے۔ اس گرنتھ کو لکھ کر اپنی متی کی شدھی کے ساتھ ہی ساتھ گوردھاراج اور ہارپرشوں کے چرون میں شردھا بجلی روپ سے بھی یہ گرنتھ پھینٹ کیا جا رہا ہے جن کی کرپا سے اس ویدانت تو کو سمجھنے کے لئے پروری ہوئی۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ گیان کا نڈ کا ایک ماتر پر یو جن یہ کہ جس پر ماتم کے لکشنوں کو سنکر آپ کو اُس کے درشنوں کی ترپ پیدا ہوئی ہے اور اب اُس کے دیو لوگ زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتے اُس کا آپ کو پرکش روپ سے ساکشات کار کر دیا جاوے۔ آپ اس کی گیان مٹی پوجا کر کے اُس کو رچھا کر یہ مانند پر اپت کر سکیں۔

یاد رکھو کہ شاستروں میں اُس پریشور کو سرو دیا یک بھی کہا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپرکش ہے اور سرو گیہ ہونے کے ناطے ہماری اس ترپ کو سدا جانتا اور محسوس بھی کرتا ہے وہ نتیجہ بھی

اس کا گیان بھی نتیہ ہے۔ پھر کیوں نہیں ہیں اس کے درشن ہوتے۔ اس میں کیا راز ہے۔ جو دستور سداسد و تر براجمان اور زندگی بھی ہو اور پھر وہ دیا لکھی ہو پھر وہ کیوں نہیں ہمارے سامنے پر گٹ ہو کر ہمارا دکھ دور کرتا ہے اب کبھی وہ ہم کو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپر دکش کہا جاتا ہے یعنی ہم بھی اس کو دیکھتے ہیں مگر پھر بھی چھپا ہوا کیوں ہے کیوں ہم اس کی کھوج کر لیں یہ کیا معنی ہے۔ تو ہم تمہیں ایک درشتانت دیتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ تم ابھی سمجھ جاؤ گے دیاں کرو کر رام نے شام کی تعریف تو سن رکھی ہے اسے آجک دیکھا نہیں اور وہ اسے ملنے کے لئے کوشش کر رہا ہے اور شام وہیں اس کے پاس موجود کھڑا ہے مگر پچان نہ ہونے سے اس کے لئے ہر جگہ بھٹک رہا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پیارا شام ہی میرے سامنے کھڑا ہے بلکہ اسے کوئی اور شخص سمجھ کر اس کی ایکشا کر رہا ہے۔ شام بھی جانتا ہے کہ یہ میری تلاش میں ہے کئی بار وہ اسے دیکھ کر اس کے بھولے پن پر مسکرا دیتا ہے۔ اب اگر اس کو کوئی یہ بتا دے کہ یہی وہ شام ہے جس کی تم کو مدت سے تلاش ہے اور اس کے تمام لکنتوں کو اس میں گھٹا کر سمجھا دے تو رام بڑا حیران ہو گا کہ شام تو میرے سامنے میری تلاش کے پہلے سے ہی موجود ہے میں ہی اس کو نہیں جانتا تھا کہ یہ میرا پیارا شام ہے۔ یہ میری ہی بھول تھی۔ یہ تو مجھ سے کبھی اچھل ہوا ہی نہیں تھا۔ یہی حالت یہاں جگیا شوکی ہو رہی ہے۔ شاستروں میں جو لکتن پر ماتم کے کہے ہیں وہ اس کے پر گیان سروپ آتا میں پورے آرتے بھی ہیں پرنتو یہ اس کو کیوں گیان ماتر سمجھ کر اور برہم سروپ نہ جان کر آج تک اس کی کھوج میں بھٹک رہا ہے ضرورت ہے کہ کسی بتلانے اور پچان کرانے والے کی اور اس کے واکوں میں دشواری کرنے کی اور لودہ آج اب اور یہاں ہی حاضر ہے۔ کیوں ہماری بھول نے ہی اس کو کہیں دور بھٹا رکھا تھا۔ وہ اپر دکش ہوتا ہوا بھی ہم سے آج تک چھپا ہی رہا۔

پر گیان ہی پر ماتم سروپ

پرشن ۲ بھگن! یدی پر ماتم ہمارے سنکھ سدا ہی وراجمان ہے تو پھر ہمیں اس کے لکنتوں کو بھلی پر کار بتلا کر اس کی پچان کرائیے جس سے ہم اس کو ٹھیک ٹھیک جاننے کے سمرتہ ہو سکیں۔
آرتہ۔ پیارے پر برہم پر ماتم ہر ستمیہ ہمارے اتنیت سمیپ ہتھارا ہی انتر آتا ہو کر تمہیں ہر ستمیہ جانتا اور دیکھتا ہے اور اب بھی ہتھاری بدھی رو پی تمہیں براجمان ہے اور وہ ہتھارا گیان ہی تو ہے۔ تم اس کو پر ماتم نہ سمجھ کر کیوں گیان ماتر ہی جانتے ہو۔ دشواری اس کر دو کہ یہ گیان ہی پر ماتم سروپ ہے اس میں ذرا بھر بھی سنشے نہ کرو۔ یہ گیان سروپ پر ماتم ہتھارے سنکھ وراجمان سویم جیوتی سروپ ہے۔ وہ تمہیں بھلی پر کار سے جانتا ہے اور تم اسی گیان سروپ کی کر پا سے ہی ہر ستمیہ ہر دستو کو جانتے اور پچانتے ہو۔ اسی سے سب کچھ سوچتے سمجھتے ہو۔ پرنتو دکھ اور کھید اس بات کا ہے کہ تم اس سے دیکھ ہو رہے ہو جیسے کہ رام شام کے سمیپ ہو کر بھی اس کو شام نہ سمجھ کر کیوں منش ماتر ہی جانتا ہے یہی شام ہے ایسا نہیں جانتا۔ ایسے ہی تم بھی اس پر ماتم کو نہیں جانتے کیوں گیان ماتر ہی سمجھ کر اس کی ایکشنا کر رہے ہو یعنی اس کو چھوڑ رہے ہو۔

پرشن ۳ بھگن! یدی یہ گیان ہی پر برہم پر ماتم ہوتا تو شرتی اس کو اوشیہ ہی ایسا ورن کر تی۔ بھلا ہم سے کیوں اس کو چھپا کر رکھتی اور اس کا کیوں نہ کر تم تھا ایا سنا کا ٹڈیں ہی ورن کر دیتی۔ کیا کوئی ماما اپنے پتر کو اتنی دیر بلکتا دیکھ سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس گیان کو آپ پر ماتم روپ بتلا رہے ہو وہ ہرگز ہرگز پر برہم پر ماتم روپ نہیں ہو سکتا؟

پورن ادھیکار کی آوشیکتا

اُتر۔ پیارے! شاستروں میں پہلے تم سن چکے ہو گے کہ پر ماتہ کے انیک نام ہیں اور اُن میں پر گیان بھی ایک نام ہے۔
پر گیانم برہم (پر گیان ہی برہم روپ ہے) اور دوسری شرتی میں برہم کے سروپ لکش یوں بتلائے گئے ہیں:-

सत्यं ज्ञान मनन्तं वह्

حقیقت برہم سستہ گیان تھا انت سروپ
ہے۔ پرتو کرم تھا اُپاسنا کا نڈ میں بھگیا سو کی مشردھا اور درھتا لانے کے لئے اُسے نت کال ہی برہم ساکشات کار
نہیں کرایا گیا کیونکہ پورن ادھیکار یوگیتا اور سچی ترپ کے بنایدی اُس کا اُپدیش کر دیا جاتا تو نہ اسے اس کی قدر
یا آد ہی ہوتا اور پورن سادھن سمپتی کے بنا ہی اور بنا پریشرم ہی پر اپت ہو جاتے سے اسے کچھ وشیش آندھ بھی نہ اپت
ہو سکتا۔ اب جبکہ تمھیں اُس کے لئے سچی ترپ اور ساکشات کار کی سچی لگن پیدا ہو چکی ہے اس لئے اِس گیان اُپدیش دوارا
اب تم کو اُس کے واسطو سروپ کی پہچان کرا دی جاتی ہے۔ اِس لئے شرتی پر پورا بھروسہ کرو کہ یہ گیان سروپ ہی
پر برہم پر ماتہ ہے۔

پریشن۔ بھگوان! کیسی وجہ رات ہے کہ میری تجھ بدھی کے اس تجھ گیان کو ہی آپ پر برہم پر ماتہ بتلا رہے ہیں۔
کیا کبھی سرو دیا پاک پر ماتم تو میری اس چھوٹی سی بدھی میں سما سکتا ہے؟

بدھی گچھا میں پر ماتہ

اُتر۔ پیارے! یاد رکھو کہ انیک ناموں سے نامی انیک نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح پر ماتہ جس کے شرتوں میں انیک
نام بتلائے گئے ہیں اُن میں سے پر گیان بھی اس کا ایک نام ہے۔ ”پر گیانم برہم“ جیسا کہ پہلے بھی ہم کہہ آئے ہیں۔ اس شرتی
سے پر گیان سروپ آتا کو ہی برہم بتلا یا گیا ہے۔ وشواس رکھو کہ یہی پر گیان سروپ اب آپ کو درشن دینے کے لئے
آپ کی بدھی میں براجمان ہو رہا ہے اور اس سمیہ بھی آپ کی بدھی کو پرکاش کر رہا ہے۔ ایسا ہونے سے وہ جھوٹا نہیں
ہو گیا اور نہ کہیں باہر سے اندر ہی آ بیٹھا ہے۔ بلکہ جیسے سور یہ پرستھوی سے لاکھوں گنا بڑا ہونے پر بھی انیک جل پاتو
اتھو! درپوں میں پرتی بنب روپ سے پرگٹ ہو جاتا ہے اتھو! جیسے ہما کش رگھٹ میں گھٹا کش روپ سے پرگٹ
ہونے سے جھوٹا نہیں ہو جاتا ایسے ہی یہ پر ماتم دیوتھاری چھوٹی سی بدھی میں پرگٹ ہو کر اس کو پرکاش کرتا ہو اسی پرکاش
سے جھوٹا نہیں ہو گیا کیونکہ ایسا سنجو ہی نہیں بلکہ پہلے کی طرح اب بھی وہ یہاں اور پورن ہی ہے۔ اور اپنی ہما میں سروفا
ورا جان ہے۔

پریشن۔ ہے بھگوان! بھلا میں کیسے نشیجے ہو کہ یہی پر گیان سروپ ہی پر ماتہ ہے۔ کیا آپ کو پا کر کے اس
”پر گیان“ میں پر برہم پر ماتہ کے لکش سدھ کر کے دکھا سکتے ہیں؟

پر گیان ہی پر ماتہ ہے

اُتر۔ پیارے! سچ تم کو آتشچریہ ہو رہا ہو گا کہ پری پورن پر ماتہ کیسے اس بدھی میں آکر پرگٹ ہو گیا ہے پرتو
دیکھو کہ جب رام کو شیار کے سمیہ لکشوں کا پورن نشیج ہو جائے تو جس کو وہ پہلے کیوں منشیہ ماتر ہی سمجھتا تھا اب اُس
کو اپنا ارٹ مشر شام سمجھ کر پر سن ہوتا ہے۔ اُسی پرکاشم کو یہ بدھی میں پرگٹ ہوا ”پر گیان“ کیوں گیان ماتر ہی نشیج

ہو رہا ہے۔ پر ماتم دیو پ سے نیچے نہیں ہو رہا۔ اب ہم تمہارے دیش واس کرنے کے لئے پر ماتم کے سبھی لکشنوں کو اسی پر گیان میں سدھ کر کے دکھاتے ہیں کہ یہی پر گیان سرور ہی تمہارا ایشٹ دیو پر ماتم سرور ہے۔ ان لکشنوں سے پر ماتم تو کو ٹھیک ٹھیک پہچان کرنے میں اوشیہ ہی سہیل ہو سکو گے۔

کہ تم تمہارا پاسنا گانڈ میں پر ماتم کو اکھنڈ نہ رکھا۔ براؤلو تھا اگوچر بتلایا گیا ہے اور اس کو ہی سویم جیوتی بھی کہا گیا ہے۔ اسی سے سرب سرتھی کی اتیتی۔ اسی میں استھتی تھا اگوچر بتلایا گیا ہے آؤ ذرا ان لکشنوں کو پر گیان سرور میں گھٹا کر دیکھو جس سے تم کو اس کا پورن گیان اور نیچے ہو سکے۔ اکھنڈ کا ارتھ ایک اوشیہ اور براؤلو سرب ہے۔ انگوں سے رہت نہ رکھا کا ارتھ آکار یا روپ رہت۔ اگوچر کا بھاو ہے جو من اندریہ آدمی دوارا گرسن نہ ہو سکے اور سویم جیوتی شد کا ارتھ ہے جس کو بنا کسی دوسرے کی مدد کے ہر دستو کا پرکاش یا گیان ہو۔ اتیادی۔ ان لکشنوں والا کیوں پر ماتم تو ہی ہے جس سے سرب سرتھی کی اتیتی آدمی ہوتی ہے۔ یدی وچار کر کے دیکھیں تو یہ نیچے ہو جاوے گا کہ پر ماتم دیو کے یہ سب لکشن پر گیان سرور میں پورے کے پورے اترتے ہیں پر ماتم ایک اور اوشیہ ہے اس میں انشکرن اور اندریوں اور ویشیوں کے تمہارا بھید سے تمہارا بھید سمین نہیں ہوتا۔ وہ ہی بھوت بھوشیت اور درتھان کال تھا دلش بھید سے بھی سرودا اتیت اور اسنگ ہونے سے سرب دلش کال اور وستوؤں میں ایک اوشیہ ہی ہے۔ گیان سرور پر ماتم کے کوئی بھی آویو (انگ) نہ ہونے سے وہی براؤلو ہے۔ آکار نہ ہونے سے وہی نہ رکھا ہے اور روپ رہت ہے۔ چونکہ وہ من اور اندریوں سے گرسن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خود ہی اس گیان سرور کا وشیہ ہوتے ہیں اس لئے وہ پر گیان سرور پرودا اگوچر ہے ارتھات اوشیہ ہے۔ گیان سے ہی سب کا پرکاش ہوا کرتا ہے اس گیان کو سور یہ چندر تا نامندل گنی بجلی آدمی پرکاش کرنے میں اسمرتھ ہیں۔ یہ سرتھی منومی ہونی ہے اسی گیان سرور سے ہی پیدا ہوتی ہے اسی گیان میں استھت رہتی ہے اور انت میں اسی میں لین بھی ہوتی ہے۔ ایسے سبھی پر ماتم سرور کے لکشن اسی پر گیان سرور میں سدھ ہوتے ہیں۔ اب تمہیں اوشیہ ہی یہ نیچے ہو گیا ہو گا کہ یہ تمہارا گیان ہی پر ماتم سرور ہے۔ اس میں تم کو کھیت بھی نہ رہے نہیں کرنا چاہیے۔

گیان ہی سرب شیکمان ہے

پرکشن ۷۱ بھگون پر ماتم تو سرب شیکمان ہے اور سرب جگت کی اتیتی استھتی اور سنگھار کر سکتا ہے تو کیا ہمارا یہ "گیان" بھی سرب شیکمان ہے۔ کیا اس میں بھی کسی کی اتیتی آدمی کرنے کی شکتی ہے؟

اتر۔ ہے پیارے! جیسے شاستروں میں تم نے سنا ہے کہ دیشو بھر کے سبھی کاریہ کرنے اور سرب جگت کی رچنا آدمی کرنے میں ایشور سمرتھ ہے اور سب کچھ اس کی ہی آلیا اور اچھا کے آدھین ہی ہو رہا ہے تو تمہیں یہ دیشو اس بھی اوشیہ کرنا چاہیے کہ وہ گیان سرور ہی پر ماتم ہے جس کے آدھین سب کچھ ہو رہا ہے کیونکہ دیشو میں کیوں دو پرکار کے ہی کاریہ ہو رہے ہیں ایک مانسک یا آنترک اور دوسرے باہری۔ جو کہ دیمہ دھاریوں کے ادھیکار سے باہر معلوم ہوتے ہیں مانسک کام تو سبھی جیوں میں ایسے ہی ہو رہے ہیں جیسے کہ ہمارے منشیہ شری کے اندر ہو کرتے ہیں اور وہ ہمیں اسے ادھیکار میں معلوم ہوتے ہیں۔ پرنتو ان میں سے بھی کچھ ایسے کام ہیں جو ہماری سامر بھقیہ اتھوا ادھیکار میں ہیں جیسے کہ پراؤں کی کرپا۔ رکت سخیار اور بھوجن آدمی کا پچنا وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرے مانسک کاریہ بھر دو پرکار کے ہیں ایک تو وہ ہیں جن میں ہمارا گیان ان کو اپنے لئے ہمت کر جھٹتا ہے اور ان کو اپنی سمجھ کر ان کو گرسن کرنے کے لئے ہمارا سنگلپ اٹھا کرتا ہے

اور دوسرے جن کو ہم اپنے لئے ہانی کارک سمجھتے ہیں ان کو گرہن کہنے کی بجائے ہمارا منکپ ان کو تیا گئے یا ان سے دور رہنے کا ہوتا ہے اور ایسے منکپ کے انتر ہی گرہن اتھوا تیا گ کے لئے ہمارے سرب انگ چیشٹھا کرتے ہیں جیسے بکری گھاس کو دیکھتے ہی اسے کھانے کے لئے پرورت ہوتی ہے اور سنگھ آدی کر ورجیوں کو دیکھ کر جھٹ بھاگ کھڑی ہوتی ہے اس لئے وہ سرب کاریہ چاہے وہ گرہن کے لئے ہوں یا تیا گ کے لئے سبھی ہمارے منکپ پور وک ہی ہوتے ہیں ایسے سبھی کاریہ گیان کے ہی آدھین ہیں اور سب گیان کے ادھیکار میں ہیں چاہے وہ کاریہ نالنگ ہوں یا باہری شریہ دارا ہونے والے۔ اس لئے یہ سمجھو کہ بھگوت گیان ہی سرب کاریوں کو کرنے میں سمجھتے ہیں اور وہ سرب کاریہ جو اس منشہ کے منکپ کے آدھین نہ ہو کر واہیہ جگت اتھوا شریہ کے اندر ہو رہے ہیں ان کے لئے بھی بھگوت گیان کی پیرنا پیلا وشیٹی انتھکر میں نہ ہو کر سیدی ہی ہریرہ کرکھ ارتھات سسٹھی انتھ کرن یعنی سسٹھی سوکشم شریہ کے انگوں سور یہ آگنی جل پر تھوی آدی میں ہوا کرتی ہے اس پر کار سرب جگت کے کاریہ جو انشور کرت کہے جاتے ہیں وہ بھی بھگوت گیان کی ہی آگیا اتھوا پیرنا تھاتھاسے ہوتے ہیں۔ وہی گیان سروپ سرب جگت کا پیر کرک اور انتھریا ہی ہے اور سرب کو سمان روپ سے ستا پر دان کر رہا ہے۔

پرشن بھگوت! یہ تو لپٹ ہو گیا کہ بھگوت گیان ہی اندر باہر کی سرب سسٹھی کا کرتا ہے پر تو پھر بھی ایسا پرنت ہوتا ہے کہ یہ گیان کیوں ہمارے ادھیکار کی ہی شار پر کرک انتھ باہر کی کریاؤں کو کر سکتا ہے اس سے باہر کی سرب جگت کی رچنا اس کے پان آدی کاریوں تھا دیسہ بندھی دوسرے ان کاریوں کو کرنے میں جن میں ہم سوئم امرتھ ہیں ان کو تو گیان کے سوائے کوئی دوسری ستا ہی کر رہی ہے اور وہ ہمارے گیان کے سروپ سے سروتھا بھن ہی ہے۔ اس لئے یہ گیان سرب جگت کا سرشتا پالک تھا سٹھا رکھیں ہو سکتا؟

جگت کے سبھی کاریہ مریدا پور وک ہونے گیان آدھین ہی ہیں

اتھ۔ پیائے۔ ایسا کبھی بھی نہ سمجھو کہ گیان کیوں ہمارے منکپیت کاریوں کے کرنیکا ہی ادھیکار رکھتا ہے اور ان سے اتی رکت (علاوہ) جگت کے دوسرے کارج اس کے ادھیکار میں ہیں۔ کیونکہ دونوں پر کار کے کاریہ ایک وشیٹ نیم اور مریدا کے آدھین ہی ہو رہے ہیں اور نیم آدھین ہونے والے سرب کارج گیان سے ہی ستا اور پیرنا پاتے ہیں اور اس کے ادھیکار سے ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ بنا گیان کے کسی بدھی پن سے ہو نیوالے کاریہ بے ڈھنگے اور مریدا پن ہی ہوا کرتے ہیں ویرتھ تھا پیر و جن مشونیہ ہوا کرتے ہیں پرنتو سسٹھی کے سبھی کاریہ اور شریہ کے اندر ہونے والے وہ کاریہ جن میں ہمارے منکپوں کا کوئی سبند نہ نہیں سب کے سب مریدا پور وک اور نیم اوسا ہی ہو رہے ہیں اس لئے یہ سرب کاریہ بھگوت گیان سے ہی ہو رہے ہیں۔ وہی بن سب کو ستا سمجھتی دے رہا ہے۔ اس لئے سبھی کاریہ گیان آدھین ہی ہیں۔

پرشن بھگوت! مجھے ایسا کچھ کچھ نہ چلے تو ادشیہ ہوتا ہے کہ یہ سب بھگوت گیان کی ہی ستا اور پیرنا سے ہو رہا ہے پرنتو یہ ہمارے چھوٹے سے گیان سے سب کچھ ہونا کیسے سمجھو ہے یہ تو پیری پورن گیان والے انشور سے ہی ہو رہا ہو گا جو کہ سب سے بڑا اور ہم سب سے بہین ہے۔

پرگیان کے پرگٹ ہونے کے بھین بھین استھان

اثر - پیالے۔ تم ایسا سنہیہ مت کرو اور سوتج و چار کر دیکھو تو تمہیں سمجھ آجائے گا کہ گیان تو ایک اور ادوتیہ ہے۔ ایسے سرب کرموں میں جو یا ہر یا بھیت ہمارے ادھیکار سے باہر ہوتے معلوم ہوتے ہیں بھگوت گیان ان میں سے ہیں ہرنیہ گرہ میں پھر ہر دیہ میں پھر مستشک (دوغ) میں اور گیان اندریوں میں پرگٹ ہو کر ستاپ کر دان کر تا ہے۔ ملن اوپاچھو کی انیکیا میں یہ گیان بھی انیک سا ہو کر بھان ہوتا ہے اور ایسا بھین بھین پر تیت ہونا بھی بھگوت گیان کا ہی ایک ولاس اور جیتکار ہے۔ یہ سرب اوپا دھیاں ہرنیہ گرہ سے لیکر گیان اندریوں تک ان شیشوں کے گان ہی ہیں جو کہ درجہ بدرجہ رکھے گئے ہوں جو کہ شیش محل میں ترتیب وار لگے ہوئے ہیں اور جن کے کارن ایک سے انیک تک ہو کر بھان ہوتے ہیں اور ان سب میں ایک ہی بنپ روپ تکھ انیک ہو کر بھان ہوتا ہے ایسے ہی ان سب آیادھوں میں ایک ہی پرگیان سروپ آتما انیک ہو کر دکھائی دے رہا ہے جیسے کہ ایک ہی دیگ انیک شیشوں میں انیک ہو کر پرگٹ ہو رہا ہو۔ اپنی اچھا سے ہونے والے دیہ کے بھی کاموں میں پرنا جھٹ پٹ داغ میں ہوتی ہے اور شریر میں کسی سنگھ یا پریرنا کے بنا ہونے والے پاچن کر یا اور رکھ سپار آدی میں اسی پرگیان سروپ کی پریرنا ہر دیہ پران آدی یا سوکشم شریر میں ہوا کرتی ہے۔ اور یا ہری جگت کے کاریوں کے لئے اسی بھگوت گیان کی پریرنا ہرنیہ گرہ اٹھوا سمشتی سوکشم شریر میں ہوا کرتی ہے اور بھگوت گیان روپ ادھشتان تو سب میں ایک ہی رہتا ہے اسی سے سب کے سب شریروں میں اچھا پور وک اٹھوا ان اچھا پور وک تھاوا ہیہ جگت میں اپنے آپ ہونے والے بھی کاموں میں ایک ہی ادھشتان تھاوا پر مرک ہونے پر بھی بھین بھین آیا دھکی ہونے کے کارن ان سب سے بھین بھین کام ہونے سے پریرک روپ ادھشتان تنو اٹھوا اٹھوا پر گیان سروپ میں بھی انیکنا کا بھرم ہو کر قاسے اسی لئے اس میں بی شیشی ہوا کہ گیان انیک نہیں ایک اور ادوتیہ ہی ہے دی بھگوت گیان جو ہرنیہ گرہ میں پرگٹ ہوتا ہو اس سرب برہانڈوں کے بھی کاریوں کا پریرک اور پرکاشک ہے وہی ہمارے سنگھپ اور اچھا کے ادھین اٹھوا بنا اچھا کے ہونے والے بھی کاریوں میں پریرنا کرنے کے لئے تمہارے ہر دے یا دل میں اور داغ میں پرگٹ ہو رہا ہے۔ اس سمیہ بھی وہی بھگوت گیان آپ کے داغ میں پرکاش کر رہا ہے اس لئے اس کے ساکشات کار کا اس سمیہ تمہارے لئے سندر او سندر (موقعہ ہے) آؤ اس کی ادبھت سندر تا اور ایشور یہ کارا بھوکرو اور اس گیان کے بھگوت سروپ ہونے میں کجیت بھی سندر یہ مت کر و کیونکہ یہاں آپ کو جو اس کے ساکشات کار کا موقعہ ملا ہے یہ اس کی بہان کر پا ہے۔ اسی گیان سروپ کا ہی کرم اور آپاسنا کاٹھ میں سروگیہ روپ سے شاستر ورنن کو کیا تھا۔ کیونکہ جاننا ہی تو گیان ہے اور بنا گیان کے جاننا بن نہیں سکتا اور اس گیان کی ہی دستوں کے آکار گن یا دوش کا پرگٹ ہو جانا ہی تو جاننا یا گیان ہے اور بنا گیان کے یہ سنہو ہی نہیں اس لئے یہ سدھ ہوا کہ جاننا تو بھگوت گیان روپ پر ماتہ کا ہی ایک وشیش جیتکار ہے اور اسی وچھوٹی اور جیتکار کے کارن ہی اسے سروگیہ کہا جاتا ہے۔

پریش ۹۔ بھگون! پر برہم پر ماتہ تو ایک ہی سمیہ میں سرب ویش میں آتھت ہوا سب کو جاننا ہے اور یہی اس کی سروگیہ تھا ہے۔ پرنتو ہمار ہی بدھی میں پرگٹ ہوا ہوا یہ گیان تو ایک سمیہ میں ایک ہی دستو کو جاننا ہے۔ پھر بھلا یہ پر ماتہ روپ کیسے ہو سکتا ہے؟

گیان سروپ کی سروگیہ

اثر - پیالے گیان ہونے میں ایک وشیش نیم یہ بھی ہے کہ بھگوت گیان ایک وشیش آیادھی سے ایک دستو کو ہی

ایک سمیہ میں ایک ہی استھان پر پرگٹ کرتا ہے۔ پرنوتا تے سے وہ الپکے نہیں ہو جاتا۔ جیسے کہ کوئی پورن وود وان پرش
ایک سد ہانتہ کے متعلق کسی ایک بچی کو ایک کال میں نروپن کرتا ہوا شیش سبھی وویا بیتی آدی سے اگیانی اور انجان نہیں
ہو جاتا۔ یہی حال اس بھگت گیان کا بھی ہے۔ ایک دماغ میں ایک وستو کو ایک سمیہ پرگٹ کرنے پر وہ اس کال میں بھی
سرب کو جان رہا ہوتا ہے اس سے وہ انجان یا اگیانی الپکے نہیں ہو جاتا۔ یہی حال اس بھگت گیان کا بھی ہے ایک
مستشک (دماغ) میں ایک ہی وستو کو ایک سمیہ میں پرگٹ کرنے پر وہ اس کال میں بھی سرب کو جان رہا ہوتا ہے اس سے
وہ اگیانی یا الپکے نہیں ہو جاتا۔ یہی وہ اگیانی یا الپکے ہو گیا ہوتا تو اس دوسرے کال میں کیسے دوسری وستو کو نروپن
کرتا۔ اس لئے یہ بھگت گیان سر دگیہ ایشور سروب ہے اس بھگت گیان میں الپکتا کا بھرم ایسے ہی سمجھو جیسے کہ پورن توتو
ویتا گوروشیشیہ کو ایک سمیہ میں اتنا ہی آپدیش دیتا ہے کہ جتنے کو وہ اپنے ادھیکار کے اوسار سمجھ کر یاد کر سکتا ہے اور اگر

.....
شیشیہ اس موقع پر سمجھ لے کہ گورو
تو کیوں اتنے مارتے ہی جانتا ہے ادھک کچھ نہیں جانتا تو اس کی بھول ہو گی کیونکہ گورو تو پورن توتو دیتا ہے اور شیشیہ
کی آوشیکتا اور یوگیتا کے اوسار ہی اس کو شکشا دے رہا ہے۔ یہاں اس سے یہ ثابت ہوا کہ انتہ کرنا اٹھو دماغ یا کسی
آپادھی میں تھوڑی اور چھوٹی آپادھی میں گیان پرگٹ ہونے سے بھگت گیان سر دپ اتنا الپکے نہیں ہو گیا۔ سر دگیہ سروب ہی ہے۔
پیشن ہلا۔ بھگون! پرانتہ کہ شا استروں میں سرب سرشی کار جیتا (رچنے والا) تھا پان کرے والا بتلایا گیا ہے۔ پرنو
ہمارے انتہ کرنا میں پرگٹ ہونے والا گیان تو ایسا نہیں بھان ہوتا۔ کیا اس گیان سے بھی سرشی کی رچنا آدی سرب کا
سیدھ ہو سکتے ہیں۔ کہہ پا کر کے سمجھا کر کہیے!

بھگت گیان ہی سرب جگت کا کارن ہے!

اتر۔ پارے۔ جس پر کار پر ماتمہ سر دگیہ سروب ہے اور گیان ہی پچھلے پر کرن میں سر دگیہ سروب سیدھ ہوا
ہے اسی پر کار پر گیان سر دگیہ سرشی کار جیتا (رچنے والا) تھا سرشتا بھی ہے کیونکہ بھگت گیان کے سبندھ میں یہ
بھگون کا آپدیش یہ ہے کہ اسی گیان سر دپ میں ہی سرب جگت کے پدارتھوں کی شکلیں (آکار) پیدا ہو سکتی ہیں کیونکہ
شکل کرتے ہی ہر پر کار کی آکرتی گیان میں پرگٹ ہو جاتی ہے اور یہ نیم کسی ایک پر کار کے پدارتھوں کے لئے
ہی لاگو نہیں ہوتا بلکہ سرب پر کار کے پدارتھوں کے لئے ہی ایک نیم ہے اور اسی گیان سر دپ کے اندر ہی پر تھوی
اور آکاش، لوک اور پر لوک آدی سبھی پدارتھ جھٹ پٹ ہی پیدا ہوتے ہیں اور پرش سے ہو کر دکھائی دیتے ہیں اسی
لئے ہی گیان دیو سرب کا سرشتا بھی ہے۔ اس سد ہانت کو سمجھنے کے لئے سوچیں اوستھ پر دوشی ڈالو کہ وہاں جیسے
سرب سوچن جگت کسی جیتا (نبت کارن) کے بنا ہی اور کسی آپادان کارن کے بنا ہی اپنے ایک گیان سر دپ میں
بن کھڑا ہوتا ہے۔ اس سے یہ سیدھ ہوا کہ گیان سر دپ آتا ہی اپنے سر دپ سے سرب، سرشتا اور سرب شکیتان ہے۔
یہاں تک یہ سیدھ ہو گیا کہ گیان سر دپ آتا ہی اپنے سر دپ سے نرا دیو۔ نرا کار۔ سرب شکیتان۔ سر دگیہ سرب
جگت کا پریرک تھا انترایمی تھا سرب درشتا ہے۔ اگر اب بھی کوئی پرش گیان سر دپ آتمہ کو پر ماتم سر دپ
ماننے میں ششکا کرے یا ماننے کو تیار نہ ہو تو اس کے گھورا گیان کے سوائے اس ستیہ سد ہانت کو نہ ماننے میں اور کیا
ہیتو ہو سکتا ہے ایسے مذہب بھی اور ناستک لوگوں کو شرقتی اور وودان سمجھانے میں اس پر کار پر تھ ہے جیسے نشو کو کوئی

فلاسفہ کسی فلسفی کے سمجھانے میں اہم رکھتے ہو۔

پریشان ہلا بھگون جس گیان کو آپ برہم روپ سیدھ کرنا چاہتے ہو وہ پر ماتمہ کا گن تو مانا جاسکتا ہے مگر یہ سویم پر برہم سروپ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مگر پاکر کے یہ سبھائیں کون سویم گنی کیسے ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ گیان پر برہم پر ماتمہ کیسے مانا جاسکتا ہے؟

گیان پر ماتمہ کا سروپ ہے گن نہیں

اُتر۔ پیالے ایہ بھرانتی کیوں تھیں ہی نہیں ہوئی۔ بنا دوچار کے سروپ سادہ ہارن کو ایسا ہی بھان ہوتا ہے۔ پر تو برہم ودیا میں یہ ثابت ہوا ہے کہ گیان پر برہم سروپ ہی ہے۔ اس کا گن یا ویشٹن نہیں۔ جیسے کپڑے کا لال رنگ جو اس میں باہر سے آیا ہوا ہے یعنی اس کا سروپ نہیں اس کو دھونے سے اُتر سکتا ہے اور پہلے بھی اس رنگ سے کپڑا خالی تھا اس کے سمان یہ گیان پر ماتمہ میں باہر سے آیا ہوا نہیں یہ تو اس کا بچ سروپ ہے اور پت دھرم نہیں۔ جیسے کہ کپڑے میں لالی اس میں آردیت سروپ ہے۔ کیونکہ کپڑا اپنے سروپ سے سوت ماتر ہے اور اس کی رنگت لال وغیرہ اس میں آردیت گن ہے اور ادھشتان تو ست سروپ ہوتا ہے اور گن ادھصیت اور آردیت ہی ہوتا ہے۔ ادھشتان تو اس کا دستو سروپ ہوتا ہے اور گن متھیا اور کلپتہ۔ اس لئے گن جو کہ متھیا ہے اس کا دستو سروپ نہیں ہو سکتا اور دستو یا تو ادھشتان یعنی ست ہوگی یا بھر کلپت اور ادھصیت۔ گیان متھیا یا کلپت تو ہے نہیں بلکہ اسی ادھصیت جگت کی آتی آدک اسی ادھشتان روپ گیان میں سیدھ ہوتے ہیں۔ اور گیان کے بنا وہ سیدھ ہی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ گیان ہی برہم کا دستو سروپ ہے اس کا گن نہیں۔ اس کو گن روپ ان لینا کیوں بھرا ماتر ہے۔ اس لئے یہی چھارتھ سدھانت ہے کہ گیان برہم کا دستو سروپ ہے اس کا گن نہیں۔ اس میں گن روپ ہونے کی بھرانتی اس لئے ہو رہی ہے کہ یہ منشیہ اپنے گیان سروپ اور برتی گیان میں بھید کو نہیں سمجھ سکا۔ اور شدھ گیان سروپ اور برتی گیان کو ایک ہی سمجھ ہوئے ہے اور جس پر کار اس گیان روپ برتی کو اپنا گن سمجھ ہوئے ہے اس پر کار اس گیان سروپ کو پر ماتمہ کا بھی گن ہی سمجھتا ہے۔ اور ایسا سمجھنا اس کی بھرانتی ہے۔ یہ گیان اشکرن میں اس پر کار پر گٹ ہو رہا ہے جیسے کشیشہ میں پر تی بنب (عکس) کو شیشہ کا گن سمجھے اس پر کار انتہ کرن ویشٹ یا مشطی انتہ کرن (ہرینہ گرہ) میں پر گٹ ہوئے والے گیان کو اگیانی لوگ پر ماتمہ کا گن سمجھ ہوئے ہیں اگرچہ وہ عکس اپنے بنب (محکوس) روپ ادھشتان کا ہی سروپ اُپادھکا روپ شیشہ کا دھرم نہیں۔

برتی گیان اور گیان سروپ میں بھید

دوسرا کارن اس میں یہ بھی ہے ہم بھرانتی سے گیان کو اُتیٹا اور وفاش والا مان رہے ہیں اور پر ماتمہ کو اجنا اور ادناشی کہا گیا ہے۔ پر تو سادہ ہارن لوگ یہ نہیں سمجھ پاتے کہ شیشہ بنائے والے کا مکھ شیشہ کے بننے سے نہیں بن جاتا بلکہ پہلے ہی موجود ہوتا ہے اور کیوں شیشہ میں ظاہر ہی ہوا کرتا ہے اور وہ ظاہر ہونے والا مکھ شیشہ کے بنا بھی پہلے شیشہ بنانے والے کی گردن پر موجود ہے اور ایسے ہی شیشہ کے ناش ہو جانے سے فشت بھی نہیں ہو جاتا بلکہ وہیں اس شیشہ بنانے والے کی گردن پر پہلے کی طرح موجود رہتا ہے۔ شیشہ نے تو کیوں اس کو پر گٹ ہی کیا ہے بنایا نہیں مگر اس پر کار گیان کو آتا بھی بدھی یا انتہ کرن کے مشکلوں کی آتی یا ناش سے نہ تو بنتا ہے اور نہ ناش کو ہی پر ایت ہوتا ہے ہاں انتہ کرن

روپ خیشہ کے بن جانے سے پرگٹ ہوتا اور چھپ سا جاتا ہے اسی کا نام برتی گیان ہے۔ جو سدا بنارہتا ہے وہ گیان سروپ ہے۔ اگر گیان سروپ آتما سوچتی میں ناش ہو جائے اور سوچتی کے بعد پیدا ہو جائے تو سوچتی کو کون سدھ کرے اور یہ سوچتی کا اگیان اور سکھ سب کے اوف بھو سدھ ہی ہے کیونکہ جاگ کر اُس کا ورن ہو تا ہے اور ورن اوف بھو کی بنا پر ہی ہو رہا ہے۔ بنا اوف بھو کے ورن ہو نہیں سکتا۔ سوچتی اوستھا میں یدھی ورن کی پریتی نہ ہونے پر بھی گیان سروپ کا ابھا و نہیں کہا جاسکتا اور نہ یہ جاگرت یا سوپن میں پھر نیا ہی اُتین ہوتا ہے بدی وہ گیان نشٹ ہوا مانا جائے تو گڈرے ہوئے حالات کی سمرتی کیسے سمجھ ہو سکتی ہے اور کیسے پھر اُن کا ورن ہو سکتا ہے نشٹ ہوا گیان تو آکر بتا نہیں سکتا اور نیا پیدا ہوا پہلے حالات کو جانتا ہی نہیں اس لئے اُن کا ورن نہیں ہونا چاہیے تھا مگر سمرتی پدارتھوں کی ہوتی ہے اور اُن کا ورن بھی ہوتا ہے اس لئے یہ سدھ ہوا کہ گیان جاگرت سوپن میں پرگٹ تو ہوتا ہے پیدا نہیں ہوتا اور سوچتی میں اس کی اپریتی تو کہی جاتی ہے مگر اس کا ناش نہیں مانا جاسکتا۔ ایسے ہی مرتیو اور مورچھا کال میں بھی نہ تو یہ ناش کو پراپت ہوتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے دیہہ کے جنم سے نیا ہی پیدا ہوتا ہے اور یدی مرتیو کال میں اس کا ناش اور بھھاوی جنم میں اس کا جنم مان لیا جاوے تو پچھلے جنم کے پنیہ یاب کرم کا پھل نئے پیدا ہوئے دیہہ کو کیوں بھو گئے پڑیں اور پچھلا دیہہ تو رہا نہیں اس لئے وہ کرم نشٹ ہو جانے چاہیے تھے مگر ایسی بات نہیں بلکہ سوکھ شرم ہر جنم میں ایک ہی رہتا ہے اسی میں مذیتہ لہنے والے گیان سروپ کا پرکاش ملنے سے پچھلے سنسکار اپنا پھل دینے کے یوگیہ ہوتے ہیں۔ یدی نئے جنم میں نئے کرم بھوگ مانے جائیں اور پچھلے جنم کے کرموں کا ناش مان لیا جاوے تو بہت بڑا انیائے ہوگا کیونکہ بنا کئے کے کرم پھل کا بھوگ اور کئے کرموں کا ناش سو یکا رہوگا۔ اسی کو اکرت ابھیانم اور کرت ناش روپ دوش شناسٹروں میں کہا ہے اس لئے مانتا پڑتا ہے کہ گیان سروپ ادھشٹان سدھ ہی ست سروپ سے موجود ہے اور وہی اپنا آتما یا برہم سروپ ہے۔ اس لئے جن مند بدھی لوگوں نے گیان کی اُتیتی اور وناش مانی ہے وہ بھرائتی میں ہیں۔ اسی بھرائتی کے کارن وہ گیان سروپ اور برتی گیان کا دو یکہ نہیں کر سکے اور برتی تو اُتیتی اور وناش شیل ہے اور گیان سروپ ایک انت انت انا دی ہے اُتیتی اور ونا سے رہت ہے۔ یہی پر برہم سروپ ہے کیونکہ پر ماتمہ کے بھی لکشن اس میں پورے اُترتے ہیں۔

پرسش ۱۱۔ ہے بھگن ! پر ماتمہ تو ایک اور ادوتیہ ہی سنا گیا ہے پرنتو گیان تو ہر ایک انتہ کرن میں بھن بھن ہے۔ رام کا گیان شام کے گیان سے سرو تھا بھن ہے اور گیان ہر انتہ کرن میں الگ الگ ہونے سے انیک ہیں اس لئے یہ انیک گیان کیسے ایک پر ماتمہ روپ ہو سکتے ہیں ؟

گیان ایک ادوادوتیہ ہے

اتر۔ پیارے ذرا غور سے سوچو تو تمہیں گیان بھی ایک ہی سدھ ہوگا۔ رام کا گیان شام کے گیان سے واستو میں بھن نہیں یہ بھن بھن شرمیوں اور بدھیوں میں پرگٹ ہونے کے کارن انیک سا بھان ہوتا ہے واستو میں شرتی تے گیان سروپ برہم کو ایک اور ادوتیہ ہی سدھ کیا ہے جیسے کہ انیک درین سائے اُپستھت ہونے پر ایک ہی دیپک انیک روپوں میں پرگٹ ہوتا ہے وہ انیک نہیں ہو جاتا۔ یا سوپن اوستھا میں جیسے ایک سوپنا دی کا گیان انیک کلپت سوپن پرشون میں انیک سا دکھائی دیتا ہے۔ گیان سروپ آتمہ میں ہی وشیشتا ہے کہ وہ اُپادھی بھید سے انیک دکھائی دیکھ بھی ایک ادوتیہ اکھنڈ اور دیا یک ہی رہتا ہے۔ ہر ایک اُپادھی میں الگ الگ دکھائی دینا تو بھرائتی ماتمہ ہی ہے اور اس پر کار ایک ہوتے ہوئے بھی انیک روپ سے پریتی ہونا یہ گیان سروپ حیوتی کا وچتر چمتکار ہے۔ اس پر کار

جو جو لکشن پر ماتم سروپ کے دید کے کرم آپاسنا کا نڈ میں ورن ہوئے ہیں وہ سب کے سب بھگوت پر گیان سروپ میں
 اوجھو سے سدھ ہو سکتے ہیں۔ یدی اس سدھ میں بھگوتوں کو ادھک و ستار سے دیکھنا چاہیں تو شنکر بھاشیہ بہت
 انیشدوں۔ مانڈو کیہ کاریکا۔ پچدشی۔ لوگ واشٹٹ آدی گرنھتوں میں گہری درشتی سے من کر کے دیکھ سکتے ہیں۔
 دیدانت شاہتر میں پر ماتم دیو کے سرب لکشنوں کو گیان سروپ میں ہی بھلی پر کار سے سدھ کیا گیا ہے اُن کے مبادا کیوں کے شرو
 من ندریا سن سے اپروکش ساکشات کار ہو سکتا ہے اور یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ جو پر ماتم دیو پورن شکتی سے ہر نیہ گر بھ میں وراجا
 ہے وہی اب اس سمیہ تہا لے ہر دیہ اور مدھی میں گیان سروپ سے درشن دے رہا ہے۔ یدی آپ کو اس کا نتیجہ نرنتر
 اپروکش درشن بنا رہے تو پھر کوئی بھی پاپ آدی آپ سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کا یہ کہ تو یہ ہو جاتا ہے کہ آپ اس
 مکی پریم پوروک مانک پوجا منن نہ دھیا سن روپ سے کریں پھر تہا را درجہ کسی طرح بھی پریم ہمنوں سے کم نہ ہوگا اور
 آتھان کال یعنی جاگرت آدی میں بھی اسی جیوتی میں اپنے من اور اندریوں کی پرکریا کو ہوتا ہوئے اوجھو کر وگے اور اس
 طرح کبھی بھی باب سے لپت نہ ہو سکو گے اور سدھ ہی شدھ آچرن اور شناستری و دھار کرتے ہوئے آندمان رہو گے اور
 سبھاوک ہی پاپوں سے بچے رہو گے۔ جیسے کہ درباری لوگ ہمارا جہ کے دربار میں سدھ سا ودھان رہتے ہیں اسی طرح
 تم بھی سدھ انشیاب نردوش اور گولپ ہو جاؤ گے اور اسی میں تہا را کھیاں ہے۔
 پرکشن ۱۱ کیا کسی شرتی دھارا آپ اس گیان میں برہم کے لکشن سدھ کر سکتے ہیں اور ہم کیسے جانیں کہ یہ گیان
 ہی جگت کی اپتی آدی کا کارن پر ماتم روپ ہے؟

”سرب جگت کا مول کارن گیان ہی ہے“

اُتر۔ اب تک ادھر لکھے گئے سارے مضمون میں یہ سدھ کیا گیا کہ یہ پر گیان جس میں جاگرت سوپن سوشتی روپ
 سنار متھیا روپ سے پر تیت ہو رہا ہے وہ پر گیان سروپ ہی برہم ہے اسی سے یہ سب کچھ پیدا ہو کر۔ قائم رہ کر پھر
 اسی میں ولے کو پراپت ہوتا ہے اور اس میں ہی ایک مت متانتروں کو دکھا کر پنے اسی سدھانت کی اور گنھیر بھگتوں سے پشی
 کی جادے گی اور اُس سے سو تہ ہی باقی سدھانتوں کا کھنڈن ہو جاوے گا۔ تیرے شرتی میں کہا گیا ہے کہ:-

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते, येन जातानि जीवन्ति

यं प्रयन्याभिसंविशन्ति तद्रह्यं तद्धि जिज्ञासस्व ॥ तै. ۳. ۹-۱-

ارتھ۔ ”جس مول تنو سے یہ سرب جگت اور پرائی سمو پیدا ہوئے ہیں جس میں پیدا ہو کر قائم رہتے ہیں اور پنے جس میں
 ولین ہو جاتے ہیں وہی برہم ہے اسی کو جاو۔ یدی ہم جگت کے بھن بھن پدارتھوں پر دھیان دیں یا پرائیوں کو دھیں
 تو کوئی ایک ایسا پرائی یا پدارتھ درشتی کو چہ نہیں ہوتا جو سارے جگت کو اتین کر لے اُس کی رکشا اور پالن کر لے اور
 انت میں اُسے اپنے میں لے کر لینے کی شکتی رکھتا ہو۔ کیونکہ سبھی پدارتھ جگت کے ہی انترگت ہیں اور جگت کے پدارتھ
 کبھی جگت کا مول کارن تو نہیں بن سکتے تو وچار کرنا ہوگا کہ ایسا کونسا پدارتھ ہے جس کی طرف شرتی نے اشارہ
 کیا ہے کہ جس سے یہ سب جگت کے پدارتھ پیدا ہو کر قائم رہتے اور پھر ولے ہو جاتے ہیں۔ اب ذرا گنھیر بھگتوں سے
 غور کرنا پڑے گا کہ یہ شرتی میں بتائے گئے سرب لکشن کیوں گیان سروپ میں ہی پورے کے پورے آتے ہیں۔
 یہ اتین ہوتے ہوئے کیا ت ہوتے ہیں تو گیان میں۔ اتین ہو کر بھی گیان میں ہی قائم رہتے ہیں نہیں تو کیسے جانیں گے کہ
 یہ موجود ہیں اور انت میں ولین ہونے پر ان کے ولے ہو جانے کا پرمان اور ایک ماتر شیش دستو گیان ہی رہا

ہے اسی لئے شرتی نے یہ پرہارہ کے لکش جن تو میں اشارہ کئے ہیں وہ ہے آپ کا گیان سروپ آتمہ۔ دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔ گیان ہی ان کو پرکاشت کرتا ہے اور سویم پرکاشت بھی ہے۔ اسے کوئی دوسرا تو پرکاشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر یہ تینوں کالوں میں ایک رس اور اننت بھی ہے یہی نبت ستیہ اور اننت روپ گیان ہی برہم ہے دوسرا کوئی نہیں۔ یہی بھوت بھوشیت ورتمان کے پرچھید سے رہت ہے کیونکہ شرتی کہتی ہے ॥

پرگیا تم برہم ۛ سیتم گیان منتگ برہم۔ (برہم پرگیاں سروپ ہے برہم ستیہ گیان اور اننت سروپ ہے) اس لئے یہ گیان ہی ایک ایسا تو ہے جس میں برہم کے سرب لکش پورے کے پورے آتے ہیں اس لئے یہی برہم ہے۔ آؤ ذرا خور سے برہم کے ان لکٹوں کو گیان سروپ میں گھٹا کر دیکھیں۔ یہ ایک ۛ وچتر اور اکھنڈ ستیہ ہے کہ یہ گیان سروپ پورن تنو ہم سب میں ایک رس روپ سے اؤ سیوت ہے اور پھر خوبی یہ کہ سدا پرکش بھی ہے۔

यत्साक्षादपरोक्षमिदम् ॥
کیونکہ سبھی حیوت منشیہ لپٹو کپٹی کیٹ پتنگ سبھی دیہہ دہاری اسی کے موجود ہونے پر ہی جیتے ہیں اپنے ارد گرد سب کو جانتے ہیں اور اسی کی موجودگی سے سب کچھ کرنے میں سمرتھ ہوتے ہیں اور جب یہ گیان ان شر سروں میں اپنا سروپ رگٹ نہیں کرتا نہ تو یہ کچھ کر ہی سکتا ہے نہ کچھ جانتا بھوگتا اور نہ ہی خود جی سکتا ہے۔ اس کی ستانہ ملتے ہی سرب جگت، گی کر یا سمپت ہو جاتی ہے نہیں نہیں جگت ہی نہیں رہ سکتا اور پھر تو یہ شریر مرتکب ہی ہو جاتا ہے۔ بھلایا۔ بھلایا یا د فناد یا جاتا ہے کسی کام کا نہیں رہتا۔ یہ سب کھیل ہی گیان سروپ کا تھا جس کی موجودگی اور اپنی میں یہ راجہ ہمارا جوگی جاتا۔ بدھا فلاسفر سائنیدان بیواری اور کار واری روپ پور ہا تھا اسی کی موجودگی سے برہما برہما ہے وشنو وشنو اور شونو ہے۔ پس یہی گیان ہی پر برہم سروپ سب کی جان پران ہے۔ پراؤں کے پران ہے اور بدھی کی بدھی بلکہ یہی سب میں سب کچھ ہے۔ اسی گیان سروپ کو شرتی "پرگیا تم برہم" کہتی ہے یعنی یہ پرگیاں ہی برہم سروپ ہے۔
پرکش ۛ بھگون آپ نے یہ سدھ کیا ہے کہ یہ گیان ہی برہم سروپ ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ بتلانے کی کر یا کریں کہ اس گیان میں جگت کی آبتی آستھتی اور پرے کیسے ہے مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آیا۔

گیان ہی جگت کی آبتی آدی کا کارن

آتمہ۔ پیارے! یدی اس سد ہانت کو پہلے بھی ہم کہہ آئے ہیں پر تو تمہارے نشیجے کی پرکشتا کے لئے پھر اس کو وستار پور دگ اور بکیتوں سے روپن کیا جاتا ہے۔ دھیان دیکر سٹو! جب ہم کسی دستو کے روپ یا اگر کسی کلپنا کرتے ہیں تو اس کو اپنے گیان کے اندر ہی آتیں اور استھت ہوا دیکھتے ہیں اور گیان میں اس شکل کے جہز ہے تک وہ دستو اسی روپ میں ہمارے گیان میں ہی رہتی ہے اور اس نام کو پاتنگ شکل کے گیان سروپ میں لے ہوتے ہی یہ دستو بھی ہمارے گیان سروپ میں لے ہو جاتی ہے منہ اور اندریوں سے جنتن کی جی بھی دستوؤں کے لئے یہی ایک نیم ہے کسی ویشیش پرکار کی دستو کے لئے نہیں۔ یہاں تک کہ جو دستو باہری جگت میں ہم کو درشتی گوچر ہوتی ہے یدی اُس میں بھی اُس کی بناوٹ پر دھار کیا جائے تو اسی گیان سروپ کی رچنا شکتی کے اؤ سار ہمیں ایسی آکر تی بھی پراپت ہو جاتی ہے جو کہ باہری جگت میں استھت ہی نہ ہو۔ درشتانت کے لئے یوں لو کہ ہم نے باہری جگت میں ایسی کوئی دستو آجنگ نہیں دیکھی کہ جس کا مستک تو ہاتھی کا ہوا اور باقی دھڑل انسان کا پر تو جب ہم منشیہ کے شریر اور ہاتھی کے سر کو اپنے خیال میں ملا جلا کر کلپنا کرتے ہیں تو اسی رچنا شکتی سے شرتی

گنیش جی کی مورتی اپنے گمان میں آتیں ہوئی دیکھتے ہیں۔ اسی پر کار جب ہم لکڑی سی اینٹ سمینٹ اور لوہے آدی کی ایک ویشیش نیم کے اوسار ملی چلی کلینا کرتے ہیں تو ہمارے سامنے ایک نیا پدارتھ یعنی مکان بن کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ سیدھ ہوا کہ بھگوت گمان ہی سرب پر کار کی وستوؤں اور ان کی آکرتیوں اور روپ آدی کا مول کارن ہے جو شکلیت کو رچنا کر کے اس سے نئی نئی سرشتیں پیدا کرتا ہے۔ اس میں سخت رکھتا اور پھر ان کو اپنے میں ولے کرتا ہے۔ جیسے ہاتھی کے کلیت سر اور منشیہ کے کلیت دھڑ کے علاوہ گنیش جی اور اینٹ لوہے سمینٹ سے الگ کوئی مکان نہیں اسی طرح یہ سنسار جو سرب آکرتیوں اور پرنتیوں کا سموہ ہے اسی مکان یا تشری گنیش جی کی مورتی کی طرح سوائے خیالی ہوڑے کوڑے کچھ بھی نہیں اور یہ خیال اسی گمان سر روپ کی رچنا شکنی پر گٹ کرانے کا پہلا دوار ہے اور اس گمان سے الگ ستا نہیں رکھتا۔ پھر ان کی بنا و ط اور میل جول بھی ان ہو اسی پر مشتمل ہوتا ہے۔ انھوں روپ کے سوائے کچھ نہیں دیکھتی۔ کان شد کے سوائے کچھ گھر نہیں کرتا ناگ گندھ اور سریش کے بنا اور رسا بنا اس کے کچھ گھر نہیں کر سکتی اور ایک وقت ایک ہی وستو میں ایسا کام نہیں کر سکتے پھر جو یہ کہ ہم ایک چیز میں ناخول گنوں کو اکٹھا ایک ہی کال میں مان کر بننا پرش روپ رس اور گندھ سے یکت سارے جگت کو اکٹھا ہی کر رہے ہوا مانتے ہیں جو کہ استھو ہے اور یہی ہمارا سنسار ہے۔ خیال یا امن ان اندریوں کے بنا جو کلینا کرتا ہے اسے اندریوں دوار سامنے دکھائی دیتا مان کر اسے مست مان رہے ہیں ہو کہ ہے ہی نہیں۔ یہ صرٹ اسی گمان سر روپ آتمہ کی وحتر کلینا اور رچنا شکنی ہے جو کہ ان کو طاجا بنا بنا یا سنسار نشجے کر رہی ہے۔ اسی نیم کے اوسار تمام جگت کے پدارتھ کلیت روپ سے بننے قائم ہوتے اور نئے ہوتے ہیں مگر ان سب کو اپنے میں سیدھ کر کے دکھلانے والا گمان سر روپ آتا دیکھ کا ویسا سدا ہی و دیان ہے اس لئے اسی گمان سے اسی سرب جگت کی آتیتی آدی پوری ہے دہلی پر ہم سر روپ ہے اسی کو تشری نے پر گمان ہم پر ہم کہہ سب کا مول کارن کہا ہے نہ کہ کوئی کلیت پر مشور سی اور دور ویش میں بیٹھا ہوا کیونکہ ایسا ماننے سے ہر پر کار کا بھٹ ہی ہے۔

پریش ۱۵۔ بھگوت انومئی وستوؤں کی آتیتی آدی تو بھگوت گمان کے آدھین ہو بھی پر تو ہمارے گمان کے ہٹ جانے پر بھی یہ باہری جگت کے پدارتھ تو بنے ہی رہتے ہیں اس لئے یہ تو گمان کے آدھین نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان واہیہ پدارتھوں کے سموہ کو روپ جگت کا کارن تو گمان کے سولے کوئی دوسرا ہی ہو سکتا ہے جس کو پر ماتہ نام سے متا ستروں میں سنتے ہیں؟

باہری اور انتر جگت کی آتیتی کس سے؟

اٹم۔ تمہارا ایسا پرش بن تو سکتا ہے پر تو سد ہانت میں کچھ اور ہی بات ہے۔ سید ہانت میں تو سرب اندر اور واہیہ کے پدارتھ منو ماتر ہی سیدھ ہوئے ہیں اور بھگوت گمان سر روپ آتمہ کی وحتر و جھوٹی یا جھٹکار کے کارن ہی یہ اندر باہر کا بھید درشتی کو چر ہوتا ہے۔ اس سد ہانت کو بھلی پر کار سمجھنے کے لئے ہم تمھیں سوین لوک میں سے چلتے ہیں تم اس سوین سرشتی کے سد ہانت سے اس واہیہ جگت کا سد ہانت بھی اچھی طرح سمجھ جاؤ گے۔ اندر آئے پر جب ہم سوین اوستھیاں پر اپت ہوتے ہیں تو یہاں بھگوت گمان سر روپ میں سوین سرشتی پیدا ہوئی ہوئی دیکھتے ہیں اور یہ بھگوت گمان ہی ایک انیہ آبادھی سے سوین پرش کے روپ میں اپنی ہی جاگرت جیسی منو مئی کہ کر فی دبارن کیے ہوئے پر گٹ ہو جاتا ہے اور سوین جگت کی سرب منو مئی آکرتیوں

میں سبندھ بیکت بنا رہتا ہے جو کہ اسی ادھشتان گدپ گیان میں سوپن جگت کے اندر اُلتیتی کو پراپت ہوئے ہیں اور یہ سوپن اوستھا کی منومئی آکر تیاں گیان سرورپ سے پرگٹ ہوئے اُس سوپن پرش کے آدھین نہیں ہوئے اُس کے ادھیکار سے باہر اور بھین ہی اُن کی پریتی ہوئی ہے ٹھیک ویسے ہی یہ باہری جگت ارتھات جاگرت جاگرت جگت بھی اُسی پرکار اس گیان سرورپ اور ادھشتان میں پرگٹ ہوا ہے اور اس جاگرت پرش کی اُپادھی میں پرگٹ ہوئے ہیں اُسی پرش اُلتیتی کی آدھین نہیں بھان ہوتا۔ یہی دونوں ہی کیا جاگرت پرش اور کیا جاگرت جگت وہ دونوں ایک ہی بھگوت گیان سے بھین ہیں اُپادھیوں کے دو اراہ سہکتا اور ادھشتان جگت میں اور یہ ان دو اُپادھیوں کے روپ میں پرگٹ ہوئے ہیں۔ ہر شخص اس بات کو بھان سے جانتا ہے کہ سوپن جگت کیوں منوما تر ہے اور جب سوپن پرچ ندرا کال میں بن کھڑا ہوتا ہے تو سونے والے پرش کی اپنی سوپن منومئی آکر تیاں بھی نت کال پیدا یا پرگٹ ہو جاتی ہے اور اس بھگوت گیان کو سوپن منومئی ساتھ وہی سبندھ پراپت ہوتا ہے جو کہ اب اس جاگرت اوستھا میں اسے جاگرت دلیہ سے پراپت ہے۔ سوپن دلیہ میں بندھن اور ابھیمان ہونے کے کارن سوپن اوستھا میں باہری تھکا منومئی بھان ہونے والی آکر تیوں میں منومئی پدارتھوں میں بھید پشٹ روپ سے پریت ہوتا ہے ارتھات سوپن اوستھا میں داہیہ دکھائی دینے والے پدارتھ تو سچے اور ایشور رچت اور وہاں ہر دے کے انتر منومئی پدارتھ جھوٹے بھان ہوتے ہیں پرنتو کیا سوپن کے منومئی اور کیا داہیہ سچے پریت ہونے والے پدارتھ سبھی کے سبھی سوپن روپ ہونے سے ایک سامان جھوٹے ہیں پرنتو اُن میں جھوٹے کا بھید کیوں اس بھگوت گیان کا ہی وچتر چمکار ہے جس بھگوت گیان کی وچتر شکتی سے اندر کے منومئی سبندھ میں اندر اور داہیہ پدارتھوں کا بھید پریت ہوتا ہے اُسی وچتر شکتی سے اس جاگرت جگت میں بھی اندر باہر کا پریت ہوتا ہے ارتھات باہری جگت تو سچا اور ایشور رچت اور اُسی جگت جو رچت اور جھوٹا پریت ہوتا ہے اس میں سرب جگت ماتر ارتھات جاگرت اور سوپن دونوں جگت منوما تر روپ ہی ہیں۔ پرنتو یہ بھید کیوں سوچا اور نرا یادھک گیان کے بھین بھین اوستھا ہونے کے کارن ہی سستی اور متھیا الگ الگ بھان ہوتا ہے کیونکہ جس نے اُپادھی سے اوستھا گیان سرورپ میں یہ جاگرت جگت بن کھڑا ہوا ہے اُسی پرکار جاگرت پرش کے منومئی دیکھ کی بھی رچا ہوا ہے اور وہی انگ اور شدھ بھگوت گیان سرورپ ادھشتان اس کلیت پرش کی آکر تیاں میں پرگٹ ہو کر اُپادھی بیکت ہوا ہوا پرچھن سا ہو گیا ہے۔ اس ساری دیا لکھیا سے یہ شدھ ہوا کہ یہ سرب جاگرت اور سوپن جگت منوما تر ہے اور یہی جین سرورپ بھگوت گیان سارے جگت کی اُلتیتی کا ہیتو ہے۔ باہری اور انتر جگت کا بھان اُسی گیان سرورپ آتمہ کا ہی چمکار ہے جس کو ہم نے سوپن اوستھا میں بھلی پرکار سے اُلو بھو کر کے دیکھ لیا ہے۔ سوپن اوستھا میں بیچ کر جب ہم کسی دستو کا من میں چپن کرتے ہیں تو اُس پدارتھ کی آکر تیاں ہمارے گیان میں اُسی پرگٹ ہو جاتی ہے پرنتو وہاں سوپن لوک میں داہیہ (باہری) کہے جانے والے پدارتھوں سے ہمارے سوپن میں کلہ کی گئی منومئی دستو سرد تھا بھن اور نرا لی ہی بھان ہوتی ہیں کیونکہ سوپن پرش کی منومئی دستو تو اُس کے آدھین ہی بھان ہوتی ہیں اور شیش سرب سوپن جگت داہیہ اور سستی روپ بھان ہوتا ہے اور یہ نشی نہیں کہ یہ بھی ہمارے ہیں منکلب سے گیان سرورپ آتمہ کی شکتی دو اراہ چا گیا ہے اگرچہ وہاں سبھی سوپن جگت کیا کیا باہر سب بھگوت گیان میں ہی پریت ہوتا ہے پرنتو ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے منومئی پدارتھ تو میرے گیان کے آدھین ہیں اور دوسرے سبھی سوپن جگت کے پدارتھ ایشور رچت اور سچے ہیں ارتھات میرے گیان کے آدھین ہیں

کی حال جاگرت جگت اور جاگرت پرش کا ہے۔ جن جن بھی آکرتیوں میں یہ بھگوت گیان ہی اپنی وچتر شکتی سے آپ سویم ہی رگٹ ہوا ہے وہ سب ہی سوین وٹ ای گیان کے آدھین ہیں پر نو ان کا سو ترستا دالما ہو کر برتیت ہونا یہ سب اس کا وچتر چمکار ہے پر نو بھرائتی وٹ ایسا بودھ نہیں ہو رہا۔ اس لئے اس بھرائتی کا نو ان کرنا آتی آوشیک ہے کیونکہ یہی بھرائتی کے کارن ہی ٹھیک ٹھیک بودھ ایسے شدہ گیان سروپ کا نہیں ہو رہا جو کہ سرب انتر باہیہ جگت کا یاب ماتر ادھشان ہے۔ اسی بھرائتی کے کارن تو ہم شرتی کے ٹھیک ٹھیک ارٹھ کو نہیں جان رہے حالانکہ یہ بھید بھرائتی خود بھی اسی بھگوت گیان کا ہی چمکار ہے جس میں سب کی بدھی حیران ہے۔ اب جب یہ درٹھ لشیج ہو گیا کہ سرب مشٹھی جگت اتھو اسوین جگت منومئی آکرتی ماتر ہی ہے جن کا آشریہ اور ادھشان کی بھگوت گیان ہے جو کہ منشیہ دی کی کلیت آیا دھی روپ میں دکھائی دے رہا ہے اور یہ بھی سیدھ ہو گیا کہ یہی پر برہم پر ماتر روپ بھگوت گیان سرب سرشٹی کا اتین کرنے والا ہے جو اس سمیہ ہتھاری منشیہ روپ آکرتی میں پرگٹ ہوا ہوا ہے اور اس سے بھی سیدھ ہوا کہ یہی بھگوت گیان سرب سرشٹی کا اپنے ہی شکل سے پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا مول کارن ہے اور اس سے ہتھاری ہی منشیہ کی آکرتی میں پرگٹ ہوا ہوا ہے پر نو ہے وہ سرب سرشٹی کا ایک ماتر سرشٹا۔ دوسرا کوئی سرشٹا اس انتر واہیہ جگت کا نہیں۔ اس لئے وہ گیان سروپ ہی برہم ہے۔

پرشن لہ۔ پر بھو! آپ نے سوین سرشٹی کے سمان جاگرت سنسار کو بھی بھگوت گیان سے اتین ہوا ہوا بتایا اور دونوں کو ہی منومئی شکل ماتر ٹھہرایا۔ کرپا کر کے اب میرا یہ منشیہ بھی نورت کریں کہ سرب سرشٹی ہی دی منومئی ہے تو واہیہ کھان پان آدی سے جس پر کار ہمارا بھوک اور پیاس دور ہوتی ہے تو پھر اسی طرح ان سوین کے بھگوں کھان سے ہم اٹھ کر کیوں بھوکے اور پیاسے ہی اپنے کو پاتے ہیں اس میں کیا کارن ہے۔ کھول کر سمجھائیں!

بھگوت گیان کی وچتر شکتیاں

اتر۔ پایسے! اس بھید کو سمجھنے کے لئے تمھیں بھگوت گیان کی کئی ایک وچتر شکتیوں کے سمجھنے کی آوشیک ہے۔ ان کو سمجھ لینے سے اندر باہر کے پدارتھوں اور ان کے بھن بھن پر بھاووں اور مان کی بھن بھن وشیشتاؤں کا بھید جاننا سکے۔ ذرا دھیان دیکر سنو!

برہم دیا کے آচারیوں نے گیان سروپ اتر کی وچتر شکتیاں بتلائی ہیں جو کہ لال کی دمکوں کے سمان اس سے سمیہ سمیہ پر پرگٹ ہو آکرتی ہیں۔ پنی اور ن شکتی ہے جو کہ ادھشان روپ دستو کو ڈھانپتی ہے دوسری چٹا شکتی ہے جو کہ بھن بھن پدارتھوں کو اس میں پرگٹ کیا کرتا ہے اور ن شکتی کا پورا پورا اوتھو ہمیں سوشیتی کال میں ہوتا ہے۔ اس سمیہ سرب منوراج ارتھات مانسک ہرتیاں ادا ان کا کاریہ ٹوب سنسار اپنے بیج روپ سے اودیا میں لین ہوا ہوتا ہے۔ اودیا میں سروپ کو ڈھانپ دیے اور سب برتیوں آدی کو لے کر دینے کی شکتی کا نام ہی آوشیکتی ہے ادر چٹا شکتی پرگٹ ہونے پر جاگرت یا سوین اوتھو میں شکل ہوتے ہی بھن بھن پدارتھوں کی برتی ہونے لگتی ہے۔ یہ رچنا شکتی مرد پر کار کی ہے ایک کلپنا شکتی دوسری وکشیپ شکتی۔ کلپنا شکتی دوا سرب اتر تیاں گیان کے آدھین منوراج کر ہی بنتی دکھائی دیتی ہیں اور یہ آوشیک نہیں کہ ان کے پر بھاو وشیشتائیں بھی ساتھ ہی پرگٹ ہوں اور شپ شکتی کے آنے پر تو یہ کام بھی پورا ہو جاتا ہے ارتھات ان میں اپنا پورا پر بھاو دکھائی پوری ہو گیا آجاتی ہے۔ ان کا کاریہ بھاو اور چھوٹا بڑا اچھا برا آدی سیدھ ہوتا اسی وکشیپ شکتی کے برت سے ہوتا ہے اور یہ شکل کے بدلتے

کے ساتھ نہیں بدلتی اور ایسا بھان ہوتا ہے کہ یہ نیت اور سچر روپ سے اس وقت ہے۔ اس باتم جان گئے ہوئے کہ منو سے سوین جگت کے پدارتھ کیوں کلپنا شکتی سے رجحان میں ان میں ابھی وکشیپ شکتی نے اپنا وہ کام نہیں کیا جو کہ جاگرت کے پدارتھوں دو اور اسیدھ ہوا کرتا ہے۔ اسی کارن سے سوین میں بھوجن کھالینے سے بھی ہم جا گئے پر اپنے کو بھوکا پیاسا ہی اٹھو کرتے ہیں اور سوین میں بھوجن کرنے پر اس کال میں ترپتی ایسے ہی بھان ہوتی ہے جیسے کہ جاگرت میں بھوجن کرتے ہوئے ہوا کرتی ہے پر تو جاگ کر سوین سرشتی سے نکلے ہی اپنے کو پیلے کی طرح بھوکا ہی اٹھو کرتے ہیں کیونکہ ان سوین کے کھانے گئے پدارتھوں کا پر بھاد وہاں سنکلیپ مارتہ ہی ہوتا ہے اور جاگرت میں کھانے پر سچا بھان ہوتا ہے اور جاگرت میں بدی منوراج مارتہ کا کھانا کھایا جاتا ہے سنکلیپ میں کھانا تو بھان ہوتا ہے پر تو ترپتی کا بھان تو بھیت مارتہ بھی نہیں ہوتا ہاں بدی ترپتی کی بھی کلپنا منوراج میں ساتھ ہی ساتھ کرتے تو وہ بھی پر تیت ہوتی جاتی۔ اس سداہانت کو اوکلی پر کار کھینے کیلئے لوں جا تو سنکلیپ کرتے وقت تو کیوں کلپنا شکتی ہی کام کرتی ہے اور ہمارے گمان میں کلپت آکار وانی و ستوا کھڑی ہوتی ہے اور وکشیپ شکتی اس میں اپنا پر بھاد نہیں دکھائی ارتھات اس میں کوئی ادھک پر یوزن و ردھی نہیں کرتی اور یہ وکشیپ شکتی کر یا سے رہت ہی رہتی ہے اور سنکلیپت و ستو سنکار روپ سے کیوں پر گٹ تو ہوتی ہے پر تو پرکش واپرہ آکار وشی گوجر نہیں ہوتا۔ جیسے کہ صاف کیڑے میں ٹھیکے والے کیوں چنہ تو بنا دیتے ہیں اور پھر ان میں زندگار دھاکا پیچھے گھروں میں لڑکیاں بھر کرتی ہیں۔ کلپنا شکتی تو ٹھیکہ چھاپنے مارتہ کا کام کرتی ہے اور وکشیپ شکتی ان میں زندگار دھاکا بھرنے کا۔ سوین جگت میں پہلے کلپنا شکتی پر گٹ ہوتی ہے پیچھے سنکلیپ درڑھ ہونے پر وکشیپ شکتی کا پر بھاد پتہ لگتا ہے اور تب یہ جانا جاتا ہے کہ فلاں پدارتھ پر گٹ ہو گیا اس لئے سوین کال میں سوین جگت کے پدارتھ جاگرت جگت کے پدارتھ کے سماں آتین ہوئے ہوئے سے بھان ہوتے ہیں کیونکہ وہاں وکشیپ شکتی کے کام کا بھی بھرم ساتھ ہی ہوا ہے اور منوراج اتر میں کیوں سنکلیپ مارتہ ہونے سے یہ ویشیتا بھان نہیں ہوتی۔ اس لئے ان شکتیوں کے بھید بھرم سے کچھ پدارتھ تو کیوں منو مارتہ ارتھات آکھے ہوئے سنکار والے **संस्कार** پر تیت ہوتے ہیں۔ کچھ بوار میں آتے ہوئے پرکش بھان ہو جاتے ہیں۔ بدی منوراج تھا سوین دونوں کے پدارتھ کیوں منو مارتہ ہی ہوتے ہیں اور دونوں اتہ کران کی برتی میں ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اندر اور باہر کا واسٹوک بھید وہاں کچھ بھی نہیں پر تو وہاں سوین میں ایسا بھان ہوا تھا ہے کہ کلپنا روپ پدارتھ تو میرے منگت ہیں اور سامنے دکھائی دیتے ہوئے پدارتھ باہر اور سچے ہیں۔ پر تو ہیں وہ سب کے سب کلپت اور منو مارتہ ہی۔ یہ سب کے سب سوین روپ سے منو سے اور چھوٹے ہی ہیں ان کے سروپ میں کوئی بھید نہیں اور یہ سب بھید بھرائتی بھگوت گمان کی وجہ شکتیوں کے کارن ہی ہے۔ باہری جاگرت جگت میں بھی ہی نیم کام کر رہا ہے سرشتی کے انادی کال سے یہاں بھی پہلے کلپنا شکتی پر گٹ ہو کر سوکشم پنج بھوت تن مارتہ روپ سے اس پر پر گٹ ہو جاتے ہیں جیسا کہ منو منی سنکار روپ آکر تال ہوتی ہیں۔ اس کے پیچھے وکشیپ شکتی کے کارن ان میں ستر روپنا کی بھرائتی ہو کر ان کی ستیہ روپ سے پر تیتی ہونے لگتی ہے اور جیسے سوچ میں ہی گمان دیو سوین پرش کے روپ میں پر گٹ ہوا تھا اسی پر کلامہ جاگرت پرش روپ بھی سنکلیپ رجحان پر گٹ ہو گیا ارتھات ہی بھگوت گمان جاگرت منشیہ کے آکار سے اہم کر کے روپ آیا دھی سے پر گٹ ہوا اس لئے سوین میں سوین سنار پرکش بھان ہے اور وہاں کا منوراج کا جگت جاگ کے کیوں کرتی کے اندر اور منو منی پر تیت ہوتا ہے۔ اور سوین سرشتی کے سماں پرکش بھان نہیں ہوتا اس لئے اندر باہر کا بھید دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ وہ دونوں ہی منو منی ہیں۔ اور دونوں میں انتر واپرہ کا بھید واسٹوک نہیں۔ ہی اوستھا جاگرت جگت اور سوین جگت کی ہے دونوں ہی کلمہ

ماتر ہیں پھر بھی اندر باہر کا بھید اور سوچن چھوٹا اور جاگرت جگت سچا بھان ہوتا ہے پر نتو واستوں دو نول ہی منو ماتر ہونے سے تمھیا ہی ہیں ان میں کوئی سیٹھارتھ بھید نہیں۔ سرب جگت ماتر کیا جاگرت کیا سوچن اور کیا منوراج آدمی اسی بھگوت گیان کی دچتر شکیتوں کا دلاس اور چٹکار ماتر ہیں۔

پرشن ۱۵ بھگوتن بابہ تو میں نے سمجھ لیا کہ جاگرت اور سوچن کے سچے چھوٹے تھا اندر باہر پریت ہونے میں بھگوت گیان کی بھن بھن کلنا اور وکشیپ شکیتاں ہی ہوتی ہیں اور انہی سے یہ انادی کال سے سرشٹی کا پردہ اہ چلا آ رہا ہے پر نتو کیا یہ پردہ اہ سدا ایسا ہی چلتا رہے گا یا کبھی اس میں کچھ پر یورتن بھی ہوگا اب مجھے یہ بتلانے کی کیا کریں۔

سرشٹی اور پرلے کا چکر

اُتر۔ پیارے! اب اس سدہانت کو تو تم سمجھ گئے کہ یہ سب بھگوت گیان کی انتہا شکیتوں کے کارن یہ جگت کیول پریتی ماتر اپنے ادھشٹان سرورپ برہم میں تمھیا ہو کر پریت ہو رہا ہے پر نتو ایسا سلسلہ سدا نہیں رہے گا پھر اس کی پرلے اور پرلے کے بعد پھر یہ سرشٹی تب تک ہی چلتی رہے گی جب تک کہ ادھشٹان سرورپ کا گیان کسی کو نہیں ہوتا یہ اگیان کا کار یہ سرشٹی اور پرلے بھان ہوتے ہی رہیں گے۔ ہاں سنو کہ اس کی پرلے کب ہوتی ہے! جب سرشٹی جیوؤں کے اس کلیپ میں پھل دیے والے کرم آورن شکتی کے پرکٹ ہونے پر نشچت سمیہ پر رگ جادیں گے اسی سمیہ سرب ورشٹی گوحر اور پروکش وستو دوں کی آکرئی اسی گیان سرورپ ادھشٹان میں لین ہو جاوے گی اور واہیہ کا سرب ورشٹی گوحر جگت اور شبیہ ہو جاوے گا۔ اسی اوستھا کو ہا پرلے کہا گیا ہے۔ اس سمیہ آورن شکتی کے کارن اس استھول سوکشم جگت کی دشا دہی ہوگی جو کہ سوکشمی کال میں جاگرت سوچن میں سنار کی ہوا کرتی ہے۔ سرب واہیہ تمھانتر جگت جیسے سوکشمی میں نہیں رہتا ایک بھگوت گیان ہی اس آورن شکتی روپ کالی چادر میں کب جگت کو ایسا لپیٹ لیتے ہیں ایسے نروکار روپ سے بر جتے ہیں کہ اس سمیہ ان من بدھی آدمی کے نہ رہنے سے اس اوستھا کا گیان اس کال میں تو نہیں ہوتا کہ یہ سب کہہ چلے گئے پر نتو اس سے اتھان ہونے پر اس کی سمرتی اتھن ماتر ہوتی ہے کہ کیا بے خبر ہو یا کہ کچھ بھی ہوش نہ رہی۔ اسی پرکار اس سرب سنار کا یو ہا پرلے کال میں بند ہو جاتا ہے اور نئی سرشٹی کے انجہ میں پھر پہلی سرشٹی کا گیان پرکٹ ہو جاتا ہے اور یہ سرشٹی اور پرلے کا پردہ سرشٹی اور پرلے سے چلا آیا ہے اور چلتا رہے گا۔ اور جب ٹھیک ٹھیک اپنے سرورپ برہم آتم تھو کا بودھ ہوگا تو یہ بھرم بھی ایسے دودھ ہو جاوے گا جیسے رچو کا گنا ہوتے ہی سرب بھرم دور ہو جاتا ہے۔ اب اس لیکھ سے تم کو یہ سیشٹ ہو گیا ہوگا کہ یہ بھگوت گیان جو اس سمیہ جاگرت پرشن روپ آبادھی میں پرکٹ ہوا ہوا ہے اس میں یہ سرب شکیتاں موجود ہیں جو کہ اس موجودہ دیھ کی اتمیتی سے پہلے اس کے روپ میں موجود تھیں اور چونکہ شکیتاں شکتی والے سے جدا کوئی ہستی نہیں لکھتیں جیسے کہ دودھ کی سفیدی دودھ سرورپ ہی ہے اسی طرح واستوں میں ہی نرگن سرورپ ہے۔ اسی نر آبادھک سرورپ کی بھن بھن شکیتوں کو ہم نے سوچن اوستھا میں پورن روپ سے اوتھو کیا ہے۔ اس لئے ایسا درٹھ نشیہ کر دکھو بھگوت گیان سرشٹی کے پورواپنے واستو سرورپ سے موجود تھا اب بھی وہی اپنے واستو روپ سے موجود ہے اور یہی سرورپ ہے کسی کو انکار روپ سے مانٹو تمھیں شرٹی اسے اس پرکار ورزن کرتی ہے۔

ارتھ - یہ اونکار (برہم سرورپ آتما) ہی یہ سب کچھ ہے اس کا ویا کھیاں یہ ہے کہ بھوت بھوشیت اور ورتان
سب کچھ اونکاری ہے ارتھات کار یہ جگت بھی اونکار روپ برہم ہے اور تر کال اتیت کارن جگت بھی
برہم سرورپ اونکار ہی ہے۔ اونکار کو ہی اگلے دوسرے منتر میں برہم روپ اور پھر اسی کو آتما روپ کہا ہے۔
گیان سرورپ برہم کی وجہ شکتیاں تھا اس کی بر و کار تا اور آتم روپ تا ہی جس سے یہ سدھ ہو گیا کہ وہ بھگوت گیان
ہی ایک ادوتیہ توتیہ ہے۔

پرشن ۱۸ بھگون اچھے آپ کی امرت روپ بانی سے ایسے پریت ہوتا ہے کہ یہ بہان شکتی والا پر مانتا مجھ میں ہی دیا
ہے۔ پھر بھی ایسا سدھ ہو جاتا ہے کہ اس جیو پادھی میں آیا ہو بھگوت گیان ید ہی برہم سرورپ ہی ہے تو اس رتن
کال میں کیوں اپنی شکتیاں کا پر بھا و نہیں دکھاتا۔ مجھے تو ایسا ہی پریت ہوتا ہے کہ وہ برہم تو اس آتما سے بہن دستو
ہی ہو گا۔

جیو کا واسستو سرورپ

آتم - پیالے جس کارن سے انا دی کال سے یہ اگیان بہت درطہ اور گھنا ہوا ہے اس کارن سے ایسا
بھرم تجھ ہو جانا سمجھا وک ہی ہے۔ ایسا سمجھو کہ ید ہی گیان سرورپ آتما جگت کی اتیتی کال سے پور و کال کے سمان اب
بھی پورن شکتیاں ہی ہے پھر بھی منشی آدی کی آبادھی لے ہوئے یہ اپنے تجھ شکلی سے ان شکتیاں کو پرگٹ نہیں کر سکتا
آبادھی اس منشی دیہ کی بہت چھوٹی اور چھین ہے اس لیے اس میں پوری پوری شکتیاں کا پورا پورا درشن نہیں ہو پاتا جیا
کہ بجلی کے الٹکتی والے بلب سے اس بہان شکتی والی ویا پک بجلی کا پورا پورا درشن نہیں ہو سکتا۔ ید ہی اس جھوٹے بلب میں بھی
پرگٹ ہوئی بجلی ایم اور انت ہی ہے ہی کارن ہے کہ جب اس میں پوری پوری شکتیاں کا ساکشات درشن نہیں ہو جاتا تو
ایسا بھرم ہونے لگتا ہے کہ یہ تجھ اور نزل ہے اور یہ دوش اس پر کاڑ کا ہے کہ جب بھی کوئی سرشکیتان ہاری پرا تھتا
پر دھیان نہ دیکر اپنی پورن شکتی کو پرگٹ نہ کرے اور ہم ایسا سمجھ لیں کہ وہ شکتی پن اور نزل ہے اتھوا اثنان کرتے سمیہ
کوئی چکرورتی ہمارا جہ کر میں کیوں ایک دستہ ہی پہنے اور ہم ایسا سمجھ لیں کہ وہ آتا ورت (غریب) ہے۔ اسے ایسا
رہنے کرنا ہمارا بھرم اتہ ہی ہے کہ وہ بھگوت گیان منشیہ دیکھ میں آیا ہوا اچھے اور شکتی پن ہی ہے اور اپی جگت رچا آدی
کی سامر تھتھ کھو بیٹھا ہے۔

پرشن ۱۹ بھگون! یہ تو میری یدھی میں آگیا کہ بھگوت گیان ہی برہم سرورپ ہے اور سر و شکیتان بھی۔ برنوتیں
نے شاستروں دوارا ایسا سنا ہے کہ پر مانتا تو ایک اوم ادوتیہ ہے پھر یہ بھی میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک کا گیان بہن
بھن ہے اور پھر میرا گھٹ بھن ہی گیان پٹ سمند ہی گیان سے ولکشن ہے۔ روپ کے گیان سے شبد کا گیان بھن ہے۔
دام کا گیان شام کے گیان سے بھن ہے۔ پھر یہ بہن بھن گیان ادوتیہ برہم کیسے ہو سکتا ہے؟

”گیان سرورپ برہم ایک اور ادوتیہ ہے“

آتم - پیالے! تیرا یہ پرشن بھی اس گیان سرورپ آتما کے واسستو سرورپ کو تھا اس کے لکشنوں کو نہ جاننے کے
کارن ہی ہے۔ اب یوں سمجھو کہ برہم و دیا میں بھگوت گیان سرورپ کو ایک اوم ادوتیہ ہی سدھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ

یہ گھٹ ہے" یہ پٹ ہے" یہ بھید گھٹ پٹ آدمی و شیوں کے بھید کے کارن ہی ہے۔ گیان سروپ ان میں ایک ادوتیہ ایہن ہے۔ ارتھات گنیہ پدارتھ تو انیک ہو سکے ہیں پر نتو گیان انیک نہیں ہو سکتا۔ ان پدارتھوں کی انیکتا کے ساتھ پرکاش پرکاشیہ بھا و روپ سبندہ ہونے سے گیان سروپ بھی انیک سا بھان ہوتا ہے۔ جب "گھٹ" کے نام اور روپ سے اُس گیان کا کلیت تا داتم سبندہ ہوتا ہے تب وہ "گھٹ" کا گیان کہلاتا ہے اور جب پٹ کے نام اور روپ کے ساتھ اُس کا کلیت تا داتم سبندہ ہوتا ہے تو "پٹ گیان" کہلاتا ہے جیسے آکاش جب گھٹ میں پرگٹ ہوتا ہے تو گھٹا کاش کہا جاتا ہے اور جب پٹ (مکان) کی آبادھی سے پرگٹ ہوتا ہے تو مٹھا کاش کہلاتا ہے۔ اسی پرکار انھیں بھی آبادھیاں وہ گھٹ پٹ آدمی پدارتھ ہی میں جن سے وہ گیان کلیت تا داتم سبندہ والا ہوتا ہے اور گیان سروپ آتا تو ایک اور ادوتیہ ہی ہے اور ایک رس اور سرور کا ہے اُس میں انیک پدارتھوں کے پریت ہو جانے سے اُس سے اُن کا واستو سبندہ نہیں ہوا اور نہ واستو میں انیک ہی ہوا ہے۔ اسی پرکار روپ گیان اور شد گیان آدمی کا بھید بھی واستو نہیں اُن کے پرکاش ہونے میں چکشو شر و تر آدمی سادھن تھا نہ ت روپ میں جو کہ انھیں میں پھر بھی انجان آدمی پہلے کی طرح یہاں بھی روپ گیان اور شد گیان انیادی سمجھ کر گیان سروپ میں انیکتا کا بھرم کرتا ہے جیسے ایک ہی بجلی کے پرکاش کو دکھانے والے نیلے پیلے آدمی انھیں بھی لیمپ یا بلبل ہوتے ہیں پر نتو اُن میں بجلی ایک ہی رہتی ہے۔ پھر یہ اگیا نی ایسا بھی سمجھنے لگتا ہے کہ یدی گیان ایک ہی ہوتا تو ایک ہی اندریہ کے دوارا سرب پدارتھوں کا گیان شد سپریش آدمی کا ہو جاتا۔ ارتھات چکشو میں پرگٹ ہوتا ہو اگیا روپ کو دیکھتے ہوئے شد کو بھی سنی لیتا اور شد سپریش اور رس اور گندہ کا بھی گیان ہو جاتا۔ پر نتو ایسا ہوتا نہیں اور یہ ہمارے اُلو بھوکے و دھ بھی ہے۔ اسی پرکار سرب اندریوں تھا اُن کے وشیوں کے لئے بھی نیم ہے۔ اس سے یہ بھید ہوا کہ اندریہ اتھو وشیہ کی آبادھی کے بہت سے گیان کی انیکتا کا بھرم ہو جاتا سبھاوک ہے۔ پر نتو جس پرکار پہلے کہ آئے ہیں کہ وشیوں کے بھید سے گیان کے بھید کی بھرائتی ہوئی ہے ایسے ہی اندریوں کے بھید سے بھی گیان کی انیکتا کا بھرم ہو جانا سبھاوک ہے کوئی آشپر یہ نہیں سدھانت تو یہ ہے کہ گیان ایک اور ادوتیہ ہے۔ جس جس اندریہ سے اس کا کلیت سبندہ ہوتا ہے ارتھات جو اندریہ منوبرتی دوارا اُس آتم سروپ گیان سے ستا سپھرتی پر اپت کرتا ہے اسی کے دوارا اُس کے ہی وشیہ شد سپریش اتھو اگندہ آدمی کا گیان ہوتا ہے دوسرے کسی وشیہ کا نہیں اس لئے روپ گرہن کرنے والا چکھنوا اندریہ منوبرتی دوارا جب گیان سروپ سے ستا گرہن کرتا ہے تو وہ کیوں روپ کو ہی پرگٹ کرتا ہے یہی حالی باقی اندریہ کا ہے۔ اس لئے اندریہ بھید سے گیان سروپ آتا میں بھید ماننا ایک بھاری ٹھول ہے۔ جیسے انجان بچہ ٹھول سے ہی ایک ہی بجلی کی گندھ جوتی کو بھی انھیں رنگ والے شیشوں سے لکھنے پر الگ الگ رنگوں کو گرہن کرتا ہے۔ مگر بجلی ایک ہی رہتی ہے۔ اُس میں کچھ ماتر بھی بھید نہیں۔ پرسن نہ بھون انھیں انھیں اندریوں کے بھی انھیں بوجھ ہونے پر آتا کس پرکار ایک اور ادوتیہ ہی رہتا ہے یہ مجھے ذرا کھول کر سمجھانے کی کیا کریں۔

سویم پرکاش آتما!

اتر۔ پیارے۔ بوں بوں و چار کر کے دیکھو تمھیں یہ سیشٹ ہوتا جاوے گا کہ ہر اندریہ کا اپنا اپنا بوجھ ہے اور ایک اندریہ دوسرے اندریہ کا بوجھ نہیں کر سکتا۔ یہ تو تم خود بھی سمجھ رہے ہو۔ جیسے نیر اندریہ کا یہ سبھا ہے کہ اُس کے دوارا رنگ اور شکل اٹھے پرگٹ ہوتے ہیں اور شر و تر اندریہ دوارا کیوں شد ہی گرہن ہوا کرتا ہے

پر منورنگ یا شکل برگٹ نہیں ہوتے جس کا رنگ سے نیر کا لے یا گورے رنگ اور گول چھٹ اور لمبوترے آکار کو برگٹ کرنے والا ایک ہی اندر یہ ہے اور اس کے لئے گولگ بھی ایک ہی ہے اس لئے وہ ان سب کو ایک ہی کال میں گروہ کر سکتا ہے۔ اس میں بھی گیان سروپ آتا وہی ہے جو شر و تر آدی کو ستا پر دان کرتا ہے اور وہاں وہ شد کو سنتا ہے۔ اسی پر کار باقی سب اندریوں میں بھی سمجھنا چاہیے۔ ہاں یہ بھی اوشیہ دھیان رکھنا چاہیے کہ جسے نیر کسی درپہ آدی کو دیکھتی ہے تو درپہ اور اس کے روپ اور آکار کو برگٹ کرتی ہوئی بھی سور یہ کے پرکاش سمیت ہی اس کے رنگ آکار آدی کو برگٹ کرتی ہے اور یہی کارن ہے کہ نیر رنگین پدارتھ اور درپہ تینوں کے موجود ہونے پر بھی سور یہ آدی کے پرکاش کے پناہ چکھوٹسی کو بھی نہیں دیکھ سکتی۔ اسی پر کار اور گنہر و جار کر کے دیکھیں تو جلدی ہی سمجھ آ سکتا ہے کہ گیان سروپ آتم پرکاش کے نہ ملنے پر یہ نیر اندر یہ نہ تو سورج کے پرکاش کو اور نہ ہی روپ والے پدارتھ نہ رنگ نہ شکل اور نہ ہی شیشے کو ہی دیکھ سکتی ہے جیسے کہ مردہ شر میں سوکھم شریر (جو کہ آتما کے پرکاش کرنے میں سادھن ہے) کے نہ رہنے پر شریر پران من اندر یہ آدی کا کوئی کار نہیں ہو سکتا۔ یہ نیم بھی پران من شریر اندر یہ آدی کے لئے سماں ہے۔ ان سب کو گیان سروپ پرکاش کی برابری (ضرورت) ہے۔ سوئم ان میں کوئی پرکاش نہیں سب ہی اس گیان سروپ کی ستا اوچیتا کو پا کر ہی اپنا اپنا اوار کرنے میں مہر تھ ہو سکتے ہیں پر تو ستا سماں روپ سے ملنے پر بھی کاریہ ان سب کا الگ الگ ہوتا ہے اور اپنے اپنے ہی وشیہ کو برگٹ کرنے میں ہیو بنے ہیں۔ ایک اندر یہ دوسری اندر یہ کا کاریہ نہیں کر سکتا۔ یہی کسی اندر یہ کو دوسرا کوئی کاریہ کر مکی سامر تھیر پراپت ہوئی ہوئی تو اسے بھی گروہن کر سکتا جیسے کہ نیر اندر یہ روپ اور آکار کو گروہن کر مین کرتا ہے۔ جو اچھکھنے اور بولنے کا دونوں کام کرتی ہے۔ کیونکہ ان کے لئے ایسا ہی نیت ہو چکا ہے اس سارے تھن کاریہ ہی سارے کہ جس اندر یہ کا جو جو کام ہے وہ اپنا اپنا کام بھگت گیان کی ستا کو پا کر ہی کر سکتا ہے اور واس تو پرکاش تو کیول ایک گیان سروپ آتما کا ہی ہے۔ ان میں اپنا پرکاش کوئی نہیں۔ پر نتوان کی رچنا اس پر کاری کی گئی ہے کہ وہ اپنے وشیہ کو ہی گروہن کیا کرتے ہیں دوسرے کو نہیں۔ اس سداہنت کو ہم سوپن درشتانت سے بھی پرکار سمجھ سکتے ہیں۔ وہاں ایک ہی گیان سروپ ادھشتان میں ہر ایک اندر یہ اور وشیہ ایک ہی کال میں بن سا جاتا ہے اور دونوں کو ستا دینے والا ایک ہی گیان سروپ آتما ہی ہوتا ہے اس لئے یہ سماں کال میں آتین ہونے والے اندر یہ اور وشے کیسے پرکاشک اور پرکاش بن سکتے ہیں کیونکہ وشیہ کو پرکاش کرنے والا اندر یہ تھا اس کا گولگ اس کی آتیتی سے پہلے ہونا چاہیے تھا اور یہاں تو دونوں کی آتیتی ایک ہی کال میں ہوئی ہے اس سے یہی سیدھ ہوا کہ سوپن پر پنج اندریوں سمیت کیول گیان سروپ سے ہی پرکاشت ہوتا ہے پر نتو وہاں بھی یہی بھرم ہوتا ہے کہ روپ کو نیر ترے اور شد آدی کو شر و ترے پرکاشت کیا اور ایسا پر نیت ہو جانا بھی بھگت گیان کا ہی ایک واس اور چمنکار ہے۔

ہمارے ددونوں تھقا آچار یوں کا یہ تھن ہے کہ وچار سے ہی یہ اوبھو ہو سکتا ہے کہ سوپن جگت کی پر تیتی بنا اندر یہ کی سہا تیا کے ہی بھگت گیان سروپ میں ہو رہی ہے کیونکہ یدی اندریاں اور ان کے گولگ پہلے و دیان ہوں اور اس کے لپچاٹ ان کے وشیہ اندریوں کے سامنے آسکتا ہوں تب ہی وہ ان کو جان سکیں اور یہ پہلے سیدھ ہو چکا ہے کہ سوپن کال میں اندریاں۔ گولگ اور ان کے اڈر ایک دیوتا (ہر اندر یہ کو سہا تیا دینے والا الگ الگ دیوتا ہوتا ہے) سم کال میں ہی آتین ہوتے ہیں اس کارن سے وہ ان وشیوں کو گروہن کرنے میں کارن نہیں بن سکتے تو بھی سوپن اوستھ میں بھرم ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہاں اندریاں پہلے موجود ہو کر اپنے آگے آئیوالے وشیوں کو گروہن کرنے میں ہیو بنے ہیں اور

یہ بتلایا جا چکا ہے کہ ایسی پریتتی بھرم ماتر ہے اسی کارن سے در ہڈ آر نیک شرقتی آتما کی سو پر کاشتا کا پرکشش ورنن جوتی برہمن کے اندر کرتی ہے اور اُسے نرالمب اور نرپیکش (کسی آشریہ کے بنا اور دوسرے کی اپیکشیا سے رہت) بتلاتی ہے۔

न तत्र सूर्यो भाति न चन्द्र तारकं ॥ (मु० ३-२-१०)

"तस्य भासा सर्वमिदं विभाति नेमा विद्युतो भान्ति
कुतोऽय मग्निः तमेव भान्ति मनु भाति सर्वम् (मु० २-२-१०)

न तद्भासयते सूर्यो न शशाङ्को न पावकः ।
यदगत्या न निवर्तन्ते तद्भास परमंमम ॥ (म:गो १५-६)

ارتھ۔ "وہاں نہ سور یہ پرکاش کرتا ہے نہ چندرمانہ تارکے" نہ یہ جلیاں ہی پرکاش کر سکتی ہیں۔ اُس کے پرکاش سے ہی یہ سب پرکاشت ہوتا ہے اس کے بھاسان یعنی پرکاشت ہونے پر ہی یہ سب جانا جاتا ہے۔
۲۔ اُس پریم پد یعنی سروپ بھوت گیان تو گو نہ سور یہ پرکاشتا ہے نہ چندرمانہ آگنی۔ جس پد کو پریت ہو گیا وہ پھر نہیں لوٹتا وہ میرا پریم پد ہے گیان سروپ آتما کو اندرا اوستھا (سوپن) میں اندریوں کی اپیکشیا نہیں اسی پرکار وہ جاگرت کال میں بھی اندریوں کی اپیکشیا نہیں رکھتا اور جیسے سوپن میں اندریوں کی اپیکشیا ضرورت کا بھرم ہوا تھا ویسے ہی جاگرت میں بھی وہ اندریوں کی کچنن ماتر بھی اپیکشیا نہیں رکھتا اور ٹھیک اسی پرکار یہ بھرم ہوا کرتا ہے کہ پہلے اندریاں موجود ہوں پھر اُن کے سامنے وشیہ موجود ہوں پھر اُن کا گیان ہو سکتا ہے اسی بھرم کے کارن یہ آتما اندریوں کی اپیکشیا والا پریت ہوتا ہے اور ایسا پریت ہونا کسی بھوت گیان کی وجہ تو بھوتی یا چمتکا ہے جو کہ اتنت آشریہ سے ہے۔
جیسے کہ اوپر دکھلایا گیا کہ وہ گیان سروپ آتما جاگرت یا سوپن میں وشیوں کا پرکاش کرنے میں اندریوں کی اپیکشیا رکھتا پرنتو بھرم سے وہ اندریوں کی اپیکشیا والا ہی پریت ہوتا ہے اسی پرکار یہ بھی بھرم ہوتا ہے کہ وہ اندریوں کے کیول آدھین ہی نہیں بلکہ الپ شکیان بھی ہے اور ایسا ننچہ کیول و پریت گیان کے کارن ہی ہو رہا ہے جو کہ شاستر پرمان سے وردھ ہے۔

نرسن ۲۱ بھگون۔ آپ نے پہلے گیان کو سو پرکاش اداد و تیبہ ورنن کیا تھا۔ اس کی سو پرکاشتا تو کچھ میں آگئی ہے پرنتو تیبہ ہر ویکتی اور ہر اندر یہ میں الگ الگ پریت ہونے والا گیان کیسے ایک ہو سکتا ہے۔ کہ پا کر کے اسے ذرا کھول کر سمجھائیے !

گیان پرکاش روپ سے سب میں ایک ہی ہے

آتر۔ پیارے! جیسے آتما کے سو پرکاش ہونے پر بھی اُس میں اندر یہ آدی کی اپیکشیا کا بھی بھرم ہوا کرتا ہے ایسے ہی یہ بھرم بھی ہوا کرتا ہے کہ کچھ تو کا گیان اور ہے اندر و تر کا گیان اور ہے۔ ارتھات گیان انیک ہیں یعنی بھن بھن ہیں۔ ذرا وچار و رشٹی سے دیکھیں تو یہ سدا ہوتا ہے کہ آتما شور و تر آدی اندریوں کی اپیکشیا نہیں رکھتا ہے اور اس کارن سے وہ انیک روپ بھی نہیں۔ اپنی وکشش شکتی سے جیسے وہ اندریوں کا محتاج (اپیکشیا والا) بھان ہوا تھا اسی پرکار اسی شکتی کے کارن ایک گیان میں انیکتا کا بھی بھرم ہو رہا ہے۔ اب یوں سمجھو کہ رام کا گیان شام کے گیان سے بھن نہیں پرنتو سب سادھارن یہی سمجھتے ہیں کہ ایک ویکتی کا گیان دوسرے کے گیان سے بھن ہے کیونکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ رام کو جن دن وستوؤں کا گیان ہے شام اُن کو نہیں جانتا اور شام کی جانی ہوئی وستوؤں سے رام بے خبر ہے اسی طرح ہر ایک ویکتی کا الگ الگ گیان ہی ہے پرنتو یہاں دہسہ یہ ہے کہ گیان سروپ آتما تو سب کا پرکاش ہو کر ودیان ہے

سدا شدہ اور انگ ہی رہتا ہے کسی کے گن و نل کو بھی بھی اپنے میں گہن نہیں کرتا اس لئے وید بھگوان اس آتما کو سدا ہی انگ اور نرلیپ ہی بتلاتا ہے۔ ”انگویم پرتشا“ (یہ آتم پرش تین دیہہ اور تینوں ادستھاؤں سے سدا انگ ہی ہے) اس طرح یہ شرٹی بھگوت گیان کے شدہ سروپ کا ڈھنڈورا دیتی ہے تاکہ جبکیا سو کو سروپ کا بودہ ہو سکے۔

اس سائے سمقن سے یہ سدہ کرنے کا تین کیا گیا کہ ہم یہ بات بھلی پرکار سے سمجھ جاویں کہ پدارتھوں کے گیان ہوتے سمیہ انتہ کر ہی برتی روپ سے ان وستوؤں کے آکار ہو کر تا ہے اور بھگوت گیان پرکاش مائتر کرتا ہوا نرو کار ہی رہتا ہے۔ آتما کے پرکاش میں انتہ کر کے پر نیام روپ پدارتھوں کا گیان ہوا کرتا ہے۔ اس میں ادوینی پرش دوا یا جوشنکا کی سنسھا ونا ہکتی اس کو یہاں پر کرن میں لاکر ان کا سادہ بان کر دیا گیا۔ ویدانت گرنٹھوں میں ایسی اور کچھ نکتیاں بھی لکھی گئی ہیں جن کو ایسی شنکاؤں کے سادہ بان کی اچھا بودہ گو روکھ سے اہلند برہم سوزر گیتا آدی گرنٹھوں کے سوادھیائے سے لاجھ اٹھا سکتا ہے۔ یہاں تو گرنٹھ کے چھوٹے ہونے کے کارن اتی سنکشیپ سے ہی ان کا وزن کیا گیا۔ سادہ روپ اس کا یہ ہے کہ بھن بھن دیش کال و شنیہ تھا اندریہ انشکر آدی کے بھید سے پدارتھوں کا بھن بھن گیان ہونے پر بھی واسنوں میں بھگوت گیان آتما تھوں کا تینوں ہی بنا رہتا ہے۔ مانیک اور وکاری نہیں ہو جاتا اس پرکار جب درتمان کال میں گیان سروپ آتما ایک ہی رہا تو بچے ہی وہ بھوت اور بھاوی سمیہ بھی ایک ہی رہے گا۔ سب ویکیتوں کا آتما سدا سے ہی ایک ہے اور ایک ہی رہے گا۔

پیرشن ۲۲ بھگوان! یدی یہ بھگوت گیان سروپ آتما سرب کال میں ایک ہے تو اسے سرو واکر س ہی دویمان (موجود) رہنا چاہیے پرتو یہ تو ہرشن ناش کو پراپت ہوتا دیکھا جاتا ہے اور ویشیش کر کے یہ سوشتی میں تو رہتا ہی نہیں ایسا ہمارا یہ روز بروز کا اوبھو ہے اس لئے کر پا کر کے پھر بھجائیے کہ یہ نتیہ ہی ناش کو پراپت ہونیو الا گیان کیسے ا وانشی اور وشیہ کہا گیا ہے؟

گیان اواناشی اور نتیہ

اتر۔ پیالے! چھ بھی ہم یہ سدہ کر آئے ہیں کہ سرو واکر سرب ہر انشکر نوں میں پرگٹ ہونیو الا بھگوت گیان ایک ہی ہے اسی کارنی وید میں اسے ستیہ نتیہ وزن کیا گیا ہے۔ یدی متہارے کھن انو ساریہ مان بھی لیا جائے کہ گیان ناش کو پراپت ہو جاتا ہے تو اس کے ناش کا پرکاشنک یا ساکشی کوئی دوسرا گیان ہو گیا کوئی انا تم جڑنتو۔ اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ پرکاش کرنا اور جاننا تو کیوں چپتین سروپ آتما ارتھات گیان سروپ کا ہی دھرم ہے۔ جڑ و ستو یا انا تم میں کسی کو پرکاش کرنے یا جاننے کی شکی نہیں ہوتی۔ یدی یہ کہا جاوے کہ ایسے ناش کا آب ہی پرکاشنک ہے تو ایسا سمجھو نہیں کیونکہ ناش ہو کر اپنے کو سویم ہی بعد میں وزن کرے یہ سرونھا اوبھو کے وردہ ہے کیونکہ جو سویم رہا ہی نہیں وہ اپنے کو کیسے جانے گا اور یہاں ”ود تو ویا گھات دولش“ व्याघात दोष پراپت ہوتا ہے اور یدی ایک گیان کے ناش کو دوسرا اور دوسرے کے ناش کو تیسرا جانے تو ایسے अनवस्था اور انو ستھا ویش پراپت ہو گا ارتھات پھر تو یہ سلسلہ ہی سماپت نہ ہو گا اور یدی پہلے کے ناش کو دوسرا گیان جانے اور دوسرے کے ناش کو پہلا گیان جانے تو ایذا نیا اتر دوشی پراپت ہو گا۔ اور یدی پہلے گیان کے ناش کو دوسرا اور دوسرے کے ناش کو تیسرا اور تیسرے گیان کے ناش کو پہلا جانے تو یہاں بھی نشٹ ہوا ہوا نہ تو دوسرے کو جان سکتا ہے اور یدی ایسا جاننا مان بھی لیا جاوے تو چکر کیا دوش پراپت ہو گا۔ اس سے یہی سدہ ہوا ایک ہی گیان اکھنڈ اور اواناشی روپ سے ویدیاں رہتا ہے اور سب کو سدا پرکاش کرتا ہے اور پراپتی تھا اواناشی ہونے سے سدا ایک ہی بنا رہتا ہے اس لئے وہی نتیہ برہم سروپ ہے ہمیں جو مورچھا سوشتی یا مرن میں اس کے

ناشن کا بھرم مڑا تھا وہ بھرم ایسا ہی ہے جیسے کے درپن کے ڈھانپ دینے سے یا اٹھا لینے سے شیشہ میں پرتی بنب نہ پرتیت ہونے سے مورکھ کو بھرم ہو جاتا ہے کہ بنب ہی نہیں رہا۔ یہی بنب کا ناش نہیں ہوا۔ وہ سرودا کال موجود ہی ہے پر بنب تو پہلے بھی پرتیتی مارتی تھا اب شیشہ کے نہ رہنے سے اس کی پرتیتی بھی نہیں رہی۔ اس کی پرتیتی درپن کے آجانے سے ہوئی اور درپن کے چلے جانے سے پرتیتی نہیں رہی۔ ایسے ہی یہاں شری کے ایک فریم یا چوکھے میں انتہ کرن روپی شیشہ لگا ہوا ہے اور اس شیشہ میں آتما کا آکھاس یعنی چدا بھاس انتہ کرن کے برقی گمان کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جو کہ اسے بنب اور کشتی سے بھن کچھ ستا نہیں رکھتا۔ مرنو کال میں اس شری روپی پرانے چوکھے سے دوسرے نئے شری کے چوکھے میں انتہ کرن کا شیشہ کرموں کی تبدیلی کے کارن بدل دیا جاتا ہے یا سوپتی اور مورچھا میں اگیان کی چادر سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اور مند بھدی پرش یہ سمجھتے ہیں کہ آتما گیان سرود کا ناش ہو گیا دستوں میں گمان سرود آتما سرود ہی ایک رس و دیان ہے اس لئے گیان سرود کا ناش ماننا ان انجان بچوں جیسی بھول ہے جو کہ بچہ شیشے کے اٹھ جانے سے اپنے ہی بنب روپ سمکھ کا ناش ان کہہا کرتا ہے کہ کھا کھو گیا "یہی سویم کا (بچہ) وہاں استھت ہے جو کہ پر بنب روپ کلیت بچے کے کھو جانے کو رہ کر رہا ہے اسی کا نام اگیان ہے۔"

دوسری بیتی اس گیان سرود کے ادناشی ہونے کی یہ ہے کہ یہ گیان بھن بھن تتوؤں سے بکت نہیں کہ جن کے کچھ جانے سے یہ بھی نشٹ ہو جائے کیونکہ یہی یہ گیان سرود آتما کسی دوسرے تتوؤں سے ملا ہوا ہوتا تو وہ تتو گیان سے بھن اگیان روپ ہی ہو سکتے تھے۔ ایسی حالت میں گیان ایک بھاگ میں اور دوسرے بھاگ میں اگیان ہونے سے ایک دستو کا گیان ہوتے سمیہ وہ اگیان کے کارن اگیات بھی رہتی پرتو ایسا الزہو وردھ ہے اور یہ سب جانتے ہی پر کہ ایک ہی پرش کو۔ ایک ہی دستو ایک کال میں اگیات اور اگیات دونوں روپ کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سیدھ ہوا کہ گیان میں کسی دوسری دستو (اگیان) کا میل یا سبندھ بھی نہیں بن سکتا۔ اور یہی وہ انیک پرکار کے گیلوں کا نام ہوتا تو ایک ہی دستو کے بائے میں انیک پرکار کا انشٹ گیان ہوا کرتا۔ اسی لئے یہ گیان نرا ویلا اور ادوتیہ اکھنڈ سرود ہی ہے اور اکھنڈ ادوتیہ ہونے سے یہ پورن ارتھات سب میں ادوت پروت ہے۔ تھا یہ گیان ادناشی بھی ہے کیونکہ اس کا ناش کرنے والا کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ سب کا ادھشتان کیوں ہی ہے۔ اسے ناش کو کوئی نہیں چاہتا یہ یہ سب کو سیدھ ہوا ہے اس لئے یہ ادوتیہ اکھنڈ اور ادناشی ہی ہے اس میں کجیت بھی مند یہ نہیں۔

بھگوت گیان سرود کے ادناشی ہونے میں تیسری بیتی یہ ہے کہ سرب بگت کیول منو مارتی ہے اسی لئے کلیت ہے اور کوئی کلیت دستو کسی ادھشتان روپ ستا کے پناہ نہیں سکتی اور یہ اتم سرود گیان ہی اس سارے منو مارتی کلیت بگت کا ادھشتان ہے اور نیا سے تھا ویدانت شاستر میں۔ سیدھ ہو چکا ہے کہ وکار مارتی منو منو دستوں ہی ناش کو پراپت ہوا کرتی ہیں۔ ادھشتان بھی ناش کو پراپت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ گیان سرود آتما جو کہ سب کا ادھشتان ہے کبھی نشٹ نہیں ہو سکتا۔ اسی ہی انیک بھکتاں آتما کے ادناشی ہونے کے بائے میں سکت کے ویدانت گرنھوں میں لگی ہیں جن کو ان کے دیکھنے کی اچھا ہو گو رہمکھ سے یوگیتا پراپت کر کے دیکھ سکتا ہے۔

پرش ۲۳۔ بھگوت اچھے یہ تو نشچ ہو گیا کہ بھگوت گیان ادناشی سرود ہے پرتو اسے آپ جو ہر دے کل ہر ساکشات کہہ انا چاہتے ہیں کیا وہ ہر دے میں پرتو نشٹ ہونے سے پرتھن تو نہیں ہو جاتا اور جو دستو پرتھن ہوتی ہے وہ اسی پرکار ہوا کرتی ہے جیسے کہ ماتھ پاؤں والا ہمارا یہ شری جو کہ گھر میں پریش کر سکتا ہے اور اس گھر سے بھن بھی ہے پھر ایسی ہر دے آکاش میں سا کی ہوئی پرتھن دستو جس نے اس ہر دے میں پریش کیا ہے کیسے پر ہم پر ماتھ روپ سکتی ہے

گیان سروپ نہراویو اور اکھنڈ لورن سروپ

اتر۔ پیارے! میدی تو نے اس گمان سروپ کو ایک ادناشی اور اسنگ روپ سے نشیچہ کیا ہے تو اس پرش کے اتر کو سمجھنے میں بھی تجھے کوئی دیری نہیں لگے گی اور نہ ہی کوئی گھٹائی آئے گی بھٹیں اس آتما کی اکھنڈ تا اور نراویو روپتا کو سمجھنے کے لئے ایک اتی سرلکیتی دی جاتی ہے جسے تم شیخھر سی سمجھ جاؤ گے۔ کیونکہ بھگوت گمان کسی بھی نیرادی اندریہ کا وشیہ نہیں اور نہ ہی من بدھی کا ہی وشیہ ہے کیونکہ نیر کسی روپ والے اور شر و تر آدی کسی شند کے۔ ناسیکا لاناک، گندھ والے پدارتھ کو ہی گمہن کرتی ہے ایسے ہی ہر اندریہ اپنے سماجی وشیہ کو ہی گمہن کر سکتی ہے اور من بدھی تو سکھ دکھ کو یا کسی اندریہ دوا کر گمہن کیے پدارتھ کے سنسکار کو ہی لیا کرتا ہے جس سے وہ پھر سنگلیپ و کلیپ کرتا رہتا ہے اور بھگوت گمان ان شد پرش روپ میں گندھ آدی گنوں سے رہت ہے اور من کے دھرم سکھ دکھ آدی وکاروں سے بھی رہت ہے۔ یہ نہ ہی کسی دیش کال آدی میں پرچھن ہی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پرچھن و ستو ہی اکھنڈ ہو سکتی ہے اس لئے گمان سروپ آتما پرچھن نہ ہونے سے اکھنڈ ہی ہے اور من بدھی بھی تو کسی اندریہ گمہن و ستو کے سنسکاروں کو ہی گمہن کیا کرتے ہیں اس لئے گمان سروپ آتما من بدھی کا بھی وشیہ نہیں۔ ہاں بدھی یا مستنک (دماغ) میں یہ آتما اپنا پرکاش سامانیہ روپ سے ڈالتا ہے اور وہ سوچھہ ہونے سے اس کے سروپ کو پرگٹ کرنے میں سہا نیک سے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ دین پرکاش کو پرگٹ کرنے میں سہا نیک ہوتا ہے۔ وہاں وہ سامانیہ سروپ آتما وشیش روپ سے کیول بھاست ہوتا ہے اس طرح وہ اس کا وشیہ نہیں ہو جاتا اور نہ اس ہیوت سے پرچھن ہی ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ سیدھ ہوا کہ بھگوت گمان کسی بھی روپ رنگ یا سکار والا نہیں بلکہ واستو میں نراکار اور نراویو ہی ہے اور साकार, सावयव ساکار سا ویو وستو کا ہی کسی دوسرے میں واستو ویش بن سکتا ہے اس لئے یہ آتما نہ تو واستو میں کسی ہیوت پر مشط ہی ہوا ہے اور نہ ہی پرچھن ہو سکتا ہے۔ اور سرب و پانی اور پورن ہونے سے بھی یہ کسی میں پر ویش کرے اس سارے پر کرک کا ساری ہے کہ شاستروں میں بھگوت گمان کو اکاٹھ نیکیتوں سے پراتم روپ سدرھ کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند ایک نیکیتوں کا یہاں سنکشیپ سے درن ہوا ہے جو کہ کیول نیکیت (اشاہ) ماتر ہے۔ اس لئے برہم سروپ ہونے میں کسی کو سند یہہ نہیں رہنا چاہیے۔ یہ گمان سروپ آتما آپ کے بھیتر برہم دیان ہے اس کا ساکشات کا رسا دھی میں چیت کے ساربت ہونے پر بھی پرکاش کر سکتے ہیں اس لئے آپ کو وشیش پریش کر کے اس کا پر ویش ساکشاتار او شیہ کرنا چاہیے۔ اور اس کی وجہر ٹھکیوں کا آتما پر اپت کرنا چاہیے۔ اسی میں لین میں آہنگ بدھی کر کے آہنگہ اپانا کرنی چاہیے جو پرش شردھا کے اھوا کے کارن اس بھگوت گمان کو برہم سروپ ماننے میں انکاری ہو آسے آپ ناستک سمجھو اور اس کی بات پر برہم گز لفتین نہ کرو۔ بلکہ شک وغیرہ کو چھوڑ کر اسی گمان سروپ آتما کو برہم سروپ جان کر اپنا سروپ نشیچہ کر کے آند مان رہو۔

پرشن ۲۴۔ بھگوت! آپ کی کیا ہے یہ تو میں سمجھ گیا کہ ہمارے اندر براجمان بھگوت گمان ہی ہمارا آپا سیدھ برہم ہے۔ اس کی ہی ہمیں ابھید روپ سے اپانا کرنی چاہیے۔ پرنتو آپ نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ باہر دکھلائی دے رہا جو کھ سکھ سے بھگت ہے اس کا واستو سروپ کیا ہے اور اس سے چھٹکارا کیسے مل سکتا ہے؟

یہ سرب جگت نشی ہی برہم روپ ہے

اگر "سرو" اور "برہم" - پائے! تیرے اس پرش کے آتیں ہم تجھے اس کا سروپ یا اس جگت چھو
 کا پائے کہنے سے پہلے تجھے یہ نشی کر دینا چاہتے ہیں کہ اب تک جو کچھ تجھ کو بتلایا گیا یہ تو گیان کی پہلی سیڑھی ہے۔
 کیوں اتنے ماتری جان مینے سے اس برہم کا اندر باہر درشن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جگت کے سروپ کو کبھی
 جانتا ضرور ہے۔ لو سنو! اب تک تم کو یہ بتلایا گیا ہے کہ بھگت گیان ہی برہم سروپ ہے اب تم
 یہ سمجھنا چاہئے کہ وہی گیان سروپ برہم ہی جگت کے روپ میں بھان پور ہا ہے۔ اس کے ایک ایک ذرہ
 بھگت گیان ایسے سمایا ہوا ہے جیسے کہ رن میں جل یا کھلوانوں میں کھانڈ۔ واستو میں یہ سرب برہم
 ہی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی موجود نہیں "سروم کھلو دنگ برہم"۔ "برہم ایو دنگ سروم" دیہ نشی کر
 سب برہم ہی ہے۔ برہم ہی یہ سب کچھ ہے۔ یہ شریاں اس سرب جگت کو برہم سروپ ہی بتلاتی ہیں۔ جیسے کہ یہ
 سیدھ کر آئے ہیں کہ بھگت گیان ہی برہم سروپ ہے کیونکہ مشرق کی کھوشنایا ڈھٹورا ایسے ہی ہے پر گیان
 یعنی جو کچھ ہم کو درٹی کو چہر ہا ہے وہ سب نام روپ منویا تریا شکپ اور کلپنا روپ ہونے سے اس
 (ع. ۳-۲) प्रज्ञानं ब्रह्म ॥
 دھشتان سروپ برہم میں ادھست ہی تو ہے اس کے بنا کچھ بھی ستا نہیں رکھتا جیسے بھوشن کے نام اور روپ سورن میں کیوں کلپنا
 ہونے سے وہ سورن سے بھن ستا نہیں رکھتے بلکہ اور رنگ جل کے سولے ستا ہی نہیں رکھتے اور اس لئے وہ جل ماتری ہیں۔ اسی پر کار برہم
 جگت بھی بھگت گیان سروپ برہم سے بھن کچھ ستا نہیں رکھتا اسی کا رنگ ماتر ہونے سے اسی کا سروپ ہے جو پرش برہم سروپ
 کے ویشیہ سبیل اور وچتر جیتکاروں سے پورن روپ سے جانکاری پراپت کر لیتا ہے وہی مشرقی و آجیوں کے ٹھیک ٹھیک
 ارتھ کو سمجھ سکتا ہے کہ یہی بھگت گیان سرب کا آتما اور ادھشتان روپ ہونے سے برہم دیو۔ دانو۔ منتر۔ پشو۔ پشی۔ آدی سرب جو
 کو سدرا ہی پراپت تو ہے پر تو ہی تو دیتا ہمارش اس گیان سروپ برہم کا الو بھو کر سکتا ہے اور جڑ و رگ سی بھی اسی کو اسی بھان
 برے روپ سے الو بھو کر کے سدرا ہی اپنے آپ کا سب میں درشن کرنے سے آئندہ مان رہتا ہے۔
 دھیان دیکر سمجھو کہ جب ہم کسی دستو کا شکپ کرتے ہیں تو اس کی مورتی اپنے گیان سروپ میں پرگٹ روپ
 دیکھتے ہیں وہ مورتی مان پدارتھ ہمارے گیان سے باہر کوئی ستا نہیں رکھتی ایسے ہی جگت کا کوئی بھی پدارتھ اس
 شکپ سے باہر کوئی استیتہ نہیں رکھتا اور نہ ہی کہیں باہر دکھائی دے سکتا ہے۔ کیوں اس کے باہر مونی بھرا
 ہی ہو اگر تی ہے اور شکپ کی ستا گیان سروپ ادھشتان سے بھن کچھ سیدھ نہیں ہوتی اس سے ہی سیدھ ہوا
 بھگت گیان ہی جگت روپ ہو کر دکھائی دے رہا ہے اپنی کچھ سو تتر اور بھن ستا نہیں رکھتا۔ اس لئے ایک ادوتیہ
 سروپ کو ہی اندر باہر دیا یک جاننے سے ہی اس بھرم روپ جگت سے چھٹکارا ہو سکتا ہے اور کوئی ایسا نہیں
 پرشن ۲۵ بھگون! یہ کیسے سمجھ لیا جاوے کہ یہ درشمان جگت ہمارے شکپ سے باہر کچھ بھی نہیں
 تو ایسا بھان ہوتا ہے کہ یہ جگت کے پدارتھ باہر ستیہ روپ سے ودیمان (موجود) ہیں اور شکپ اٹھتے ہی
 ان کا گیان ہونے لگتا ہے ایسا نہیں جچتا کہ باہر کوئی بھی ستیہ پدارتھ موجود ہی نہیں۔ کر پا کر کے مجھے پھر
 دے کہ سمجھا دیں کہ کیسے یہ سارا جگت شکپ ماتر ہے؟

یہ جگت کا نام روپ سوپن کے سمان ہے

اتر۔ پیارے! دیکھو۔ جب ہم سو جاتے ہیں تو وہاں سوپن اور ستھیاں اس بھگت گیان کی سریت کیتوں تھا
و بھوتیوں کا یون روپ سے الو بھو کرتے ہیں۔ اس سمیہ ایسا بھان ہوتا ہے کہ بھو سورگ پاتال۔ اکاش۔ لوک
پر لوک۔ سور یہ چند آدمی سمیہ یاد کرتے اپنے آپ کا اور سروپ کے گیان سروپ میں پرگٹ ہو گئے ہیں اور وہاں سوپن
کا سروپ جگت یہاں کے جاگرت جگت کے سمان ہی ہمارے سامنے ودیا ہوا دکھائی دے جاتا ہے اور یہ تو سمیہ
جانتے ہی ہیں کہ سوپن میں ہمارے گیان سروپ سے ہمیں کچھ بھی موجود نہیں پھر بھی سوپن اور ستھیاں پرگٹ ہو کر گیان
سروپ کی و بھن شکیتوں کے کارن وہ سوپن کے ستھیا یاد کرتے بھی ستیہ سے ہو کر ہی بھان ہوتے ہیں اور سچ میں یہ
جاننا کٹھن ہو جاتا ہے کہ کیوں گیان سروپ اتنا ہی بھن بھن پدارتھوں کے آکار میں پرگٹ ہوا ہوا ہے۔ برہم و دیا
کے آچار یہ یہ کہتے ہیں کہ بھگت گیان کی ہی سنکلیپ نام کی شکتی جب پرگٹ ہوتی ہے تو اس سمیہ من کی ترنگیں اور منوراج
اٹھتے ہیں اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ سادھان پرشوں کے ہر کے میں جنکو کہ اُپاسنا دارا ایسا کرتا پراپت نہیں ہوتی
سنکلیپ و کلیپ اور منوراج اٹھتا ہی کرتے ہیں اور واستویں یہ سب بھگت گیان کی ترنگوں کا ہی وستار ہے جب
یہ ترنگیں نہیں اٹھتی تو اس سے شانت اور ستھیا ہوتی ہے اور ترنگوں کے اٹھتے سمیہ سنکلیپ و کلیپ ایک بعد دیگر
بن بن کر آیا کرتے ہیں اور گیان سروپ اتنا ان ترنگوں کے روپ میں درشن دے رہا ہوتا ہے۔ اتم ویتا ہمارش
یہ بتلاتے ہیں کہ سوپن اور ستھیاں جو منوراج درٹھ ہوئے جاتے ہیں وہ دھما ستیہ ہو کر بھان ہوتے ہیں اس
پر کار ہم سوپن کے پدارتھوں کو اس کال میں سچا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی بھی تو جاگرت اور ستھیاں بھی جب ہم کسی کلیت
پدارتھ کا پتہ نہ دیکھتے ہیں وہ بھی دھاں سچا ہو کر ہی بھان ہونے لگتا ہے۔ یا گل بھی منوراج کی پرلٹا ہے
جن ترنگوں میں بہہ جاتا ہے وہ اسے سچا ہی سمجھتا ہے اور کوئی سچے اور درٹھ پریم والا پریم ہی جب اپنے پریم کا پتہ
کرتا ہے اس کو ستیہ روپ ہو کر ہی وہ دستو بھان ہونے لگتی ہے اور اسے وہ اپنے سنکھ ہی دیکھتا ہے۔ بھو ان کے
ساکار آپاسک بھی اسی ریتی سے اس کا ساکشات الو بھو کرتے ہیں۔ یہ الو بھو سدھ سدھانت ہے۔ سارانتش یہ
کہ سنکلیپوں کا اٹھنا ہی منوراج ہے اور منوراج کا درٹھ ہونا ہی ان پدارتھوں کا الو بھو اس آنا ہے اس لئے یہ جاگرت
جگت بھی اپنے ہی سنکلیپوں کی درٹھتا کے کارن نظر آ رہا ہے۔ واستویں شدھ گیان سروپ کے سولے کوئی بھی
پدارتھ اندر یا باہر موجود نہیں یہ اس گیان سروپ کی ہی وچتر و بھوتی ہے اور اسی کا چمکار ہے کہ اندر باہر کا بھی
ستیہ ہو کر دکھائی دیتا ہے۔

پرشن ۲۶۔ بھگون! یہ تو سمجھ لیا کہ ہمارے ہی سنکلیپ درٹھ ہو ہو کر ہمیں باہر پریت ہو رہے ہیں اور
اچھا پڑا اپنا بیکانہ آدمی جو سرشتی ہماری ہی کلیتا ہے پر تو یہ بھو اس کا ش سوچ چاند ستارے ندی نالے سمندر آدمی
تو ہمارے سنکلیپ رچت نہیں اور نہ ہی اب بھی ہم اپنے سنکلیپ سے انھیں سچ سکتے ہیں اس لئے یہ تو ہماری کلیتا نہ ہونے
سے ستیہ ہی مانے جاسکتے ہیں!

اندر اور باہر کا جگت ایک سنکلیپا تر ہی ہے

اتر۔ پیارے! برہم دیتا آچاریوں نے اس سب جگت کو سنکلیپ رچت ہی سدھ کیا ہے اب اس سدھانت

کو سمجھنے کے لئے اُن کی بچی کو دھیان پور وک ستوا!

سُشٹی کی اُتپتی سے پورو ایک برہم ہی اپنی ہا میں براجمان تھا۔ اور سولے گیان سرورپ ستیہ برہم کے کچھ ہی دیر پہلے
(موجود) نہ تھا۔

एकमेवाद्वितीयम् ॥

(वॉ. ३. ६-२-१) सद्यः सोम्येदमग्रेऽऽसीत् ॥

اس سُشٹی کی اُتپتی سے پہلے ایک ادویتہ ست و ستویہ موجود تھی جب اس میں سنکلیپ کی ترنگیں اٹھیں اور آکاش لالہ
جیل پر پھوٹی آدی پدارتھ اور لوک پر لوک کا سنکلیپ اٹھا تو درڑھ ہوئے کے چھپے وہی ستیہ سا ہو کر درُشٹی کو چر ہوئے لگا۔
اس پر کار ایک بھگوت گیان ہی سنسار کے روپ میں پرگٹ ہوا اور منومی پدارتھ اور دُکس جگت بن کر بھگوت گیان
کے ترنگ روپ سے پرگٹ ہو گیا جس پر کار سُشٹی نے آرتھ میں آدی سنکلیپ سے یہ سرب بھوت کریم سے پرگٹ ہوئے اسی
پر کار اُسی چتن دیو میں منشیہ آدی کی آکرتی بھی منوراج سے پرگٹ ہو گئی اور وہی نر یا دھاک گیان سرورپ آرتھ جگت
نئی ادبھت اور اننت رچنا کے اندر منشیہ آدی کے روپ میں پرگٹ ہو کر بھگوت گیان میں پرگٹ ہو گیا جس کو جو دیہ
دہاری کہا جاتا ہے وہی شکنتاں سوپن کال میں ٹوری کی ٹوری پرگٹ ہو آکرتی ہیں کیونکہ سوپن ادستھا میں جب ہم پہنچتے ہیں
تو اس گیان سرورپ میں ایک دُشیش ترنگ اس پر کار کا بھی اٹھتا ہے جس پر کار سُشٹی کے آدی برہم سرورپ سے
اٹھا تھا اور یہ بھی پنج بھو لوں کی رچنا کرنے کے چھپے ٹھیک ہماری جاگرت کی آکرتی کے سان آکرتی گن آدی سہت دیہ
کا بھی آہنگ ہم روپ سے کلینا کرتا ہے اور اُسی منشیہ روپ اپادھی میں پرگٹ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جاگرت میں آدی
سنکلیپ سے پرگٹ ہوا تھا اور ویسا ہی سرب کار یہ سوپن آدی کا کرتا ہے جیسا کہ اب جاگرت میں ہو رہا ہے اس لئے
باہر بھیت سب گیان سرورپ کی ہی سنکلیپ ہی رچنا ہے۔ - بھید کچھ بھی نہیں۔

پریشن ۲۷ بھگون ایہ سوپن جگت تو جاگنے پر نہیں رہتا اور جاگرت جگت سولے سے پہلے اور جاگنے کے سمجھے بھی ہی
رہتا ہے اور یہ تو ہمارے جنم سے پہلے بھی تھا اور چھپے بھی رہے گا۔ پھر یہ جاگرت جگت سوپن وت متھیا کیسے ہو سکتا ہے۔

جاگرت جگت بھی ایک دیر گھ سوپن ہے

اترے۔ یاے۔ رترے۔ اس سند یہ کی لورتی کے لئے پنہ اور کیتی دی جاتی ہے جس سے تجھے اس واسطو سدا
کا ٹھیک ٹھیک گیان ہو سکے۔ برہم دیا کے آجاریوں کا یہ کھٹن ہے کہ جو سند یہ سوپن پریش کا جاگرت پریش سے
وہ ویسا ہی سند یہ اس جاگرت پریش کا آدی پریش سے ہے جو کہ جگت کا اسے سنکلیپ سے سرشٹا ہے۔ اور جو سند
جاگرت پریش سے سوپن پریش کو ہے وہی سند یہ اس سُشٹی کو تا ایسور سے اس جاگرت جگت کا بھی ہے ارتھات
جس پر کار یہ سوپن جگت اس جاگرت پریش کا ہی کیول سنکلیپ اتر ہے اسی پر کار یہ جاگرت جگت بھی چتتیہ سرورپ ایسور
کا ہی سنکلیپ اتر ہے اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ جاگرت پریش سے سوپن پریش کچھ بھن ستا نہیں رکھتا اسی پر کار جاگرت
پریش بھی آدی چتتیہ ایسور سے بھن کچھ سو ترستہ ستا نہیں رکھتا بلکہ اس سے انھیں ہی ہے کیونکہ جو سوپن جگت سوپن پریش سے
سوپن کال میں دیکھا تھا اس کا ورن جاگرت ارتھات ہی جاگرت پریش کا کرتا ہے اس سے یہ سند یہ ہوا کہ اس سوپن
پریش کا سوپن جگت اس جاگرت پریش اور جاگرت جگت سے الگ ستا نہیں رکھتا اور اس سے یہ بھی سہشت ہے
کہ سوپن جگت اور جاگرت جگت ایک ہی پریش کا سنکلیپ روپ ہے اُن کی بھن بھن متھیا آیا ہو صول کے بھید اور
متھیا دھرمول کے کارن ہی اس میں سچے جھوٹے کا بھید درڑھ ہو کر دکھائی دیا کرتا ہے۔ واسطو میں دونوں ہی ایک
ہی گیان سرورپ کی ترنگیں ہیں۔ یہی سوپن جگت اور جاگرت جگت کیول سنکلیپ اتر ارتھات منو اتر ہی ہے پر تو سوپن جگت

بھگوت گیان کی دوسری آیادھی میں اسوقت ہے اور جاگرت جگت اس کے پچھم سنگاپ روپ آیادھی میں اسوقت ہے اور
 راستوں میں ایک ہی چپتین کا سنگاپ مائے ہے اس لئے جب یہ پریش پیل جاگرت روپ آیادھی
 سے دوسری سوین روپ آیادھی میں جاتا ہے سوین پرینچ تو نیا پیدا ہوتا ہے اور سوین اوسٹھا سے باہر آتے ہی وہ سنگاپ
 رچت سوین جگت تو نشٹ ہو جاتا ہے اور پیل جاگرت جگت کی آیادھی سے موجود دکھائی دیتی ہے اور اسے جاگرت اوسٹھا
 کہتے ہیں چونکہ یہ پیل آیادھی کا جاگرت جگت پر لے کال تک رہنے والا ہونے سے بدلتا نہیں اس لئے جگیا سو کو یہ بھرم ہوتا ہے
 کہ سوین پرینچ اس سنگاپ مائے ہے اور جاگرت جگت ستیہ اور واسٹوک بھان ہوتا ہے یدنی ان دونوں میں بھید کیوں آیادھی
 مائے کا ہی ہے نہیں تو ایک ہی پریش کے سوین تھا جاگرت جگت سنگاپ مائے ہونے سے بھتیا ہی ہے۔ بھگوت گیان کے اس
 چتکا را اور ستیہ کو سمجھنے کے لئے سوین میں سوینا نتر کی کلپنا کرو۔ یہ سوینا نتر اتم سروپ بھگوت گیان کی تیسری آیادھی
 کو کلپنا کر کے رچا گیا ہے کیونکہ سوین اوسٹھا کا جگت دوسری آیادھی سے رچا گیا تھا اور یہ سٹھ ہی ہے کہ جب یہ پریش
 سوینا نتر سے جاگے گا تو وہ دوسری آیادھی والے سوین جگت میں آئے گا اور تیسری آیادھی والا سوینا نتر جگت ابھاو
 کو پراپت ہو جائے گا کیونکہ اس کی اتیتی کا مننت تیسرے درجہ کا سنگاپ بدل گیا ہے اب بھر وہی دوسرے درجہ
 کا سنگاپ سوین پرینچ پیلے کی طرح ستیہ ہو کر پریتیت ہو گا کیونکہ وہ ابھی تک اپنی اوسٹھا سے ہٹ کر پیل جاگرت اوسٹھا کو
 پراپت نہیں ہوا۔ اس لئے سوینا نتر کی اپیکشیا سوین ستایت ہی پریتیت ہو گا اور جاگرت اوسٹھا کے آجانے پر سوین اور
 سوینا نتر سمان روپ سے بھتیا بھان ہوں گے جیسا کہ ابھی بتلایا گیا ہے کہ سوین سوینا نتر کی اپیکشیا ستیہ پریتیت ہوتا ہے
 اور جاگرت کے آجانے پر سوین اور سوینا نتر دونوں ایک سمان بھتیا دشتی کو چرہ ہوتے ہیں ارتھات مولج مائے ہی سیدھ ہوتے
 ہیں اس لئے جو سبندھ سوینا نتر کو سوین اوسٹھا سے ہے وہی سبندھ سوین اوسٹھا کو جاگرت اوسٹھا سے ہے کیونکہ وہ دیکھ
 کال سے جلا ہوا سوین پرینچ جسے جاگرت پرینچ کہا جاتا ہے اور جو پر لے کال تک چلتا ہے گا مرن کال تک سچا دکھائی دیتا ہے
 اور اس سے اگلے نئے جنم میں پھر نیا پریتیت ہونے لگیگا۔

(مرتیو کے انتر) یہاں پر آچاروں کا یہ مھن ہے کہ جو جگت ہم آلو بھر دیکھتے رہے وہ مرتیو کال میں رات میں دیکھے
 ہوئے سوین یا منوراج کے سمان بھانے لگتا ہے پرنتو جیسے سوین سے نئی جاگرت میں آ جاتے ہیں اسی پرکار مرتیو بھی ایک اندر
 کے سمان ہے جس سے جاگ کر پر لوک روپی جاگرت میں آ جاتے ہیں اور وہاں کے ترک سورگ آدی پر لوک سبندھ ہی سرب ہوا
 ہم کو سچا بھان ہونے لگتا ہے پرنتو جیسے سوین سے اٹھ کر جاگرت جگت چر کال تک رہنے والا بھان ہوتا ہے اسی پرکار
 پر لوک بھی ہم کو ایسا ہی بھان ہونے لگتا ہے کہ اس جاگرت جگت سے بہت ادھک کال تک لیسنے والا اور چر اسٹھا کی
 ہے اور اس جگت کی اپیکشیا ستیہ اور ادھک بھتر ہے اس کی اپیکشیا سے یہ جاگرت جگت ہم کو کیوں کلپنا مائے ہی اوسٹھا
 لگتا ہے اور جب پرکار جاگرت سے سوین اور سوین سے پھر جاگرت اور بار بار یہی چکر چلتا ہے اور چون بھر چلتا رہتا ہے اس
 پرکار پورن بودھ (تنو ساکشات کا) روپ واسٹو جاگرت ارتھات سروپ ساکشات کار پریتیت یہ لوک پر لوک
 میں آنا جانا ارتھات آواگون چکر چلتا ہی رہتا ہے اسی پرکار یہ جوان سب مانوئی سرشٹوں میں بھرن کر رہتا ہے
 کتو پیل سنگاپ رچت سرشٹی اپنے ہی دوسرے سنگاپ رچت سرشٹی سے ادھک ستیہ اور بھتر بھان ہوتی ہے اور پیل
 کی اپیکشیا دوسری سنگاپ رچت سرشٹی الپ کالین اور بھتیا پریتیت ہوتی ہے۔ راستوں میں کیت ہی ہیں اور یہ تو سمجھ
 منو مائے اور کلپنا روپ ہی ہیں جو کہ ایک ہی بھگوت گیان کی انیک ترنگیں ہیں اور اس میں کیت ہی ہیں اور یہ تو سمجھ
 جانتے ہی ہیں کہ کلپنا دستو ادھشٹان سے بھن ستا نہیں لھتی اور وہ ادھشٹان سروپ بھگوت گیان ستیہ اور سروپ

آتم سروپ ہے اس لئے یہ سرب جگت لوک پر لوک اس ادھشتان سے بہن کچھ ستا نہیں رکھتا۔ پر لوک میں بھی اس منوی ستر کے انیک دیے ہیں جیسے پتر لوک ستر لوک۔ بھور لوک۔ مہر لوک برہم لوک اتیادی۔ نیچے کا ہر لوک دوسرے کی اپیکشا سے ویسے ہی الپ ستا والا ہے جیسے کہ سوین جگت جاگرت جگت کی اپیکشا سے اتھو جاگرت جگت پر لوک کی اپیکشا سے الپا لین تھا انتہی ہے۔

(آستچیریہ وارتا) برہم ودیا کے آچار یوں کا اس ساری دیا کھیا سے یہ پر یوجن ہے کہ جب یہ گیان دیو ایک پرکار کی کلپنا کو بدلتا ہے تو دوسری کلپنا کرتا چلا جاتا ہے اور آستچیریہ یہ ہے کہ ہر آدمی سنکپ ووارا رچت جگت کو ستیہ اور دوسرے سنکپ ووارا رچت جگت کو ستھیا اوبھو کیا کرتا ہے۔ راستوں میں پہلے اور پیچھے کلپنا کے لئے تبھی جگت کے پدارتھ سنکپ ماتر ہونے سے بھرم روپ ہی ہیں داستوا ورتیہ نہیں اور اس تو کا داستو بودھ تب ہوتا ہے کہ جب بھی سنکپوں کو وجار اور ابھواس سے روکا جاوے اس سمیہ سنکپوں کے نہ رہنے سے جتن ماتر ایک اور ادوتیہ ہی اوبھو ہوتا ہے اور اسی کے سوائے کچھ بھی موجود نہیں ہوتا۔ اسی اوستھا کو تریا کہا جاتا ہے اس سمیہ اتار کا درطھ ایروش ساکشات کار ہوتا ہے اور سدھ ہو جاتا ہے کہ جو بھی انا تم پدارتھ ہیں سب کے سب سنکپ ماتر یا بھراتی ماتر ہیں۔ شجھ کرم اور شکام کرم اپاسنا اور بھگتی۔ دھیان سادھی آدی کرنے کا کیول ایک ماتر ہی پر یوجن ہے کہ ان سے ایک ادوتیہ برہم سروپ کے ساکشات کار میں پراپت نہیں ہوتی تو سمجھ لینا چاہیے کہ یا تو کئی مانک دوش یا پر نی بندھ ودیان ہے یا پھر سادھن اور گیان اور طرہ اور ادھو رہا ہے۔

پریشن ۲۸ بھگون! ایسا تو مجھے آپ کی کرپا سے سمجھ میں آگیا کہ بھی انا تم پدارتھ سنکپ ماتر اور بھراتی سے ہی سیتے پریت ہوتے ہیں اور ان کا ادھشتان ایک بھگوت گیان سروپ برہم ہی ہے اس کے ساکشات کار کے لئے سترشایا اور ابھواس کی آدشکتا ہے پھر بھی ایسا پریت ہوتا ہے کہ اس جگت کو کلپنا کرنے والا سترشایا ایشور اس جگت سے ایسے ہی بہن ہے جسے کہ گھٹ کی منتی سے کہہاں اس سے بہن ہی ہوتا ہے اور وہی ہمارا آپاسیہ دیو ہو سکتا ہے۔ کہ یا کر کے میں کو یہ سمجھائے کہ کیسے میرا آتا یعنی بھگوت گیان اس جگت کا سترشایا ہو سکتا ہے؟

گیان سروپ برہم ہی اس جگت کا بہن منت ایادان کارن ہے

اتر۔ پیارے۔ جب یہ سدھ ہو گیا۔ سوین جگت۔ جاگرت جگت اور پر لوک سمیہ کا مول ایادان کارن ایک بھگوت گیان کا ہی سنکپ ماتر ہے جو کہ اس کی دھبوتی۔ دمک یا جتکار ماتر ہے جیسے کہ لال کی دمک لال روپ ہی ہوتی ہے اسی پرکار یہ سنکپ بھی بھگوت گیان سے بہن کچھ اپنی ستا نہیں رکھتا۔ اس بھگوت گیان کی کئی پرکار کی شکتیاں نام روپ سے پدارتھوں کے بہن بہن آکار میں پر گٹ ہو کر گئی ہے اس لئے ایک ماتر ادھشتان روپ ایک سچراند برہم روپ اتار ہی ودیان ہے۔ وہی سب جینگاروں اور شکتیوں کا ایک ماتر منت تھا ایادان کارن ہوتا ہوا بھی انیک روپ سے دکھائی دے رہا ہے ویسے ہی ہر ایک نام روپ سوا پدارتھ جو دکھائی دیتا ہے اس کی برتنتی پر مار تھ دوشی سے کلپنا ماتر ہی ہے اور یہ سرب کو سدھ ہی ہے کہ کلیت پدارتھ اپنے ادھشتان سے بہن نہ ہونے سے بھگوت گیان سروپ ہی ہوتا ہے اس بھید یا رہیہ کو جگیا سو سوین سے جاگرت میں آنے پر ہی ٹھیک اوبھو کیا کرتا ہے کیونکہ سوین ادھستایاں بندہ کے پر بھاؤ سے انگیان کی پر بلتا ہوتی ہے اس کارن سے سوین کے سرب نام روپ کو وہاں گیان سروپ نشی نہیں کر سکتا بلکہ اس کے برخلاف (دپریت) یہ بھوٹا سوین جگت بھی جاگرت سماں ہی ستیہ ہو کر پریت

ہوتا ہے۔ پھر بھی سوین سے جاگنے پر یہ درگھہ لٹخے ہو جاتا ہے کہ سرب سوین پر بیچ ماتر ہی منوئے اور سرب ماتر ہی تھا اور
 واستو میں سوائے گیان سروپ آتما کے کوئی دستوبھی ستیہ روپ سے دیدیاں (موجود) نہ تھی۔ یہ بھگوت گیان سروپ کا
 اقیئت استیہ روپ ولاں ہی ہے کہ جو استیہ کو بھی ستیہ پر تیت کر رہا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر آستیہ یہ ہے کہ
 سویم ہی بھگوت گیان ہر اکرنی اور ہر ایک بھوتی یا ولاں میں پرگٹ ہوتا ہے۔ پرنتو بھرائی سے ایسا بھجنت ہوتا ہے کہ
 مرتکب میں ہی گھٹ آدی اُنہیں ہوئے اور کچھ کال رہ کر ستیہ پر تیت بھی ہوئے اور انت میں اُسی میں دین ہو گئے۔ یہی
 ان سرب واستھوں میں ایک مرتکب ہی اپنی نئی نئی بھوتی اور آکر تری میں ہر سرب واستھ میں پرگٹ ہو رہی ہے ایسے ہی
 ایک ست سروپ بھگوت گیان ہی بھگت روپ سے پرگٹ ہو کر.....

اسی میں استیت ہوتا ہوا اپنے اُسی میں دین ہو رہا ہے ایسا پر تیت ہو رہا ہے۔ یہی وہ گیان سروپ تو ہی اپنی ہی نئی
 و بھوتی میں آتا ہوا بھی سویم آدی دھیمہ اور انت میں ایک اس ادوتیہ سروپ سے سدا دیدیاں ہے اور یہ بھی ایک دچتر
 بھول ہی ہے کہ وہ مرتکب میں گھٹ کو۔ موت میں دستر کو اور رنگ میں چتر کو بنایا اُپن ہوا ہوا سمجھا جا رہا ہے اور یہ پر تیت
 ہونا ہے کہ مرتکب سے بھن کچھ دلکش دستو گھٹ نام کی بن گئی.....

بھن کوئی چتر روپ بدارتھ بن گیا اور موت میں کپڑا کچھ اور بن گیا اور جس کارن سے سدا دھارن بدھی پریش کو گھٹ
 کی اپنی میں کھار دستر کی اپنی میں جلائے اور چتر کی اپنی میں چتر کار کہ او شیکہ پر تیت ہوئی اُن سے بھی ایسے ہی سمجھ لیا کہ بھگت کے بدارتھوں
 کی پریشی اور اربتی (ہلے) دونوں ہی اُلتی دلتے ہیں اور ان کے لئے او شیکہ ہی کسی بھن سرشٹا کا بھی ہونا
 آو شیکہ ہے۔ ارتھات ان کو اُپن اور ولے کرنے والا کوئی سروگیہ سروشیکتان بھن ایشور او شیکہ ہی ہونا چاہیے
 اس لئے اس پریش نے جگت سے بھن کسی بھگت رچیتا ایشور کی بھی اپنے برہم روپ بھگوت گیان سے بھن کلپنا کر لی اور اس سروگیہ
 سروشیکتان پر آتا کو بھن دوسری جگہ بھگت سے باہر بھن ستا دلا جا کہ اس کو ایسا آپا سیہ دلو اسٹھ روپ سمجھا اور یہ سرب
 بھرائی بھی بھگوت پر گیان کا ہی دلکش ولاں یا چنتکار ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ددوالوں کا یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی
 سمرٹ سویم ہی اپنی ہمارانی کے سنہکھ پوشاک بدل کر اس کا سیوک بن کر آکھڑا ہو تو واستو میں وہ سمرٹ ہی رہتا ہے اور اس
 کے سمرٹ سروپ یعنی اپنے بنی سروپ میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا اور وہ سویم ہی سیوک اور سوای (مالک) بن کر ہمارانی کے
 کے سامنے استیت ہوتا ہے اور اس کے سروپ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ پرنتو جنہوں نے اُسے سمرٹ روپ سے نہ پہچان کر اسے
 سمرٹ کا سیوک سمجھا یا اُس کا سندسیہ لانے والا ہر کارہ سمجھا وہ اُن کی اپنی ہی بھول بھی پرنتو اُس کو بھلی پر کا یہ سے پہچانے والی
 ہمارانی نے تو اسے سیوک روپ میں آئے پر بھی اپنی اندر کی نگاہ سے اسے اپنا پتی دیو ہی سمجھا تھا اور اس کا اُچت اور ستکار بھی
 کیا تھا اور گھاسن پر بٹھا تھا۔ اسی پر کار جو اس برہم سروپ بھگوت گیان کے واستو سروپ کو نہیں پہچانتے اور اس کے
 کر پڑا اور ولاں کو نہیں سمجھتے وہ چاہے کتے بھی اُچھے کوئی کے فلاسفر (دانتک) اور دودان ہی کیوں نہ ہوں چاہے لوگ
 اُنہیں کتنا بھی بدھیاں کیوں نہ تھیں یہی وہ اُس کے داستوک سروپ سے پریت دواقف نہیں تو وہ سدا ہی اس سرشٹ
 کو سرشٹا روپ چپن سے بھن سمجھ کر اُس میں دوا دی کرتے رہتے ہیں پرنتو تو دشنی تو اُس دانا بدھی ہی (ہمارانی کی بھلا
 اُس کو ٹھیک ٹھیک پہچان کر اس کا ہر واستھ میں اور ستکار اور ستان ہی کرتے ہیں اور اُس کی ابھید جنپن روپ سمجھا رہا
 پوچھا اور آرا دھنا کرتے ہیں۔

یہ بھید بھرائی روپ بھول بڑے بڑے سمر دایوں کے آچار یوں کو بھی ہوئی جنہوں نے اپنے کو بھگوان کا دوت اور
 سندیش لانے والا بتایا اور ایشور کا دوت ہونے کا ابھیمان کیا اور اس سدہانت کو منوانے کے لئے اپنے ورودھیوں پر

تکوار بھی چلائی اور اس بھید سد ہانت کو نہ مانے والوں کو ناسک ادھ کا فرادی بھی کہا۔ اُن کی ہتیا کرنا اپنا دھرم سمجھا بلکہ اس کرنا جہان بپنیہ بتایا۔ انھوں نے اس اپنے سد ہانت کو ہر جگہ پھیلانے کا تین کیا کیونکہ اُن کی لذائذ یہ سرشتی پر ماتا سے بھی نہ رکھتی ہے اس لئے اس کا آدرستار کرنا اُچت نہیں۔ یدنی وید سد ہانت کو نہ جاننے کے کارن وہ سویم ہی ٹھہرا گیا ان میں تھا بھید بھا میں پھنسے پڑے تھے اور اُن کو بھگوت کا چنتکار روپ اس سنار میں بھید اتین ہو کر اُن کی درشتی سے پر ماتا سویم ہی واستو میں اوچھل اور پردہ میں معلوم ہوا اور انھوں نے جو تھا جگت کے روپ میں اسی پر ماتا کو آیا دھمی دھارن کیا ہوا نہ سمجھا بلکہ اُس سے بھی ستا والا مان لیا۔ کچھ بھی ہو۔ ہم اس وچار کو ادھک و ستار نہیں دینا چاہتے کیونکہ مت متانزل کے بخش پائی اور متانندھ لوگ یہاں پر واد اور جھگڑے پر اتر آتے ہیں یدنی یہ کیوں بھرم اور کشیات ہی ہے اور یسب لیل اور اُن کے دوت ہے کا ابھیمان سب ہی بھگوت گیان کے چنتکار و بھوتیاں اور ولاں ہیں یا یوں سمجھو کہ اُس کے کوٹک اور لیل ہی ہیں جس کو تیر سا کشات کا کہے بنا کوئی بھی جان نہیں سکتا اور نہ ہی اُس کا زخیم ہی کر سکتا ہے۔

(واستو سد ہانت) برہم و دیا کے آچار یہ اس سد ہانت کو مانتے ہیں کہ واستو میں بھگوت گیان سروپ برہم کے بنانہ تو کوئی سرشتی ہی ہوتا ہے اور نہ اُس سے بھی کوئی سرشتا ہی ہے کیونکہ جب کوئی بھی سرشتی ہو تو سرشتا روپ برہم اُس سے بھی رچنے والا ہو بلکہ ایک شدھ تنو ہی اپنی ہما میں نہ وکار روپ سے وراجان ہے اور اُس کی و بھوتی یا ولاں کے بدلنے سے سرشتی اور سرشتا کو بھی بھی تیار تھ تو لٹے کر لینا ہی واستو میں نامتکست ہے۔ درشتانت میں جیسے دیوت لٹا تھا اور بھرم وہ کھڑا ہو گیا تو وہ اپنے سروپ سے بھی کچھ ہونہیں گیا۔ کیوں یہ اُس کا ولاں۔ ہما اور و بھوتی ہی ہے کہ دوسرے روپ میں پریت ہو رہا ہے اور اپنی اصلی حالت میں بھی موجود ہے اُس کے ایسا کرنے سے کوئی نئی و ستونہ تو بن گئی اور نہ ہی ٹھوٹی گئی اور نہ اُس کا دوسرا کہی رچیتا یا بنانے والا ہی ہے۔ سرشتی اور برے دونوں برہم کے ہی سروپ کی و بھوتیاں ہیں اس کی ہر ایک و بھوتی ایک کے پیچھے دوسری نئے نئے روپ میں پرگٹ ہوتی ہوئی بھی ہر حالت میں ادھشتان سروپ آتا نہ وکار ہی رہتا ہے۔ واستو میں نہ کچھ پیدا ہی ہوتا ہے اور نہ ناش ہی ہوا کرتا ہے اور جب کچھ واستو میں اتین یا ناش ہی نہ ہو تو اتنی کرنا اور و ناش کرنا کیسے مانا جاوے دی برہم بھگوت گیان سروپ سرودا اپنی ہما میں ایک دس نہ وکار روپ سے و دیا مان ہے۔ اس لئے یہ سب اُپنی اور پر لے تیرے آتا روپ بھگوت گیان کی ہی و بھوتیاں اور ولاں ہیں اور واستو میں تیرے سروپ سے جدا کچھ بھی نہیں!

پرشن ۲۶ بھگوت یہ کیسے مان لیا جاوے کہ کوئی بھی و ستو اتین یا ناش نہیں ہوتی۔ یہیں تو سنار کی کبھی و ستو اتنی اور و ناش والی ہی درشتی میں آتی ہیں۔ کر پا کر کے بھرم کو بھجھائے کیسے ایک ہی برہم نہ وکار روپ سے سویم و دیا مان رہتا ہوا اپنی پرکرتی سے بھی کچھ اتین یا ناش نہیں کرتا؟

آتما روپ برہم سرانہ وکار ہی رہتا ہے اور اس میں جگت ادی واستو میں کچھ نہیں جاتا

اثر۔ پیاسے! یدنی شر دھا پور وک اس تو کا اور گھیرتا ہے تم وچار کرو تو تمھیں جلدی ہی نیچے ہو جائے گا کہ ہر ایک و ستو اس آتما روپ سے بھی نہ ہونے سے نہ وکار اور ایک دس ہی ہے اور وہ نہ وکار اور ایک دس آتما ادھشتان دس ہی ہے اُس میں کیوں دکھائی دینے ماز متھیا کر کرتی روپ وکار ہوتے ہیں اور یہ سب کو پرکش سے کہل گرم ہو کر بھجھا (ہوا) کی شکل میں بدل جاتا ہے اور وہ ہوا پھر حل کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے ارضیات آسمان اور بائیکٹر و جن کے ملاپ سے حل بن جاتا ہے اس کا الو بھو و ق نکالنے والے میٹر سے سپشت روپ میں ہوا کرتا ہے۔ اس میں سند یہ نہیں کہ جو تو

دایو روپ سے موجود تھا وہی جل روپ میں پرگٹ ہو گیا پرتو مند بدھی پرتی یہ سمجھے لگتا ہے کہ دایو لشت ہو گئی اور جل نے روپ سے پرگٹ ہو گیا۔ یہ نیم کیول جل اور وایو تک ہی سمیت نہیں بلکہ چاروں بھگوت ہی پر تھوی سے دایو تک ایسی پرکار آپس میں بدلتے ہی رہتے ہیں اس لئے نیاے شاستر نے پر تھوی سے لے کر اکاش تک سبھی بھوتوں کا مول کارن پر کرتی کو ہی مان لیا ہے اور بھگوتوں سے یہ سیدھ کیا ہے کہ مول پر کرتی ہی ان سبھی بھوتوں کے روپ میں پرگٹ ہوتی ہے اور جگت کے سبھی بدارتھ انہی بھوتوں سے ہی ہے ہیں اور پھر یہ سب بھوت تک پدارتھ اپنے اس کھائی دینے والے باہری روپ کو پر کرتی میں ہی کو دیتے ہیں اس طرح اس سارے سنسار میں پر یو رتن ہوتا رہتا ہے اس لئے سنسار کا پر کرتی روپ اور پر کرتی کا سنسار روپ دھارن کرتے رہتے ہیں اس میں ذرا سی بھی کوئی وستوناش کو پراپت نہیں ہوتی۔ صرف اکرتیاں ہی بدلتی رہتی ہے۔ بدلتی نیا نیک کیول یہاں تک ہی پہنچتے ہیں لکن اس نام روپ سے سب جگت کے آدھار کو انھوں نے جڑ پر کرتی روپ مان لیا ہے۔ ان کے سدھانت میں اس سنسار کا ادھشٹان جیتن روپ آتا نہیں۔ اور ان کا آتما کو اپنے پنج سروپ سے جگت کا ادھشٹان نہ ماننا یہ بھی اسی جیتن آتما ہی کی وجہ سے بھوتی کے ہی کارن ہے کیونکہ واسٹو میں جیتن روپ ادھشٹان میں یہ سنکلیپ ہی ترنگ کی بھانتی ہر اکار میں بدلتا ہے اور یہ وجہ بات ہے کہ وہ جیتن جب اپنے سنکلیپ روپ کی شکتی کا اثر ہلے کر بھوت تک پدارتھوں کے اکار میں پرگٹ ہوتا ہے تو اس واسطے میں یہ آتما اپنی آورن روپ شکتی سے آپ ہی آورن ہوئے کے سمان ہوا کرتا ہے اور واسٹو سروپ میں پرتیت نہیں ہوتا بلکہ وہ اگیان روپ کی آورن جڑ ہونے سے وہ ادھشٹان روپ جیتن آتما بھی جڑ کے سمان بھان ہوتا ہے اور جب وہ آتما کی مایا شکتی بھن بھن سنکلیپ یعنی برتی گیان کے روپ میں بدلتی ہے تو وہ اپنے ادھشٹان کو بجائے ڈھکنے کے اس کو پرگٹ کرنے والی بن جاتی ہے اور اس شکتی کا اوبھوہیں سوین واسطے میں ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ سوین واسطے میں کیول منومی اکرتیاں ہی ہوتی ہیں اور ان سب کا ادھشٹان گیان سروپ آتما ہی ہے پرتو جہاں تک تو یہ گیان سروپ آتما کیول اکاش سے پر تھوی آدی بھوتوں کے روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہے تو اس واسطے میں آپا دھی جڑ ہونے کے کارن اپنے واسٹو سروپ سے پرگٹ نہ ہو کر بھوت تک جگت کے جڑ نام روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہے اور جیتن سروپ سے پرگٹ نہیں ہوتا۔ چھبسا سادھتا ہے اور جب وہ آگے وستار کو پا کر بران دھاری حیووں کے روپ میں پرگٹ ہوتا ہے تو اس میں بھگوت گیان حیوتوں کی حیوتی روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہے اور اپنی سویم پرکاش روپ مہا میں پرگٹ ہونے لگتا ہے اور یہ ایسا پرتیت ہونا اسی بھگوت گیان کے واس روپ وجہ سے ہے جہاں نیاے شاستر کے ودان ابھی نہیں پہنچ سکے۔ اس لئے نہ تو گیان سروپ آتما سے بھن کوئی جڑ پر کرتی کی ہی ستا ہے اور نہ اس کے کاریہ روپ جگت کی۔ اسی ہیٹو سے یہ سارے کا سارا پر کرتی و کرتی روپ (کارن کاریہ روپ جگت) آتما سے بھن مستا والا نہیں ہے کیول ایک گیان سروپ یا برہم سروپ آتما ہی اپنی مہا میں آپ دراجان ہے اور اس میں سنکلیپ روپ ترنگ ہر کرتی میں دکھائی دیتا ہوا ہے۔ واسٹو گیان سروپ کا ہی سویم اوبھو کر رہا ہوتا ہے۔

پرشن بھگوت! یہ تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ بھگوت گیان ہی اپنی جہاں میں آپ اسھت رستا ہوا ہے کہ جڑ پدارتھوں کے اکار میں پرگٹ ہوتا ہے پرتو یہ سب آتین ہوئے بھوت تک پدارتھ بدی کیول سنکلیپ ماتری پر تو کسی بھی کلیت پدارتھ سے جسے کوئی بھی پر بھاو یا اثر دوسرے پر نہیں پڑتا تو ان کا بھی کوئی واسٹو اثر کسی بھی کچھ نہ پڑتا جیسے کہ کلیت آتم تصویر کی شکل میں پرگٹ ہوئی ہوئی ہماری روٹی وغیرہ نہیں کھا سکتی اور پون کے یا منو میرے پدارتھ کا کوئی پر بھاو کسی دوسرے جاکرت پریش پر نہیں پڑتا دکھائی دیتا اور انھیں سب جگت

پدارتھوں سے ہمارے سرب پر جو ن سدا ہو کرتے ہیں انہی سے گرمی اور جل سے شیتلتا ملتی ہے پھر یہ منکلیپ مارتہ کیے ہو سکتے ہیں۔ کرپا کر کے کھول کر سمجھائیے ؟

اکہری اور دوسری کلپنا والا جگت

اتر۔ پیارے ! اس سدا ہانت کو سمجھنے کے لئے اپنی بدھی کو کچھ اور سُکھم کر۔ اور جاگرت سے ہم دیا کے گوڑھ سے کو سمجھنے کا پر تین تکر و تو تھیں سدا ہو جاوینگا کہ شاستر جو کچھ کہہ رہا ہے بالکل سستہ ہے۔ دیکھو جاگرت اور سبھا سوین کے سمان ہی گیان سروپ کا منکلیپ مارتہ ہے پھر بھی بھگوت گیان کی وچتر شکتی سے ایسا ہر کسی کو گیان نہیں ہوتا کیونکہ سوین سے ہی یہ گیان سروپ آتا کارن کا یہ بھاو سے بہت سرور و آئندھ روپ ہی ہے اور اُس کا کارن کا یہ بھاو اتھو کسی کرپا سے سبندھ کیوں کلپت تھا منو سی ہی ہے کیونکہ جس سمیہ سوین میں انہی کی کلپنا کی جاتی ہے اُسی سمیہ اُس میں پرکاش کرنے اور چلائے کی بھی کلپنا ساتھ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جل کی کلپنا کے ساتھ ہی ساتھ ٹھنڈاں اور بہہ جانے کی کلپنا بھی سم کال میں ہو جاتی ہے اور اُسی دوسری گن کی بھاو کی کلپنا کے کارن جاگرت اور سوین کے دونوں باہر اندر کے پرستہ اپنے اپنے کال میں سستہ بھان ہو جاتے ہیں اور جہاں منوراج رچت چتر مئی (تصویری) انہی میں اُس کے گنوں اور پر بھاو کی کلپنا نہیں ہوتی اور کیوں پدارتھ مارتہ کی اکہری کلپنا ہوتی ہے وہاں پدارتھ کے پریت ہو جانے پر بھی اس کا گن پر بھاو کا سستہ روپ سے اوبھو میں نہیں آتا جیسے کہ رجو میں کلپت سرب کی پریتی تو ہوتی ہے پر نتو آج تک اس نے کسی کو ڈسا ہو ایسا دیکھا مٹنا نہیں گیا کیوں سرب کی ہی ادھاس کال میں پریتی ہوتی ہے اور سوین اور جاگرت میں سرب کی پریتی کے ساتھ ہی ساتھ اُس کے ڈنگ لگانے کی شکتی بھی اوبھو ہوتی ہے۔ اگرچہ جاگرت سوین اور منوراج میں وہ کلپت ہی ہوتا ہو چکا ہے اس لئے تھیں اس جاگرت جگت کے پدارتھوں کو بھی سوین اور منوراج کی طرح کلپت ہی نہیے کرنا چاہیے۔ اس میں سخت مارتہ بھی بند یہ نہیں کرنا چاہیے۔

پرشن ۱۲ بھگوت ! یہی جاگرت سوین اور منوراج سب ہی ایک سمان کلپت اور منکلیپ مارتہ ہے تو ان کا پر سپر بھید کس کارن سے ہے کہ جاگرت کے سانپ سے ڈسا ہوا تو مر جاتا ہے اور سوین کے سانپ کے ڈسنے سے مرنا جوت ہی رہتا ہے اور منوراج کا سانپ تو ڈسا بھی نہیں ؟

جاگرت اور سوین سرشٹی میں بھید

اتر۔ پیارے ! یہ سب پر سپر کے بھید آدمی سرشٹی کے سرشٹا بھگوت گیان کی وچتر شکتیوں کے کارن ہی ہے۔ یہاں شکتیوں کے بھید کا درن کرتے ہوئے ہر ہم و دیا کے آچار یوں نے بتلایا ہے کہ جگت کا آپا دان روپ سے پرگٹ ہونے والے بھگوت گیان کی منکلیپ شکتی جب جگت کی اپنی کے لئے پرورت ہوتی ہے اُس سمیہ جس جس کے جو جو آکار گن آدمی کی کلپنا ہوا کرتا ہے وہی آدمی منکلیپ یا اُس کا سو بھاو یا نیت کیلاتی ہے ادا بلی کال کے انتر سوین آدمی میں ہونے والی کلپنا روپ شکتی کو سادی (دیجے گا) منکلیپ کہا جاتا ہے اس پر کار کیوں ایک پر کار کے منکلیپ سے کلپت آکر تیوں کا ہی یہ کارن کا یہ بھاو ہوتا ہے اور انہی کا ہی پر سپر سادھک بادھک بھاو بھی ہوا کرتا ہے۔ پر نتو آدمی منکلیپ سے کلپت آکر تیوں کا دو (سادی) منکلیپ یعنی منوراج سے کلپت آکر تیوں میں کارن کا یہ بھاو دیا آشریہ آخرت بھاو نہیں لکھتے۔ اُس وچتر وچھ اور ویشیشٹا کے کارن آدمی منکلیپ رچت دستو میں اُس میں کارن کا یہ بھاو تو رکھتی ہیں اور ایک دوسرے سے

دکھائی دیتا ہے کیونکہ وہ سادی سنکلیپ کا کاریہ ہے پر تو اس رجسٹر میں سرب کلپنا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک منشیہ کا دیکھ اس سے ڈسا جاتا ہوا کلپنا کر لیا جاتا تو منشیہ اور سانپ دونوں ہی سمان ستا والے ہوئے۔ سے وہاں بھی ڈنک کا لگنا ضرور اچھو ہوتا اسی کارن سے سوپن میں سانپ اور پرش دونوں کی کلپنا سمان ستا والی ہونے سے ارتھات سادی سنکلیپ کا کاریہ برائی بھاسک ستا ہونے سے وہاں اس پرش کو ڈنک لگتا اور وہ دکھی ہو کر مڑ بھی دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ جاگرت کال میں منوراج میں بھرائتی روپ سرب کی آکرتی سادی سنکلیپ سے ہی کلپت ہوتی ہے اور دوسرے باہر کے جاگرت بدارتھ آدی سنکلیپ کے رچت ہوتے ہیں اس لئے آدی سنکلیپ والے بدارتھوں سے پر بھارت نہ ہونے پر اس منوراج کے سنکلیپ سرب کے ڈنک سے پر بھارت نہیں ہوتا ارتھات جاگرت کا پرش منوراج کے سانپ سے ڈسا نہیں جاتا اور اس کارن آدی سنکلیپ رچت بدارتھ سچے اور سادی سنکلیپ رچت بدارتھ متھیا کلپنا ماتر پرشیت ہوتے ہیں اور سوپن کال میں سرب سادی سنکلیپ سے پیدا ہوئی ہوئی سانپ اور منشیہ کی سرشٹی ہی ہوتی ہے اس لئے وہاں کے سرب آدی سے سوپن کا منشیہ سچے ڈسا ہوا سا بھان ہوتا ہے۔ واسطو میں کیا جاگرت کیا سوپن اور کیا منوراج نہ سب ہی سنکلیپ ماتر ہونے سے متھیا ہی ہے اور جب سوپن سے پرش جاگ کر جاگرت میں آتا ہے تو یہ آدی سنکلیپ رچت جاگرت جگت سچا اور سوپن جگت جھوٹا اور متھیا بھان ہوتا ہے اور یہاں آتے ہی نہ تو سوپن سرشٹی کا سانپ وغیرہ ہی رہتا ہے اور نہ سوپن میں ڈسا ہوا پرش ہی رہتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ سوپن جگت کلپنا اور بھرائتی ماتر ہی ہے۔ پھر بھی جن جن سنکلیپوں کی درڑھتا اس استھول جاگرت والے دیہہ میں ہو کر رہی ہے ان میں اسی کا ڈھٹا کے کارن ان کا پر بھا جاگ کر بھی دیکھا کرتا ہے جیسے کہ سوپن کی استری سے سوپن درشتا پرش سے جب اپنا بھوک ولاس ہوتا ہے تو اپنے شر کے سمان وہاں بھی سوپن درشتا اپنے شر کے ہونے سے اور درڑھتا ادھٹک ہونے سے جاگ کر بھی دیکھتا ہے کہ ویرہ پات ہوا ہوا ہے اس طرح اتی بھیرے ایک شیر آدی کا بھ کر جلا بھی اٹھتا ہے مگر کول سنکاروں کا یہ پر بھا و نہیں ہوتا کیونکہ ان میں درڑھتا نہ ہونے سے یہ نیم نہیں رہ جاتا اور کلپنا کر وہ سوپن میں اسے سرب نے کاٹا اور وہاں کو بھی معلوم ہوئی تو وہاں دونوں ہی سرب اور پرش سادی سنکلیپ کی رہیں ہیں اور جاگرت دیکھ پران کا کوئی پر بھا و نہیں پڑتا۔ کیونکہ جاگرت دیکھ آدی سنکلیپ رچت تھا اور سرب سادی سنکلیپ رچت تھا اور جاگ کر اپنا جاگرت دیکھ تو دیکھتا ہے پر تو سوپن دیکھ یا سوپن کا سانپ نہیں دکھائی دیتا اس لئے یہ سمجھتا ہے کہ مجھے سانپ نے نہیں ڈسا بلکہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ سوپن کا سانپ سوپن کا پرش اور اس کا ڈسا جانا اور در سب ہی اندر کے کارن بھرائتی روپ ہی تھا اسی لئے وہ متھیا تھا۔ یہ سب کھیل آدی سنکلیپ اور سادی سنکلیپ روپ بھگوت گیان کی وچتر شکیتوں کے کارن ہی تھا۔

پرشن ۲۶ بھگون! اس ساری دیا کھیا سے تو یہ ہی سیدھ ہوا کہ جیسے سوپن جگت کا متھیا تو جاگرت میں آ جانے سے اپنے آپ بنا کوشش کے ہو گیا اسی پر کار بنا کسی سادھن و چار آدی کے ہی جاگرت جگت بھی سوپن میں یا مرنے وقت متھیا تھے ہو جائے گا اور ٹھیک ٹھیک بودھ اپنے سروپ کا بھی اپنے آپ ہی ہو جاوے گا۔ تو پھر نہیں وچار ویرا گریہ اکیس آدی سادھنوں کی کیا آوشیکتا ہے؟

پورن بودھ کی آوشیکتا

اثر۔ پیارے ایترا یہ پرشن کچھ اور گہرے و چار کی ضرورت رکھتا ہے۔ یہی ٹودھیاں پور وک ذرا سوئم بھیل کو لے کر وچار کرے گا تو ایترا یہ بھرم بھی جلری ہی دور ہو جاوے گا۔ کچھ بھی ایسا و شو اس نہیں کرنا چاہیے کہ جیسے سوپن جگت

کا پر بھاؤ جاگرت کال میں نہیں رہتا ایسے ہی جاگرت اوسٹھا کے پدارتھ اور ان کا پر بھاؤ اپنے آپ ہی بنا وچار آدی کے سوین کال میں نرمول ہو جاویں گے۔ کیونکہ آخر تک انیک بار سوین پر بلکہ برہمن میں پھلا دیہہ تیاگ کر نیا دیہہ گمر بن کر لے کرے پر بھی یہ آدی سنکلیپ رجت جگت مول سے نہیں اکھڑ سکا۔ اور ہر جاگرت میں پھر ویسے کا ویسے ہی سنیہ روپ برتت ہو کر رہتا ہے۔ بدیتی روٹی آدی جب سوین میں اپنے کو سوسٹھ روپ سے دیکھنے لگتا ہے اور جاگرت کے روگ اور دکھوں کو اپنے میں نہیں دیکھتا پھر بھی جاگرت میں آکر پھر دوبارہ ویسا ہی دھمی اپنے کو مانتا ہے۔ یہاں اس دشیہ میں برہمن ودیا کے آچار یوں کا یہ تھن ہے کہ سادی سنکلیپ آدی سنکلیپ کا ہی چھایا یا اوسٹھا سنکلیپ ہے اور وچار درشتی سے جانا جاتا ہے کہ چھایا کا چھایا والے پرش سے ابھید ہوتا ہے اس پر کار اوسٹھا سنکلیپ سے رجت پدارتھوں کا اپنے آدی سنکلیپ رجت پدارتھوں سے ابھیدنا کا ہی سندھ ہے وہی کارن ندرا اوسٹھا آنے پر سوین میں ہم بھرائی دشیہ اپنے کو جانتا ہوا ہی سمجھتے ہیں اور وہاں کی سرشتی کو سچا ماننے لگتے ہیں جھوٹا نہیں سمجھ پاتے۔ ہاں سوین اوسٹھا میں بدی جاگرت کال کے درٹھ ابھی اس سے یہ وچار آجاوے کہ وہ سویم اپنی رچی ہوئی سوین سرشتی سے بھن ستا رکھتا ہے۔ تو نشیت روپ سے وہاں کی سوین سرشتی اس ندرا کال میں بھی متھیا بھان ہونے لگے پر تو بھگوت گیان کی وچتر سنکلیپ شکتی سے اسے ایسا ویک بولہیں پاتا اور نہ ہی وہ سوین جگت سے بھی بھن اپنے کو درشتا یا سا کشی ہی سمجھتا ہے اور نہ ہی وہاں سوین جگت اسے متھیا لٹھے ہوتا ہے برہمن ودیا میں یہ بھی لٹھے ہوا ہے کہ اس اوسٹھا سنکلیپ کے پرورتن سے مول سنکلیپ نہیں بدلتا۔ ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے کنتو مول سنکلیپ کے بدل جانے سے اوسٹھا سنکلیپ اوشیہ بدل جاتا ہے اور اس وچتر سنیہ کے کارن یہ جاگرت جگت ہماری سوین اوسٹھا میں نہیں بدلتا پر تو جاگرت جگت میں پرورتن آجانے پر سوین جگت میں پرورتن اوشیہ آجاتا ہے اور جب پھر سوین میں جاتا ہے تو پھر ہی سرشتی کی چنا کر لیتا ہے۔ جیسے سوین میں مارا ہوا پرش جاگرت میں زندہ ہو جاتا ہے مگر جاگرت میں مارا ہوا وہی شخص سوین میں زندہ نہیں ہو سکتا۔ اس طرح سوین جگت میں پرورتن ہونے پر بھی باہر کا جاگرت جگت باہر بنا ہوا ہی رہتا ہے اس میں کوئی پرورتن نہیں ہوتا۔ اس پر کار کے گھبر سنیہ اور گوشہ تھکا کڑھ سدھانت بھگوت گیان کے پائے میں سنسکرت کے گرتھوں میں آچار یوں نے دستار سے تھن کئے ہیں۔ ہم نے ان میں سے تھوڑی سی سنگم بکتیاں یہاں سوین کی ہیں جن کا ورن کرنا ضروری سمجھا ہے۔ دستار سے دیکھنے کی اچھا والے جگسا سواما ندوکیہ کاریکا اور شکر بھاشیہ نہت برہمن سوتروں اور اپنشد آدی مولک گرتھوں کو آچار یہ دوارا پٹھ کر منن کریں اور پھر ندھیاں کر کے سنیہ وسٹوکا الو بھو کریں۔ ہمارا ان رہیوں کے ورن کرنے کا ایک اتر پر یوجن یہ ہے کہ جاگرت اور سوین جگت دونوں ایک ہی بھگوت گیان کے ہی سنکلیپ اور ولاس ماتی ہیں۔ ان بھکتیوں کا منن ندھیاں کرنے سے جاگرت اور سوین جگت میں سنیہ اور متھیا بھاؤ کا جو درٹھ بھرم ہماری بدی میں بیٹھا ہے وہ نہیں رہتا۔ وچار یوں کو دیکھنے سے دونوں ہی جگت (جاگرت اور سوین) سنکلیپ روپ ہونے سے متھیا اور بھرم ماتی ہی سدھ ہوتے ہیں اس لئے واسٹویں اپنے ادھنٹان روپ بھگوت گیان سے بھن کوئی سوتتر ستا نہیں کھتے۔ جو کچھ ہی دکھائی دے رہا ہے وہ سب ہی منوئے سنکلیپ ماتی اور پر گیان سروپ کا ہی ولاس اتر ہے اور سچے کرنا چاہیے کہ ولاس اپنے ادھنٹان سے بھن کوئی ستا نہیں رکھتا۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ سر جگت برہمن روپ ہی ہے اور یہ جگت بھی برہمن سروپ بھگوت گیان کا ولاس ہونے سے اس سے بھن نہیں وہی روپ ہے گیاوا کو جگت میں سدھ ہی برہمن ورن ہوا کرتے ہیں جو کہ اس کا اپنا سروپ ہے۔ ہماری اس ساری ویاکھیا کا سار یہ ہے کہ بھگوت گیان سے بھن کچھ بھی سنیہ روپ سے موجود نہیں اور یہ سرب درشتی کو چر جگت اسی کا ولاس یا منوئی سنکلیپ ماتی ہے

اس پر کار بھگوت گیان کی دہر کار کی دھوتی سے پہلی دھوتی میں یہ سب واہیہ آکر تیاں و گیان مئی اور منوراج ماتریں اور دوسری دھوتی وہ ہے جس میں تمام جگت آکر تیاں کا بادھ ہو جاتا ہے۔ پہلی دھوتی میں اس کا ہی سچن سروپ سے درشن ہے اور جب کوئی آورن و کشپ یا اس کی ستیہ روپیا کی واسنا بھی نہیں رہتی وہ اس کی نرگن اوستھا ہے اور یہی اس کا مشدھ سروپ ہے۔ گیان وان بوہار کال میں تو جگت کے پدارتھوں کو کھیل ماتر دیکھتا ہوا بھی سگن برہم کے درشن کرتا ہے۔ اور منورودھ یا سادھی میں سرب درشنیہ سنار کا بادھ کر کے اور سروپ میں لین کر کے اپنے نرگن سروپ میں آنند پرورک اپتھت ہوتا ہے اس پر کار جاگرت سوین ارتھیات اتھقان میں اور پھر تریا روپ سادھی میں سروفا کال ہی بھگوت گیان سروپ کا ہی آتم روپ سے درشن کرتا ہے۔ تم بھی اس وچار کا آشرہ لیکر اسی آنند کا الو بھو کر و جاگرت آدمی میں سگن برہم کا اور تریا اوستھا میں اپنے ہی نرگن سروپ کا الو بھو کر و جہاں سرب انا تم جگت کا ابھاد ہے اس پر کار ہر اوستھا میں برہم کا ہی ساکتا نظر کرتے ہوئے اسی میں آنند مان رہو۔ تم اب ٹو اس الو بھو کرنے سے گیان وان سچ پد کو پراپت ہوئے ہو اور کیولیہ کے ادھکار ی ہو چکے ہو۔

پیشکش ۱۱۱۔ بھگوت! آپ کی اپار کر پائے مجھ کو یہ تو درٹھ نشیے ہو گیا ہے کہ یہ سرب جگت بھگوت گیان سرب میں ادھیت ہی ہے اور اس میں ہر ایک پدارتھ اس کا ولاں مارتی ہے اور یہ ولاں جل میں لہروں کی بھانتی اپنے ادھشتان برہم سروپ سے بھن کچھ ستا نہیں کھتے پر تو مجھے ابھی یہ پتہ نہیں لگ رہا کہ یہ اپنے سروپ کا اس گمان سروپ برہم سے کیا سبندھ ہے کیا میں بھی جگت کی بھانتی اس میں ادھیت ہی ہوں یا اسی کا انش روپ ہی ہوں اس لئے نرگن یا کر کے میت و اسٹو سروپ کے بالے میں کھول کر سمجھائیے۔

اچھ پد

اتر۔ پیادے! تیرا پیشن اچت ہی نہیں بلکہ آوشیک بھی ہے۔ تیری جگیا سا کو دیکھ کر مجھے بہت پرستہ ہوئی ہے۔ اس دشنیہ میں مجھے جو کچھ کہنا ہے دھیان سے سنو! اوپر کے دیا کھیاں میں ہم نے سرورم کھلودم برہم کا سدھانت تیرے کو سمجھایا تھا۔ وہاں ہم نے برہم کا گیان سروپ سے ورن لومیا پر تو اس کا آتم روپ سے ورن نہیں کیا۔ اب اس اور سرب کچھ برہم کا آتم سروپ سے اپدش ایم آنبار برہم کے ادھار پر ہوگا سرورم کھل ددم برہم کے سدھانت میں آوڑھ ہونے سے تم ایک اچھ ادویت پد پراپت ہوئے ہو اور اس آیا سنا کے پھل سروپ تم کو یہ آتم سم درشنی پراپت ہوئی ہے تم یہ تو جان ہی چکے ہو کہ ادھشتان سروپ بھگوت گیان سے بھن کچھ بھی ستیہ سروپ سے ودیمان نہیں ہے اور جو کچھ یہ جگت ماتر تم دیکھ رہے ہو یا سن رہے ہو وہ سب نام روپ مھتیا ہونے سے ایک ادھشتان سروپ گیان ہی تو ہے جیسے کہ مھتیا سرب تو کچھ بھی نہیں کیول جو ہی ہے اس سے بھگوت گمان کی اپار جہاتا کو تم سمجھ ہی گئے ہو گے۔ یہ سرب برہم روپ ہونے کا نشچہ اور اسی کا سرور جنن تم کو سدھی اس کے سمجھ رکھنے سے ایسا پد پراپت کرتا ہے جیسے کہ منتری سدھای را جا کے دربار میں رہ کر جہاں آدھ شکھ را در ایشور یہ کو پاتا ہے۔ اور اس برہم کے جو جو دشنیں رہیہ تم نے کچھ دیا کھیاں میں الو بھو کئے ہیں وہ سوائے اس کے سادھیب رہنے والے گیان وان روپ جہا منتری کے اور کوئی جان سکتا ہے۔ ڈاکے اور سدھیشے لائے والے دوت جو کچھ سے بھی کچھ پد کو پراپت ہیں بھلے اس کے گوڑھ رہیوں کو وہ کیسے جان سکتے ہیں۔ دوت آدمی کو تو کیول اپنی سادھارن مٹی کے انو سادھی ان رہیوں کو چھوڑ کر کیول سنی ستائی باتوں کا ہی گیان ہوتا ہے۔ ان بچاؤ

کی باتوں پر بھروسہ کرنے والے دیکھتی اس کے گورھ اور گھسے رسیوں کو نہ تو سن ہی سکتے ہیں اور یدی کسی پر کار سن بھی لیں تو ان کو ماننے میں کیوں سنبھریں گی نہیں کرتے بلکہ وشنو اس بھی نہیں کرتے اور ان دیکھتیوں کی اوستھا تو ان لوگوں کے سامان ہے جو کہ پردھان منتری سے تو بھینٹ نہیں کرتے اور چھوٹے چھوٹے ادھیکاریوں چیرا اسی آدی پر بھروسہ کر کے ہمارا ہم سبھی باتیں سن کر ڈر جاتے ہیں۔

یہ منتری پد بہت اویا تو ہے اور جانکاری ادھک ہونے کے باعث آدی پر پانا ہے پر تو اسکو دوسرے ساد ہارن دیکھتیوں کی اوستھا بھی بہت ادھک ہی ہوتا ہے کیونکہ ہمارا جہ کے اچھے ادھیکاروں اور جہان شکتیوں کو بھی بھائی سمجھتا ہے اس لئے اس پر سنی ہوا یہ ادھیکاری برہم سروپ کے سبب رہتا ہوا بھی اس کی سرو شکتیاں تھیں بھید بدھی کے کارن کچھ بھیت بھی رہتا ہے اور اس کے پر بھاؤ سے دبا رہتا ہے چونکہ کچھ ہمیشہ ایسے سے کسی بھی ستیا ہی ہوتا ہے اس لئے اس کے کی زور کی کا پائے اوستھ کرنا ہی چاہئے پر ماتہ کی انت شکتیوں کا کچھ ہونا تو سبھا ہی ہے۔ اور جب تک اس پر ماتہ تو سے بھید بھاؤ بنا رہے گا کچھ کی زور تھی سنبھ نہیں کیونکہ دوسرے سے کچھ ہوا ہی کرتا ہے۔ شرتی بھی کہتی ہے

द्वितीयाह्न अयं भवति ॥

اس شرتی کا کیاں پر یہ بھاؤ ہے کہ جب تک جگیا سو پر ماتہ کو ایسے سے بھی سمجھتا ہے تو اسے کچھ بنائی ہوتا ہے نہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس پر پر اپت ادھیکاریوں نے جو جو بھاؤ پر گٹ کیے ان سے سبھٹ روپ سے یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ وہ کتنے کچھ بھیت رہے۔ اسی کچھ کے کارن انہوں نے کھور سے کھور تپ کے اور ان کے دیکھ سو کھ کر کاٹا ہو گئے اور پچارے کھ بار چھوڑ کر بنوں میں جا بسے اور یہ دارتا بڑے بڑے آچاروں اور خیمروں کے جیون سے سبھٹ روپ سے سیدھ ہوتی ہے۔ شرتی بھگوتی کا ایسا کہنے کا بھاؤ یہ ہے کہ اپنے آتما سے بھی کسی کو کچھ نہیں ہوتا چاہے اس کا کتنا بھی ادھک ادھیکار اور پر بھاؤ دوسروں پر کیوں نہ ہو بلکہ اپنے ادھک سے ادھک ادھیکار اور پر بھاؤ سے آند اور پر ستیا ہی ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے آدھین سبھتی ادھیکاری چاہے وہ سنیاتی اور کھبیہ یا پردھان منتری کے پر پر آکر وڑھ کیوں نہ ہوں اپنے سے کسی بڑے ہمارا جہ آدی کے ادھک ادھیکاروں سے اوستھ ڈرتے اور کانپتے ہی رہتے ہیں۔ اس لئے جگیا سو کو بھی جب تک برہم سروپ کا آتم سروپ سے ساکشات کارن نہ ہو وہ کچھ بھیت ہی رہتا ہے اور پورن ایسے پر تو بھی اس کو پر اپت ہوتا ہے جب وہ برہم سروپ اور اپنے آتما کو اچھید اور ایک روپ سے اوستھ کر لیتا ہے اور یہ سیدھ ہی ہے کہ بھید وادی اس کچھ پر کچھ بھی پر اپت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی سرب کا سناؤ کی ہی کچھ بھی ہو سکتی ہے اس لئے وہ آیت کام نہیں ہو سکتا اسی کارن برہم آتم بھاؤ کا بدی برہم آکر شٹ ہے جو کہ پورن کیا لالا کا جس میں نیچے پر اپت اور پر ماتہ پر اپت ہو سکتا ہے اور جس سے بڑھ کر اور شریٹھ دوسرا بدی پائے یوگی نہیں ہے جو دو وان رشی مہی یا آچاریہ اس پر م اوجیہ اوستھا کو نہیں پر اپت ہوئے اور اس سے نیچے ہی کسی درجہ میں کر کے رہے وہ سدا کے لئے ہی اتی کچھ میں کھنے پڑے رہے۔ اس اوجیہ پر کپر اپت کر کے بھی نہان از تھ اور کچھ میں ہی پڑے رہے اس لئے شرتی ان پر اپت کرنا کر کے اس اونچے پر جانے والے پر سے بھی وراگیہ کرانا چاہتی ہے۔ اور اتی شیکھر ہی کچھ پر اپت اور آیت کا مٹا کا پر م پر دینا چاہتی ہے اور یہ دو وان لوگ جانتے ہی ہیں کہ پورن نہ بھیتا برہم آتم سروپ بڑھ کے بنا نہیں ہو سکتی۔ آگے اسی پر ہی کچھ پر کاش ڈالیں گے۔

ہم نیچے بتلا آئے ہیں کہ بھگوت گیان ہی برہم سروپ ہے اور اس سے بھی کچھ بھی ست پر ماتہ ہے نہیں اور یہ

یہ سب کچھ اسی میں پریتی مائت اور ادھیت ہی ہے اور تمہارا یہ جو سروپ بھی اُس سے بھین کچھ سستا نہیں رکھتا اس لئے تم بھی ہی ہو اور تمہاں تم بھی گیان سروپ ہی ہو اور یہی تم ایسا نہیں جانتے تو اسنو میں اُس برہم کو سروپ بھی نہیں جانے اور اُس کے ادویت اور ایک سروپ کو نہ ماننے سے مہان ناشک ہو اور برہم سے بھین کچھ بھی دے سکتا مائت اُس کی سروپ سے انکار ہے اور یہی سب سے بڑا باب ہے۔

پریشان ہو گون! آپ کے کھن انوسار تو بھگوت گیان پر برہم پر مائت ہی سستہ ہے اور اُس سے بھین سب کچھ مستحق اور ادھیت ہے تنہا پریتی مائت ہے اور میرا سروپ بھی اُس سے بھین کچھ سو تتر سستا نہیں رکھتا برہم تو مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ میں تو ایک کچھ جو اُس پر مائت کی اش مائتوں میں سویم وہ برہم کیسے ہو سکتا ہوگا۔ کر پا کر کے میری بڑی کے سنووش کے لئے اس سدا بانت کو بھر سمجھائیے۔

ابھتا۔ ایکتا اور بھتا

اگر۔ پیالے ذرا دھیان دے کر سنو۔ ہم تمہارے اس منشیہ کی فورتی کے لئے تمہیں کچھ اور بھتا دیتے ہیں جس سے تم کو یہ تو بھلی بھانتی سمجھے میں آجا دیگا۔

تمہارا سروپ بھگوت گیان سے بالکل بھین نہیں کیونکہ جب سب اندر و اہم کی آکر تیاں منو مائت ہی ہیں اور بھگوت گیان روپ ادھستان سے بھین ان کی سو تتر سستا نام مائت کو بھی نہیں اور یہ تمہاری اش و بھتی آکر تیاں بھی جس میں بھین ہوئے اُس میں آئے ہوئے چیتن تنو کو جو نام سے کہا گیا ہے۔ یہ آکر تیاں بھی تو منو مائت ہی ہے اور اُسی میں ادھتات گیان سروپ میں ادھستان کلیت اور ادھیت ہے کی صورت میں بھی اپنے ادھستان سے بھین سو تتر سستا نہیں رکھتی۔ جیسے کہ سورن کا بنا ہوا بھوشن سورن سے بھین کچھ سو تتر سستا نہ رکھنے چیتن برہم سے بھین سروپ ہی ہو۔ نیز برہم اپنے چیتن سروپ ادھستان سے بھین کچھ بھی سو تتر سستا نہ رکھنے چیتن برہم سے بھین سروپ ہی ہو۔ نیز برہم دیا میں یہ سیدھ ہوا ہے کہ انا تم ہمارے ہی اپنی آکر تیاں کلیت ہی ہوتی ہے اُس کی اپنے ادھستان سے باہر کچھ سستا نہیں ہوتی جیسے کہ رجو سے بھین سروپ کی کوئی سستا نہیں بلکہ اُس سے بھین ہی ہوتی ہے اور اپنے ادھستان میں دے کو بھتی پر ایت ہو جاتی ہے ایسی دستوج کہ اپنے ادھستان میں کلیت روپ سے بن جاتی اور اُسی میں دے بھی ہو جاتی ہے اور اُسی ادھستان کی سستا ہے ہی اُس کی پریتی ہو اُس کو بھین کہا جاتا ہے۔ ایک کا ارتھ ہے کہ وہ سویم وہی ہے اُس سے دوسری کوئی الگ دستو نہیں۔ درشتانت میں لال کپڑے سے بھین اُس کی لال رنگت کوئی بھین آشریہ یا استھان نہیں رکھتی بلکہ اُسی میں بھین ہو کر ہی دکھائی دیتی ہے۔ ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ لال رنگ کپڑے سے باہر ہے یا لال رنگ ہی کپڑا ہے۔ اس لئے لال رنگ اُس کپڑے کا واسطو سروپ تو نہیں کہتو کپڑے سے یہ لال رنگ بھین ہو کر پریت ہو رہا ہے۔ آچاروں نے یہ بتایا ہے کہ جس دستو کی آشتی دوسرے کے آشریہ پر ہو وہ بھین کہلاتی ہے جیسے کہ اوپر درشتانت میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ کپڑا لال ہے یہاں لال رنگ کپڑے کے آشریہ ہوئے سے کپڑے سے بھین ہے اور گھٹ کا لہ ہے یہاں کا لاپن گھٹ سے بھین ہے اُس کا آشریہ گھٹ ہے۔ اُسی آشریہ سے بھین رہ کر یہ خود بخود پریت نہیں ہو سکتا پر تو کپڑے سے بھین لال رنگت یا گھٹ سے بھین کالی رنگت اُس گھٹ یا کپڑے کا سروپ نہیں یا کیونکہ لال رنگ پٹ نہیں اور کالا رنگ گھٹ نہیں۔ اور یہ لال رنگ یا کالا رنگ دھو ڈالنے سے وہاں نہیں دکھائی دیتے اور گھٹ پٹ مائت تو رہ جاتے ہیں۔ اس سے یہی سیدھ ہوا کہ یہ باہر سے آئے ہوئے گن اپنے آشریہ سے بھین کلیت

ستا دلے ہیں کسی آشر یہ برہمی پر ریت ہوتے ہیں اور سو تندر لوپ سے ان کی سختی نہیں رہ سکتی۔ اپنے ادھشتان آشر میں اس گھٹادی کی ٹکٹ پراتی بھاسک ستا بھاسک (دکھائی دینے مار کو پراتی بھاسک کہتے ہیں سو تندر لوپ سے نہیں ہیں)۔

ایک کا بھاؤ یہ ہے کہ جس پر ہونے یا نہ ہونے کی ودھی نشیدہ نہ لاگو ہو سکے ارتھات ایسا ہے اور ایسا نہیں ہے۔ یہ نہ کہا جاسکے۔ جیسے گھٹ گھٹ ہے ایسا کہنا بھی نہیں بنتا اور گھٹ گھٹ نہیں ہے ایسا کہنا بھی فضول اور وہ ہے "گھٹ ہے" اتنے مارتے ہی گھٹ کی سدھی ہو جانے سے گھٹ کی ستا سو بکا رہے۔ ایسے ہی ٹیٹ ہے "انتا کہہ" سے ہی پٹ کی ستا سو بکا رہے۔ دوبار گھٹ کہہ کر یا پٹ نشیدہ دوبار کہہ کر ودھی واکہ کی دیر گھٹا اور گھٹنے والے کی مورکھ ہی سدھہ ہوتی ہے۔ اسی پر کاریدی کوئی کہے کہ "گھٹ گھٹ نہیں" یا "پٹ پٹ نہیں" اس نشیدہ واکہ میں بھی غیر اور کہنے والی کی مورکھتا ہی سدھہ ہوتی ہے۔ اس نکتی سے یہ سدھہ ہوا کہ جس دستوپر ودھی یا نشیدہ لا گھرنہ ہو سکا اس کو ہی ایک اس مکش سے کہا جاتا ہے۔

جس پر کار اچھٹا اور اچھا کو اوپر دستار سے دکھایا گیا ایسے ہی اب بھٹا کو بھی دکھانا آدھشک ہے اور وہ ایسے ہے کہ جب ایک پدارتھ کا دوسرے پدارتھ کے روپ میں ودھی نہ ہو بلکہ نشیدہ ہی ہو دے تو اس کو اس واپس سے بھٹن ہی کہا جاتا ہے جیسے کہ "گھٹ پٹ ہے" ایسا تو نہیں کہا جاتا بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ گھٹ پٹ نہیں ہے۔ ایسی آدھشک میں گھٹ کو پٹ سے بھٹن کہہ سکتے ہیں۔ کھشپ میں یہ کہ پٹ اپنے سروپ سے ایک ہے۔ لال کا لالنگ سے پٹ گھٹا بھٹن ہے اور گھٹ پٹ سے بھٹن ہے۔ ان درشتانوں سے یہ سدھہ ہوا کہ تمہارا ناشی ویکتو (انسانی شخصیت) آدھشک گیان سروپ ادھشتان میں ایک اور ست نہ ہونے پر بھی ابھٹن تو ہے بھٹن نہیں اور تمہارا شدہ گیان سروپ برہم سے ایک یعنی تمہارا واستوک سروپ ہے اور تم وہی ہو۔ اس سے بھٹن نہیں ہو اور نہ ہی ابھٹن ہو بلکہ خود تم گیان سروپ ہی برہم ہے۔ تجھے جو روپ نہیں اس آدھشیہ سروپ برہم میں بھید ابھید کلینا کیول آروپ مان رہی ہے۔ تم اس کے انش یا ٹکڑے بھی نہیں کیونکہ تمہارا گیان سروپ پہلے نرا ویوسدہ کیا جا چکا ہے اس کا رن انش بھی نہیں ہو سکتے۔

پرشن ۳۵۔ بھگون میں نے آپ کی کراپ سے ابھٹن۔ ایک اور بھٹن کی ویاکھیا سنی۔ اب یہ کراپ کے بتلائیے کہ چو اور جگت اس ادھشتان روپ برہم ابھٹن ہیں۔ ایک لیں۔ ایسا جاننے سے سدھانت میں نہیں کیا پراپت ہوا؟

ادھشتان کی ستا ادھشت سے بھٹن ہوتی ہے مگر ادھشت ادھشتان سے بھٹن نہیں ہوتا۔ اتر بارے۔ ہم نے تمہیں چھپے ویاکھیاں میں یہ سمجھایا تھا کہ گیات اور اگیات سمجھی جگت برہم سے بھٹن کچھ ستا نہیں رکھتا اور واستو میں اسی میں ادھشت ہونیسے ادھشتان سے بھٹن بھی نہیں اس لئے واستو میں اسی کا تندر ہی ہے۔ جیسا کہ شرتی نے بھی کہا ہے "سروم کھل ودم برہم" ارتھات یہ سب برہم ہی ہے۔ اس کا بھاؤ برہم جگت روپ ورن کرنے سے نہیں بلکہ شرتی یہ بتلانا چاہتی ہے کہ اس سے بھٹن ستا نہ رکھنے سے اس سے ابھٹن ہی کیونکہ چھپے یہ سدھہ کراتے ہیں کہ جگت کی سرب دستوئیں منوما ترہونے سے گیان سروپ برہم کے ہی ولاس یا ترہون ہیں اور جس پر کار ترنگ سے جل بھٹن نہیں ہوتے اور جل ترنگ مارتا نہیں ہوتا کیونکہ ترنگیں نہ رہنے پر بھی جل واستو سرپ سے ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے اس لئے یہ جگت کی منوما ترہون دستوئیں بھگوت گیان سے ابھٹن

تو ہیں تو بھی بھگوت گیان روپ برہم منو ماتر سنار روپ نہیں کیونکہ جب اپنی آستیتی کالی میں منو ماتر آ کر تیاں گیان سرتو ادھشٹان میں آئیں ہوتی ہیں اور ناش کے مشیہ اسی میں ویں بھی ہوتی ہیں تو اس سے ہی سدرہ ہوتا ہے کہ منو ماتر سنار اس سے بھن سنا تو نہیں رکھتا پر نتو دکاری کلپت اور منو ماتر آ کر تیوں کا منو دلائے یہ جو جگت ہے وہی برہم ہے ایسا بھی نہیں کہہ سکتے اور یہ تو اوشیہ کہہ سکتے ہیں کہ جگت روپ منو سے آ کر تیاں بھگوت پر گیان سروپ برہم سے بھن تو نہیں پھر بھی اسی کے آشرت اس سے ابھن رہ کر ہی اسحق ہیں۔ اسی پر کار یہ بھی پیشٹ ہی ہے کہ ہنہاری منشیہ سے آ کر تی بھی پیشٹھی سنار کا انگ ہونے سے اسی کے سمان و گیان سے یا منو ماتر ہی ہے اور تم منشیہ روپ سے اس سے ابھن تو ہو ایک نہیں ہو۔ منشیہ روپ ہی برہم نہیں ہے پر تو برہم سے بھن بھی منشیہ کچھ نہیں جیسے کہ لال رنگ کپڑے کی ذات سے ابھن ہونے پر بھی کپڑا لال رنگ مارتا ہی نہیں ہے اور جس پر کار بانی سرب درشیہ روپ سنار ناش کو پر اپت ہو جاتا ہے اسی پر کار یہ ہنہاری ناش روپ آ کر تی بھی منشت ہونے والی ہی ہے اور ابھید روپ کا جو سدہانت پہلے ہم کہہ آئے ہیں یہی آج سدہانت بھی ہے پھر بھی ابھے روپ بد نہیں بلکہ اتینت بھے کا ہتو ہے جب گیا نو ان اس بد پر پر اپت ہوتا ہے تو اس اسحق میں انک نے نئے نئے الو بھو ہوتے ہیں جو کہ ایک سے ایک بھن ہے اور پورن گیا نو ان کو یہ شو بھا نہیں دینا کہ ان میں سی بھی و ناشی اوستھا کو پر اپت کر کے اس میں دشرام کرے۔ اس لئے اس اسحق والے انیک ادھیکار یوں کی و بھن سرب اوستھا میں نہ کہہ کر اس کی آد اور انت کی ہی اوستھاؤں کا وزن کر دیتے ہیں کیونکہ ان اوستھاؤں کا کچھ ہی ہوتو ہے اور ان ادھیکار یوں کے لئے ان میں و شیش آد ہے۔

گرت (امہید آبا سک کی اسحق) جب اس اسحق پر پہلے پہلے یہ سادھک پر اپت ہوتا ہے تو وہ اپنے کو بھگوت گیان میں پر ہوتی ہوئی کیوں ایک منومی آ کر تی ہی گرن کرتا ہے اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ ہر ایک اوستھا میں پر گٹ ہوتی منومی آ کر تی بھگوت گیان کے ادھین ہی ہوتی ہے اور اس میں کلپت بھی۔ اور ہر ناش کی آ کر تی جن سو تنتر نہ ہونے سے اس کی پرینا اور شکپ کے ادھین ہی اسی پر کار چشٹا کرتی ہے جس پر کار وہ اسے بنانا جاتا ہے وہ اس کے ہاتھ میں ایک کھلونے کی کھانتی ہی ہوتی ہے اور اپنے کو اس کے ہاتھ میں بے بس دیکھتا ہے اور ہر کر یا کو اسی کی کر یا سمجھ کر اسی کے سرتو ادھین ہوتا ہے اپنی شکتی سے اتھوا شکپ سے اپنے کو کچھ بھی کرنے میں سرتو اتھوا سمر کھ دیکھتا ہے اور اپنے کو ایسا ہی سمر کھ ادبے سہارا پاتا ہے جیسا کہ شیر کے سامنے بکرتی اور انتم گتی اس کی یہ ہوتی ہے کہ جیسے کہ جیتے ہوئے کے ہاتھ بے جان دست ہو۔ وہ بھگوت سروپ کی شکتی کے سامنے اپنے کو اتینت بے بس اور پر ادھین پاتا ہے۔ یہ ایسی اوستھا اتینت کرنا کے یوگیہ اور عجیب ہوتی ہے۔

اب انتم اسحق اس اوستھا والے کی یہ ہے کہ سادھک کو آگے چل کر یہ الو بھو ہونے لگتا ہے کہ اس کی اپنی آ کر تی کیوں شکپ ہی منو ماتر اتھوا کلپت ہی ہے۔ اور بھگوت گیان کی سنا سے ہی ست سا ہو رہا ہے اور یہ سب کو بخش ہے کہ کلپت دستو دستو میں سنا شو نیہ ہی ہوتی ہے جیسے کہ بلیک کی ستا جلا سے بھن کچھ بھی نہیں ہے کیوں وہ جیل کی سنا سے ہی موجود ہے اسی پر کار بھی منو سے کلپت پدارتھوں کی اس گیان سروپ ادھشٹان میں کوئی دیکھتی گت (علوہ) اپنی سو تنتر ستا نہیں۔ گیان سروپ کی ستا ہی ان میں پر گٹ ہو رہی ہے دانستو ان کا فہم بھر بھی اپنا سو تنتر دیکھتو نہیں جیسا کہ رجو میں سرب بھرم ہونے پر سرب کیوں پریتی مارتا ہی اسحق ہے اس اسحق پر پچا ہوا یہ سادھک جیسا سویش اپنے آپ کو بالکل ہی ستا رہت اور بھگوت کو ہی ستیہ سروپ لہجے کرتا ہوا اپنے آپ کو کسی جیوت کے ہاتھ میں مردہ کے سمان ہی بھکتا ہے اس لئے اس اوستھا والا پرش بھگوت کی سنا سے ست اور اس کے

یہ سنا سنو یہی ہوتا ہے یہی پتی یہ اوستھا ست اور مٹھیا کا ویک ہو جانے کے کارن ایک ادم بھو مکا ہے پھر بھی اپنا پورن روپ سے ناش اور ستا رہت ہو جانے کا بھی درطرح نشے ہوا ہوتا ہے اس لئے یہ اس کی بڑی بھاری بھول ہے اور جو پہلے اپنے کو ست روپ سمجھتا تھا اب اپنی سوتنتر ستا کو ہی کو بیٹھتا ہے اور مردہ کے سمان ہی ہوتا ہے اور وناشر یا مرتیو کا سمان بھئے سب کو انکو جو سدھ ہے اس لئے وہ امرت پد کو بھی نہیں پہنچا اس لئے نثرنی اس وناش پدیں اس کو ٹھہرانا نہیں چاہتی بلکہ وہ اس کو اوشیہ ہی اس سے آگے امرت پدیں پہنچانا چاہتی ہے۔

پیش کش ۱۳۔ بھگون! یہی یہ بھگوت گیان سروپ برہم سے ابھد تا کی اوستھا اتنی بھیا نک ہے تو یہ نر بھئے پد کی پراپتی کا آیا ہے کیا ہے اور کسی کارن سے سادھک اس میں رگ گیا ہے اور جس سادھن سے اس سے نکل کر اچھے روپ پر ماتم تو میں درطرح استھتی ہو ایسا کوئی آیا ہے کر یا کر کے بتلائے!

اچھے پد کی پراپتی کا سادھن

اتر۔ پیارے! بھارتیہ برہم و دیا کے آچار یہ یہ بتلاتے ہیں کہ سادھک کو یہاں جو بھول ہوئی ہے اس کا کارن یہ ہے کہ اس کو گورو دوارا الویہ و تیریک کی یکتی سے گورن بدھ پراپت نہیں ہوا۔ یہی اس یکتی کے اوسار اپنے آتم سروپ کی پہچان کرنا تو اس کو درطرح نشے ہو جاتا کہ اس کا اپنا آتم سروپ ہی برہم روپ ہے اور وہ اپنے کو مرت (مردہ) کے سمان ستا سے رہت نہ دیکھتا کیونکہ بھگوت گیان امرت سروپ ہی ہے۔ (اس پر مرتیو کا ادھیکار نہیں ہو سکتا اور جس کارن سے اس یکتی سے اپنے آتما کو ہی برہم روپ سے نشے کر لیتا ہے اس لئے اس اپنے نر بھئے سروپ میں استھتی پراپت ہو جاتی ہے۔ جو پہلے ہم اس برہم سروپ سے ابھن اور سمیپ ہونے کی بات کہہ آئے ہیں اور جس میں وویک نہ ہونے کے کارن اس سادھک کو پرا دھیشٹا اور اتی بھئے دکھایا گیا اس سمیہ وہ سادھک سادھ اور وویک شونیہ ہونے کے کارن اس پد کو ہی گیان کا انتم پد سمجھ کر سمنوش کر بیٹھا تھا اس لئے اس سے آگے نکلا یعنی آگے بڑھنا اتنی کٹھن ہو گیا تھا کہی سادھک تو اس اوستھا میں کی درشوں تک ہی رگے دیکھے گئے ہیں اور انجن میں پڑے رہتے ہیں۔ انت میں امیندوں کے گہرے دچار اور برہم گمانی تو ویتا ہا پریشوں کی جس یکتی سے الے پریشوں کا اس انجن سے چھٹکارا ہوا اسی الویہ و تیریک کی یکتی کو یہاں پر ورن کرتے ہیں۔ اسی کے سنیہ چنن اور ابھیا س سے واستو اندیتھا رتھ روپ سے برہم سروپ کا بدھ سنبھو ہو سکتا ہے اور اسی برہم آتم بدھ سے سادھک کے لئے جنم مرن روپ بندھن سے یکتی پراپت ہو سکتی ہے۔

پیش کش ۱۴۔ بھگون! جس الویہ و تیریک کی یکتی سے اس بھرم سے چھٹکارا ہو کر برہم آتم سروپ کا اپروکش کار ہو سکتا ہے اسے اوشیہ ہی سپٹ ریتی سے ورن کرنے کی کر پا کریں۔

الویہ و تیریک کی یکتی

اتر۔ پیارے! برہم و دیا کے آچار یوں کا یہ کٹھن ہے کہ جب دچار وان کو دویت کا نشیدھ کرتے کرتے شدھ آتم سروپ کا سرب کاشیش ادھشٹان روپ سے نشے ہو جائے اور دویت کی پرتتی ستا سے نہ ہو تو اس استھان پر پھر دوبارہ یہ دچار کرنا چاہیے کہ کون کون سا تو بھن بھن اوستھاؤں میں پریشا دا بھا و کو پراپت ہوتا ہے اور کونسا تو سدا نز و کار روپ سے اڈول استھت ہے۔ پریشامی یا بدھ لینے دا

اٹھوا اٹھا کو پراپت ہو جانے والی دستوں تو انا تیا دیتری ہوں گی اور سدا ایکس رہنے والی دستوں ہی الویہ یا آتم روپ
 ارتھت اپنا آپ ہوگی درشتانت میں یوں سمجھو کہ لوہے کے گولہ کو جب آگنی سے تپا کر بھلی پرکار سے لال کر لیا جاتا ہے تو
 آگنی اور لوہے کا گولہ اس پرکار سے تادائم بھاؤ کو پراپت ہو جاتے ہیں کہ آگ اور گولہ دونوں ایک ہی بھان ہوتے ہیں اور
 گولے کی تھوڑا اور گول اسکار آگنی میں اور آگنی کی گرمی اور سرخی لوہے میں ابھن روپ سے پریت ہوتے ہیں اور کہنے
 میں آگ کا گولہ ہی ہوتا ہے۔ یہی تادائم ادھیاس ہے اسی پرکار جاگرت اوستھا کے اندھی استھول دیہہ اور آتما کا اور
 اس کے دھرموں کا اس پر اتنا تادائم ادھیاس ہو رہا ہے کہ ان کا دو یک نہیں کر پاتے اسی کا دوسرا نام ہی انیوانیادھیاس
 ہے۔ اسی ادھیاس کے کارن ہی اپنے شدھ پرکارش سروپ آتما کا پنج بھوتک دیہہ سے دو یک نہیں کر پاتا اور جس
 پرکار سے لوہے کے سروپ میں آگنی کے اور آگنی کے سروپ میں لوہے کے دھرم آرہت ہوئے تھے اسی پرکار منشیہ
 نے دھرموں کا اس کے واستو سروپ آتما میں اور آتما کے لگشوں کا اس دیہہ میں تادائم ادھیاس ہو کر تپا ہے ارتھت
 آتما کی ست جیت روپا اس اتام است جڑ دیہہ میں اور اس اتام کی دکھ روپا اور چھن روپا اس اتام میں اس انوانیہ
 ادھیاس کے کارن پریت ہو رہی ہے جیسے کہ درشتانت میں جلانا اور سرخ ہونا آگنی کا دھرم ہے اور تھوڑا اور گول
 ہونا یہ گولے کا سمجھاؤ دھرم ہے تو بھی وہی گولہ جلاتا ہے اور آگنی گول اور تھوڑا ہے یہ بھرم تادائم ادھیاس
 سے ہی ہو رہا ہے اسی پرکار آتپتی آدمی چھ دکھار دیہہ کے ہی دھرم ہیں اور ستا اور پرکارش روپا بھوتک گمان
 سروپ کے ہی واستو سروپ ہیں کنتو بھرائی دش اس دیہہ کے ان دکھاروں کو آتما میں اور آتما کے ست جیت روپا
 کو اس استھول پنج بھوتک دیہہ میں مان بیٹھتا ہے اسی کو ”چدر کر تھئی“ کہا جاتا ہے جس کا شدھ آتم گمان سے بھن
 کسی پرکار بھی چھیدن نہیں ہو سکتا اسی کارن ان کا سادھارن روپ ہے دو یک کرنا کھن ہو جاتا ہے۔ دیہہ تو انا
 سروپ ہے اور گمان سروپ ہیں تو انا سروپ ہے ان کے دو یک کے لئے الویہ ویتریک کی محیتی ویشیش آوشکیا ہے۔ ہم یہاں اس
 یکٹی کو ایلے درشتانت اور بھردار شٹانت میں مٹائیں گے اور ہر ایک اوستھا میں اس کی پرکشا بھی کریں گے۔
 لوہے کے گولے کے گرم اور لال ہو جانے کی اوستھائیں لوہا اور آگنی دونوں ہی دیاں و دیان میں پرتو اس کے ٹھنڈے
 ہو جانے پر گرمی تو لوہے سے لکل گئی۔ لوہا اپنے واستو سروپ میں برکٹ ہو گیا اس لئے گولے کا شدھ سروپ آگ نہیں لوہا ہے
 کیونکہ اب اس میں نہ تو آگ کی گرمی ہے اور نہ لال رنگ وہ تو تھوڑا سمیہ اس میں رہ کر نوریت ہو گئے اور لوہے میں گرمی
 اور لال رنگ تھوڑے سمیہ کے لئے آگئے تھے اس کا بھی سروپ نہیں تھے۔ اب درشتانت میں دیکھئے یہاں منشیہ کی چار
 اوستھائیں ہیں۔ جاگرت سون اور سوپتی یہ تین اوستھا تو سب کو سو بھاو سے ہی پراپت ہیں اور چوٹھی تریا اوستھا
 ہے جس کا سب کو اوبھون نہیں قبول برہم ویتا تو ورشی اٹھوا گمان آر وٹھ دیان پریشوں کو ہی یہ ابھداس سے
 پراپت ہے جس کا پچھلے مضمون میں سنیکت سے وزن کیا گیا۔ یہ تریا اوستھا ان تینوں اوستھاؤں سے نیائی ہوئے
 کے کارن چوٹھی کہلاتی ہے تریہ مشبد کا ارتھ ہی جو تھا ہے۔ اب الویہ ویتریک کی محیتی سے تھوڑا و چار کیا جائے تو
 آتما ہی کو قبول گمان سروپ اور ستیہ کہہ سکتے ہیں کیوں کہ جس وستو کا گمان نہ رہے اوریدی اس کو سروپ و دیان
 (موجود) بھی مانا جائے تو نہ جانے والے یا آگیاں کے لئے وہ ہے ہی نہیں اور ابھاو روپ ہی مانی جاتی ہے ایسے ہی
 تریہ روپ آتما و دیان ہوئے پر بھی آگیاں کی درشتی میں ہے نہیں۔ کلپنا کر دکھت میں اتیک پدارتھ ہیں پر تو منشیہ
 ابھی تک ان کو جان نہیں سکا اس لئے استھول ورشی سے منشیہ کے لئے وہ وستو ہیں ہی نہیں۔ اسی پرکار انیک
 توجو منشیہ کے اندر و دیان ہیں اور جن کا مرتبہ کے انتر ہی ابھاو ہو گا ان کا ہمیں گمان نہ ہونے سے وہ اب بھی ہمار

لے نہیں ہیں اور مرتیو کال میں انیشوری نیم انوسا رن کا ابھا ہوگا۔ سوئے ہوئے پرش کو اپنے استھول دیکھ کاچیت بھی
 گیان نہیں رہتا اور باہر کی ہوش دینے کے کارن اس کو سویا ہوا کہا جاتا ہے پر تو نہ راکال میں سنکاروں کے منوراج
 سوپ سے پرکٹ ہونے کے کارن وہاں سوپن اوستھا ہی جاتی ہے اور سوپن اوستھا میں جاگرت جگت اور جاگرت دیکھ
 کے سمان ایسے کوئس سوپن جگت میں سوپن دیکھتے ہیں اور جاگرت کے سمان ہی وہاں بھی کام کاج ہوا کرتا ہے۔
 منشیہ یہ بھی جانتا ہے کہ نہ وہاں جاگرت کا دیکھ ہے اور نہ جاگرت جگت۔ دونوں ہی وہاں پریت نہ ہوتے اور جاگرت
 کال میں سوپن جگت اوستھا سوپن دیکھ یہ دونوں ہی نہیں ہوتے۔ پر تو گیان سروپ آتما ساکنی سروپ سے دونوں اوستھاؤں میں
 اویہ روپ سے ودیان ہوتا ہے اس سے یہ سیدھ ہوا کہ جیسے گولے کا داستو سروپ سدایہ رہنے والا ہوا ہی ہے اسی
 نہیں اس پر کارنم جاگرت کے استھول دیکھ ہوا نہ سوپن کے سو شتم دیکھ اور نہ یہ باہر کا جاگرت جگت ہی سچا ہے اور نہ اندر
 کا سوپن جگت جگت گیان جو دونوں میں اویہ روپ سے ودیان رہا وہی تھا اور داستو سروپ سے جو کہ دونوں اوستھا
 میں ساکنی سروپ جتا رہے اس لئے ہم جیتے سروپ برہم ہو۔ جاگرت یا سوپن کے استھول شو کھشتم دیکھ آدمی تم نہیں ہو
 تے۔ تو ہم ایسی۔ (تم ساکنی اور گیان سروپ آتما برہم ہی ہو)
 پرشمن شہ بھگن! مجھے آپ کی کرپا سے اویہ ویریک نیکی ودار ایہ درٹھہ نشچے ہو گیا کہ میں استھول یا کو شتم دیکھ میں
 ہوں اور ان جاگرت سوپن اوستھاؤں میں ایک رس رہنے والا میں ہی گیان سروپ ہوں۔ پر تو آپ اس گیان کو تو
 نتیہ بھی بتا رہے ہیں اس گیان کا بھی تو سوچتی میں ابھا دیکھتا ہوں بھلا یہ گیان کیسے نتیہ روپ ہو سکتا ہے؟

"سوشتی کا پرکاشک گیان سروپ آتما رہی ہے"

اثر۔ پیارے! اب تک تجھے یہ سیدھ کیا گیا کہ یہ جاگرت میں رہنے والا استھول دیکھ اور سوپن میں موجود ہونا
 سوپن دیکھ جو کہ واسنائے ہونے کے کارن وہاں کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ دونوں دیکھ ایک دوسرے کال میں نہیں
 رہتے اس لئے یہ دونوں ہی نتیہ میں اور وہ تیرا داستو سروپ نہیں ہیں اور جو سوشتی میں آتما ارسھات گیان سروپ کا
 ابھا دیکھ رہا ہے ہم اس کے سیدھ میں آگے و جا رہے جگت کرتے ہیں۔ دھیان پور وک شو۔
 سوشتی اوستھا میں بھگوت گیان اسی پرکار گیان روپ کارن آبادھی سے یکت ہے جیسے کہ وہ جاگرت اور سوپن
 میں استھول اور سو شتم دیکھ کی آبادھی سے یکت نظر آئے تھے۔ یہاں سوشتی میں گیان کے ساتھ ان کا تا داتم بھاو ہونے سے
 ایسا بھلا ہوتا ہے کہ آتما گیان نہیں رہا۔ یہی گیان کی آبادھی کہ دھارن کے ہوئے آتما گیان کے پرکاشک
 روپ سے سویم ودیان ہو کر وہ گیان سروپ ہی اسے جانتے ہیں۔ اگر وہ گیان سروپ آتما اس گیان کو نہ پرکاش
 کرتا تو سوشتی سے جاگ کر کیسے یہ کہا جاتا کہ میں سوشتی اوستھا میں بہت سکھ سے سویا۔ کچھ باہر کی سیدھ بدھ نہ رہی یہاں پر اپنے
 سروپ بھوت سکھ اور گیان ان کی سوچا کسی جاننے والے کو ہی سیدھ کتی ہے جو کہ جاگرت میں آیا ہوا امن بانی سے مل کر سب
 سوچنا دے رہا ہے۔ یہی وہاں کوئی جاننے والا ہی نہ ہوتا تو اس کا درن بانی آدمی کے دوار اکون کرتا۔ سوشتی اوستھا میں
 ہانی آدمی اندریوں کے ان ہو جانے کے کارن کچھ درن نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہم نے یہ سمجھ لیا کہ وہاں گیان سروپ کا ہی ابھا
 ہے۔ جاگرت میں آکر جس سکھ اور انو بھو کی سوچنا دی جا رہی ہے یہی وہ انو بھوت نہ ہوئے ہوتے تو ان کا درن ہی جاگرت
 میں آکر نہ ہوتا اور یہ سروپ سیدھ ہے کہ گیان سروپ کے بنا جانا نہیں ہو سکتا اس سے ہی سیدھ ہوا کہ سوشتی اوستھا میں بھی بھگوت
 گیان سروپ آتما پور وک ہی ودیان تھا۔ اس کی دیا گیا میں ودوالوں کا حقن یہ ہے کہ جس پرکار جاگرت اور سوپن میں بھگوت گیان

ان استھول سوکشم دیکھوں سے یکتہ اتھو اتاد تم بھاد سے یکتہ ہوئے تھے اسی پر کار سوشتی میں گبول اور ویا آبادھی ارتھات اگیان
 یکتہ ہو کر اُس سے تاد تم بھاؤ کو پرانیت ہو گئے تھے اسی پر کار سوشتی میں گبول اور ویا ڈوپ کارن آبادھی ارتھات اگیان یکتہ ہو کر
 اسی سے تاد تم بھاؤ کو پرانیت ہو گئے تھے کیونکہ اگیان تم کا سو بھاؤ ہے کہ جس کے آشرے رہتا ہے اُسی کو ڈھانپتا ہے۔ اس لئے
 گیان سرورپ آتما دہاں پر ہے میں دکھائی دیتا تھا جیسے کہ دھواں اگنی اور کائی پانی سے پیدا ہو کر اُٹھیں گڈھانپتے ہیں۔ یدی
 اگنی ہی نہ ہو تو دھواں کیسے اُٹھیں ہو اور یدی جل نہ ہو تو کائی کیسے پیدا ہو اور کس کے آشرے رہے۔ اب یہ مددہ ہو گیا کہ سوشتی میں
 آتما کے آشرے اگیان ایسے ہی رہتا ہے جیسے کہ جل کے آشرے کائی۔ اور سوشتی میں گیان سرورپ آتما اگیان کی آبادھی سے
 تاد تم بھاؤ پرانیت ہوئے پر بھی اُس کے اندر پرکاش سرورپ سے وہاں وہاں ہے۔ وچار داؤں کو اُس کے اُٹھاؤ کی بھڑائی
 پدائی نہیں ہوتی۔ گبول اگیانی پرش اس پر کار کا وپریت نشیے کرتے ہیں۔ سوشتی اور ستھا کو ایک نرجن استھان میں گچھا کی بھڑائی
 سمجھو جس میں کوئی پرش اگیان سے باہر پہنچ گیا ہو۔ یدی وہ نگر میں لوٹ کر ایسا نروپن کرے کہ آج رات وہاں گچھا میں کوئی بھی نہ
 تھا تو اس شخص سے تو یہ مددہ ہوتا ہے کہ وہ درن کرنے والا تو سویم اُس گچھا میں ودیان تھا اُس کے سوائے دوسرا کوئی نہ تھا
 نہیں تو سرب کے اُٹھاؤ کو کون درن کرتا۔ اسی پر کار سوشتی میں یدی گیان سرورپ آتما ودیان ہی نہ ہوتا تو سب کے اُٹھاؤ کو کون
 پرکاش کرتا اور جاگرت میں آیا ہوا پندہ بانی سے اس کا نروپن کیسے کرتا۔

پیش ۳۹۔

بھگون! سوشتی میں اگیان کے ودیان ہونے کا پرمان تو ملتا ہے پر تو وہاں گیان اور اگیان دونوں
 کیسے رہ سکتے ہیں کیونکہ ان کا پرسرور وودھ پرکش ہے۔ جیسے کہ اندھکار اور پرکاش دونوں ایک استھان میں ایک ہی کال
 میں نہیں رہ سکتے اور یدی وہاں گیان ہوتا تو بھی باہر کے جاگرت جگت کے پدارتھوں کو بھی جانتا تو پھر اس پر کار سوشتی اور ستھائی
 نہ ہوتی یہ کہ چار میں گیان اور اگیان دونوں کا ایک استھان اور ایک ہی کال میں ہونا سمجھو نہیں کر پا کر کے اسے پھر سمجھانے
 کا انوکھ کرے۔

سوشتی میں گیان سرورپ آتما ودیان رہتا ہے

آتمہ! پیارے! ایسی شکامت کرو کہ اس گیان سرورپ آتما اگیان سے وودھ ہے اور گیان سرورپ آتما اگیان
 رُوپ آبادھی کو دہارن نہیں کر سکتا کیونکہ وودھ تو ورتی گیان اور اگیان کا ہے جو دونوں ہی گیان سرورپ آتما کی آبادھی
 رُوپ ہیں تمہیں یہ سوچنا چاہیے کہ اگیان رُوپ آبادھی کو دہارن کون کرتا ہے۔ اگیان تو اگیان کی آبادھی نہیں ہو سکتا کیونکہ
 سویم آبادھی رُوپ ہے اور جڑ ہے اور اگیان اور ستھا میں منو ورتی اتھو اندریاں ہیں نہیں۔ اس لئے جب دیہ اندریہ آدی
 اور اہرہ جگت کی پریتی نہیں ہوتی اُس کی پریتی اور اُس کے ہیو کا نام اسی تو اگیان ہے اُس سمیت آتما کی اگیان آبادھی ہی جاتی
 ہے اور جب دیہ اندریہ اور جگت کے پدارتھوں کی پریتی ہونے لگتی ہے تو برتی گیان کی آبادھی جاگرت تھا سوپن اور
 میں اکھڑی ہوتی ہے اس لئے ان اگیان اور برتی کا ہی پرسرور وودھ ہے۔ اور دونوں کے پرکاش شک گیان سرورپ آتما کا
 کسی سے بھی وودھ نہیں سوشتی میں آورن رُوپ اگیان آبادھی کو دہارن کر لینے پر اُس اگیان کا وودھی برتی گیان نہیں
 ملا سکتا اور اس سوشتی اور ستھائیں اگیان ہی گیان سرورپ آتما کے پرکاش میں پرکاشت ہونے لگتا ہے اور اس نہ جانتا رُوپ
 اگیان کو یہ آتم تو پہلے کی طرح ہی پرکاش کرتا رہتا ہے ہی اس کا جاننا ہے۔ اس پر کار انیک جگتیوں سے گیان سرورپ آتما کی
 سوشتی میں ودیان تائیکتی یکتہ اور مددہ ہے اس جیتو سے منشیہ گاڑھ ندر میں اپنے آتم سرورپ بھگوت گیان سے انکاری نہیں
 ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے نتیجہ سرورپ ہونے سے اس کا اُٹھاؤ وکڑا پی سمجھو نہیں۔ شروع میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ وہ بھگوت گیان نتیجہ پرما

سروپ ہے اور اوشی ہے۔ یدی کوئی پھر بھی اس کے ناش میں آخنا کہے تو اُپر دی گئی تھیں اُس کے جواب میں کافی ہیں ان سے سب کو سدھ ہو جاوے گا کہ بھگوت گیان کا سوشیتی کال میں بھی ابھا و نہیں ہوتا اور یہی ہمارا اسٹل سدھانت ہے جو کہ تیری شہکار سادہان روپ سے کہا گیا۔

پرشن۔ آپ کے آپدیش سے یہ تو سدھ ہو گیا کہ بھگوت گیان کا جاگرت آدی تیزوں اوستھاؤں میں ابھا و نہیں ہوتا اُس کا سدا ہی سدھ بھا و بنا رہتا ہے اب آپ تریا اوستھا کے بارے میں بتائیے کہ وہ کیسے پراپت ہو سکتی ہے اور اُس کے پراپت ہو جانے پر سادھک کی کیا اکتھی ہوتی ہے؟

تریا اوستھا کا ورث

اتر۔ پیارے پہلے تم تریا اوستھا کے لکشنوں کو سمجھ لو۔ اس اوستھا میں نہ تو جاگرت اوستھا کے اندر یہ اتھا و اوشی ہی ہوتا ہے۔ نہ سوپن اوستھا ارمھات ندر کال کا منومی جگت اور نہ ہی وہاں سوشیتی اوستھا کا اگیان اور کاٹھ ندر۔ پرنتو بھگوت گیان سروپ آتا ہی جیوتیوں کی جیوتی سویم پرکاش سروپ اس اوستھا میں سویم ہی اوبھو روپ سے موجود ہوتی ہے اور اس اوستھا کی پراپتی کے لئے اور جگیا سو کو ادویت سدھانت کے سمجھنے کی یوگیتا کے واسطے نشام کرم سے پراپت چت شدھی اور بھگوت بھگتی سے پراپت من کی ستھرتا اور ایکا گرتا اوشی ہی ایکیت ہے اور چٹھے سادھن و ویک آدی شمین ہو کر شردھ برہم نشط گورو سے تت تو م اہی ہوا وکیہ کا ایدیش شرون کرنا اور یکتی اویہ ویتریک کی سہایت سے ان ہی واکوں کے ارتھ کا من کرنا ایکانت میں نتیجہ پر واد روپ سے اس کو بکا کرنا یعنی ندھیاں کرنے کے لئے تت پر رہنا چاہیے۔ اسی ابھیاں سے آتم سروپ شدھ تو کا آسے آپرکش اوبھو ہو جاتا ہے اور یہ درٹھ دشواس ہو کر پورن بودھ ہو جاتا ہے کہ آتم سروپ بھگوت گیان میں اگیان یا اُس کے کاریہ و کشیب آدی منومی پدارتھوں کی پرتی روپ کلب وکلب دولوں اس کو نہیں پراپت ہوتے لہٰذا اگیان کا نام سنکر گرتھوں میں تو اگرھن اور و کشیب کا نام ہی ایتھا اگرھن نہا گیا ہے کیوں ایک ماتر آتا ہی ان سے شدھ اور نرلیپ و دیان رہتا ہے۔ یہاں اُس کو سروپ بھوت آتا کے درٹھ ساکشات کار سے یہ سدھ ہو جاتا ہے جاگرت سوپن کی کلپت منومی آکرتیاں اور اگیان دولوں بھگوت گیان میں ہی ادھیت ہیں کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے ہی بھا و ہونے سے دو کے کا بھا و ہوتا ہے اس لئے ویتریکی ہیں اور تریا اوستھا میں دولوں (منوراج اور آورن) کا ہی بھا و ہے اور اس اوستھا میں کیوں ایک ماتر بھگوت گیان ہی سوئے سروپ سے و دیان ہے اس لئے اُس کا جاگرت سوپن کے ساکشی روپ کے اندر یاں اور وشیہ اور سوپن کے منوراج آدی پدارتھ سوشیتی میں نہیں اسی پرکار سے یہاں تریا اوستھا میں بھی نہیں پرنتو وشیہ ہے کہ تریا اوستھا میں سوشیتی کال کا اگیان بھی نہیں۔ یعنی اس کا بھی بھا و ہو جاتا ہے اس لئے ان کارن کاریہ روپ آبا دھیوں سے ایت یہ شدھ سروپ جیوتیوں کی جیوتی آتم تتو سویم پرکاش روپ سے اوبھو ہوتی ہے اسی اوبھو اوستھا کا نام ہی تریا اوستھا ہے۔ اب تم اس کی پراپتی کے لئے آپائے سنو!

تریا اوستھا کی پراپتی کا آپائے

جس پرکار سے ہم پہلے بھی کہے آئے ہیں اسی طرح یدی یہ سادھک سرسا دھن سمن ہوا ہوا اتر مکھ ہووے اور ورتوں کے پرکاشک روپ سے آتا کا چتین کرے اور پورن پریم ایکا گرتا اتھا درٹھتا سے اُس میں چت کو کھڑائے ارمھات سادھک کا ابھیاں کرے اور کوئی دوسرا نام سنبندھی سمجھن یا سنکلیپ یا کوئی سوکشم واسنا پیدا نہ ہو اور سب سے منہ موڑ کر

کہ آتم سروپ کا ہی ایک ماتر حقیقت کرے تب وہ ایک پرکار سے سرب جگت سے سو جاتا ہے اور کیوں گیان سروپ آتما ہی شیش رہ جاتا ہے اسی اوستھا کو شاستروں میں ترپا کہا گیا ہے۔ پرنتو یہ تھوڑے کال کے معمولی اھسائس سے رپاٹ نہیں ہوگی اس کے لئے سرب سادھن بہت دیر گھ کال کا اھسائس لگاتا رہنا ضروری ہے۔ یہاں ایک ماتر آتما ہی شیش رہ جاتا ہے اور انا تھاکار اہنگ ورتی کا اس میں اھھا ہو جاتا ہے وہی آتما اگر یہ تھاکار دھ سروپ ہے جو کہ اہنگ لکشیہ سروپ ہے۔ اس میں کسی کو زکار نہیں ہو سکتا۔ اس اوستھائیں پیچکر ہی یہ سیدھ ہوتا ہے کہ بھگوت گیان کے سوا کچھ بھی موجود نہ تھا اور یہ شندھ گیان سروپ برہم ہی اس جو آتما (توم پد) کا ٹھیک ٹھیک لکش ارتھ ہونے سے اذ بھو ہونے لگتا ہے (تت تو) اس میں جو توم پد ہے وہی اہنگ برہم اسی میں اہنگ پد سے کہا گیا ہے اور تت پد کو برہم پد سے کہا گیا ہے اور اسی کے اوسا کر یا کبھی موجود ہے) کہ میں ہی تو برہم سروپ ہوں اہنگ برہم اسی اور پیلے یہ سیدھ ہو ہی چکا ہے کہ یہی گیان سروپ آتما ہے اور یہی برہم سروپ بھی ہے۔ یہاں اس اذ بھو کے ہوجانے سے ہی "تت تو م اسی" یہ ہما واکیہ سچل ہوتا ہے۔

پرشن الہ بھگوت! آپ کی اپار کرپا سے مجھے یہ تو درطرح نشی ہو گیا کہ ترپا اوستھائیں ایک ماتر گیان سروپ کا ہی ساکشات کا ہوتا ہے وہی برہم سروپ ہے اور وہی میں ہوں۔ پرنتو اتنا جان لینے سے مجھے کیا پراپت ہو جب کہ ایسا جان لینے پر بھی میں اپنے کو دیہ میں جکڑا ہوا چھوڑ کر اپ اذ بھو کر رہا ہوں اور مجھے روگ ویا دھی بڑھاپے کام کرو دھ راگ ویش اور متیو اور نرک موگ کا بھے آدی بنایا ہوا ہے اور پرمانند سروپ کا مجھے اذ بھو نہیں ہوا۔ کرپا کر کے مجھے اس بھے کی ذرتی اور پرمانندی پراپتی کے لئے کوئی امرت می آیدیش دیجئے؟

سروپ ساکشات کار اور آند پر اپتی

اثر۔ پیارے! تیرا یہ کہنا کسی حد تک ٹھیک ہے کیونکہ ابھی تو نے کیوں اس سدھانت کو شروں ماتر ہی کیا ہے جب تو اس کا شاستریہ ودھی سے منن اور نرنتر ندھیا سن کرے گا اور اس کا تجھے ساکشات کار ہو گا تب ہی تجھے کو پرمانند سروپ ترپا اوستھا اور اس کا پھل جیون مکتی پراپت ہو گا اس لئے اس آیائے کے اتی رکت کوئی دوسرا آیائے اس جنم مرن سے سدھ کے لئے چھوٹے کا نہیں جیسے کہ اندھکار کی نور تی کے لئے پرکاش کے سوا کے کوئی دوسرا سادھن ہے ہی نہیں۔ اور جب یہ جان لیا کہ بھگوت گیان سروپ ہی پر برہم پر ماتا ہے اور وہ تم ہی ہو۔ اس اذ بھو کال میں ہی "تت تو م اسی" اس ہما واکیہ کے شروں سے تمہیں یہ گیان سروپ برہم اپنا آپ ہو کر اذ بھو ہو رہا ہے اسی کارن اس کے ساکشات کار کے لئے ہی وید بھگوت ان لئے "تت تو م اسی" کا آیدیش کیا ہے جس کا بھاد یہ ہے کہ جے جگیا ہوا تم دیہ آدی سنگھات اس کے اھسانی یا چور وپ نہیں ہو تمہارا واسو سروپ بھگوت گیان ارتھات برہم ہی ہے۔ برہم تم سے بھن کوئی دوسرا تو نہیں۔ جب اس پرکار جگیا سو ہما واکیہ کے ارتھ کوست گوردوارا شروں کرتا ہے تو اس کے ارتھ کا منن ندھیا سن دیر گھ کال نرنتر اھسائس کر نیچے اظہر وہ اپر شوش ساکشا کار اپنے برہم سروپ کا کرتا ہے تو اس کو "اہنگ برہم اسی" اس روپ سے درطرح نشی ہو جاتا ہے اور یہی پرمانند روپ نشی آتما کی پید ا ہو جانا ہی پورن بودھ ہے۔ اس برتی سے انا تم جات (انا تم سموہ) بادھ یعنی متھیا نشی ہو کر سویم یہ آتما برتی کا پرکاشک ماتر لکش روپ سے گرہن کر کے یہ برتی بھی سوڑپ میں لین ہو جاتی ہے یہاں اس نروکلب اوستھائیں پرمانند کا اذ بھو ہوتا ہے جس کی آپا کسی لوگ سمجھ سے نہیں دی جا سکتی۔ اپنے سروپ میں ہی پرمانند کی پورن ہما کا اذ بھو کرتا ہے ذاب یہاں وچار کر کے دیکھیں کہ اپنے کو کچھ دین اور دکھی ماننے والا میدی چکر ورتی جماراج کے پورن ادھیکار اور ایشوریہ کو اپنے پر اذ بھو کرے تو یہ کتنی شانتی سکھ کر بھیتا اور اسیم لکٹک نرد وند ونا سے اندمان ہوتا ہے اور اس کو جو کچھ اور دکھی کسی دوسرے

کی آدھینتا کے کارن پریت پور ہا تھا وہ اسی کھش ٹول سے ہی لورت ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس پر گو ایسے پد کہا گیا ہے۔
اب نہ تو اس شریر اچھیاں سے ہونے والے اس کے لوگ بیڑا بڑھایا اور مرتو کا ہی اپنے میں کوئی بچے رہتا ہے اور نہ کسی
باپ پیہ کے بھلے دکھ سکھ دینے والے بھادی دکھ کی جنتا اور نہ ہی پر لوک کے سورگ آدی کی آشا اٹھوا بچے ہی رہتا ہے
کیونکہ اب درڑھ اپروکش گیان کی کرپا سے ہی یہ اودیا گر نہتی دور ہو چکی ہے جو کہ سب کا ٹول بھی اب وہ ہمارے پریش ایسی جہاں
اوستھاس ہی پورن ریتی سے بڑھے اور آپت کام ہو جاتا ہے اور یہی جیون ٹھکتی ہے۔

اپروکش گیان کے پرتی بندھک سنشہ اور دیر

جو لوگ دیر اگیہ اور اچھیاں سے لہت ہیں یا اُس میں ادھو سے ہیں اور اس کی کے کارن تریا اوستھاجن کو پر اپت پور
ہوسکی۔ انکو ہاء اگیہ ترم اسی کے شرون سے سنشہ دیر یہ لہت "اننگ برہم اسی" روپ ساکشات کار نہیں ہو سکتے
کیونکہ اس کے شرون ہارے اچھیاں سنشہ اور ترک و ترک پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو برہم سروپ ماننے سے بچے کو
ہیں اور یہ سنشہ و دیر یہ بھی واسو میں اُن کے رنج سروپ بھگوت گیان کے آسنچر یہ بے چمتکار کے کارن ہوتے ہیں جس کو
بھاوانا نام سے شاستروں میں ورن کیا گیا ہے۔ جو اس بھگوت جمتکار کو وہ نہیں سمجھتے اور وہ ایسا کہا کرتے ہیں کہ پر اپت
تو سرب شکیان۔ سروگیہ اور سرب سر شٹا ہے اور ہمارے میں کوئی بھی شکتی اور سروگیتا آدی دھرم نہیں۔ ہم تو بچے اور
دین ہیں۔ ایک جٹی کو پیدا نہیں کر سکتے۔ پر اتا تو سرو ویا یک ساری سر شٹی میں سمایا ہوا ہے اور ہم تو بچے سے شریک
بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کس پر کار پر اتم سروپ ہو سکتے ہیں۔ اس پر کار اسنکھ آکشیپ ان پرشوں کا
طرف سے ہوا کرتے ہیں۔ بدلی ان بھی پرشوں کا اتراں تھوڑے سے صفوں میں دینا سمجھو نہیں پر تو پھر بھی ہم پر اتم سرو
بھگوت گیان کی اس دچتر شکتی کو یہاں نروپن کریں گے جس کے کارن اُن میں یہ سب شکائیں اُٹھن ہوتی ہیں اُن کو سب
بدھیاں پرش اُن کے ان پرشوں کا سہا دہان بھلی پر کار سے کرنے میں سمر تھ ہو سکتے ہیں۔

ہمارے آچار لوں کا یہ تھا ہے کہ بھگوت گیان کی ایک دچتر شکتی ویر یہ نام کی ہے جس کو دیریت بھاوانا یا ادھیاں
بھی کہتے ہیں اور جیسے اچھیاں میں سے دھواں اٹھ کر نیپ کی چینی کو کھلا کر دیتا ہے اور اُٹنی روپ جیونی کو ڈھانپ لیتا ہے
اس شکتی کے کارن دستو اور کی اور دکھائی دیتی ہے۔ جیسے کہ بھگوت گیان کے اندر یہ سرب جگت اور جگت
اندر یہ دیکھ بھی بنا ہوا ہے پر تو یہ کیسی بھرا نئی ہے کہ یہ گیان سروپ آتمہ اس دیکھ کے اندر بچھن دکھائی دے
رہا ہے اور اسی دیریت بھاوانا یا ویر یہ شکتی کے کارن منشہ اپنے آپ کو شدھ بھگوت سروپ نہ جان کر کیول شریرا
ہی لپٹے کرتا ہے اور سویم سرب سنار کا کرتا مارتا اور سرب شکیان ہو کر بھی اپنے کو بچھ دین میں اتیتی مرن شیل دیکھ مار
سمجھ بیٹھا ہے۔ اس ویریت بھاوانا کی دشین شکتی میں سوپن اوستھاس سینٹ روپ سے اوبھو ہوتی ہے کیونکہ یہ سرب
ہو چکا ہے کہ سوپن جگت میں کیولی نمومی دستو میں ہی ہمارے گیان میں کلپت ہو ہو کر ساسے آتی ہیں۔ اس کارن د
سوپن پر بچ گیان سروپ میں بن جانے پر بھی اسی ویر یہ شکتی کے کارن ہی بھان ہوتا ہے کہ یہ سنار کسی دوسرے
کار چا ہوا ہے اور اس سنار میں ہم بھی پیدا ہوئے ہیں۔ پر تو دستو میں ہمارے گیان سروپ کے اتی رک
دلا وہ) کچھ بھی وہاں ہے نہیں اور وہی دستو میں ہمارا شدھ سروپ ہے۔ پھر بھی ہمیں سوپن دیکھ میں جا کر ت
کی طرح ہی اننگ ہم بدھی ہوتی ہے اور ایسے بھان ہوتا ہے کہ وہ سوپن میں دکھائی دینے والا دیکھ کسی اپنے مانا
سے ہی اُٹھن ہوا ہوا ہے اور یا تو یہ بچہ گوپ سے کوئل شریر والا ہے یا پھر کسی کا وہ برصہ چتا پتا نہ ہوا ہوا اتی

یہ میرا اپنا آپ ہے۔ پھر بھی یہ سمجھی جانتے ہیں کہ وہ سوچ بگلت اور چھوٹے بڑے دیکھ کیوں ہماری ہی ٹھینا ہے۔ ہم نے ہی سارا یہ سوچ سنار رچ رکھا ہے اور بھرائی تیاں بھی اتنے تک ہو جاتی ہے کہ ہم ایک چھوٹی تک آئین نہیں کر سکتے۔ اب یہ ایک نئی کلینا کر دکھان کو یہ سوچ کر ہاسے کہ میں بنوں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ اور تھک کر چڑھ گیا ہوں۔ پیاس سے مجھ کو کھ رہا ہے۔ اکسات ایک کنواں دکھائی دے جاتا ہے۔ رسی بھی ہے اور ڈول بھی بڑا ہے پر تنوئیں کا پانی کچھ اور ہاتھ پر ہے رسی تھوٹی ہے اب اتنی تھوڑی سی رسی ہم بنا نہیں سکتے تیزی ہم نے اتنا بڑا وشنورج رکھا ہے۔ کیوں دیر سے سنتی سے اپنے کو دیکھ مائرے جگر اپنے کو بے بس پاتے ہیں کہ تھوڑی سی رسی بھی ہم نہیں بنا سکتے۔ اور آئینہ یہ کہ کنواں ڈول آدی سب ہم نے ہی بنایا تھا۔ یہی اوستھیاں جاگرت میں بھی ہے۔ تم جنین دیونے ہی اپنے سنگھ سے یہ سارا برہما دلچ رکھا ہے کسی انیہ کی یہ رچا نہیں پھر مٹی منشیہ دیکھ کی کچھ آیدھی کے کارن تم ایک چھوٹی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ رسی ہی درٹھ وپریت بھاونا ہو رہی ہے۔ سوچ کے درشتانت سے یہ مجھ آگیا ہوگا کہ جیسے وہاں بھگت گیان سروپ میں وپریت گیان اور اس کا کار یہ دونوں ہی کلیت میں ایسے ہی اسی بھگت گیان میں یہ جاگرت پر پنج بھی واستو میں مطلق مائرہ ہے اور یہاں بھی وپریت بھاونا روپ وچتر شکتی کے کارن سرو سادھان منشیل کو جو بھاو اور دیشا دھیا کے کارن ہو رہی ہے جس کے کارن اپنے کو برہم سروپ نشے نہیں کر رہا۔

پریشن ہم بھگت! آپ کی کرپاسے میں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ واستو میں سروپ پر گیان سروپ برہم پرمانند روپ ہی ہے اور کیوں اسی وپریت بھاونا کر کے ہی اپنے کو جو سروپ دین اور میں انہو بھوک رہا ہوں۔ اب آپ کرپا کر کے اس وپریت بھاونا کو پرنوئی کے لئے کوئی اوتھم اپائے تمھیں کریں جس کے پالن کرنے سے میرا یہ دیر یہ دوش دور ہو کر اپنے شدھ سروپ میں درٹھ آسکتی ہو سکے!

ویر یہ دوش کی نورتی کا ایائے۔ سنگرہ ایاسنا

اتر۔ پیارے! شہ تی اپنے سچے جگیا سو کے اس گھور دکھ کو ماتا کے گمان بھلی پرکار سے انہو کرتی ہے اور اس نے جو ایائے تھائے ہیں اور جن کو درد والوں نے اپنے انہو سے اتنت اپوگی بھی سدھ کیا ہے ہم وہ تیرے پرتی نہروپ کرتے ہیں۔ دھیان دیکھو!

ہمارے آچار یہ اس وپریت بھاونا کی نورتی کے لئے یہ کہتے ہیں کہ برہم بھاو جو کہ اس کلیت جو بھاو سے سرو وپریت ہے اس میں "انگ برہم اسمی" روپ بھاونا کا ابھياس پینہ کرنے سے یہ وپریت بھاو نابل جاتی ہے کیونکہ کسی بھی درد و بھاونا سے پہلی بھاو نابل جایا کرتی ہے۔ اس پرکار جس کو تو ہم اسی مہا داکھ کے شرون سے "انگ برہم اسمی" روپ ارتھ شرون منن مذھياس میں نہ بدل جاوے اور سو کھشم بدھی کی ترپا سے ان شرون کے بعد منن آدی کو کرنے میں اترتے ہو۔ پرنو اسے گرو وید واکیوں میں اٹوٹ شردھا بھی ہو۔ وہ "انگ برہم اسمی" کی بھاونا کو پینہ کرنے کے لئے اس ابھياس کی درھتا سے یہ وپریت بھاونا کھشین ہو جاتی ہے اور کچھ سمیہ یا کر پیلے کے ہوئے مہا داکھ کے شرون کے پھل سروپ آئے۔ پر وکش ساکشات کار اپنے شدھ برہم اسم سروپ کا ہو یا آ ہے۔ اس "انگ برہم اسمی" کو اپنشدوں میں بڑے دستار سے لکھا گیا ہے۔ اس سے سچے ہی ویر یہ دوش کا زائل ہو کر "انگ برہم اسمی" روپ سے پر وکش ساکشات کلا ہو جاتا ہے اور سنشہ جن کو شاستر کانوں نے پل وکش سروپ سے کھڑا کیا ہے ان کا سوئم ہی سما دھان ہو جاتا ہے۔ پرنو جب تک کوئی بھی سنشہ آکھتا ہو تب تک ہمارے پشوں دو الاٹلا

ہوئی بیکٹیوں سے اپنے وجود اور اجمیال کو درگھ کرتا رہا اور سنٹیوں کے جڑ سے نکل جانے پر ہونگ برہم آئی ہوا واکہ کے دو انا نروپن کے گئے برہم سے انکھن اپنے ساکشی شروپ میں پینہ مینہ برہم بھبا وکا پر واہ نہر نہر رکھتا ہوا پیر کال تک اجمیال کمرے اور انا تاکا ریرتی کو ٹھنکا اور سر نہ دیوے جب جب اٹھیں اسی شروپ خنپن کے بل سے اٹھیں سٹاتا رہے اسی کو دوسرے شدوں میں مذہی دھیان بھی لہے سکتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اسنگرہ آپا سنا میں بھاونانا اور شرودھا..... پردھان رہتی ہے اور مذہیاس دھار کے بل پر ہوتا ہے اس کے انتر و پریت بھاونانا انتہت شخص ہو جاوے گی پر تو شری کی ساجی پریت پرار بدھ بھوگ کے بھگدانے کے لئے پریتی ماتر تو اوشیہ رہتی ہی ہے لکھات لیش اودیاسے اس شری اور بکیت کا ساد ہا دن دہا ہا آکھاس روپ سے پریت ہوتا رہتا ہے جیسے کہ سوانگی اپنی کیا کرتا ہے اٹھوا جیسے بلے ہوئے کپڑے یا کا غدیہ پودو لکھت اکھتر اور پتر (تصویریں) تب تک دکھائی دیتے ہی ہیں جب تک کہ مریو روپی والو کے ویک سے سوکھنم شری سے یہ استھول شری پرار بدھ سما اتی میں ریشٹ نہیں ہو جاتا۔ ارتھات سوکھنم شری کا تپاگ نہیں ہو جاتا اور آگے کے لئے اس میں سے اودیا کرختی کے ٹوٹ جانے سے پھر جنم کا ہونا سہایت نہیں ہو جاتا اور برہم روپ پریت نہیں ہو جاتا۔

پرشن : آپ کی کیا ہے یہ تو مجھے سمجھ میں آگیا کہ آتم بودھ کا سادھن شروپ اسنگرہ آپا سنا جو تو کی بھاونانا کو برہم بھاونان میں بدل دیتی ہے۔ اب کہ پیا کر کے مجھے سمجھائیے کہ شرون منن مذہیاس کا کیا کام ہے اور اسنگ برہم سکی روپ دھیان کب تک کرنا چاہیے۔

اسنگرہ آپا سنا اور شرون منن مذہیاس

آتم۔ پیارے! ہم تجھے کرم سے اس سادھن کا مینہ نروپن کرتے ہیں جس میں تیرے پرشن کا اثر تجھے مل جاوے گا۔ دھیان سے مشن اجب یہ منشیہ چاروں سادھن سمین ہو کر شروتری برہم نشیہ ست گورو کے چروان میں استھت ہو کر ودھی پوروک تت دم اسی ہما واکہ کا ارتھ سمت شرون تھا سمن کرتا ہے اور گورو واکوں میں شرودھا رکھتا ہوا اپنے پرچین دیہہ اجمیان کو پورن روپ سے تیاگ کر اپنے برہم شروپ ہونے کا درگھ نشیہ کر کے شاسری سدھانت میں بھینے والے سبھی سنٹیوں کو ذرت کر دیتا ہے ارتھات پرمان گت سنشیہ سے رہت ہوا ہوا اس برہم بھاونانا میں استھت ہوتا ہے تو اس کا شرون منن بھلی بھوت ہوتا ہے اور جن ہما نو بھا وون کا اس جنم اٹھوا پودب جنوں میں شنیام کرم اور آپا سنا کے بل سے مل وکشیپ دور ہو چکا ہے ان کرت آپا سنا ک پرشون کو ہما واکہ کا شرون ہوتے ہی اپنے شرودھ شروپ کا ساکشات کار اسنگ برہم سکی روپ سے شرون کال میں ہی ہو جاتا ہے۔ مان جس مکشو کو گورو مکھ سے ہوا واکہ کا شرون ہو کر بھی بدھی اتی سوکھنم نہ ہونے سے منن مذہیاس روپ اجمیاس کرنے کی یوگیتا نہ ہو اس کے لئے ہی شاسترو نے اسنگرہ آپا سنا کا ودھان کیا ہے۔ اور جن کی بدھی سوکھنم ہے ان کے سے منن سے پر مینہ گت سنشیہ اور مذہیاس کے پر واہ سے پریت بھاونانا کی لورنی کھن کی گئی ہے۔ اس لئے اب ان دونوں سادھنوں کا بھل بھن روپ تیرے بودھ کی سکت کے لئے کہا جاتا ہے۔

نشے اور پیریہ کا آپا سنا

گورو مکھ سے ویدانت واکوں کو سادھک ادھیکاری جب شرودھا پوروک شرون کرتا ہے اور یہ نشیہ کرتا ہے

کہ ادھیاتم شاستروں کے بھجن داکہ ساکشات اکتھو اپر مہاروپ سے ایک ادویت برہما تم کی اکتھا کو ہی سدھ کرتے ہیں تو اس نشیجے سے اس کے پرمان گت سنشہ کی نور تی ہو جاتی ہے۔ اور جب اسنجا ونا روپ دوش دور ہو کر پرکش گیان آتین ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مہا واکوں کے اکھڑا رہنے کا بکھی پور وک ایکانت میں جنتن ارتھات منن کرنے سے اس کے پریمہ گت سنشہ کی نور تی ہو جاتی ہے اور پہلی اناتم دیہہ آتم بھاو کی بھاو نا بدل جاتی ہے اور ندھیاسن سے نہ اور پہلے منن سے نشتت تو ارتھات اہنگ برہم اسی کا پرواہ جاری کر کے تھقا اناتم سنکار وں اور برتیوں کا پینہ مینہ تر سنکار کم کے چرکال کے ابھیاس کے بعد وپریت بھاو نا دور ہو کر برہم سرورپ سے اس ساکشی سرورپ کا پرکش ساکشات کار ہو جاتا ہے اور اسی درطھ نشیجے میں اروطھ ہوا ہوا جیون مکت روپ سے نر نتر وچرتا ہے اور اب اسے کوئی شوک موہ راگ دوش نہیں ستاتے اور کرم بندھن سے سرا کے لئے مکت ہو جاتا ہے۔

گیانی کا بوہار

یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ گیان دان کو وپر یہ کبھی بھی نہیں ہوتا یا اس کی برتی بھی بھی نام روپ کے آکا نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کو بھی نام روپ تو بھان ہوتا ہے پر تو پہلے کی طرح اسے ستیہ نہیں سمجھتا۔ کیوں ابھاس یا بریتی مائری سمجھتا ہے جیسے کہ درین سامنے آنے سے اپنا مکھ باہر اور وپریت وشنا میں دکھائی تو دیکھا ہی پر تو دیکھنے والا اس کو اپنی ہی گردن پر دین سے سرور وپریت وشنا میں نشیجے کرتا ہے کیونکہ بدی درین کا مکھ نشیجے کی طرف ہے تو اس کے کارن پر تنب نشیجے میں تو دکھائی دیکھا ہی پر تو اس کی بدھی ہی نشیجے کر گئی کہ میں تو پورب کی طرف ہی دیکھ رہا ہوں کیوں درین کا مکھ ہی وپریت وشنا میں ہے مائری پر کار سرب جگت اس کو ابھاس مائری اکتھو اسون ورت متھیا ہی نشیجے ہوتا ہے چاہے یہ دوسروں کی بھائی ان سے بوہار بھی کر لیتا ہے۔ پدارتھوں کی ستیتا اس کی بدھیاں کدانی نہیں پیدا ہوتی۔ وہ تو اسے متھیا ہی جانتا ہے اور ایسے آپ کو اس سرب سنار کا ساکشی روپ ہی نشیجے کرتا ہے۔ یہ گیان تو ان کی اتم اکتھتی ہے۔ یہ پی وچار پور وک شرون منن کرنے سے وپریت بھاو نا دور ہو ہی جایا کرتی ہے۔

اہنگرہ اپاسنا ایشوری ابھان نہیں

بھر بھی کسی کو بدی اپنی سند بدھی کے کارن وپریت بھاو نا دور نہ بھی ہو تو بھی ہٹ پور وک بنا برہما تم کی ایت کے درطھ نشیجے کے بھی اہنگرہ اپاسنا۔ اہنگ برہم اسی۔ کا ابھاس شاستر آگیاں کر کرنے سے سمیہ پر اس وپریت بھاو نا کی نور تی کا اتم سادھن سدھ ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے پریشوں کو اس کا ابھاس شر دھما پور وک اور شہ کرنا ہی چاہیے اور وہ لوگ جو اسے اس بارگ سے ہٹانے کا تین کرتے ہیں وہ اس کا انشٹ ہی کرتے ہیں وہ اس کے ہتھی نہیں۔ ان کی بانی پر کدانی وشنا میں نہیں کرنا چاہیے۔ ان کے خیال میں تو یہ ایشور ہونے کا ابھاس ہے اور ایسے مکھ سے اچارن کرنا بھی مہا اپاسنا ہے اور جو ہوتے ہوئے اپنے کو برہم سرورپ کہنا یا ایسا خیال بھی کرنا کھور ناسکتا ہے۔ پر نرتو ان پچاڑوں کو اس اہنگرہ اپاسنا کے ابھاس کا باکل ہی پتہ نہیں اور نہ ہی وہ اس کے دھم کو ہی جانتے ہیں اور نہ سمجھتے ہی ہیں اس لئے ان کے وچوں میں کدانی وشنا میں نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں جہان دوش اور بانی کا بھتے ہے۔

کچھ دوسرے سپردایوں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ساکشات کار سے پہلے اہنگ برہم اسی ایسا کھن کرنا یا جنتن

کرنا اچت نہیں۔ ہاں ساکشات کار کے انتر ایسا کہنے میں کوئی دوش نہیں اور نہ ہی کوئی ہانی ہے۔ پرنتویہ لوگ بھی بھولے ہوئے ہیں اور ان کے بھی اس کھن کا کبھی وشواس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگیان دودھ کے گیان کو اپن کر نیوالی اس اچوک اوشدھی کو کھانے سے یہ پریش روکتے ہیں۔ اس لئے کہ گیان ہونے سے پہلے پہلے ہی اوشدھی روپ ہے اور گیان کے انتر ہی اس کا ساکشات روپ بھل ہے۔ جیسے کہ بچوں کو پیڑے یاد کرنے اور بولنے پہلے تو سادھن ہوتا ہے اور ان میں درڑھتا پر اپت کر لینے پر انکا بوجھ ہاں میں پر لوگ کرنا اس کا بھل ہے۔ جیسے کہ منی کی چمک کو منی سمجھ کر دیا لیکن پر منی مل جاتی ہے اسی پر کار اہنگرہ آپاسنا کے پورن ہونے پر انت میں اسی سے ہوئے مہا دانیکہ کا بھیل اور مہانت سروپ ساکشات کار ہو ہی جاتا ہے ایسی بھرم پوروں پر ورتی ہے بھی شر دھالو کو واسوک و ستو کی پر اپتی میں یہ سوزی بھرم کا ورشانت ہے۔

پریش ہے بھگون! جو لوگ اس اہنگرہ روپ دھیان اور جیت روکتے ہیں وہ کون لوگ ہیں گیا وہ آچار نہیں ہیں۔ اُن کے دھوں میں وشواس کرنے سے کیا ہانی ہوتی ہے اور وہ لوگ کس جیتی سے اس اہنگرہ آپاسنا کا نشیہ کرتے ہیں۔ کرپا کر کے دستار پور روک سمجھائیے۔

بھید وادیلوں کے کٹاکش اور جگیا سو کا کر تو یہ

آکر۔ پیارے! ایسے بھید وادیلوں کے چار کا اس جگت میں اتنا پر بھلا ہے کہ جس کو بھی اس مہا واک کا آدیش دیا جاتا ہے وہ چار کے بغیر ہی کیوں سن کر اس سے بچے بھیت ہو جاتا ہے اور ویریت بھادنا کے پر بل بردہ سے اس آدیش کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور تم یہ جانتے ہی ہو کہ بنا کسی پر وشواس کئے کے سوگ کی جگت سے کیسے ہو سکتی ہے اور جو امرت کو بھی وش سمجھ کر اس کا پر لوگ ہی نہ کرنا چاہئے اُس کے لئے گیا آیا ہے ہو سکتا ہے اس لئے ایسے وشواس بن پرشوں کے ان پر تہی بندھوں کی نور تی کرنے میں ہم ایسے سمر تھتے ہیں جیسے کسی نشو کو سمجھانے میں انیہ منس۔ پوٹ سکال میں اذیت وادی آچار یوں کو بھی یہی بھرائی ہوئی۔ اُن کے مت کے اوسار اہم بہ ہما سہی کہنا یا ایسا وچار بھی بن میں لانا ہوا ہے اس کا کارن بھی یہی ویریت بھادنا کی پر بلتا ہے۔ اس پر کارنا سیک پرشوں کے دھوں میں شر دھا اور وشوا کرنا اور شاستری سدھانت میں اوشواس کرنا جان بلانی کرنے والا ہے۔ جب کہ ساکشات شرتی بھگوتی ہی اہنگ برہم اہمی کے اچھاس کے لئے آگیا کرتی ہے۔ پھر شرتی کی آگیا کا اظھن کرنا تو اپنے ہی وفاش کا ہوتو ہے۔ وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایشور بھی ایک سادھارن منشیہ کی بھانجی ہے یدی کوئی انیہ پریش اس سروپ میں آر وڑھ ہوئے سکا تین کرے گا اور اس کا اچھاس کرے گا تو ایشور اُس پر ایسے کوپ کرے گا جیسے کہ کوئی ہمارا جہ ایسے رنجیتی سے کرتا ہے۔ جو کہ اس کے سامنے اپنے ہمارا جہ ہونے کی گھوشتا کرے اس کا درودھی ہو کر اتی کرودھ میں آیا ہوا اس کو گھوڑ دے دیتا ہے۔ پرنتو واستو میں ایسی بات سب کا ادھشٹان سروپ سب کا آتما برہم پر ماتمہ اس پر کار کے دوش اور من کی کھٹ سے ایت ہے۔ یدی ایسا ہوتا جو لوگ "اہنگ برہم اہمی" کا دھیان کرتے آئے ہیں اُن کا بھوگ ادا لوگ کھشیم پر ماتمہ نے اوشیہ ہی بند کر دیا ہوتا۔ اس پر یدی کہیں کہ ایشور برہم دھیرے دان ہونے سے اُن کی مرتیور سینت اُن کو ڈنڈا دیتا دیتا۔ من کے انتر اُن کو اوشیہ دند دے گا۔ ایسے تیار روپ ایشور کی یہ ایشور تا اور نیائے شیتا اتی آشیہ یہ جنک ہے کہ جو یاپ کو دیکھ کر بھی نہ تو اُس کے کرنے والے کو روکتا ہے اور نہ ہی اُسے مت کال دند دیتا ہے۔ ایسی اُن لوگوں کی بہت ہی شکاؤں کے ساتھ اُن کے سادھان بھی ہیں۔ پرنتویہ اُن کے مند بھالیکہ ہی سمجھنے چاہیے کہ جو اہنگرہ آپاسنا

اس آپائے کو اس جنم مرن لپٹی ہماروگ کی لڑتی کے لئے آپوگ میں نہیں لاتے جیسے کہ انجان اور مورگھ لوگ بخار کو روکنے والی
اوشدھی بگلیا کو نین آدی کا پر لوگ کرنے سے انکار کر دیں اور اس کے پر لوگ میں لانے سے پوڑو ہی اس میں دوش نکالتے ہیں
تھا دکھ پالے رہیں۔

پیارے! اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ بھگوت گیکان برہم سروپ ہے اور وہ گیکان سروپ برہم خود ہی ہو۔ تم ہی برہم سروپ
ہو۔ اب اس پر دوش اس کرو اور ان لوگوں کے جھانے میں نہ آؤ جو کہ اس انگرہ آپاسنا سے تم کو دور رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے
بیکادے میں نہ آؤ۔ کیوں شرٹی و اکیوں پر دوش اس کرو اور انگ برہم اسی اس ابھیا میں شتر ہو جاؤ اور پرمانند تھا
پرہم تری کو پا کر آیت کام ہو جاؤ کیونکہ جب سادھک گیکان کی اس استھتی پر پختا ہے تو وہ اس انگرہ آپاسنا کی دیتی سے
اپنے برہماتم سروپ کی انتیہ بھگتی اور استی کرتا ہے ارتھات پہلے تو وہ جگیا سو اسحقا میں "پرمانند انانت اور
اپارہے اور پرہم کر پا لوہے" ایسا بھجن اور جپن کرتا تھا پر تو اب وہ میں شدھ سروپ ہوں۔ پر برہم سروپ ہوا
اور انت ہوں۔ یہ سب میری ہی ایا رتھو بھا ہو رہی ہے۔ ایسا دھیان اور آپاسنا کرتا ہے۔ دیکھو ہمارے لڑی
مئی جو ہمارے پوڑو ج ہوئے اس استھتی کو پر ایت کر کے ایسا ہی بھجن اور انو بھوتی کا درن کر گئے ہیں۔

(पञ्चदशी) धन्योऽहं धन्योऽहं धन्योऽहम् पुनः पुनः (पञ्चदशी)
میں دھنیہ ہوں۔ دھنیہ ہوں اور پند پند دھنیہ ہوں۔
میں شدھ سروپ ہوں۔ مکت سروپ اور ننتیہ ہوں۔ شوسروپ ہوں۔ "شودا ہم" (تیا دی۔ اس وشہ میں ینی
تم بچدشی کار سوانی و دیا رنیہ جی ہماراج کا ترپی دیپ دیکھو تو بھیں معلوم ہو جائے گا کہ اس استھتی پر نیچے ہوئے
ہمارشوں کی آپاسنا کس پرکاری تھی۔ اتنا ہی نہیں صوفی مت کو ماننے والے بھی جب اس استھتی پر نیچے تو بے روک
ٹوک ان کے مکھ سے "من خدا ایم" (میں ہی برہم سروپ ہوں) کہ میں ہی شدھ سروپ اور ابارمہا والا ہوں اور علی
سبح نے بھی بائبل میں بتلایا ہے کہ "and my father are one" ارتھات میں اور شدھ پنا واستوی دونوں
ایک ہی ہیں کیوں آپادھی کا ہی فرق ہے اب تم بھی اس پرکاری شکتی کو جان کر اس جیون مکتی کی استھتی میں اور رکھ ہو جاؤ
اور انکیا بی پرشوں کے جھانے میں نہ آؤ۔

پرشن! بھگوت! آپ کی کرپا سے مجھے یہ نشے تو ہو گیا ہے کہ تو میں اسی ہمارا کیہ کے شرون من نہ دھیا من سے
اپرکش ساکشات کار اپنے برہماتم سروپ کا ہوتا ہے اور اسی سے کیولیہ موکش کی پر اپتی بھی ہو سکتی ہے اور ایسے لشچ وان
گمانی کو اس گیکان کے رکھا دے یہ جگت اپنے آتما کا ایک ترنگ روپ ہی پر تیت ہوا کرتا ہے جس سے پھر یہ گیکانی دھی
سنگھی نہیں ہوتا۔ کر پا کر کے اب مجھے یہ بتایے کہ یہ جگت یدی اس گیکان سروپ کا پرینام روپ و کار ہو تو برہم کاری
ہونے سے انتیہ سیدھ ہوگا۔ ایسے انتیہ برہم سے ابھید ہونے سے ہمارا موکش بھی تو انتیہ ہوگا۔ کر پا کر کے میرے
اس سندھیہ کو نوارن کیجیے؟

"اپرینامی اور نہ وکار تو!"

اثر۔ پیارے! تم یہ سمجھ چکے ہو کہ بھگوت گیکان سے آتی رکت دوسرا کوئی تو واستوی ہے ہی نہیں اور
واستوی اپنی مہا میں آپ برا جمان ہے اور اس میں یہ سرشی کیوں منوئے درشیہ روپ سے بھاستی ہے اس
یہ نہ سمجھو کہ یہ بھگوت گیکان پرینامی تو ہے، کیونکہ ہمارے سنگھپ کرتے ہی کسی بھی دستو کی آکر تہی ہماری واسنا
کے اوسار ادھشٹان سروپ گیکان میں دکھائی دے جاتی ہے۔ ایسا نہیں کہ گیکان سروپ پرینام کو پر ایت

ہو کر سنار ہو گیا ہے کیونکہ یہ دی گیان پرینامی تو ہوتا تو اوشنی ہی اُتیتی اور ناش والا بھی ہوتا پرنتو وہ نہ تو پیدا ہے اور نہ ہی ناش کو پراپت ہوتا ہے اس لئے وہ پرینامی اور وکار کی نہیں۔ سب سے پہلے ایسا بھرم و گیان کو ہوا تھا کہ بھگوت گیان پرینام کو پراپت ہو کر جگت روپ ہو گیا ہے اور اُس کا ایسا تشبہ کیوں بھرم ہے اور اسی لئے سمجھا ہے۔ و گیان وادی کو یہ بھرائتی اس کارن سے ہوئی کہ وہ ادھشتان روپ بھگوت ترنگ روپ برتی گیان میں دو یک نہیں کر سکا اور اُس کو برتی کے پرینام کی بھرائتی ہوئی اور اُس نے گیان سر کو پرینامی تشبہ کر لیا۔

گیان سروپ اور برتی گیان میں بھید

ویدانت سدھانت کے تئو ویتا مہا پرشوں نے منورودھ وچار اور سادھی کے بل سے یہ گھنیر ہسیہ کیا تھا کہ برتی گیان اور گیان سروپ دو بھین ستا والے پدارتھ ہیں۔ برتی گیان کو سنگلیپ کہتے ہیں اور گیان کو اس کا ادھشتان جیتن جوئی سروپ پرکاش۔ اور یہ پرکشش ہے کہ جس میں یہ برتیاں پرینام کو پراپت ہوتی ہیں ان کے پرینام کا پرکاش ہے وہ ایک رس اپرینامی تئو ہی گیان سروپ سے وہی برہم ہے اور وہی ہمارا اما سروپ ہے۔ یہ سنگلیپ یا برتیاں نتیہ نئے نئے روپ بدل بدل کر سامنے آتے رہتے ہیں اور نادائی سے سرشتی کا کھیل اسی پر کار چلتا رہتا ہے اور جیتن آتا سروپ گیان اس کا پرکاش کرنے والا سا کشی سروپ نہروکار ہی ہے۔ یہ جگت تو کیوں سنگلیپ مارتے ہیں اور جس گیان سروپ پرکاش میں یہ جانا اور بدل بدل کر اپنے سروپ میں لین پورہا ہے وہ ایک رس تو آتا ہے اُس نہروکار روپ آتا میں یہ جگت اور آدویت ہے۔

پریشن لے بھگون! تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ بھگوت گیان سروپ برتی اور پرکاش دونوں سے بلا حلا (مشریت) یہی ایسا ہی ہے تو طی جلی وستو بھی تو سدا وناش شیل ہی ہوتی ہے تو کیا پھر بھگوت گیان بھی ناشوان تئو

آتمہ سے بھن کچھ بھی نتیہ وستو نہیں

آتمہ۔ پیائے ایسا سنشیت کر دو کہ بھگوت گیان دو بھن بھن تئو دلہ برتی اور پرکاش سے مل کر بنا اس کارن سے یہ بھی وناشی ہے جیسے کہ دوسرے مشرت پدارتھ۔ سنا کھیہ شاستر کے آچار یوں کو بھی ایسا ہوا تھا۔ انھوں نے برتی اور پرکاش (پرکرتی اور پریش) کو دو بھن بھن جڑ اور جیتن نتیہ پدارتھ مانا تھا۔ یا برتی کو پرکرتی روپ اور پرکاش کو پریش روپ مانتے ہیں اور پریش کو اسنگ بتلا کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پریش کی ستا ادھیتا کے کارن جگت کے آکار میں پرینام کو پراپت ہوتی ہے اس لئے یہ پرینام سروپ ہے اور پریش سے ملی رہتی ہے وہ اس اگیان یا پرکرتی کو پر دھان نام سے پکارتے ہیں جو کہ اُن کے سدھانت تئو ہے ارتھات جیتا بہت اگیان سروپ مارتے گنا تمک ہے۔ اور پریش اسنگ اور پرکاش سروپ پریش کے آشرم رہ کر نام روپ وکار کی صورت نہیں پرینام کو پراپت کرتی ہے۔ اس سے پہلے کچھ آگے بڑھ کر تو وکاری اور پریش کو نہروکار اور اسنگ تو جان لیا پرنتو بھول یہ ہوئی کہ دونوں کو ہی سنت سمجھ لیا اور کو ہی دھجو (ویا پک) بھی اور ایسے نانا پریش دھجو اور دیا پک مان لئے اور یہ سدھانت ویدانت اور

دویت سدھانت سے ستر و تھا و ردھ ہے کیونکہ وید تھا اپنشد تو ایک ماترستا کو سو یکا کرتا ہے اور اس کو ہی پٹنہ
پٹنہ کی جگہوں پر پٹنہ کرتا ہے۔

सदेव सोम्येदमग्रः ऽऽसीत् (छा० ६-२-१)

एक मेवा द्वितीयं बह्व

नेहनानास्ति किन्विन्न (क० २-१-११)

ارتھ - اس جگت کی اپنی سے پور و ایک ماترست و ستو ہی تھی جو کہ سجائی و جاتیہ اور سو گت بھید سے اہت
تھی۔ (۶) و استویں نانا دویت و ستو کچھ بھی نہیں (۳) دویت سے اوشیہ ہی بچھ ہوتا ہے۔

ستیہ اور کلیت کا و استوک مل سٹھو نہیں

برہم و دیا کے اچار یوں کا کہتے ہیں کہ پر کرتی کی بھن سو تتر کوئی ستا نہیں۔ کینتو وہ برہم و ادھیت برتی
یا اجاس ماتر ہی ہے۔ چونکہ پر کرتی ہی و کار کو پر اپت ہوا کرتی ہے اس لئے و کار کی بھی کوئی اپنی ستا نہیں۔ اور یہ جگت
و کار ماتر ہی تو ہے۔

वाचास्मभनं विकारो नाम वेद्यं मृत्तिकेत्येव सत्यम् (छा० ३-१-४)

ارتھ و کار نام دے بھی پدارتھ بانی کا ولاس ماتر ہی ہیں جیسے کہ گھٹ صراحی آدی میں مرکا مٹی ہی ایک ماتر
دھشتان سروپ است و ستو ہے اور گیان سروپ پر کاش ہی ایک ماتر ستا سروپ ہے۔ یدی اور پرکاش
دو لوں بھن بھن ست پدارتھ ہوتے تو دو لوں میں سنیوگ بن سکتا پر نتو شکلب یا برتی کوئی ست و ستو تو ہے نہیں کیونکہ
پریتی ماتر کلیت ہی ہے اس لئے گیان سے بھرت اس کی سو تتر ستا اور اور اس گیان روپ ست و ستو کے ساتھ
اس کا سنیوگ نہیں بن سکتا۔ اس لئے ایک ادویت ماتر ہی ست و ستو ہے اور برتی کیوں پریتی ماتر۔ اور
پریتی ماتر کا بھوا میر ہے کہ وہ سو تتر ستا ہے و دیان نہیں پر نتو دکھائی دیتی ہے جیسے مڑو بھومی میں گ
ترشنا کا جل۔ جہاں بوند بھر بھی پانی ہے نہیں تو بھی بھرم سے جل جیاد دکھائی دیتا ہے اس لئے درشتانت
میں مرگ ترشنا کا جل پریتی ماتر ہے اور جن بھومی پر وہ دکھائی دیا ہے وہ بھومی ہی وہاں سستیہ روپ سے
و دیا ہے۔ اب تیری بھ سے آگیا ہو گا کہ مڑو بھومی میں مرگ ترشنا کے جل کی پریتی ہونے میں ریت اور میل
کی ملاوٹ نہیں ہی جاسکتی۔ یدی وہاں ایک بوند ماتر بھی جل موجود نہ ہونے سے ملاوٹ بھی نہیں جاسکتی پھر بھی
سانا یہ بات حیت میں ملاوٹ جیسی ہی کہی جاتی ہے اس کلیت جل کی کلیت ملاوٹ سے نہ تو بھومی کے سروپ
کی بچان میں کوئی ر و کا وٹ پڑتی ہے اور نہ ہی ایسی پریتی کو مڑو بھومی یا کلر کا دوش ہی کہا جاسکتا ہے۔
لیے ہی درشتانت میں یہ جان لو کہ گیان سروپ ادھشتان میں شکلب (برتی) تو ستا رشتیہ پریتی تھا اہل
ارتھ پدارتھ ہے اور بھگوت گیان روپ ادھشتان ست سروپ ہے اس لئے گیان سروپ اتمہ شکلب
و پرکاش کا جوڑ میل نہیں کیوں پرکاش سروپ ایک ادویتہ پورن تو ہے تو بھی کلیت شکلب کلیت
ہی ملاوٹ ہونے سے اس میں بانی کا کہتے ماتر ہی بوا ہوتا ہے اس لئے بھگوت گیان سروپ کے ناشی کی
رشتا بڑا دھار ہی ہے۔

پریشن علم بھگون! میں نے یہ سمجھ لیا کہ سستیہ بھگوت گیان اور کلیت پر کرتی یا برتی کا ملاوٹ نہیں ہو سکتا
تو پھر ادھشتان میں اس کلیت و ستو کی کلپنا کرنے کا پر یو جن ہی کیا ہے۔ مگر پا کر کے دستار پور و ک
مجبائیے!

مایا کا سروپ اور اسکے وحیرت انگیز چکر

اترے پیارے! بدی سنگلی - برتی یا پر کرتی بھگوت گیان میں پرستی مائری ہے تو بھی اسکی اتنی بھن بھن اور وحیرت انگیز شکستیاں کہ ان کی گنتا نہیں ہو سکتی اور ان کا کوئی ٹھکانا نہیں بلکہ سارے برہما ہند کے ہونے کا مول آیا دان کارن یہی بھگوت گیان کی شکست روپ پر کرتی یا سنگلی ہی ہے۔ کیونکہ وہی ہر ایک اکوڑ تاداتم بھاو کو پراپت ہو کر پرستیت ہو رہی ہے اور خود بھی اتم جوئی میں ادھیت ہو کر برگٹ ہو رہی ہے اس لئے سرب جگت کا آیا دان کارن ہونے سے اسی شمشی سنگلی کو آدمی کارن روپ پر کرتی سمجھو۔ آیا دان کا یہ دوسرا نام پر کرتی ہے اور جن آسٹیر یہ دستوؤں اور کھٹناؤں کو یہ بدھی کلپنا بھی نہیں کر سکتی اور جن کلاں جو کہہ جاتا ہے ان کو بھی یہ بھگوت جیتنہ سروپ پر مائری کی مایا یا پر کرتی جیسے ایشوری سنگلی بھی کہہ سکتے ہیں۔ گرد کھا ہے۔ مایا اسے اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ یہ جادو کے کھیل کی بھائی ان ہوتی بات کر دکھاتی ہے سنسکرت بھاشا میں مایا جادو کو کہتے ہیں اور ان سب حیران کر دینے والے مایا کے وحیرت کھیلوں کو سب نے جاگرت اور سوچ میں دیکھ ہے۔ یہ سب کو پرکشش ہی ہے کہ جادو یا مایا ان ہونے پر اکتوں کو سچا دکھانے کا ہی دوسرا نام ہے اور یہ جانتے ہی ہیں کہ سوچ میں کوئی سمجھ ہی نہ ہونے پر بھی نہ را کال میں ہونے والی یہ کلپنا شکستیاں کیا کر دکھاتی ہے جیسے کہ جاگرت میں اندر چالی (مداری) کیا کچھ کہ نہیں دکھاتا۔ اس پر کار جاگرت اوستھائیں بھی سانس اور سر پرز انتھو ایو کا بھیاس کی وحیرت شکستیاں کیا کیا چٹکار دکھاتی ہے۔ متھیا سنگلی روپ ہونے پر بھی ہم اس کو پھر سستہ مائے لگتے ہیں یہ تو پریم آسٹیر یہ ہے اسی لئے اس کو مایا کہا گیا ہے۔ پھر مایا پر کرتی کا یہ سارا کھیل پرستی مائری ہے کسی بھی دستو کی پرستی کسی ادھشتان کے بنا ہونی سمجھو نہیں ایسے پرست ہونے والے پرادھ سروپ سے سستہ نہیں ہونے بلکہ اپنے ادھشتان سروپ گیان روپ پر کاش کی ستا کو پا کر ہی سستہ کے سمان پرست ہوا کرتے ہیں اور یہ سستہ ہے کہ جو اپنی سوتنتر ستا سے رہت ہو اور کسی انیہ ادھشتان کی ستا سے ودیان (موجود) ہو ان کو آر دیت پرستی مائری کلپت ہی کہا جاتا ہے اس کا دوسرا نام مایا شکستیاں ہے کوئی اسے قدرت یا خیر بھی کہتے ہیں۔ پر مائے کے پورن سات کا نام شکستیاں ہے اس لئے اس سنگلی شکستیاں پر کرتی کو ہی بھگوان کی شکستیاں کہا گیا ہے اور پر مائے کو بھی مان۔ اپنے نجی سروپ سے اس مایا۔ پر کرتی یا سنگلی کو گیان روپ یا جہا کیا گیا ہے کیونکہ سوچ اور جاگرت میں تو پر کاش روپ جیتن کی ستا کو مایا سنگلی سستہ کے سمان دکھائی دیتا ہے اور جب کارن اوستھائیں پراپت ہو جاتا ہے اور اس میں یا سنگلی روپ شکستیاں کو گیان پر گٹ کرنے کی شکستیاں نہیں رہ جاتی تو سوچنی ادھشتا مورچھا یا پھر مران اوستھائیں اسکی اپنی جڑ ویتیا انگیان سروپ کو چھوڑ کر گٹ ہونے کا مہمہ ہوتا ہے جو کسی صورت میں بدل نہیں سکتا۔ اس لئے اس کا دوسرا نام گیان یا ادھشتا ہے کچھ ودواتوں نے گیان کے ابھاو کو انگیان کہا ہے پر تو یہ ان کا کھنٹھ ٹھیک نہیں کیونکہ گیان سروپ کو شاستروں میں سیدھ کہا گیا ہے اور اس کا ابھاو کدائی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گیان کا ابھاو کیسے جانا جاوے یدی گیان ہی نہ ہو۔ ادھشتان ہی گیان کے ابھاو کو جانے یہ بن نہیں سکتا۔ اور ایک گیان کو دوسرا اور دوسرے کو تیسرا جانے یہ بھی درست نہیں کیونکہ اس طرح ان ادھشتادوش آتا ہے۔ اس لئے گیان کا کبھی بھی ابھاو ہو نہیں سکتا اور جب گیان گیان کا ابھاو روپ سیدھ نہ ہوا تو ابھاو روپ ہوا پر تو برتی گیان سے یہ وپریت سجداد والا اس کا درودھی ہے اور درودھی ہونے پر بھی انگیان اوستھائیں گیان سروپ آتا کا ابھاو نہیں کہا جاسکتا۔ وہ اسی میں ادھیت ہو کر ہی اپنے انگیان

سے پرگٹ پوجاتا ہے اس سے یہ بھی سیدھ ہوا کہ گیان سروپ آتا گیان کا دردھی نہیں اس کو لے کر ہی سرب بوا ہوا کرتا ہے جاگرت سوین میں تو کاریہ روپ اور خوشی تہ میں کارن روپ اوستھا میں ہوتا ہے۔ اسی بواہ کی سیدھی کے لئے ہی اسکو سویکا رکھا گیا ہے اور اس کا پر یوجن بھی دوسرا کوئی نہیں۔

پریشن سے بھگون ! اس وچتر گیان روپ شکتی میں بھگت گیان و دیان رہتا ہے یہ سنکر پڑا آئینہ پر ہوا ہے۔ اس گیان کو پر ماتہ کی شکتی اور آیا دھی کہا ہے اور آدین آدی دھرم بھی اس کے کہے گئے ہیں کرپا کر کے اس وچتر شکتی کو پینہ در شانتیت یعنی آدی دے کر سمجھانے کا کرٹ کرے۔

انروچینہ یا شکتی میں در شانت

آتر۔ پیارے ! اس بھگت گیان کے وچتر چیتکار ارتقات گیان روپ شکتی کو ہم مکھیں در شانتیت دیکھ سکتے ہیں۔ سنو ! یہ باہری بھوتک اندھکار تو تم نیتھی اوبھوکیا کرتے ہو۔ سادہ ان بھگت کے لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ جب سور یہ آدی کا پرکاش نہ رہے تبھی اندھکار ہوتا ہے ارتھات پرکاش کے ابھوا کو وہ اندھکار بتاتے ہیں۔ اسی پرکار کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گیان کا ابھوا ہی گیان ہے۔ پرنتو آجاریوں نے تو یہ سیدھ کیا ہے کہ یہ بھوتک اندھکار بھی پرکاش کا ابھوا نہیں ہے بلکہ اس کو ابھوا روپ ایک وکشن ہی تو بنایا ہے جیسے کہ اندھیرے کرے سے نکل کر آجول سورج کے ٹھکنے پرکاش میں پریش کو کچھ نہیں دکھائی دیتا اور اُسے وہ اندھیرا مان سجتا ہے اور اس سمیہ سور یہ اپنے پرکاش سے جگمگ کر رہا ہوتا ہے اور پھر جسے اندھکار کہہ کر بکارتے ہیں اس میں بھی اتنی تاثیر تو وغیرہ پرائی بھلی پرکار دیکھ ہی سکتے ہیں اس لئے یہ بھوتک پرکاش بھی پرکاش کا ابھوا نہیں تھا جاسکتا۔ دیکھو اندھیری رات میں جو اندھکار کا اوبھو ہوتا ہے وہ ستیہ و ستو تو نہیں ہے کیونکہ ستیہ و ستو ایک ماتر آتا روپ بھگت گیان ہی ہے اس کی اپیکشتا سے تو یہ بھوتک اندھکار است روپ شکتی کو بھی ایک کالے رنگ کی بہت بڑی چادر کی طرح اوپر نیچے سب جگمگی ہوئی کی طرح یہ اندھکار دکھائی دیتا ہے۔ اگر وہ کچھ بھی نہ ہوتا تو دکھائی بھی نہ دیتا اس لئے است روپ بھی نہیں کیونکہ است و ستو تو استو میں بھی ہوتی ہی نہیں اور ان ہوتی و ستو تو کبھی دکھائی بھی نہیں دے سکتی جیسے کہ بانجھ کا پتھر نہ کبھی ہوا ہے اور نہ دکھائی ہی دے سکتا ہے۔ پھر یہ اندھکار تو پریتی گوچر اور بھا و روپ ہے۔

..... تاثیر دل میں پریتی ماتر و ستو کو ابھاس روپ اور سودا کال ستیہ و ستیہ والی دستو کو نیتھی اوستھا کہتا ہے اور اسی کو پرمارتھک ستا والا کہا ہے۔ اور جو کسی نہ کسی پرکار کسی دوسری۔ تاکہ پا کر دیار میں آوے اُسے بھا و روپ کہا جاتا ہے اور ستا ستو نہ کو استیہ کہا جاتا ہے۔ یہی اندھیری رات میں اندھیرا چھ یا اوستو روپ ہی سیدھ ہوا ہے پھر بھی جوں جوں ہم دیکھ لے کر آگے بڑھتے جاتے ہیں تو اندھکار میں بھی بڑی تیزی سے سمٹنے یا سنکوج کی کرپا ہوتی دیکھی جاتی ہے اور وہ بڑی تیزی سے بھاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور دیکھ بھانے کے ساتھ ہی ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا بھی دکھائی دیتا ہے مگر وہ پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ اس سے یہ سیدھ ہوتا ہے کہ اس میں سمٹنے اور سنکوج کی اور پھیلنے کی کرپا و دیان (موجود) ہے اس اندھکار میں کالی رنگت کے ساتھ ساتھ دوسری و ستو و کالے ڈھانچے کی بھی شکتی سیدھ ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اندھیرا ہوتے ہی سب چیزیں دکھائی دینا بند ہو جاتی ہیں اس لئے جس تہ میں سنکوج و ستار اور آدین کی کرپا میں موجود ہوں اس کو پرکاش کا ابھوا کہہ دینا اچھا نہیں کیونکہ ابھوا و است

کے یہ دھرم نہیں ہو سکتے اور ابھاد کو ہی استیہ کہا جاتا ہے۔ یہاں تک یہ سیدھ ہوا کہ اندھکار استیہ تو نہیں پرنتو وہ کرنے پر وہ ست بھی سیدھ نہیں ہوتا کارن یہ کہ پرکاش کے آنے پر اندھیرے کا منکوج اتنا ادھک ہو جاتا ہے کہ وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ سوچ نکل آنے کے بعد تو اندھیرا نام کی کوئی دستو ہمیں دکھائی تک نہیں دیتی یہی اس کی اپنی کچھ بھی ستا ہوتی تو کہیں نہ کہیں تو اوشیہ دکھائی دیتا۔ اور یہ بھی پرکش ہے کہ ہر دستو کی سیدھی کیول میں ہی ہوتی ہے پرنتو یہ تو پرکاش میں دکھائی تک نہیں دیتا۔ اب اس کے لکشن اس بند و نقطہ کی طرح ہوں گے کہ اس کی استھتی کا استھان تو نہایت ہے پرنتو اس کا ریمان परिमाण نہایت نہیں کہ کتنا لمبا چوڑا ہے اندھکار تو بند بھی نہیں کیونکہ سورج است ہوتے ہی وہ زمین کی سطح کے ساتھ ساتھ اس پر کار پھیل جاتا ہے جس کی حد نہیں ملتی اور لمبائی چوڑائی تو رکھتا ہے پرنتو اس کی موٹائی یا گہرائی نہیں۔ اس پرکار یہ نشی درویہ میں سما یا بھی نہیں پڑی کا ناپنا (سیاہی) کر یا اور آرون اس کے گن آروپت ہوئے ہیں پرنتو یہ تو اس کا سروپ ہی ہیں باہر کسی پرکار آئے ہوئے گن یا دھرم نہیں ارتھات وہ کا لکھ۔ کر یا اور آرون روپ ہے وہ نہ تو کسی آشرے پر ارتھ ہے اور نہ سویم ہی کسی کا آشریہ ہے۔ نہ درویہ نہ گن نہ کر یا۔ کیونکہ وہ کیول استھیا پریتی ماتر ہے جو دکھائی تو دیکھتا پرنتو داستوک اپنی ستا نہیں رکھتا۔ اس میں وچترتا اور ولکشنا تو یہ ہے کہ جس ادھشتان پر یہ موجود ہوا دیکھتا ہے اسی کو ڈھانپتا ہے جیسے کہ کئی جل میں آتین ہو کر اور وہیں رہ کر اسی کو ڈھانپتی ہے اور دھواں اگنی سے پیدا ہو کر اگنی کو ڈھانپ لیتا ہے۔

پریش ۴۹۔ بھگن! بھوتک اندھکار کے استھیا تو کو تو میں نے تجھ لیا پرنتو اس درشتانت سے دارشتانت میں پراپت ہوا۔ تجھے یہ درشتانت دارشتانت میں گھٹا کر دکھائیے اور برہم کی شکتی سروپ آگیان کے باسے میں بھی گھٹا کھٹیک بودھ کرانے کی کرپا کریں۔

آگیان کے دو سروپ تو اگر ہن اور انیتھا گرن

آشر۔ پیارے! اودیایا آگیان کا سروپ بھی بھوتک اندھکار کے سماں آگیان سروپ کا ابھاد نہیں ہے کیونکہ جاگرت کے آنے پر وہ اودیایا آگیان بھی سنکوج کو اسی طرح پراپت ہوتا ہے جیسے کہ اندھکار پرکاش کے آنے پر ہوتا اور سکرتا ہوا ابھان ہوتا ہے اور پھر سوشیتی کے سمیہ پھیلتا بھی دیکھا جاتا ہے کیونکہ جاگرت کے آنے پر اودیایا ہو جانا بھی سب کو انوکھو سیدھ ہے اور سوشیتی میں اس کا پھیلاؤ بھی کسی سے چھپا ہوا نہیں اور اس کے سماں ہی یہ سب جانتے ہیں کہ اس میں آرون (ڈھانپنے) کی شکتی بھی شدھ جتین روپ پرکاش میں ہی سیدھ ہوتی ہے اور جب پریش سوشیتی سے باہر آتا ہے تو سنکپ کے روپ میں پرگٹ ہو کر جاگرت اکتھو سوپن کا کام ہوتا ہے اور وہ دوبارہ سوشیتی اور استھیا میں پھیل جاتی ہے تو وہ اپنی انتر کر یا اور آرون شکتی ارتھات آگیانتا کا پورا تاشد ہے۔ یہی سوشیتی میں وہ آگیان ہے ادھشتان سروپ آتما کو پرکش روپ سے پرگٹ نہیں ہونے دیتا ارتھ اس کال میں ادھشتان کا جتینیہ پرکاش روپ سے بودھ نہیں ہوتا پرنتو اس کی ہی شکتی سے جاگرت میں بھرتا تاکہ برتی گیان دوارا ہونے لگتا ہے۔ اس سمیہ اس کی آرون کرنے والی شکتی جو کہ اندھکار روپ بھی پہلے ہی طرح پر نہیں ہوتی اس لئے یہ آگیان بھی بھوتک اندھکار کے سماں ہی آشر یہ روپ پریتی ماتر و ستو ہے اور اس سے ادھک آشر یہ اس کا لکشن یہ ہے کہ وہ سناہ بھر کی سرب دستوؤں کے آکار میں بدل جاتا ہے جیسا کہ سوپن اور

میں پرتھی اکاش اور لوک پر لوک بن کر پرست ہو تا ہے۔ پھر جب یہ اگیان سوشپتی اوستھا میں آتا لوڈ ہانیے ڈاؤر کرنے کا ویش کارن بنتا ہے اور کوئی شری من اندر یہ آدی کی بھی کر یا نہیں ہوتی اس وقت اس کا نام کارن روپ مولا اگیان ہوتا ہے۔ اسی کو شاستروں میں تو اگر ہن کہا ہے اور جب ہی اگیان برتی دوارا جاگرت اور سوپن میں پھیلتا ہے تو اس کا نام انتھا گم ہن ہوتا ہے اور اس سمیہ تھیا نام روپ کے اکار میں پرگٹ ہوتا ہے جس سلسلہ میں ناننن نانا تو کی پرستی ہوتی ہے۔ پرنتو جب وہ جاگرت اوستھا میں آکر پرگٹ ہوتا ہے تو وہی آتم پرکش کی چنتا کو پرگٹ کرنے کا ہیو بنتا ہے اور اس کا نام برتی گیان یا سنکپ ہوتا ہے اور جب برتی رہت سامانیہ اوستھا میں ہوتا ہے تو اس سمیہ اسی کو انتہ کرن کہا جاتا ہے ایسے اس اگیان کے ہی انیک اوستھاؤں میں انیک نام ہیں۔

مایا کے وین روپ

اس سارے ویا کھیان کا ابھیرائے یہ ہے کہ ایک ہی پریتی ماتر آروپیت وستو کے انیک نام شاستروں میں کیے گئے ہیں۔ پر کرتی۔ مایا۔ شکتی۔ اودیا۔ اگیان۔ سنکپ۔ برتی۔ انتہ کرن۔ آدی کارن۔ پران۔ انہار۔ ایشوری۔ شکتی۔ تمشٹی بدھی۔ قدرت کاملہ ایتادی یہ سب ایک ہی انرو چنیہ شکتی کے انیک نام ہیں۔ پرنتو بھن بھن اوستھاں پر بھن بھن نام سے پکارا جاتا ہے۔ جیسے کہ ایک ہی پرش کو راجیہ کرنے سے راجا۔ لکھنے سے لیکھک اور یا ترہ کرنے سے یا تری ایتادی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ واستو میں بھن بھن اوستھاؤں میں ایک ہی پرش اُسخت ہے کیوں ناموں کا ہی بھید ہے۔ یہی برتی یا سنکپ سوشپتی کال میں لین ہو جانے سے کارن روپ تموگن کی اوستھا میں اگیان۔ اودیا۔ کارن شریر یا پران کہلاتا ہے۔ ستوگن کی شانت اوستھا میں انتہ کرن۔ سوچنے سمجھنے کے سمیہ بدھی۔ رجوگن۔ منوراج کے سمیہ برتی یا خیال کہلاتا ہے اور جب یہ سنکپ شکتی ہی درشیہ پدارتھوں کے روپ میں سوئم دکھائی دیتی ہے تو اس سمیہ اس کو آپا دان کارن یا پر کرتی آدی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ پرنتو ناموں کے بھید ہونے پر بھی یہ ایک رہتا ہوا بھی جگیا سوکی بدھی میں بھن بھن پرست ہوتا ہے۔ اس کارن ادویت سدھانت اس کی سمجھ میں نہیں بیچتا۔ اسی لئے ہم نے دستار کے ساتھ اسے اُدرورن کیا ہے۔ اگیان یا اودیا کا شبد بہت جوں میں برہم ودیا کی پر کر یا میں ورن ہوا ہے۔ اور مند بدھی لوگ اس کا ارتھ مورکھتا سمجھ کر اس سے گھڑنا کرتے ہیں کیونکہ اگیا تا اور مورکھتا پر ماتہ کے گنوں میں کہیں کہیں نہیں گئی اور ویدانتوں میں اگیان کا ارتھ مورکھتا نہ لے کر اس پر ماتہ کی اچنیہ شکتی لیا گیا ہے جس میں گیان۔ کر یا اور آدن تینوں لکشن میں گنوں کے روپ میں ودیمان ہوں اُسے ہی اگیان روپ آپا دھی کہا جاتا ہے اور پھر اس کو اگیان اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے کارن منشیہ کو بھرم ہو جاتا ہے اور اپنے سروپ کی پہچان سے وچت رہ جاتا ہے ارتھات اپنے سروپ کے ساسکات کا کرنے میں ہی اگیان ہی پر ی بنو چک ہے۔ اس کارن سے ہی شدھ سروپ کے سیمار تھ گیان کی اپیکشا اسے اگیان کہا گیا ہے اور بھارت کے برہم ویتا لوگ اسی نام سے ویدانت پر کر یا میں اس کا پر ی لوگ کرتے ہیں جب بھارتیہ برہم ویتا لوگ یہ کہتے ہیں

..... کہ اگیان سے سترجی آتین ہوئی تو اس کا یہ ارتھ نہیں کہ پر ماتہ کی بھول اور پراد سے یہ بھگت آتین ہوا بلکہ اس کا ماتیر یہ یہ ہے کہ پر ماتہ کی سنکپ شکتی سے یہ سمنار آتین ہوا۔ جس کارن سے اس کی اس شکتی کا نام مایا یا پر کرتی رکھا گیا ہے اور یہ بھی اس کا سپشٹ ارتھ نکلتا ہے کہ اس کی مایا سے یہ سب

کچھ آتین ہوا۔ سادہ دارن بدھی والے لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس اگیان اور سنگلیب نام سے بھی ایشور کی شکی کو
 کتنن کیا گیا ہے اس لئے آجاریہ لوگ پورن گیان کرالے کی اچھا سے ہی اس ایشور کی شکی کو اگیان سنگلیب اور
 ناموں سے درن کرتے ہیں جس سے یہ سمجھ میں آجادیے کہ اس کا بھاواؤں کی شکی سے ہی ہے اس پرکار اس ش
 تہ کو سمجھنے میں کوئی بھول نہ ہو جاوے۔

ادھشتان روپ برہم کے بھن بھن نام

جس پرکار اس ادھیت آکھاس ماٹرا ایشور کی شکی کے انیک نام کتنن ہوئے ہیں اسی پرکار ادھشتان
 برہم سروپ کے بھی انیک نام اور لکش شاستروں میں درن ہوئے ہیں جیسے ست۔ چت۔ آنند۔ برہم۔ پرا
 کوٹشہ۔ گیانا۔ اگریہ۔ اور ناشی۔ پراکاش۔ جیڈا۔ اٹیادی۔ ران کی دیا کھیا اسی گرتھ میں پہلے آئے
 میں ہی بھلی پرکار کی جاچتی ہے اس لئے اس کی یہاں آدھشتان ہیں۔ جب یہ سیدھ ہو گیا کہ اگیان کا اور بھو
 یا مور کھتا نہیں تو اس پرکار درودھی مت والوں کے سارے آکھشیپ اور کٹاکش دور ہو جاتے ہیں
 یہی یہاں دئے گئے لکشوں میں کسی کو پھر بھی سند یہ ہو تو ہم ان کے سنوٹش کے لئے ویدانت شاستر
 ہتلائے رکھے اگیان کے لکش ابھی شاستروں کی پری بھاشہ میں ہی یہاں درن کرتے ہیں۔
 برہم و دیائے آجاریہ کتنن کرتے ہیں کہ اگیان جسے او دیا بھی کہا جاتا ہے وہ ادیا تر گنا ترک۔ بھاو روپ اور
 اگھٹ کتنن کرنے میں دشیش روپ سے جتر ہے۔ ان لکشوں کی دیا کہ
 اب آگے کے لیکھ میں کی جاتی ہے۔

مایا کی اتر و حنیتا!

پہلا لکش تر گنا ترک ہے اس کا بھاو یہ ہے کہ جس کا سروپ تین گنوں والا ہو۔ تین گن۔ ستوگن۔ رجا
 اور توگن ہیں۔ ستوگن سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ رجاگن سے کریا اور توگن دستو کو ڈھائیپنے کے کام یعنی آدرا
 تینوں کی پائی جاتی شکی ہے۔
 دوسرا لکش اس گیان یا او دیا کا بھاو روپ ہے جس کا ارتھ پریتی ماتر دستو ہے نہ کہ ست روپ۔ اس
 یوں سمجھو کہ جو پدارتھ ست نہ ہو اور نہ است ہو اور نہ است آکھے روپ ہو اسے بھاو اتھ یا بھاو
 کہا جاتا ہے۔

ست یعنی ست ہونے لگیہ دستو وہ ہے جو نیتیہ ہو۔ است ستا ریت اتھوا شونیہ کو کہا جاتا ہے۔ دور
 کے طے چلے کا نام ست است آکھے روپ ہے۔ جو کہ سنہو نہیں۔ ست اور است دونوں سے جو وکش ہو اس
 بھاو روپ کہا جاتا ہے۔ ست سروپ دستو تو سدا تر کال آباد ہے اگر اس استھت ہے وہ بھی گھٹی بڑھتی نہیں اور
 ہی ناش کو پات ہوتی ہے۔ اور است تینوں کالوں میں دیمان نہیں ہوتی اور نہ بھی یہ پرگھٹ ہی ہو سکتی ہے
 بندھیا پتر۔ ہے کاسنگ وغیرہ۔

اگیان تو اپنے کار یہ بھرم سنشہ آدمی سے جاتا جاسکتا ہے کہ اس کا کارن اگیان ہے پر تو وہ گیان ہونے
 نہیں رہتا اس لئے اس میں است کے لکش بھی نہ گھٹ سکیے اور کاریہ روپ سے یہ پریت بھی ہوتا ہے اس لئے اس

بھی نہ ہوا۔ ست اور است دونوں کا میل اندھکار اور پرکاش کی نیائیں سمجھو نہیں اس لئے اُچھے روپ بھی نہ ہوا۔ اس لئے اگیان بھاو روپ پدارتھ ست است سے دلکش ہی کھڑا ہوتا ہے اور ست کو نہیں پرتو است بھی نہیں۔ اس لئے اس کو ہم ست است سے دلکش اور بھاو روپ کہیں گے۔ ایسا کہنے میں کوئی دوش نہیں۔ اب تیسرا دلکش اس اگیان یا اودیا کا اکھٹا کھٹن پیشی **अघटित घटना पटीयसी** ہے۔ اس کا تاثر یہ ہے کہ اس کو سمجھ کر دکھائی دے گا۔

اب یوں سمجھو کہ یہ اگیان اودیا یا مایا ایسے پدارتھوں کی رچا کر سکتی ہے جو کہ بدھی کی سوچ سمجھ سے باہر ہے۔ جیسے کہ روپ بندوں میں منشیہ آدمی کے اولو۔ گن اور روپ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتے پرتو اس پر یہ ہے کہ انہیں سے ان کی منتی آدمی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے ان ورثاؤں سے یہ سبٹ ہو جاوے گا کہ یہ مایا۔ اودیا یا اگیان روپ کی کھٹ کھٹ **अघट घटना पटीयसी** ہے۔ ارحیات اتی چتر ہے اس کو سمجھ کر دکھانا اس کا بائیں ہاتھ کا کرہ ہے۔ اس لئے یہ بھگوت گیان کی پوزن کا رنگری۔ اُکھٹ اور چترائی ہے۔ اب اوپر لکھے گئے لکشنوں کے انوسار اگیان کی پری بھاشہ یعنی تعریف یوں ہو سکتی ہے کہ پر ماتہ کی وہ چتر شکتی ہے جو ستو رجو اور تو گن روپ ہے۔ بھاو روپ ہے۔ ست است اور اُچھے روپ سے دلکش ہے۔ نہ تو ادھشتان سے بھن سو تنتر ستا وان ہے اور نہ ادھشتان سروپا بھن ہے یا بھن بھن روپ ہی ہے اس لئے ایسی اسچر یہ روپ بھاو اُکھٹ شکتی کو بھول کر دکھاتا یا پر ماو کہنا نہیں بنتا کیونکہ بھول یا مٹو رکھتا آدمی کا جیتن روپ سے موجود ہونا بن نہیں سکتا۔ اس لئے ویدانت شاستر کے مول سنسکرت گرنتھوں میں اسے پر مادی دوش نہ بتا کر اس کو بیٹے کہے گئے لکشنوں والی ابرو چینیہ شکتی ہے۔ کیونکہ شاستروں میں کہیں بھی بھول یا پر مادی آدمی سے سرشتی کی رچا کا وزن نہیں۔ ساداش یہ ہوا کہ بھگوت گیان روپ آتا کا بج سروپ بودھ ہے وہ ست روپ برہم ہے اور اس میں ادھیت یا آروپیت مایا۔ اگیان یا اودیا روپ اجنتہ شکتی ہے جس کی سو تنتر ستا کوئی ہے نہیں کیوں ادھشتان کی ست روپتا سے یہ ست کہی جاتی ہے۔ **پرتن۔ نہ بھگوت**! آپ کی ابار کر پائے میں لے اس مایا کا سروپ تو سمجھ لیا اب دیا کر کے اس کے ادھشتان رو چینیہ سروپ کے لکشن روپن پرنی اور جاگرت سوپن پر پنج میں کیوں بھن بھن ستا پر تیت ہوتی ہے اسے بھی کھول کر سمجھائیے!

متصاحبت کی پرتی سوپن و ت

اگر۔ مایا کا سروپ سمجھنے کے انتہر تیر ایشن ادھشتان روپ برہم کو سمجھنے کے لئے اُچت ہی ہے۔ اب ذرا ایسے دھیان سے سٹو۔ بھگوت گیان کا واسطو سروپ اپرینامی ارحیات ایک اس اور پرکاش سروپ ہے اور اس کی ادھیت روپ سنکپ شکتی سرشتی روپ میں بدلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور یہ جگت سنکپ روپ ہی ہے جو کہ اس روپ ہو کر پراپیت ہو رہا ہے۔ آتا روپ ادھشتان تو شدھ سمپٹک کی نیائیں نرل ہے یہ سنکپ ہے جگت اس میں بھاس ہو رہا ہے جیسے کہ بنب سے بھن ستا والا پر بنب پوری سج دھج سے دکھائی دیتا ہو بھی واسٹو سنکپ میں ہے ہی نہیں! پرکار بھگوت گیان سروپ آتا میں یہ سرب مومئی جگت پر تیتی ماتری بناو چار کے دکھائی دے رہا ہے اور وچار کرنے پر اس کا کہیں کوئی پتہ ہی نہیں ملتا۔ درشتانت میں جیسے سوپن جگت کھو جے پر بھی سوپن کے ادھشتان سوپناوی میں نہیں ملتا اور سمپٹک کے درشتانت میں تو پرتی بنب کی پرتی کا بنت کیوں سمپٹک ہی ہوتا ہے اس کا دیکھنے والا اس سے باہر موجود ہوتا ہے اور پرتی بنب کو سد ہی اپنے بنب کی اپیکشا رہتی ہے۔ پرتو دیاں درشتانت کا کیوں ایک انگ

ہی لینا ہوتا ہے کہ پرتی بنب و ت منومئی جگت ستا متونہ ہے اور یہاں سوپن درشٹانت میں تو وشیشا یہ ہے کہ یہاں پر دکھائی دیتے ہوئے پدارتھ نہ تو بنب اور نہ کسی انہ درپن کی ہی اپیکشا رکھتے ہیں بلکہ وورت واد کے سدھانت کے اوسار سویم ہی یہ آتما اُن اُن روپوں میں پرگٹ ہوا ہوا سویم ہی درپن کا کام دے جاتا ہے اور آپ ہی اُن کا ادھشٹان اور گیتا بھی ہوتا ہے۔ ارتھات سویم ہی بنب اور پرتی بنب کا گیتا بنا ہوا ہے۔ درپن کا درشٹانت تو دکھانے مارتیک انش میں پورا اترتا ہے۔ دارشٹانت پر کوئی بھی درشٹانت پورا نہیں اتر سکتا کیونکہ یدی درشٹانت پورے کا پورا اترے تو وہ سویم ہی دارشٹانت روپ ہو جائے اور وہ درشٹانت ہی نہ رہے۔ اس سدھانت کا پرکشش الو بھو تو سوپن کال میں ہوتا ہے جو کسی سے چھپا ہوا نہیں اور اس میں کسی پرمان کی اپیکشا بھی نہیں۔ دیکھو سوپن میں اپنے پرکاش روپ جیتن تنو اور اس کی شکتی روپ سنکلیپ کے سوائے کچھ بھی ویدیاں نہیں ہوتا اور سنکلیپ روپ شکتی کی اُس ادھشٹان سے بھن ستا بھی نہیں ہوتی اور اُس اتم پرکاش میں وہ سنکلیپ ہی جگت روپ بن کر درشی گوچر ہوتا ہے سوپن سنسار تو منومئی رجنا ہے۔ گیتان سرورپ ادھشٹان برودکار روپ ولے کا ویسا ہی ہے اور اپنے منومئی سر سسار کا شکتی بھی ہے اور اُس سارے کھیل سے نیا را اور شدھ ہے۔ سوپن کے سبھی نام روپ کی پرتی کرانے والا ہونے سے یدی اُسے درپن سماں بھی کہیں تو کوئی آپتی نہیں وہ ہی اُس سوپن جگت کا ساکشی اور درشٹا ہے اور سوپن کی سر سسار شری اُس میں رجو سرپ و ت دوسرے کسی بنب کے بنا ہی دکھائی دے رہی ہے وہ اُن کو اپنے میں اتین کرتا۔ جیہ کال میں اُن سے بواہ کرتا اور انت میں اُن کو اپنے میں ولے بھی کرنے والا ہے سب پر پنج ہی منومئی کر پڑا اٹھوا ولاس مارتے ست تو نہیں پرتو ست و ت پرتیت ہوتا ہے اور پھر اپنے سے واہیہ ہو کر بھی پرتیت ہوتا ہے اور یہ بھی آشچریہ ہے اسی پر کاریہ جاگرت جگت بھی اپنے جیتن سرورپ میں بھن و ت باہر پرتیت ہو رہا ہے اور یہ اسی گیتان سرورپ کا وچتر ہی چیتکار ہے۔ اس کی ازو جینہ شکتی کا دوسرا ہی روپ اور وچتر ولاس ہے۔ نہیں تو کیا سوپن اور کیا جاگرت دونوں ہی سماں روپ ہی کلیت ہیں سوپن جگت کو تو شیکھر ہی ہم جاگرت میں آکر مستھیا جان لیتے ہیں پرتو یہ جاگرت جگت اتنی جلدی بھرم روپ اور سنکلیپ روپ بنتے نہیں ہوتا کیونکہ یہ اُدی سنکلیپ کا یہ ہے اور سوپن جگت دوسرے چھایا سنکلیپ کا کاریہ ہے اسی کارن جاگرت تو ستیہ اور سوپن مستھیا روپ بنتے ہو رہا ہے یدی دونوں ہی سماں روپ سے کلیت ہیں۔

پرتن اٹھ بھگون! یہ سوپن جگت تو ہر دیکھی گئی ہذا کال میں بھن بھن بھان ہوتا ہے اور جاگنے پر نہیں رہتا پرتو ہر ایک جاگرت پرش کے لئے یہ جاگرت سرشٹی تو ایک سماں ہی سرودا ستیہ ہی ہے اور سوئے ہوئے پرش کا تو ایسا اپنا کلیت جگت ہے جو اُسے دہاں ستیہ پرتیت ہوتا ہے یدی ایک ہی جیتن دیو کے یہ جاگرت اور سوپن نے دونوں جگت ہوتے تو سب کو ایک سماں ہی پرتیت ہوتے پھر ایسا بھید ہونے پر تو بھن بھن ہی جیتن سدھ ہوتا ہے تو جیتن ایک ہی ہے یا الگ الگ۔ مجھے کھول کر سمجھائیے۔ آپ کی بڑی کرپا ہوگی؟

ایک جیو واد

اتم۔ پیارے! اس کے سبندھ میں شاستروں کے تھسیہ تھسیہ تیرے پرتی کہتا ہوں۔ دھیمان سے صنوا برہم و دیا کے آچار یوں کے اس وشیشہ میں دو بھن بھن مت ہیں۔ ایک مت کے اوسار ارتھات ایک جیو واد کی رتی سے کیول ایک ہی ادھشٹان روپ اتم تو ہے اور اُس کی ایک ہی شکتی سب کچھ کر رہی ہے۔ اس ایک جیو واد کے

اٹھ سار جب اس گیان روپ ادھشتان میں سنکپ روپ شکتی منو مئی آکر تئوں کو رچتی ہے تو اسی سنکپ کے انوسار جاگرت
دیہ کی آکر تئی پورما سج دھج کے ساتھ رچ لیتی ہے۔ سوپن میں سوپن پرش کی رچنا بھی اسی نیم پر ہوتی ہے اور سوپن سرتی
سماہتو روپ سنکپ اسی پرش کا دوسرا سنکپ ہے اور وہاں کی سنکپ مئی آکر تئیاں پر محکم سنکپ ارتھات جاگرت
رچنا کی اپیکشا چھوٹے درجہ کی ہوتی ہے اس لئے سوپن سرتی کی رچنا جاگرت رچنا کی اپیکشا سے متھیا اور کلپت
پریت ہوتی ہے اور سرتی رچنا کے آرمجہ میں جب سنکپ جگت کے پدارتھوں کے آکار میں تبدیل ہوا تو سرتی روپ
سے جاگرت جگت بنا اور اسی میں اپنے سنکپ کی درٹھتا سے اپنے ہی سے ہوئے سرتیہ دیکھ سے اپنے کو پرگٹ کیا جو کہ سرتی
ماہ دھی ہے۔ اور پھر ہی جین آتا ہے سوپن سنسار کی رچنا کر کے اپنی ویشیش شکتیوں اور دیکھتوں کو دکھاتا ہے۔ پرتو جس
کارن سے سوپن گت اس کے یہ ویشیش جینکار اور دیکھتیاں جاگرت سنکپ سے بھن دوسرے بعد کے سنکپ سے ہوتے ہیں
اسی کارن پہلے آدی سنکپ کے جینکاروں کی اپیکشا بچھ اور کلپت سدھ ہوتے ہیں اور سوپن کی اپیکشا یہ جاگرت جگت
سرتیہ بھان ہوتا ہے کلپت نشی نہیں ہوتا۔ داستوں کیا سوپن اور کیا جاگرت جگت ایک جین آتا ہے ہی سنکپ ارا
کلپت ہیں ان کے اوستھا بھید ہونے سے سرتیہ اور متھیا کا بھید پریت ہوتا ہے۔ اوستھا بھید سے ایک جیو کا ہی سنکپ
یہ جاگرت جگت اور سوپن جگت ہے۔ دوسرے جیو دکھائی دیتے ہیں اسی کا آبھاس روپ ہونے سے جیو آبھاس ہیں۔
اس سدھانت کو ایک جیو واد کہا جاتا ہے۔

دوسرا مت یہ ہے کہ پرکاش روپ پر م آتا تو ایک ہی ہے پرتو اس میں سنکپ یا انتہ کرن روپ دیکھتیاں انیک ہیں۔
ان انتہ کرن کے نیت سے پرتی بھن روپ جیو انیک ہیں اس سدھانت کو ماننے والوں کو نانا جیو وادی کہا جاتا ہے۔ اس
سدھانت کے انوسار ہر ایک سنکپ میں جگت کو رچنے کی شکتی اسی جین دیو کی ستا سے پراپت ہوئی ہوتی ہے۔ پرتو جاگرت جگت
تو انیک سمشٹی سنکپوں کی سمشٹی رچنا ہے اور سوپن جگت ایک سنکپ کی انیلی رچنا۔ ہر ایک سنکپ سے بھن بھن جگت کے
پدارتھ بنتے ہیں۔

نانا جیو واد

اس لئے سمشٹی سنکپ کی رچنا کے پدارتھ تو باہر سے ہو کر دشتی گچر ہوتے ہیں اور ایک ایک سنکپ کا رچا ہوا جگت بھر
روپ اور کلپت دکھائی دیتا ہے اور جھوٹا جانا جاتا ہے کلپنا کر کہ مندانہ ہکار میں چلتے ہوئے دس پرش ایک ہی رچوں کلپت
سرب کو دیکھتے ہیں اور وہ آسے بھرم سے سرب ہی سمجھ رہے ہیں۔ یہ سب کی سمشٹی رچنا سے رچت سرب ہے کیونکہ دس
کے دس ہی اسے سرب مان بیٹھے ہیں اور ان کے غلا وہ کسی گیارھویں پرش کے سنکپ میں وہاں دراڑ (بھو جھدر) کی کلپنا ہوتی ہے
اب پہلے دس پرشوں کی اپیکشا یہ گیا رھو اب پرش متھیا وادی سدھ ہوگا۔ اور باقی دس کو سچا مانا جائیگا۔ اس پرکاریہ جاگرت
جگت انیک پرشوں کا کلپت ہونے سے سمشٹی سنکپ کا کاریہ ہے اور سوپن جگت کیول ایک پرش کی ہی رچنا ہے اس لئے
ایک دیکھتی کے سوپن جگت کی اپیکشا یہ سمشٹی سنکپ رچت جاگرت جگت سرتیہ ہوگا پرتیہ کی سمشٹی اور کیا دیکھتی
(جاگرت اتھوا سوپن جگت) سب ہی سنکپ اتھوا بھرم مائر ہونے سے کلپنا مائر اور متھیا ہی ہے۔
جب یہ سچے ہوا کہ جاگرت اور سوپن جگت دونوں ایک سمان متھیا ہیں اور دونوں کا آپا دان کارن سنکپ یا انیک
ایک ہی ہے اس لئے داستوں دونوں میں کوئی انتر نہیں۔

اتم گیانی کی آہٹی

سب ششی و شمشی جگت کا ادھشتان سروپ اور پرکاشک چتین روپ آتما ارتھات بھگوت گیان ہی ہے جس کو برہم سروپ کے پہلے سدھ کر آئے ہیں وہ ہی ویشی ایا دھی سے ہر ایک کا درشتا ہونے سے زلیپ اسنگ اور چتین ساکشئی سروپ ہے۔ نہ وہ کرتا ہے نہ بھوکتا۔ گیاناں گیان کی اس اوستھا میں پنچکر سرب جگت کو سنگپ ماتر کلیت تھا متھیا مانتا ہے اور اپنے اتم سروپ کو جیوتیوں کی جیوتی سویم جیوتی سروپ نشی کرتا ہے اور درشتی گوچر استھول بھو شتم۔ گیات اگیات۔ ششہ اششہ۔ سکھ ڈکھ سرب سنیا کو متھیا نشی کرتا ہے اور اس سے کبھی پمت نہیں ہوتا۔ سدا اپنے واسو سروپ کے آند سے آند مان رہتا ہے۔ یہی جیون مکتی ہے اس لئے تم بھی یہی نشی کرو کہ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے یا اگیات بھی ہے سرب جگت تمہارا ہی سنگپ ہے۔ تمہاری چتین آتما ہی کی یہ سنگپ ماتر چنا ہے وہ سب کو رچنے والا ہی پر مانتا سروپ تمہارا ہی اپنا آپ ہے۔ تم سویم ہی پر ماتم سروپ ہو تم ہرگز دیکھ یا دیکھ کے (بھیانی متھیا آہناس روپ جیو نہیں ہو۔ نت تم اسی۔) (تم وہی پر برہم سروپ ہی ہو)

پرکشن ۵۲ کر پاو بھگون! اب تک آپ نے اس جگت کو سوین وت پر تھک ستا رچت اور متھیا نشی کر آیا اور بھگوت گیان سروپ کو اس کا رچتا سدھ کیا۔ پر نتو مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ بھلا کیسے ایک دیکھ میں ساکشئی روپ ہے براجمان پرکاشک آتما ہی سرب دیہوں میں ویا پک پر ماتم روپ ہو سکتا ہے۔ کر پا کر کے یہ گوڑھ تو پھر ذرا کھول کر سمجھا تاکہ میری بدھی میں یہ بات ٹھیک ٹھیک بیٹھ جاوے۔

گیان سروپ اتم کی بھن بھن ایا دھیوں میں

اتم۔ پیارے۔ تیرا یہ پرشن جیو ادایشور کے واسو لکش ارتھ کو نہ سمجھنے کے کارن ہی ہے۔ اب ہم پرشنی میں بتلاؤ گے برہم سروپ کے سبھی لکشوں کو تمہارے چتین سروپ ساکشئی میں گھٹاتے ہیں۔ پورن دھیان سے سنو! پر ماتم کے جتنے ایا دھی کرت نام گن آدی کلپنا کئے گئے وہ سب کے سب ادھشتان روپ برہم میں ہی آروپت اور ادھست ہیں۔ ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ بھگوت گیان ہی پر ماتم سروپ ہے اور وہ تمہارا ہی شدھ سروپ ہے جس کا عالم بول چال میں آتما نام سے بول رہا ہوتا ہے۔

پر گیان سروپ ارتھات سویم جیوتی روپ لکش باقی سب لکشوں میں مکیہ ہے۔ پر ماتم کے باقی سبھی دید وکت لکش شاستریا و دواؤں نے اس جگیا سو کے بودھ کے لئے نروین کئے ہیں۔ سب کے سب لکش اس سویم جیوتی روپ لکش اندر ہی آجاتے ہیں اور اس میں انیک دوسرے لکش بھی آروپ کر کے کہے گئے ہیں۔ اس گیان سروپ کی ایا دھی کے منت سے ہوئیوالی دو بھن بھن اوستھا کلپنا کی گئی ہیں ایک اوتم اور دوسری کوشٹا یہ کوشٹا اوستھا و طرح نمی ہے اوستھا تم ان آدھی بھوتک اور اوتم آدھی دیوک کہی جاتی ہے ان بھن بھن اوستھاؤں سے اسی گیان سروپ کی بھن بھن ایا دھی کے کارن انیک نام روپ اور کریاں کلیت ہوتی ہیں جو کہ ان گنت ہیں پھر بھی کچھ تمکھ ایا دھیوں کو لے کر یہاں سنگشپ سے وزن کیا جاتا ہے۔ تاکہ ساد ہارن جگیا سو کی بدھی میں بھی یہ سدھانت مکتی پر کار بیٹھ جاوے۔ اوستھا ایا دھی میں یہ برہم منشی آدی جیو بھاو میں پرگٹ ہوا ہوتا ہے اور جب یہ ایشوریہ مکتی آکر ششٹ ایا دھی سے یکت ہوتا ہے تو اسے ادھی دیوک کہا جاتا ہے اور وہی جب بھن بھن پانچ بھوتک کا یہ روپ ایا دھی ارتھات

اننت جلگت کے استھولی دیہ آدمی جڑورگیں بن کھڑا ہوتا ہے تو اس کا نام آدمی بھنگ ہوتا ہے۔ آچار یہ لوگوں نے ان استھاول کو سمجھانے کے لئے شہر یا نگر سے آیا دی ہے اور آتم دیو کو ان نگر میں پری بھرمن کرنے والا یا تری بنایا۔ اس لئے ان آیا دھیوں میں اس کی اس استھولی کو گنتی شبد سے بھی کہا گیا ہے۔ بھا دیہ ہے کہ جیسے کوئی پُرش بھن نگر وں کی سیر کرتا ہوا اور ان میں بھرتا ہوا آند لیتا ہے اسی پر کا لکھوتا ہو بھی وہ پُرش وہی رہتا ہے کچھ اور نہیں ہو جاتا۔ اسی پر کا یہ آتم دیوان استھاول میں سیر کرتا ہوا اپنا سروپ بھوت آند لیتا ہے۔ اور اپنے سروپ سے کچھ دلکش نہیں ہو جاتا۔ شہر کو پوری بھی کہا گیا ہے۔ پوریوں میں دچرے یا آند لینے والے کو پُرش کہا جاتا ہے۔

بھو کی تین استھان سستروں میں لگی ہیں۔ جاگرت سوپن اور سوپتی۔ ان تینوں استھاول میں سیر کرنے والے پُرش کے بھی تین ہی نام ہو جاتے ہیں اور استھاول کے بھید سے تین ہی استھان ہوتے ہیں۔ جاگرت استھان بھگوت گیان کی سیر ہونے پر چکشت اس کا استھان ہوتا ہے اور وشو یا ویشو اس کا نام پڑتا ہے۔ کیونکہ گرہ سے باہر آکر اس کا درشن آٹھ روپ محل میں ہوتا ہے۔ اور یہاں براجمان ہو کر یہ سسار کے دچتر وچتر کھیل تاشے دیکھتا ہے۔ یہ اس کی جاگرت کی ادھیانک سیر ہی جاتی ہے۔

پُرش ۳۵ بھگون! کیا جاگرت استھان میں یہ آتما کیول چکشتو میں آیا ہوا ہی وشو نام سے پکارا جاتا ہے استھاول کا دوسری اندریوں سے بھی سمبندھ ہوتا ہے۔ یدی وہاں بھی سمبندھ ہوتا ہے تو کیول چکشتو کو ہی کیوں یہاں لیا گیا ہے۔ اس کا کارن کیا ہے؟

چکشتو میں وشو روپ آتمہ کا درشن

اُتھ ۳۶ پیارے۔ ایسا سند یہ مت کہو کہ اس کا درشن کیول چکشتو میں ہی ہوتا ہے وہی آتم دیو شرتروں میں بیٹھ کر سنا۔ رسن میں رس لیتا ناک میں گندھ کو سونگھتا اور توجا میں رچکر گرم سر کا آند لیتا ہے اور کو مل اور کھوڑ کی پوجا بھی کرتا ہے۔ اس پر کا یہ شبد لوک۔ روپ لوک۔ پُرش۔ رس اور گندھ لوک آدمی کا الوبھو کرتا ہے استھات ان کی سیر کیا کرتا ہے۔ کیول اتنا ہی نہیں کہ یہ گیان دیوان یا پچ گیان اندریوں کے گولکوں میں آکر ان وشو کو بھگتا ہے بلکہ مدھی (دماغ) کے سنگھاسن پر بیٹھ کر ہی آتم دیو سرب وشو کے بھلے بڑے اڈو کو ل برتی کول ہونے کا دچار کر کے نزلے کرتے ہیں اور سمیسمیہ پر اپنی اچھا سنگھی کا بھی بر لوگ کرتے ہیں اور اس پر کار اس شرتیر کو اپنے سکل کے اوسار کر کیا گراتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے بھی اس سے شوکم اسنگ ہی رہتے ہیں۔ چکشتو میں اس کا جو وشیش زوین ہوا وہ اس کارن سے ہے کہ جاگرت کال میں انیہ سرب اندریوں کی ایکیشا اس چکشتو پر دھاتا بنی رہتی ہے اس لئے چکشتو آدمی میں اس کی سیر ہونے پر اس کا نام وشو رکھا گیا ہے۔

پُرش ۳۷ بھگون! ایک ایک شرتیر کا کار یہ چلانے کے لئے تو آتمہ کی سیر چکشتو میں سمجھ آسکتی ہے پر نتو اس شرتیر شرتیر کے کار یہ چلانے کے لئے آتم دیو کی شمتی شمس پر کار کام کرتی ہے۔ کہہ پا کہ یہ بھی بتائیے؟

شمتی جلگت میں یورن پر ماتہ

اُتھ ۳۸ پیارے! جس پر کار ایک ہی جیتن دیو دماغ اور گیان اندریوں میں انیک وت ہو کر اس جھوٹے شرتیر میں راجیہ کا سارا کار یہ بھٹالتے ہیں اور اس کا پر بندھ چلاتے ہیں اسی پر کار اڈپر کے لوگوں استھات

ویلوک۔ برہم لوک آدمی کو بھی اپنے شاसन میں رکھ کر اور وہاں سوئم اُپھت رہ کر اسی سمیہ میں وہاں کی سرک پر جا کر
کو بھی جا لکھتے ہیں اور سٹشی شریر کے گولکوں کے ابھیانی اندر دُرَن تِم آدمی کو بھی پود دوت ہی ستا اور پریر نادیتے توتے
ہیں جیسے کہ ایک منشیہ کے استھول سوکشم آدمی دیہوں کو ستا دیتے آتے ہیں۔ بھاؤ اس سارے دیا کھیان کا یہ ہے
کہ بھگوت گیان ایک ہی سمیہ میں ادھیاتم۔ ادھی دیو اور ادھی بھوت سب کو ہی سوئم ستا پر دان کرتے ہوئے سوئم
ہی سر پر ہمانڈ کے اس کارخانے کو چلا رہے ہیں اور دوسرے ہمارا جاؤں کے انوسار ان میں ایسا نہیں ہوتا کہ جب
وہ ایک استھان سے دوسرے استھان کو جا دیں تو ان کا بھاجد ہانی پچھے خالی رہ جائے۔ بلکہ ان سب کے پر بندھ کرنا
کے ساتھ ہی ساتھ منشیہ آدمی جو وں کے ادھیاتمک اور دیوتاؤں کے آدمی دیوک سب ادم ادم لوکوں میں بھی پود دوت
ہی ابھیان رکھتے ہیں اور یہی بھگوت گیان کی وجہ ویشٹ اور دلکشتا ہے۔

جاگرت اوسمقا میں تو بھگوت گیان کی چھوٹی اُمیادھی میں ارتھات ادھیاتم چکشو آدمی تک ہی ان کی سیر کی سہا
ہوتی ہے پر نتو اس کی راجد ہانی ارتھات ہر دیہ دیش بھی بھی اُس سے خسانی نہیں رہتا اس لئے وہ ایک ہوا جو ابھی
انک وٹ جان پڑتا ہے۔ یہی کارن ہے کہ برہمن لوگ اُس کو ایک تتھا انک اُجے رُوپ سے آپاں کرتے ہیں اور ابھی
سندھ سے اُس کی اُستھی بھی کیا کرتے ہیں ایسا ہونے پر بھی وہ ایک ہو کر بھی ایک رُوپ سے برہمانڈ بھر میں پورا پورا
ابھیان رکھتے ہیں۔ پر نتو جاگرت کال میں ان کا مکھیہ رُوپ سے ورشن اور یہ بھاؤ نیروں میں ہی اور ویشٹ کر کے
دائیں نیر میں ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر وستو کا ورشن نیروں سے ہی کیا کرتے ہیں۔ اور دائیں آنکھ میں تو ویشٹ
پرکاش ڈاکٹر وں نے بھی سیدھ کیا ہے۔ اس لئے شرٹی بھگوتی جاگرت اوسمقا میں اس آتم دیوک کا بھکانہ دائیں آنکھ
میں بناتی ہے۔ اسی ہوتو سے شرٹی برہما جی نے اندر کو اپنے نیر میں آتما کا پرکش ورشن کا آپدیش کیا ہے۔ منشیہ کا شریر جا
میں سٹشی وراث کا ایک نمونہ ماتم ہی ہے اس لئے برہم ویتا جی پرش اسے چھوٹا وراث بھی کہا کرتے ہیں۔ جاگرت
میں ادھک پر بھاؤ اس وشر وپ جاگرت ابھیانی پرش پر ہی ہوتا ہے اس لئے یہاں جیتن آتما کا نام بھی وشر وکھا گیا ہے۔
پرشن ۱۵ بھگوت اور وراث کی ایٹھا تو سمجھ میں آگئی اب کیا کر کے جیس ادم ہرینہ کہ ہم تتھا پر آگئے اور وشر
کی ایٹھا سمجھائے۔ جس سے ان کے ادھشان سر وپ آتم تو کو سمجھنے کے پونہ ہو سکیں۔

سٹشی اور وشر وپ کو کشم جگت کی سائنات اور سوپن کے تاشے

آتم جس پر کارنشیہ کی جاگرت اوسمقا ادم اس کا جاگرت دیکھ سٹشی وراث جگت کا ایک نمونہ ہے کیونکہ اس دیہ سے
سٹشی وراث دیکھ کا سب حال پتہ لگتا ہے اسی پر کار سٹشی سوکشم جگت کا نمونہ یہ دیکھ سٹشی سوپن جگت ہے اور سٹشی
سٹشی کارن دیکھ ارتھات ٹول پر کرنی کا نمونہ ہی ہے اسی پر کار ان تینوں سٹشی اوسمقا کے ابھیانی جیتن کی صلیت کو دیکھنا
یہ جیو کے تینوں وٹشی سٹشی میں پرنتو چھوٹی بڑی اُمیادھی کے کارن سے ہونے والا چھوٹے طریقے کا بھید کیول پریتی ماتری
ہے۔ واسٹو میں ان دونوں سٹشی وٹشی کا ادھشان ایک ہی شدھ برہم تو ہے جو کہ تیرا خاستو سر وپ ہے۔ جگت
جب بھگوت گیان جاگرت اوسمقا سے اُپر ام ہو جاتے ہیں تو وہ سوپن اوسمقا میں پہنچ جاتے ہیں اس سمیہ وہ سوپن
کی سیر کرتے ہیں۔ پرکاش سے ہونے کے کارن ان کا نام یہاں بھی ہوتا ہے۔ یہاں سوپن اوسمقا میں جو مئے سوکشم سوپن
سنار میں سیر کرتے ہیں ادم جاگوت کے اندریوں آنکھ کا ان آدمی سے بھی سندھ چھوڑ جاتے ہیں اور اب کتھ ابھیان
میں ہتا نام کی ناڑی کو اپنا سنگھاسن بنا کر وراجان ہوتے ہیں پرنتو ایسا مت سمجھو کہ ان کا ادھکار استھولی شریر سے

سرو تھا اٹھ گیا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ وہاں بھی پران روپ و ہارن شکتی سے اور اپنی ژورن ستا سے اس پر ژورن لیا گیا
 یُدب و ت ہی رکھتے ہیں کیوں اندریوں کو وہاں استھول شریر میں کام کرنے کی ستا (شکتی) نہیں ملتی۔ جو کہ پورا پورا
 واستو اچھیاں اُن میں پرکٹ کرتی ہے۔ اُس سیمہ یہ اندریاں استھوان کے گولک کاسٹل آدی کے سمان چیتا رہت ہوتے
 ہیں اور سخت جڑ جیسے ہو جاتے ہیں اور اس بات کا ٹھیک ٹھیک گیان ہو جاتا ہے کہ اُن میں اپنی ستا یا گیان کچھ نہ تھا۔
 پنا بھگوت گیان کی ستا اور چیتا کے یہ سب ستا رہت اور تیج رہت ہیں۔ استھول کی رکشا کے لئے اب بھی پران نام
 کا رکھوالا رکھا ہوا ہے جس سے اُن میں جیون ستا تو بنی رہتی ہے اور یہ دیکھ مرتا نہیں جس پر کار و شیوں کو کہہ نہ
 کر سکتے۔ سہ گیان اندر یہ اگر تہ اور اجپن ہو جاتے ہیں اسی پر کار کرم اندریاں بھی چشتا رہت اور جڑھو جاتی ہیں۔ برنوت
 جھڑاگنی دھنم کرنے کی شکتی اور رکت سنجار اور شریر کے بڑھے کی شکتی اس کی جیون رکشا کے لئے پران دیوتا کی آگیاں
 رکھو پیل کی طرح اس شریر میں کر یا کرتی رہتی ہے اور جب وہ بھگوت گیان سوین اوستھا میں میر کے لئے پہنچ جاتے ہیں تو
 اُس سیمہ اُن کا پورن ادھیکا کٹھ کی ہتا نار ی میں ہوتا ہے اس کا رن سوین میں شرتی نے اتما کا استھان کٹھ بتایا
 ہے۔ اس اُدم اوستھا میں بھگوت گیان بناں اندر یہ گولکوں کے ہی کیوں شوکشم شریر دوار کئی نار یوں کی سر کرتے
 ہیں جو کہ سامانہ روپ سے ہتا کیا جاتی ہیں اور اُن میں ایک ویشٹھاڑی پرتیکا نام کی ہے۔ اس سیمہ اس آت
 کا پرکاش اسی پرتیکا میں ویشٹ کر کے ہوتا ہے۔ یہاں اس اوستھا میں پرتیکا نار ی کے اندر مایا شکتی کا وچتر چھٹکا
 ہوتا ہے۔ ستھوڑا سا سنگھ کا ٹری کا آتے ہی یہ بھگوت گیان اُس سوین میں ہی بڑھیا رتھ یا کا ٹری ٹھوڑی
 سمیت پیدا کر کے اور اُس کے لئے بڑھیا رتھیں اور میدان پر تھوی اور آکاش بھی آنکھ جھپکتے ہی اندر ہی رچ
 لیتے ہیں اور یہاں یہ سوین پریش بن کر سویم جپن دیو اور اجمکار کی بھانتی سواری کا آند لیتے ہیں جیسا کہ جاگرت اوستھا
 میں کیا کرتے ہیں۔ اس اوستھا میں ان کے سرب کا یہ کلاپ پر اور وہاں کی رچنا پر کوئی آکٹش نہیں ہوتا۔ کوئی
 ڈھنگ نیم کریم و دھنی آدی ان پر لاگو نہیں ہوتے۔ ابھی ایک کشن میں وہ رتھ پر آؤ وڑھ ہیں تو انکے کشن میں وہ
 پیدل ہی بھاگے جا رہے ہیں اور بچے بھیت ہو کر اپنی رکشا کے لئے کھڑک کھار رہے ہیں اور تھوڑے بھیاں ک شیر کو دیکھتے
 ہی ادھر ادھر گھبرائے ہوئے پھر رہے ہیں اور دوسرے ہی کشن میں ندیوں میں تیرتے کبھی سمندری اور کبھی
 جہازوں کی سیر کرتے کبھی پروں کے بنا ہی اڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا جان لو کہ وچتر سے وچتر تماشہ کرتے ہیں اور
 سویم ہی اس لیل کو اسنگ ہو کر دیکھتے بھی ہیں۔ اس سوین سنار میں ان کی لیلاتی وچتر ہوتی ہے۔ ہر کشن میں ہی
 نئی و بھوتی اور نیا کھیل کرتے اور اپنے میں دیکھتے ہیں یہاں یہ سر شکتی مانتا اور آیت کا منہ کا پردش کرتے ہیں۔
 جس کا بھی سنگھ اٹھاتے ہیں اُس دستو سے ہی اپنی اچھا پوری کر لیتے ہیں اس لئے ان کی سر شکتی مانتا کا پریش
 اوجھو یہاں سوین میں ہی ہوتا ہے اس کا کارن یہ ہے کہ ساد ہارن مئی کے لوگ تو اس کی جاگرت اوستھا کو اندریوں
 کے آدھین ہی سمجھتے ہیں۔ اب وہ اپنی پورن ستا سو تتر شکتی اور اندریوں کی پراپکتیتا دکھانے کے لئے اندریوں
 تمقا اُن کے وشیوں سے نچت (بے پروا) ہو کر سوین میں ویسے ہی نے نے اندر اور اُن کے لئے وشیہ رچ لیے
 ہیں اور اپنے کو سر شکتیاں اور اندریوں سے پراپکتیش سیدھ کرتے ہیں۔ اس لئے شرتی بھگوتی اس سوین
 پر اُن کے سمندھ میں ایسا روپ کر تی ہے کہ وہ بنا کالوں کے سناتا ہے۔ بنا آنکھوں کے دیکھتا۔ بن ہاتھوں
 کے پکڑتا اور بنا پاؤں کے چلتا ہے۔ "ایادی" یہاں وہ آتم دیو اپنے سنگھ ماتر سے ہی سوین جگت کو اپنے
 بھی لیتا ہے اور اپنی سر و شکتی مانتا کو پرمانت (ثابت) کرتا ہے پرتو یہاں بھی سرب سادھارن کو جاگرت

کے سنان یہی بھرم ہوتا ہے کہ ان پر تھوڑی شور یہ چند پرکاش کو رچنے والا مجھ آتا ہے پنا کوئی دوسرا پر ماتر ہے اور میں تو دیکھ دھاری جیو ماتر ہوا ہوا اور مانتا پتا کے رچ دیر یہ سے پیدا ہوئے ہوئے آسمنوں دیکھ میں آیا ہوں الپ کشتی مان نہ ایسے یہ نیاری لیا کر کے سویم پر ماتر ہوتے ہوئے بھی مستحقا دیکھ آدمی کے دھرموں کو اپنے میں لپکا کر لیتا ہے یہ اسی کی ایک حیران کر دینے والی وچتر لیلیا ہے۔ پر نو شرتی تو اس کے واسطو سرورپ کو بھلی پر کا جانتی ہے اسی لئے اس اوسمھاس میں اُس جپتین دیو کو دیووں بادلوں اور پورن شکیمان کہہ کر اس کی اُستی کرتی ہے۔ بدی اس سوین اوسمھاس میں اتم دیو اندریوں سے پرے رہ کر اپنی اسنخا اور آیت کا متا کو کر رہے ہیں پھر بھی وہ اپنی سنگھپ روپ آیا دھی میں جو کہ آدویت ہی ہے ابھی سبندھ بنائے بیٹھے ہیں۔ یہاں بھی اُن میں پر ادھینا کا بھرم ہوا کرتا ہے اس لئے اس سنگھپ روپ آیا دھی سے بھی تراپکیشا دکھانے کے لئے اس من بدھی سے اُپر امتا سیدہ کر کے ان سے بھی نکل جاتے ہیں اور سو شپتی کی آندھن اوسمھاس میں پہنچ جاتے ہیں۔

سر سے نر سیکش اوسمھاسو شپتی

سو شپتی میں تو نہ من ہی رہتا ہے اور نہ اس کی برتیاں ہی رہتی ہیں۔ اس سے سبشت ہو جاتا ہے کہ یہ برتی یا من اپنے واسطو سرورپ سے سرومھاسو جڑ ہے۔ جپتیتا جو اس میں برتی گچر ہوئی اس کی واسطو میں اپنی نہ تھکی اور یہ سرب پر کار کے گیان۔ سو ندر یہ اور انیہ و بھوتیاں ایک جپتین دیو کی ہی تھیں۔ من بدھی اور اندیا بے جاری تو لکڑی پیمتری سمھاتی جڑ اور تچہ ہی سیدہ ہوئیں۔ اس لئے گیانوان کی در شپتی میں یہ آدرا دستکار کے پارت نہیں بلکہ آپیکشا کے یوگیہ ہیں۔

پر شپن۔ ۵۶۔ بھگون اچھیہ جاگرت اور سوین میں آتا اُن کا پرکاشک سیدہ ہوا۔ مگر سو شپتی میں تو کچھ بھی گیا نہیں رہتا اور گیان ماتر ہی رہتا ہے اب یہاں پر آتمہ کی کیا دشا ہوتی ہے۔ کرپا کر کے اسے ذرا کھول کر سمجھائیے۔

سویم پرکاش آتما

آتمہ۔ پیارے۔ اب اس سو شپتی اوسمھاس وہ من بدھی تھا اندریاں اپنی برتی بھی کھو بیٹھے ہیں اور اُن کی نجی آکرتی تھا کر یا آدمی تک نہیں دکھائی دیتی۔ اس اوسمھاس ان من اندر سے آدمی کے واہیہ تھا آفرک جگتا میں کوئی پدارتھ نہ رہ جانے سے اُن کی گندھ تک نہیں رہتی اور ان سب کے ابھا و کو جاننے والا ایک ماتر سو پرکاش آتما ہی ہوتا ہے۔ اندریوں اور من کے نہ ہونے اور ان کے اپنے اپنے دیشیہ بھی نہ رہنے سے اُن کی ماتر جوشیش رہتا ہے اس کا بھی جاننے اور پرکاش کرنے والا کیول ایک جپتین ماتر ہی ہوتا ہے یہاں اس اوسمھاس میں اس کا استھان ہرے بتلایا گیا ہے۔ اس کو بھو کو جاگرت میں ہی لوٹنے پر من بدھی اور اندریوں کے ملاپ سے درن کیا جاتا ہے اس سے یہ سیدہ ہوا کہ آتما سو پرکاش ہے اور شپش سبھی من بدھی اندر سے آدمی ہی آتمہ کی ستا اور پرکاش سے ستا اور پرکاش وان ہو کر اپنا بواہ کرنے کے یوگیہ ہوئے ہیں پر نو سرب اوسمھاس میں ایک رس ہو کر بھی ان کو انو بھو کر کے سویم ان کا دیشیہ نہ ہونا یہ اس اتم دیو کی ہی ولکشن و جھوٹی ہے اور ایک خاص متکار ہے۔ یہاں اس اوسمھاس میں من بدھی اندر سے آدمی کے اپنے بل گیان ستا اور سو ندر یہ کی قلعی شکل جاتی ہے۔ یہ ٹھیک ٹھیک پتہ لگ جاتا ہے کہ کس کی ستا اور جپتیتا سے یہ ستا وان اور گیا

بھگت ہے بیسے طہیتے۔ اس سو شستی اوستھا میں اس بھگوت گیان کا نام شرتی نے پر اگیہ رکھا ہے کیونکہ یہ اسے
 لورن گیان سے لویت ہوتے ہیں پر تو سر و تھا اگیات اوستھا میں پہنچ جاتے ہیں اور ان کو جانے کے لئے یہ بھی
 آدی وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے جیسے کہ جگنو سور یہ کا پرکاش کرنے میں سر و تھا اسمرکت ہے اور ان بھاروں پرکاش
 اسی میں کھو جاتا ہے وہاں وہ اپنے آند سر و پ میں کاڑھ بھاو میں لین ہوتا ہے دکھ کا نام نشان تک وہاں نہیں
 ہوتا اس لئے شرتی اس کو آند بھگت نام سے بھارتی ہے جس کا ارتھ ہے آند کا بھوگتا۔ اس اوستھا کو دیکھی کان
 روپ آبادھی کے سمت سے سو شستی کہہ سکتے ہیں اور اگیان ہی کارن دیہہ ہے۔ یہی یہاں پر شستی دیکھی بھید
 بھی نہیں رہ گیا بھر بھی جاگرت میں آکر دیکھی بھاو میں اپنے کو دیکھنے والے چھوٹی درشتی سے ایسا کہا گیا ہے اس
 سو شستی اوستھا ہی کو شاسر و اس میں پرکاش لے یا جا پر لے کا ایک چھوٹا سا نمونہ کہا گیا ہے۔

ایسا مت سمجھو کہ کیوں اس اندر کال میں ہمارے اوستھا سو شستی میں ہی یہ پر اگیہ نام جو ہوتا ہے بلکہ دیہہ کی
 اتنی سے پہلے جیکے دیہہ بند و پہلے بھوگتا سے ایک مادہ تک کا اتا کے گر بھ میں ہوتا ہے تو وہاں بھی اس پرکار کی
 کاڑھ شستی کی اوستھا ہوتی ہے اور جس پرکار یہ جو سو شستی سے سوین اوستھا جاگرت میں کرم سے آتا ہے اسی پرکار
 اپنی اتا کے گر بھ میں ایک سے دوسری اوستھا میں سے گزرتا ہوا اور کئی تیل وک بھی کرم سے پرگٹ ہوتا ہوا ایک اوستھا
 سے دوسری اوستھا میں آگے آگے چلتا جاتا ہے اور یہ اس آتم دیو کی وچتر سیر اوستھا کا وچتر چٹکار ہے۔ کیوں
 اتنا ہی نہیں کہ گر بھ میں کئی دن کے توٹھڑے میں ہی یہ سو شستی کی اوستھا کا الوبھو ہوتا ہے بلکہ بنی بھتروں اور بھی
 پرکار کے متو پر وہاں کھیلنے لگا لوؤں کے شری میں بھن بھن پرکار سے اس پرکاش کی اتو و پتا کو بھی کچھ تھوڑے
 تھوڑے بھید کے ساتھ الوبھو کرتا ہے۔ یہاں پر اس کی اس سیر کا نام آدی بھوگت ہے سو شستی سیرے جس کی بات

اس پرکار اوستھا تک۔ آدی بھوگت اور آدی دیو کی سیر بھی اس بھگوت گیان کی ویکھی سیرے جس کی بات
 اور کے سیکھیں کچھ اشارہ کیا گیا ہے۔ اس میں سے ایک ایک سیر کو کہنے کے لئے بھن بھن و گیان کی شاکھ میں ہیں۔
 جن کو $psycho-soma$ (ذوالوجی پرانیوں کا گیان) $psycho-soma$ (سائیکا لوجی - سو و گیان) - بیا لوجی
 $psycho-soma$ (ارتھات جیووں کے شریوں کی بناوٹ کا گیان) $psycho-soma$ (منز لوجی)
 وہاں اور گیانوں کا گیان - بالوٹی (سنتھہ) یعنی پودوں کا گیان - بیا لوجی (دھاتو پراک کا گیان)
 اتنا کہ انیک پرکار کی ساتیٹی کہا جاتا ہے۔ ان سب شاسروں کے جو وچتر رہیہ ہیں سب کے سب اسی بھگوت گیان
 کے ہی چٹکار ہیں۔ یہ سب کی سب دیو یاں اپنی اپنی جگہ ہر ایک سمندر صبی بھیر ہیں جن کا ورنن اس چھوٹے طے سے گرتھ میں
 کرنا بھو نہیں۔ یہاں اس دیکھی بھاو ارتھات جو بھاو میں یہ آپا سنا کرنے کا ادھیکار ہی ہوتا ہے اور اس آپا سنا بھا
 کو بھی سویم اس جتین دیو نے سویم اپنی لیکھا کو پوگٹ کرنے کے لئے آبادھی روپ سے سو بھارت کیا ہے۔ اس سے اُنکر شٹ اور اوچی
 آبادی کی سیر آپا سیر روپ ایشور بھاو کی سیر ہے اور جہاں یہ بھگوت گیان ایشور یا پوجیہ بھاو کی سیر میں ہے اور وہاں
 یہ بھگوت گیان ایشور یہ اور پوجیہ آبادھی بھی اہت نکشوں سے آروپت ہوتا ہے۔

یہاں تک اس بھگوت گیان کی ادھیات تک آدی بھوگت اور آدی دیو کی سیر کا ورنن ہوا جس سے
 سیدہ ہوتا ہے کہ بھگوت گیان ہر پرکار کی آبادھی میں پرگٹ ہو کر بھی سر و پ سے سر ودا سنگ ہے۔ آپا سیر اور آپا س
 بھاو آبادھی کے کارن ہی ہیں نہیں تو سر ودا اذیتہ شدہ تو ہی ہے جس کارن سے جو بھاو کی سیر کو سادہاں لوگ
 پرکش روپ سے جانتے ہیں اور سو شستی ارتھات ایشور بھاو کی سیر کو پرکش روپ سے نہیں دیکھتے اس لئے اپنی

دستی بھاؤ کی سیر کو ہی منت بنا کر سسٹھی ایشوری بھاؤ کی سیر کا پتہ لگتا ہے۔ چونکہ یہ دستی اسٹول دیہہ وراثت نمونہ ہی ہے اور اسی کا پرتیک ماتر ہے اور جس پر کار منشیہ کا دیہہ کئی اسٹول انگوں کا سمو دائے روپ ہے اسی پر کار دیہہ بھی سرب پرانیوں کے تشریروں کا سمو دائے روپ ہے۔ اور سرب دستی تو اس سسٹھی کا انگ ہی ہیں۔

پیشکش ۵۵ بھگون! یہ منشیہ دیہہ تو پرکش روپ سے ہم انیک انگوں سے یکت دیکھ رہے ہیں۔ وراثت کا دیہہ تو ہم کہیں نظر نہیں آتا۔ اس سے وپریت ہم کو آکاش والو سورہ جذرا گنی جل پر تھوی۔ منشیہ پوچھتی آدی بھن بھن پدارتہ الو بھو ہوتے ہیں بھلا یہ کیسے ایک دیہہ ہو سکتے ہیں کر پا کر کے کھول کر سمجھائیے؟

دراثت پیش

اثر۔ پیارے! اس سارے برہانڈ کو سمجھنے کے لئے اور بھگوت روپ سے اس کی اپنا کر نیچے لے اسے ایک در کہا گیا ہے جس پر کار انیک انگوں کا سمو دائے روپ یہ دیہہ ہے اسی پر کار ہم تم کو بتلائیں گے کہ کیسے یہ سرب پرانیوں کے دیہوں کا سمو دائے روپ ایک وراثت پیش ارتھات سسٹھی دیہہ والا ہے۔ دھیان پوروک سمجھنے کی چشیا کرو۔

پرتھوی کے گونے کے سب طرف پانی ہی پانی ہے۔ کچھ تو سمندروں کی شکل میں اور کچھ بادلوں اور گیہوں کے در میں اس پر تھوی منزل کو سب طرف سے پانی ہی گھیر رکھا ہے۔ پھر اس جل کے بھی سب طرف گرمی اور آگ کا گھیرا ہے اس کے اوپر والو اور پھر والو بہت آکاش اور اس سے بھی سوکشم آکاش در آکاش کا گھیرا ہے یہ سارا مل کر وراثت ایک دیہہ ہے۔ اس سسٹھی سروپ کا ابھیما فی ایک ہی جپن دیو ہے جس کو دیشوا انزام سے شاستروں میں ورن کیا گیا ہے اس کا در شبانتو روپ ایک پیازو جس پر ایک کے نیچے دوسرا پردہ اسٹول سے اسٹول چڑھا ہوا ہے ایسے ہی ایک کے دوسرا پردہ ہا بھوؤں کا اس پر کار ہے جیسے مانو دیہہ جو کہ انگ روپ سے بھن بھن ہوئے پر بھی سمو دائے روپ سے ایک ہے۔ سائنیدالوں (دیگیا کوں) نے اس کی کھوج کر کے اُن کا ورن بڑے دستار سے کیا ہے فہمی اُن کا بھید ایسا جیسا کہ منشیہ کے بھن بھن انگوں ہاتھ پاؤں آدی کا بھید ہے۔ جس پر کار سرب انگوں کا سمو دائے روپ سے بنا ہوا منشیہ دیہہ ہے اسی پر کار ان پنج ہا بھوؤں اور پانچ بھوتک دیہوں سے بنا ہوا ایک وراثت شریہ ہے جس کی شاریہ کی کھوج وید لوگ اوسندہان دوارا کیا کرتے ہیں۔ جس پر کار سرب انگوں کے ملے اور اُن میں بھوتک اتن رس اور دھات نمک لوہے آدی سے یہ شریہ بنا ہوا ہے جو اسے ونستی دھات ملا کر لے ہیں اسی پر کار ان سرب پرانیوں تمقا جڑ جپن ورن کا سمو دائے روپ یہ وراثت شریہ ہے۔ تم نے جو یہ کہا ہے کہ پرتھوی جل اگنی والو آکاش اور پرانیوں کے دیہہ بھن ہیں تو پھر یہ ایک وراثت دیہہ کیسے ہو سکتا ہے اس کے لئے تم یوں سمجھو کہ کسی کے بھن بھن ہاتھ پاؤں آدی اور دوسرے بھن بھن انگوں کے دیکھنے پریدی ہیں کوئی کہے کہ تم نے کیا دیکھا تو ہم یہی کہیں گے کہ ہم نے فلاں پرش کو دیکھا ہے بھن انگوں کا ہم ورن نہیں کریں گے کہ ہم نے ہاتھ پاؤں آدی دیکھے۔ اسی پر کار رجکت کے بھن بھن پدارتھوں کے دیکھنے پرش گیا تو ان اس سارے برہانڈ کو ایک وراثت پیش کا دیہہ ہی دیکھتا ہے۔ جیسے سرب انگوں کے میل ملاپ سے ایک کا دیہہ کہلاتا ہے اسی پر کار سرب پنج بھوتک سسٹھی دیہہ روپ انگوں کے سمو دائے کا نام وراثت پیش کا دیہہ ہے۔ سرب برہانڈ کے سسٹھی دیہہ کی آپا دھی سے سویم وہ جپن آتا ہی تد ابھیما فی دیشوا نہ کہلاتا ہے۔ پید پتی یہ وراثت ایک گوئے کے سماں ہی ہے پر نتو داستو میں اس کھن کا ابھیر لے گوئے کی بھانٹی گول سدھ کرنا نہیں کنتو ہاتھ پاؤں کے کھبے پر رکھا ہوا جیسے منشیہ کا دیہہ ایک گوئے کے سماں ہی ہے ایسے یہ وراثت دیہہ بھی ایک منشیہ دیہہ کی آکر تی کے سماں

ہر کرتی رکھتا ہے چہرہ و رات دیر میں دیو موک ایک کھوٹری پر بہت استھیاں - والو پران - ندی نالے ناروی سموہ - سورج چندر
نکستہ منڈل شری کے چھوٹے ٹمٹے انگ - بنسپتیاں اور درکش روم اور کش - انتر کش پیٹ - پرستوی پتھر آدمی چرن - تھاکر
اندکے سمندر اس کا دستہ کھل آوی ہیں - ایسے اور بھی انگو کی کلنا کرلو - یہ سارے کا سارا ایک وراٹ دیہہ ہے جو کہ کچھ
گیان سرورپ آتا کی سستی آسول آبادی ہے - اور اسی آتم دیو کی جاگرت اور سقا کی کریر استھلی (کھیل کامیدان) ہے -

سائینس دانوں کی سمجھ سے باہر

وگیان کی کھوج کر کے یقینی اس وگیان کے دودوانوں نے بہت اُنتی کی ہے اور کئی پرکار کے نئے نئے آوشکار (ایجادیں) بھی
کئے ہیں پر تو ان کو یہ وشیش رہیہ ابھی تک بدھی میں نہیں آسکا کہ یہ سرب پر ہانڈ ہی وراٹ بھگوان کا ایک دیہہ ہے ہیں
ایک کونہ چلنے کا کارن ان کی سند یہی ہے کہ انتہات یہ تو ان کی سمجھ سے باہر ہی ہے - ان کے دچار میں تو پرستوی جبل
یج آدمی تو بھن بھن ہی ہیں اور انہی پر بھر دسہ کر کے وہ آگے نہیں بڑھ سکے - یقینی حیوتش شاستر نے اس بھگوانک سنا
کو نکستروں کی نشیت گئی کے آدھن ہی کتنے گئے ہیں - اور کئی دوسرے شاستر کاروں نے اس لوک کے مانتا پتا سے بھن
پتری لوک کے مانتا پتا سے پتروں کو بھی سیدھ کیا ہے پر تو وہ بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکے - ان سرب دودوانوں کو
وراٹ کے کچھ انگوں کا تو گمان تھا ہے پر تو پورے پورے وراٹ دیہہ کا پورا پورا حال معلوم نہیں کر سکے - برہم دیا
کے آچار یہ یہ بتاتے تھا کہ وراٹ پرستوں سے کیونکہ پرستوی میں بیچ بولے پرستیتی اور ان آدمی آگئے ہیں اور پرستوی
لا کوئی بھاگ جلا دینے پر یا جہاں چلے ہوئے کے سناں کلر کی بھوی ہوئی ہے ان آدمی کی اُنتی نہیں ہو سکتی اور پرستوی جاں
پر بھر ہو جاتی ہے جیسے کہ حیوت پرش کے دیہہ میں کیش روم آدمی آگئے ہیں اور چلے ہوئے بھاگ پر نہیں آگئے اس پرکار
کلر آدمی کا ہونا پرستوی کی پیاریٹلی ہیں اور وہاں پیداوار (بچ) نہیں ہو سکتی اس لئے بھوی میں ان آگئے کی شکتی یا چون
کے کش پائے جاتے ہیں اور یہ سب کا اُلٹو سیدھ ہی ہے -

جس پرکار پرستوی میں ان آدمی کے آچن کرنے کی شکتی ہے اسی پرکار اس میں ان کو پچانے کی دھم کرنے کی شکتی بھی دیا
ہے - کیونکہ جو کچھ اس کے اندر دبا دیا جاتا ہے وہ تھوڑے ہی سمیہ میں ہی میں سما جاتا ہے اور اسی کا سوپ ہو جاتا ہے -
جیسے کہ بھوجن ہمارے شریر کا انگ بن جاتا ہے اور اس سے اتنی رکت اس میں بھیتریا پر یورتن کے کارن بھوپال
آدی بھی آتے ہیں اور لاوا آدمی بھی نکلتا ہے جیسے کہ ہمارے پیٹ میں دکار ہونے لگتے آدمی ہو جاتی ہے اس سے
گیات ہوتا ہے کہ اس میں کر یا شکتی اور اچھا شکتی بھی آدیاں ہے - ستاروں میں نیم الو سار کر یا ہو رہی ہے جیسا کہ
ہمارے ہرے اور ناٹلوں میں ہر سمیہ کر یا ہو رہی ہے - اس سے بھی یہی سیدھ ہوتا ہے کہ وراٹ شریر کے بھیتریا حیو
شکتی و دیان ہے جو پرش اس وراٹ بھگوان شریر کے روپ کا ذھیان پوروک منن کرتا ہے وہ جان سکتا ہے کہ
ورشا آندھی بجلی کا گرنا - ستاروں کا لٹنا ایسا ہی کسی حیوت پرش میں ہی سمجھو ہے نہیں تو حوط و ستوما تر تو کچھ تا تر
بھی بل نہیں سکتی اور گمان تھا کر یا ددلوں اچھا دپ سے اس میں موجود ہیں کیونکہ یہہ پری ورتن سمجھا وک ہوتے تو
ننو نتر سوتے ہی رہتے - اور جبکہ نتیہ نہ ہو کر کسی کال وشیش میں ہی ہوا کرتے ہیں اس لئے یہ وراٹ بھگوان کے اس
سستی دیہہ کے حیوت ہونے میں ادھک دستار سے جاننے کی اچھا ہو تو ایسی آوشکتی پڑے پر سنکیت کے کچھ گزرتو
کا گورو دوارا آدھن کرنا چاہئے - اس چھوٹے سے لیکھ میں استھان کا اُردو ہونے سے اتنے پر ہی سنتوش کیا گیا ہے -

۱۰۰

پیشکش یہ بھگون میں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے استغول شریک کے سان یہ وراث دیہ بھی حیوت ہی ہے پر تو ہمارا
جیون کا منت تو ہمارا کو شتم دیہ ہے۔ مجھے بتلایے کہ افس وراث دیہ کا کو لسا کو شتم شریک ہے جس سے وہ جیون پر اپنی
کرتا ہے۔

سوترا تاپا برہنہ گریہ اور اوبھکت

اترے پیارے اچھے آپدیش سے تم نے یہ جان لیا ہے کہ یہ ہمارے دینی دلیہ کے سامان ہی دراط روپ سمنہ
دلیہ بھی جیوت ہے اور جس پر کار نہیں اتر کر ان دراط دو اور دلیہ تھا اندرونی میں شکی پاپت ہوا کرتی ہے فی
اس دراط دلیہ کو بھی شوتر آتا یا ہرنیہ گر جھ روپ ششی سو کشم دلیہ سے ہی شکی پاپت ہوا کرتی ہے جس پر کار ششی
اپنے انشکر ان دو اور سوچتا سمجھتا ہے اور شکلیہ ششی جن جن اور اس دینہ پر اینگ کم کا ادھیکار کرتا ہے اسی
پر کار ششی دراط پرش بھی اپنے ہرنیہ گر جھ روپ ششی انہ کر ان دو اور ششی کے لئے شکلیہ کیا کرتا ہے
نیونکہ دونوں آپا دھیوں میں ایک ہی دھیر ششی آتم دیوکیان سروپ کی کام کرتی ہے اور اس سدھانت میں لایا
شستر بھی سمیت ہے اور کئی آچاروں لے بھی اسی سدھانت کو شاستری پھاؤں دو اور اسیدھ گیا ہے کہ اس
بھوت اکاش میں ہمارے آچار نئے نئے بندوں اور کر یا کے سو کشم اور ششی اتھو اسنکار اور ششی روپ
سے رہتے ہیں۔ (آج تو ریڈیو۔ واسرلس۔ ٹیلی ویژن۔ رگم۔ موفن۔ ٹیپ۔ ریکارڈ اور سینا آدمی دو اور بھی یہ بات
سب کو تکش ہو گئی ہے۔ اور جس پر کار ششی میں منشیہ کا انشکر ان سرو تھا جڑا و سھقا میں رہتا ہے ہی پر کار
دراط کے ہرنیہ گر جھ روپ ششی انہ کر ان کی بھی جا پر ہے میں دلیہ ہی او سھقا ہوتی ہے جس کو اس بدھیا سے
نہ جان کہ کیوں مشا ستر دو اور ہی جان سکتے ہیں۔ یہ او دیا کی بھی بھوت او سھقا ہے اس کو سنکیت میں ادیا کر
کہتے ہیں۔

ہے۔
 ان رتی سے یہ سیدھا ہوا کہ سمسٹھی اسٹول کوٹھم اور کارن اپادھی بھی سر و سٹھا و شسٹھی اپادھی کے سمان ہیں
 اور منشیہ کا یہ اسٹول وہیم وراث کے سمان ہی ہے اسی کارن سے وہ و ان لوگ اس منشیہ کو نہ مانتے کا ہی سر و
 ہونے سے نہ کو نارائین کا روپ بتاتے ہیں اور یہیں یہ یون و شو اس کرنا چاہیے کہ جس پر کار و شسٹھی اپادھی میں
 جمو کی تین اوستھا جاگرت آدمی ہیں اسی پر کار سمسٹھی روپ میں بھی اس گمان سر و یں کی میں ہی اوستھا یا روپ
 شسٹھی اپادھی کے کارن سے ہیں۔ وہاں باہر کا اسٹول اپادھی سے وراث۔ سو کوٹھم اپادھی سے سر نیہ کر کے
 اور کارن اپادھی سے او یا گرت یا گمان کی گھنی بھوت اوستھا ہے۔ اور ان کے نیتر آدمی سورج چندر آدمی
 ہیں۔ جاگرت میں اس وراث پر ش کی سیر اپنے نیتر روپ سورج میں ہوتی ہے۔ اوستھا یہاں ہی اس کا درشن سورج کا
 راجد ہانی میں کرنا چاہیے کو نہ یہ بھوت وراث پر ش کا چکھو ہے۔

و شیشہ آبا دھنی میں اس بجگوت گیان کی بیلی سیریں بتایا تھا کہ اس کا پہلا درشن پچھلے کے جنم کے ساتھ ساتھ جاگرت کالی میں آنکھ میں ہی ہوتا ہے اس پر کار عطا بجگوان جب اپنی پرنیہ گریہ اور سہتا سے استھول بجگوت کے آثار میں پرگٹ ہوتے ہیں تو ان کا پہلا درشن شودرے میں ہی ہوتا ہے اور یہ درشن جگت پرگٹ ہو جاتا ہے۔ اسی کارن شری بجگوت جاگرت اوتھتا میں اس کا استھان سورج منور کرتی ہے اور استھان پیمکا ایک سورج کے ساتھ منور کہے ہی اٹکا دھیان آدی کیا کہے میں یہی آدی لگا لگا کیوں کے اوس سورج میں بجگوت گیان کا پہلا درشن جیتا کا ہوتا ہے پر تو جیسے و شیشہ اور سہتا میں جیتن دیوانیہ گیان اندریوں میں پکار

ہی تھا اسی پر کار خیزین دیکھنے جاکر دیر میں گئی جل والو آدمی میں بھی اپنا سا کشت کار کرتے ہیں ان کے دارا کی ویش جگت کھن بھن کاریوں کو بھی پورا کرتے ہیں جیسے کہ کھیتوں کا پھنا۔ پھلوں کا رس پر اپت کرنا آدمی اسی سور یہ روپ آگنی اور چندر ما آدمی کے دواں ہوا کرتا ہے۔ برہمن لوگ اسی کارن سے آگنی میں ہی ہوی (آہوتی) دیا کرتے ہیں اس سے یہ سدھ ہوتا ہے کہ دراٹ بھگوان اپنے ویش و شیش کاریوں کو اپنی سوکشم انگوں سے ہی کیا کرتے ہیں جیسے کہ ویشٹی جیو کی اوستھا میں بتلایا جا چکا ہے اور سب کو اس کا پرکشش الو بھو بھی ہے۔ اس کا دستار روپ سے ورن ویشواتری و دیا میں بھن روپ سے کیا گیا ہے جو کہ ایک ٹھن ہی اسکی دستار کاوشیہ ہے۔

سرشن ۵۹۔ بھگون! آپ کی کرپا سے اس شمشٹی ویشٹی آیا دھما روپ جگت میں بھگوت گیان کی ایک ادوتیہ روپتا کے ویا یک سدھانت کو بار مبارکمرن کر کے آشپر یہ ہو رہا ہے۔ کہ یا بحر کے اسے اور ادھک دستار پور وک کچے کہ کیے ایک ہی بری پورن شمشٹی اندر باہر کام کر رہی ہے اور جن جن کاریوں کا ہونا ہم سے بھونہیں وہ ہمارا ہی گیان سر وپ آتا کیے کر رہا ہے یہ ذرا کھول کر سمجھائیں تاکہ مجھے درطرح لکھنے ہو سکے۔

جگت کی لہجہ کا کرم

اثر۔ پیارے اس سدھانت کو سمجھنے کے لئے تم کو اس ویشواتری کا وید گیشن کرانیں گے جس کو سمجھ کر تم اس سدھانت کو ہلی پر کار سے سمجھ جاؤ گے کہ کیسے ویشٹی شمشٹی بھمی کاریوں کو کرنے میں ایک ہی بھگوت گیان سمان روپ سے سمرتہ ہے کلینا کر و کو تم اذکار (منق) لکھنا چاہتے ہو اس کے لئے تمہارے انتہ کرن میں اچھا روپ ایک مانک کر یا ہوگی پھر منوراج یا کلینا شمشٹی سے شمشک (دماغ) میں اس کی ایک آ کرتی ہے گی اسکی انتر بیٹوں اور مانکلیوں میں شمشٹ روپ کر یا ہوگی اور قلم بڑا کرم اسی شکل میں اذکار کو لکھو گے جو تمہارے دماغ میں ہی تھی۔ تب اتنی کر یا کے انتر ہی تمہاری شتی کا غذا یا سلیٹ پر وہ اذکار دکھائی دینگا۔ اسی پر کار جب باہری جگت میں تم چاہتے ہو کہ فلاں دستو آئیں ہو اور پرگٹ ہو کر ہمارے سامنے آئے تو تمہارے شمشٹی سر وپ میں برہنہ کہ بھ روپا نہ کرن میں پہلے اچھا شمشٹی کام کر لگی پھر وراٹ کے شمشک پر (دیو لوک میں) اس کی درسنا می سوکشم آ کرتی ہے گی کہ فلاں دستو بننی چاہیے پھر چندر ما اودتارے منڈل کی کرلوں کے دوار استھول و بھومی روپ تختی پر بیچ کر آکاش رتھوی جھل آدمی چار بھوتوں کی قلم سے جل مٹی آدمی سے تیار کی ہوئی سیاہی سے اس کی آرتی اتنی سوکشم روپ سے بنے گی کہ آتیں ہو سے پہلے اس کی پریتی ہونا سمجھو ہے۔ اس پر کار وہ دستو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس پر کر یا سے یہ بھی سدھ ہوا کہ جس پر کار ہم اپنے شمشک کے اوسار اذکار لکھنے کے لئے اپنے انگوں کو کام میں لاتے ہیں اسی پر کار تمہارا یہ سوکشم پرکار سر وپ آتا شمشٹی آبادھی سے ایشور کہلاتا ہوا جگت کے سمجھی پدارتھوں کو آتین کیا کرتا ہے پرنتو جیسے ایک بچی کو ہاتھ سے چلانے سے تھوڑا تھوڑا آتا ہے ہوا دکھائی دے جاتا ہے پرنتو ایک بڑی بجلی کی جل سے اتنی دیر میں ہی سینکڑوں ہزاروں من آتا ہیں جاتا ہے اور اس کے اس جلدی کام ہو جانے سے ہم آشپر یہ گرست ہو جاتے ہیں اسی پرکار اس پر کرتی کے کارخانے میں بھن بھن پرکار کے انیک پدارتھ ایک ہی سمیہ ہماری ہی جہان ہو گیا تھی سے بننے چلے جاتے ہیں پرنتو دونوں میں ایک ہی شکتیان کام کر رہا ہے۔ بھگوان یہ کہ کیا لکھنا پڑھنا اور کیا لکھنا تھی سے بننے چلے جاتے ہیں پرنتو دونوں میں ایک ہی سمیہ میں ہی انیک پرکاری ویشٹی۔ کھن پدارتھ دوسرے ویشٹی کاریہ اور کیا اس شمشٹی جگت کا کارخانہ جس میں ایک سمیہ میں ہی انیک پرکاری ویشٹی۔ کھن پدارتھ (معدنیات) دھاتیں اور جراثیم۔ سویدج۔ (نڈ اور اذ بھج چاروں پرکاری سر شٹی اسی بھگوت گیان کے شمشک سے

ہی پور و کھت پر کرپا کے اوسا رہی بنتی جارہی ہے اور بن بکر اور کچھ کال تک کھت رہ کر اسی او یا کرت سرب
 میں وے پوتی چلی جارہی ہے اور یہ کھیل سدا جاری رہتا ہے۔
 پرنو ایک شری سبندھی کرپا کو کرتے ہوئے تو اسی گیان سروب کا نام تو جیو ہوتا ہے اور سمشٹی جگت کی چٹا
 آدی کرنے پر اسے ہی ایشور کہا جاتا ہے۔ یہ سرب و بھو تیاں اور ان کے کارن۔ اس جگت کے بھن بھن پدارتھ۔ ان
 کے بھن بھن نام اور ان کی الگ الگ سامگری جیو اور ایشور کی بھن بھن اوستھاؤن میں بھن بھن ہیں۔ پرنو ان سرب
 و بھو تیوں اور چٹکاروں میں ایک ہی و بھو تی مان اور مہا داما اور سرو نام روپ دہاری ایک ہی نام رہمت
 اور روپ و آکا رہمت زاکار سروب مہارہی سویم پر کاش جتینہ آتا ہے۔

شمشی و شمشٹی جگت میں ایک ہی جتینہ رہتا ہے

ایسا سنشہ مت کرو کہ کھائی پڑھائی آدی تو ہم پرکش روپ میں کیا کرتے ہیں اور اس سرشٹی کے ان سبھی کاروں
 کو کرنے والا کوئی دوسرا ہی جتینہ ہم سے بھن سرب کیمان ہوگا کیونکہ شمشٹی جگت کی کرپا میں ہماری شکتی سے باہر ہیں۔
 ایسی شکتی کرنا آجت نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا رہسیہ ہے جس کو تم بنتیہ اپنے سوین اوستھا میں اوبھو کرتے آئے ہو
 کیونکہ وہاں سوین کی کرپا ایک تہاے جتینہ سروب ہی ہوتی ہے۔ پھر بھی وہاں اپنے کو دیہہ دہاری سمجھ لینے سے
 ہی بھان ہوتا ہے کہ ہم تو الپ کیمان ہیں اور باقی سارا جگت کسی دوسرے شکتیمان پر ماتہ کی ہی رچتا ہے اور اسی
 پریت ہو نا بھی ایک تہاے ہی بھگوت گیان سروب کا دلکش چٹکار ہے۔ برہم و دیا کے آچار یوں کاٹھن ہے
 کہ سامر تھ شبد میں ارتھ شبد کا شبد ارتھ دھن کے علاوہ چاہنا بھی ہے۔ اس سے جس میں کسی کام کرنے کی پوری
 شکتی ہو تو اور اسے جیا چاھے کر دکھائے اسے ”سمر تھ“ کہا جاتا ہے۔ پہلے اس کے لئے وہ سنکلیپ کرتا ہے پھر
 اپنی اچھا پوری کے لئے اسے اپنی ہی شکتی سے پرگٹ کر لیتا ہے اسی کو سامر تھ یا دوسرے شبدوں میں ادھیکار
 بھی کہا جاتا ہے اور دوسری بھاشہ میں اسی کو اختیار بھی کہا گیا ہے۔ کسی کاریہ کے لئے پہلے شبدہ ہونے کا
 لئے کر کے ہی منش اس کے لئے پالنے یا چھوڑنے کا سنکلیپ کیا کرتا ہے اور پھر اس کے گرن یا تیاگ کی اچھا پوری
 ہے۔ جہاں پر سنکلیپ اپنے ویشٹی انتہ کرن کے سبندھ سے پہلے ہی شمشٹی انتہ گرن یا ہرنیہ گرن میں اٹھتا ہے اور
 ویشٹی انتہ گرن کے سبندھ کے بنا ہی کام پورا ہو جاتا ہے تب اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ ہمارے ادھیکار یا مہتہ
 سے باہر ہے۔ در شطانت میں یوں سمجھو کہ سوین کال میں سوین جگت کو بھگوت گیان اس جاگرت دیہہ کی آبادی کے
 بنا ہی اپنی کلپنا شکتی سے آتین کر لیتا ہے اور منشیہ کے اچھے برے سنکلیپ یا اچھا کے آدھین نہیں ہو پاتا اس کو اپنی
 سامر تھ ادھیکار سے باہر کہا جاتا ہے۔ واسٹو میں یہ سوین سے جگت کی رچنا بھگوت گیان میں سنکلیپ روپ باگا
 سے ہوتی ہے اور اس وچتر رہسیہ کے کارن ہی منشیہ ادھیکار تک ادھی بھو تک اور آدھی دیوک سرب پرکار کی رچنا
 کو اپنے ادھیکار ادھیکار سے باہر سمجھتا ہے۔ واسٹو میں سرب کا کارن روپ سب کا اور سرشٹا ہونے
 سے سب کچھ اسی بھگوت گیان کے سامر تھ ادھیکار سے ہی ہوتا ہے اور یہ اس بھگوت گیان کی وچتر شکتی کا ہی
 رہسیہ ہے کہ منشیہ اپنے سروب سے بھن اس ساری رچنا کو کسی اپنے سے بھن دوسری ستا کے آدھین سمجھتا ہے
 اس رہسیہ کو سمجھنے میں بڑے بڑے بدھیا لوں کی بدھی بھی حیران ہے۔ اس پرکار وراٹ بھگوان کے اس شمشٹی جگت
 کی آہتی میں بھی پہلے شمشٹی انشکران ارتھات ہرنیہ گرن میں سنکلیپ اٹھتا ہے اور اس کے انگوں سولج آدی سے

ہی اسے پورا کرتا ہے پرنو و شمشٹی اوستھا میں سنکلیپ پیلے و شمشٹی انہ کرن میں اٹھتا ہے اور اس و شمشٹی دیہ کے انگوں
دوارا اس کو کاریہ روپ میں لایا جاتا ہے۔ یہی کارن ہے کہ باہر جاگرت میں جگت یا سوپن جگت کے کام سادھاں پتی
سے ہماری سامر تھیں سے باہر پر تیت ہوتے ہیں اور دوسرے کئی و شمشٹی کاریہ ہم کو اپنے ادھیکار میں گیات ہوتے ہیں
اس سے بھن دوسرا کوئی کاریہ نہیں۔

ایک جیتن میں آیا دھی کرت بھید

برہم و دیا کے آچاریوں کا تھن ہے کہ ید پی سنکلیپ یا اچھا شکتی جو کہ انہ کرن کی برتی یا سپھرن کا ہی دوسرا نام
ہے انہ کرن میں ہی اٹھا کرتی ہے پرنو اس میں پریرک اور ستا دینے والا بھگوت گیان ہی ہے اس آبادھی کا کارن
اسی کو اچھا یا سنکلیپ کرنے والا کہا جاتا ہے۔ انہ کرن کو نہیں کہا جاتا۔ منشیہ آدی جیو وں کے ہرے سے و شمشٹی سنکلیپ اٹھا
کرتے ہیں اور ہرنیہ گر بھ سے شمشٹی سنکلیپ اٹھتے ہیں۔ ان دو بھن بھن انہ کرن کے کارن ہی بھگوت گیان کے بھی
بھن بھن دو نام ہوتے ہیں و شمشٹی اوستھا میں ایسے جیو اور شمشٹی اوستھا میں اسے ہی ایشور کہا جاتا ہے جیسے کہ لکھنے کے کام
سے ایک ہی آدمی لکھاری یا لیکھک اور سلائی کا کام کرنے سے اُسے ہی درزی کہا جاتا ہے کیوں اوستھا وں کے بھید ہونے
سے نام کا بھید ہے۔ ویکتی روپ ادھشتان دونوں میں ایک ہے۔ گریاؤں کے بھید سے نام میں بھید ہو جانا سو بھاوک
ہی ہے۔ اسی پرکار ایک ہی بھگوت گیان شمشٹی و شمشٹی انہ کرن کے بھید سے اسی کے جیو ایشور دو نام ہو جاتے ہیں۔
واستو سدھانت میں آیا دھی کو منھیا شتے کر دینے سے جیو اور ایشور کے لکشیہ ارتھ برہم میں کینت اتر بھی بھید نہیں دونوں
کا واسطہ روپ ایک ہی ہے۔

پریشن نہ بھگون! آپ کی کیا بات ہے تو میں سمجھ گیا ہوں کہ ایک ہی بھگوت گیان انیک آبادھیوں کے کارن
ہو کر بھان ہو رہا ہے پھر ایسے کو اور دوسروں کو بھی اٹھو کر رہا ہوں۔ سارے ویکتی بھن بھن ہی تو بھان ہوتے ہیں پھر
شمشٹی اوستھا میں ایک ہی بھگوت گیان کہہ دینا تو بنتا نہیں۔ اور آبادھی بھی تو ست ہی معلوم ہوتی ہے جو کہ ان کو
بھن بھن کر کے دکھا رہی ہے۔ اس لئے کرپاکر کے پھر سمجھا دیں کہ تیسے ان سب میں ایک ہی ستا دیا پاک ہے!

اہم شبد کا ارتھ

آتم۔ پیارے! آچاریوں نے اس سدھانت کو پہلی پرکار سے اٹھو کر کے جو ایتھا کا سدھانت پرتی پادن کیا ہے
وہ ویکتی اور پرمان کی کسی پرتی پورا اترتا ہے اور وہ سنیہ ہے۔ تیری سوکشم بدھی کے نہ ہونے سے تجھے اودیت میں سنکلیپ
نہیں ہو رہی۔ ایک ہی بھگوت گیان جیو اور ایشور دونوں وچہ روپوں میں لکش ارتھ یا ادھشتان روپ سے موجود
ہے۔ دھیان دیکر سنو اور گہرے وچار کے بعد اُسے دھارن کر دو۔ آچاریوں کا کہنا ہے کہ جس پرکار اچھا تو انہ کرن
کرتا ہے جو کہ جیتن کی ستا ہے ہی ایسا کر سکتا ہے اور جیتن سروپ کی شکتی اور پرکاش کے بنا کچھ بھی نہیں کر سکتا اور
کبھی یہ جاتا ہے کہ میں اچھا کرتا ہوں۔ اس سے میں یا اہم
ہی پرتی و شیش ہے۔ اہم روپ سے پرکٹ ہونے والی انہ کرن کی پرتی کا نام ہی اینکار ہے۔ وہاں بھی اس اہم
روپ برتی کا ادھشتان یا لکشیہ گیان روپ آتم ہی ہے کیونکہ بھگوت گیان جب اپنے و شمشٹی بھاو سے ایک ویکتی کے
انہ کرن میں سپھرن پیدا کرتے ہیں تو اسی سپھرن کا نام اینکار ہے اور سادھاں بول چال میں اسے اہم یا میں کہا جاتا

اور اس میں "شد اور میں" کے اسکار والی برتی کا لکشیہ اوتھ کیول ایک جتنی سروپ آتمہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں درشتانہ صنو۔ تم کو اس سے آسانی سے سمجھ آ جاوے گا۔ شد تو بانی کا ہی دکار مارتے ہے اور اچارن روپ کر یا بھی گنہ کار جو آدمی کے دوار پر گٹ ہونے والے دیکار ہے۔ اس اچارن کا ادھشتان اور ایدان کارن والو ہی ہے پرتو والو روپ بران کے سندھ سے ہی اچارن ہوسکتا ہے اور اس شد کا اوتھ تو وہ ہے جو کہ کوش اور نرکت شاستریں نیچے کیا گیا ہے جیسے گھوڑا "شد کا اوتھ ایک چوپایہ پشو ہے اور اچارن کیا ہوا گھوڑا شد تو والو کا دکار مارتے ہے جو کہ گنہ کار آدمی دوار پر گٹ ہوا ہے پھر بھی گھوڑا "شد سنتے ہی ہمیں ایک پشو ویش کا گیان ہوتا ہے۔ ایسے ہی اہم روپ سے انتہ کرنا کا پریم تو برتی سروپ ہے اور اہم شد دھونی روپ سے دیکو کے موڑ توڑے پر گٹ ہوا ہوا اکاش کی شد تن ماترا روپ ہے پھر بھی اہم شد کا واسطو اوتھ نہ تو برتی ہے اور نہ دیکو بلکہ اس کا لکشیہ اوتھ شد گیان سروپ جیتنیہ آتا ہی ہے جو کہ انتہ کرنا کا پریرک اور ستادینے والا ادھشتان سروپ ہے۔

دیش کال اور دیکتی بھید سے جتنی سروپ انیک نہیں ہو جاتا

یہ بھی سمجھو کہ اگر ایک دیکتی کا نام رام ہے اور کوئی ایک یاد میں آدھی اکٹھے یا باری باری سے اُسے رام کہہ کر پکاریں تو رام نام کا دیکتی جو کہ اس شد کا نامی یا اوتھ ہے وہ ایک ہی رہتا ہے انیک نہیں ہو جاتا۔ چاہے اس کو کم دہی میں پکاریں یا بلبی میں آج پکاریں یا کل۔ مدھیم سور سے پکاریں یا اونچے سور سے۔ اتنا ہونے پر وہ رام سب دیش کال منت اور دھونی بھید سے نیکت نہیں ہو جاتا یعنی انیک پر کار کا نہیں ہو جاتا ایک ہی رہتا ہے اسی پر کار انیک یاد ہو دیش کال منت اور استھان دھونی بھید سے وہ میں روپ شد اور برتی کا لکش آتا روپ جتنی تو تو ایک ہی رہتا ہے وہ بھن بھن نہیں ہو جاتا۔ جس پر کار رام اور شام میں میں روپ برتی کے بھن بھن ہونے پر بھی ان کا لکشیہ اوتھ گیان سروپ آتمہ ایک ہی رہتا ہے اسی پر کار بھن بھن انتہ کرنا اور ہرنیہ گر بھ روپ ممشئی انتہ کرنا کے بھید ہونے پر بھی میں روپ برتیاں تو بھن بھن ہوسکتی ہیں پرتو ان کا لکشیہ اوتھ ایک ہی گیان سروپ آتمہ ہی ہے اور یہ تو سب دوداؤں کو پرکشش ہی ہے کہ دیکھی ایا دھمی میں کہے گئے اسی آتمہ کو ممشئی روپ میں پر ماتمہ کہا جاتا ہے ددول نام ایک ہی تو کے ہیں یہی "میں" روپ بھی برتوں کا ایک ماتر لکش اوتھ گیان سروپ برہم ہی ہے پرتو بھگوت گیان کے وچتر جینکار اور دہسہ کے کارن جس انتہ کرنا میں میں روپ برتی سے اپنا آتمہ لکشیہ روپ سے الو بھو ہوتا ہے اسی انتہ کرنا کے گنوں اور دھرموں کے ساتھ اس کا ادھیاس ہونے سے اسی میں اہم بھاؤ نیچے کرتا ہے اور اسی استھول برہم کو اپنا آپ سمجھتا ہے اور اسی میں درٹھ اہم بدھی کر لیتا ہے۔ اسی ادھیاس کے کارن بھن بھن مشرروں اور انتہ کرنا کے منت سے بھگوت گیان بھی انیک بھان ہوتے ہیں۔ جس انتہ کرنا میں جتنی ماترا اگیان کی اوھٹ ہے اتنی ماترا میں ہی اس کا ادھیاس اس میں درٹھ ہے اور اسی کے کارن ایسے کو جتنی سروپ برہم سے بھن جان کر استھول سے استھول اور گھور سے گھور ادھیاس میں چلا جاتا ہے۔ ایک ادھیاس اگیانی اپنے کو دیہہ ماننے لگتا ہے کیونکہ اہم روپ آتمہ کا استھول دیہہ سے کلیتہً تادتم سندھ بنا ہوا ہے اس لئے وہ اپنے کو استھول دیہہ ہی سمجھتا ہے اور بھی گہرے اگیان کے کارن اپنے سندھوں استری پتر آدمی میں ممتو بدھی اتنی درٹھ ہوتی ہے کہ ان کے دیکھ سکھ ہانی لا بھ کو اپنا ہی دیکھ سکھ ہانی لا بھ ماننے لگتا ہے اور انھیں میں اپنا بننا سمجھتا ہے ان کے جیون سے اپنا جیون اور مرنا سے اپنا وناش مانتا ہے پرتو شست پرش اور دنیا کے آدمی شاستروں کے سدھانت کے جلنے والے ان کا سوا دھیائے اور متن کرنے والے نہ تو

اپنے کو ہی استھول دیہہ سمجھتے ہیں اور نہ تیرا ستری آدمی سے اپنا واستوک سبندھ ہی مانتے ہیں بلکہ ان سب کا سواری اپنے کو چوروپ سے سوچا کر کرتے ہیں اور گیان کو من کا دھرم سمجھتے ہیں پر نتو گیان سروپ آتمہ اپنے کو نشے نہیں کرتے یہی کارن ہے کہ پورن گیان اپنے آتم سروپ کا نہیں کر پاتے پھر بھی دوسرے سادھارن کوئی کے پرشوں سے آگے بڑھے ہوئے دوان اور شیشٹ کہے جاتے ہیں۔

پورن بودھ کا ایام

پرنو جن ہمارے پرشوں کو پورن منوشدھی شاستری لشکام کریم آپاسا کے انوشٹھان سے پراپت ہوئی ہے اور شاستر وچار گوڑو ویکتی دوارا دید کے گیان کاند کے سبہانت الوسا اتم کالکشن ارتھ شدھ گیان سروپ نشے ہوا ہے اور سفیہ رہیت جن کو یہ گیان ہو چکا ہے کہ یہی گیان سروپ برہم ہی ہمارا واستوک سروپ ہے کیول ادھیاس کے کارن ہی استھول سو کشم شری اور ان کے دھرم اپنے میں کلیت روپ سے پریت ہوئے ہیں واستو میں ہمارا ان سے کچھ بھی سبند نہیں ایسا درٹھ بودھ رکھنے والے ہی واستو میں تو دیتا ہیں کیونکہ اپنی ہمارے پرشوں کا آورن بھلی پرکار سے لذت ہوا ہے۔ یہ رہیہ اس پرکار کا ہے کہ جیسے ندراکال میں جب ہماری جاگرت دیہہ کے سمان ہی نئی سوین می آکر تہی بن جاتی ہے تو ندراکال روپ دوش کے کارن ہم اسی کو اپنا سروپ سمجھتے ہیں اور اس سے اپنے کو ابھن نشے کرتے ہیں اور اسی سے اپنا تاد اتم سبندھ ہو جاتا ہے اور سوین میں سوتے ہوئے بھی وہاں اپنے کو ایسا الو بھو کرتے ہیں جیسے کہ جاگرت میں ہوں واہیہ اندریہ اور گو لکوں اور وشٹیوں سے سبندھ نہ رہنے کے کارن سوین او سٹھا ہی ہوتی ہے جاگرت نہیں۔ کیونکہ باہری اندریوں اور وشٹیوں سے سبندھ چھوٹے کا نام ہی تو ندراس ہے۔ جاگرت او سٹھا بھی آتما کا ایک آبادھی ہے اور اس میں واہیہ اندریوں سے وشیدہ گرہن ہوا کرتا ہے۔ اسی کو جاگرت کہا جاتا ہے وہ بھی شدھ سروپ آتمہ میں ادویت ہی ہے یہاں سوین او سٹھائیں اس آتما کا سوین رجت اندریوں سے کلیت سبندھ ہوتا ہے اس لئے اس کے دھرموں کو اپنا دھرم ماننے لگتا ہے۔ اور سوین او سٹھائیں بھی سوین دیہہ سے ہونے والے کلیت سبندھ کے سمان جاگرت او سٹھائیں جاگرت دیہہ کے ساتھ کلیت سبندھ ہوتا ہے اور سوین کے سمان ہی وہی انتر کرن سے کلیت سبندھ ہو جاتے ہیں اپنے کو ایسا سمجھنے لگتا ہے کہ میں جو ہوں اور یہی ابھیان وچار میں ہونے کے کارن درٹھ ہوا ہوا ہے اور جب اسی وشٹی انتر کرن سے اپنا سبندھ توڑ کر شمشٹی انتر کرن ارتھات ہرنیہ گرہہ کی دیہہ کلیت سبندھ بنا کر اسی سے ابھیان کرتا ہے تو اس سبندھ کے کارن وہاں کے شمشٹی استھول دیہہ ارتھات برات میں بھی اپنا ابھیان کر لیتا ہے جس کارن سے وشٹی شمشٹی انتر کرن اور استھول سو کشم دیہہ سے (جو کہ جاگرت اور سوین میں ہوتے ہیں) تاد اتم سبندھ کلیت ہے واستوک نہیں۔ اسی طرح جاگرت میں بھی وشٹی دیہہ سے اپنے انتر کرن کے پیچھے اور چھوٹے پن کی آبادھی کے کارن تم کو یہ ابھیان ہو رہا ہے کہ میں جو ہوں ارتھات تم اپنے کو آپاسک روپ سے گرہن کر رہے ہو۔ جو کہ کلیت ابھیان ہی ہے۔ اور جب تم اس وشٹی پیچھے انتر کرن کو چھوڑ جاتے ہو اور شمشٹی انتر کرن ارتھات ہرنیہ گرہہ سے کلیت ابھیان کرتے ہو تو اس وقت شمشٹی ابھیان کرنے کے کارن ہم ایشور سروپ ہیں۔ ایسا ماننے لگتے ہو جس کارن سے شمشٹی وشٹی انتر کرن اور جاگرت سوین کے استھول سو کشم شریوں سے کلیت سبندھ ہی ہے مینھا نہیں۔ اس لئے اہم کا شدھ لکشدھ ارتھہ گیان سروپ آتما ہے جو ان سے اسکا اور شدھ ہے یہی کارن ہے کہ جب تو دیتا اس سبہانت کو بھلی بھانتی الو بھو کر لیتا ہے تو اس کا ”اہم برہما سنی“ روپ سے درٹھ پچے شدھ سروپ میں

ہو جاتا ہے اس میں درشتاوت یہ سمجھو کہ جیسے ربتوں میں سرپ کا بھرم ہوتے سمیت یہ سرپ ہے "ایسا پرکش روپے بھان
ہوتا ہے بدی وہاں یہ اور ہے" اسی کا ہی سروپ ہے تو بھی اس میں یہ سرپ ہے "ایسا بھرم ہوتا ہی ہے۔ اسی پر کار
کا لکشیہ ارتھ تو ہر اوستھا میں گیاں سروپ آتا ہی ہوتا ہے تو بھی تشبیہی اوستھا میں "میں منشیہ ہوں" یا سمیت ہی ہے
"میں حراٹ ہوں" ایسا بھرم ہوا کہ تاسے۔

پریشان ۱۶ بھگوان جب کہ شمش اور وشی بھی آیا دھیوں میں آتا روپ ادھشتان ایک ادوتیہ ہونے پر بھی بھرائی
سے میں منشی ہوں یا میں ذراٹ ہوں ایسا بھرم ہوا کرتا ہے تو پھر شدھ سر روپ کے بودھ کا کوٹنا اور سر (موتو)
ہوگا۔ اور اس کا آیا ہے کیا ہے اور جب تک وہ اوستھا پر اپن نہ ہو تب تک جگیا سو کو کیا کرتا چاہیے ؟

یثرون کے منتظرین نہ تھے اور انہیں یہ ایسا نہ لگا کہ ادھیکاری میں بھید

آٹر۔ پیالے۔ اس بالے میں آچاریوں کا یہ کتھن ہے اور ہمارا اپنا اٹو بھو بھی ایسا ہی ہے کہ سادھن سمین ہو کر جب یہ سادھک ددھی سے گور و مکھ سے مہا واکہ کا اُپدیش کی گئی سمیت سُناتا ہے اور بہت کال تک اس کا نرنتر مابھیا س کرتا ہے یعنی متن اور ندھیا س کا پرواہ جاری رکھتا ہے تو ایسے دیر گھ کال کے ابھیا س سے اس پر تر یا اوستھا آجاتی ہے اس وقت یہ جیو پنے کا ادھیا س جیون کال میں ہی چھوٹ جاتا ہے اس لئے ساکشات کار سے پور و اوتھم جگیا سو کو تو اس کا متن ندھیا س کا پرواہ جاری کرنا چاہیئے اور جس کی اتنی سوکشم بدھی نہیں اور بھادونا اور شر دھا پر دھان ہیں ایسے مدھیم کو ٹی کے جگیا سو کو شتوا دی بھرم کی ریتی سے پچدیشی کار سوا و دیارانیہ کے کتھن اُتو سار انہگرہ آپاسنا کا ابھیا س جاری کرنا چاہیئے اس کھات گور و دوارا اتوم اسی مہا واکہ کے اُپدیش کے اُتو سار میں برہم ہوں ایسا شچ پورن شر دھا اور در دھتا پور وک کر کے اس کا ابھیا س نرنتر دیر گھ کال تک کرنا چاہیئے اور انا تم جین کو پاس نہ بھٹنے دے اس سے مویم ہی سُر وپ ساکشات کار اوشیہ ہو جاوے گا۔ اور ابھیا س کی در دھتا سے پورن آستھتی اس میں ہو جاتی ہے۔ اسی کارن ہی اس انہگرہ آپاسنا میں لگانے کے لئے وید میں ذکر منتر کا اُپدیش کیا گیا ہے۔

گاتیری منتر و دارا الهنگره ایاسنا

”اوم بکھو ر بکھو سنوہ نت سوستر ورینیم بھگرگو دیوسیہ دھی می دھیو لونہ پرچود مات“

ॐ भू भवः स्वः तत्स्वीत वरेण्यम् भार्गो देवस्य धीमही धियो यो नः प्रचोदयात् ॥

جس کا ارتھ یہ ہے کہ "جو حیوانی سرورپ آتمہ سورج میں پرکاش کر رہا ہے وہ جتن سرورپ ساکشی میرا ہی آتما ہے۔ میں ہی وہ ہوں۔ ایسا میں دھیان کرتا ہوں" اس کے الومار اسنگرہ اپاسنا کا ابھیا س کرنے سے یہ ایا دھی بندھن والا حیوان اپنے جیو ہے سے اٹھ کر شدھ رنگن سرورپ سے اپنے کو نیچے کرتا ہے۔ اس ابھیا س کے نیچہ (پرنگ) سا اخلا دی بھرم اور وسواد دی بھرم دو پرکار کے بھرم ہیں۔ رنگا جل میں نہ جان کر بھی رنگا جل کی بھاوانا کرنا وسواد دی بھرم ہے اور جنما جل رنگا جل کا بھاوانا کرنا وسواد دی بھرم ہے پہلے بھرم والا پاس جا کر اسی رنگا جل کو ہی پراپت کر لیا پرنندو دوسرا جنما جل کو۔ اسی پرکار اسنگرہ اپاس بھی بھاوانا کی پرہتا سے بنائی ان کے ہی شریعہ کی جاتی ہے اور اسی پھل کو پراپت کراتی ہے جو کہ منن ندھیاسن کے ابھیا س سے ہوا کرتا ہے۔ کیوں ادھیکاری بھید ہے پھل دونوں کا ایک ہے ۛ

ہو جانے پر یہ دیہہ ادھیاس بہت حد تک کھین ہو جاتا ہے کیونکہ اس ابھیاس کے پر بھاو سے یہ دیہہ ادھیاس الٹی ہی بربل ہو جاتا ہے اور گورو دوارا اُپدیش کئے گئے جہاں کیہ نت قوم اسی کا اہنگ برہم اسمی روپ سے ساکشات کار ہو جاتا ہے۔

پیشکش - ۶۲ بھگون! اس گاتیری منتر کا سینٹ ارتھ ذرا کھول کر سمجھا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ کیا کارن ہے کہ کچھ لوگ گاتیری منتر کا اوشمٹھان کرنے والے بھی اس ساکشات کار کو کیوں پر اپت نہیں کرتے جبکہ آپ اس کو سروپ ساکشات کار آپائے بتلا رہے ہیں۔

گاتیری دوارا اہنگرہ اپاسنا ہی ستمارتھ اپاسنا ہے

اتر - پیارے! گاتیری منتر جو کہ ہم ویدک دھرمی لوگوں کو بال اوسمٹھائے آرتھ سے ہی دیا جاتا تھا اور جو لوگ منتر سے اسی اہنگرہ اپاسنا کی طرف لے جاتا ہے اور جو سنکیشٹ روپ سے اسمی کا ارتھ پہلے کہہ آئے ہیں اسمی کو کچھ کھول کر کہہ دیتے ہیں۔ "میں اس تجھے سروپ برہم آتمہ کا دھیان کرتا ہوں ارتھات آتم روپے جنت کرتا ہوں جو کہ منتر میں انتر نامی روپ سے موجود ہو کر اُس کی پریرنا کرتا اور ستا پر دان کرتا ہے وہی ہمارے انتہ کرتن میں پریرک انتر نامی روپ ہو کر ہمیں پریرنا کر رہا ہے۔"

آج کل کی نئی انجی سبھی کو اپانے والے لوگ اس پر کار کی اپاسنا سے گھبرنا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ انھوں نے دوشی لوگوں سے سنا ہے کہ ایسا برہماتم بھاو کا اہم روپ سے جنت کرنا ایشور سروپ کا ابھیان ہے وہ لوگ سوچیں اس گمان سے بالکل ناواقف اور ابلان ہیں اور اُن کے سنکار چرکال سے ان میں بھی پڑے آئے ہیں۔ اُن لوگوں کے نیچے اوسار تو آپے حرد سے بھن کوئی اپان منو کلیت ہی نرگن سروپ برہماتم ہے اسمی کو اپنا آزاد دھیہ اور شٹ دیوانتے ہیں اور اسمی کا دھیان جنت آدمی کرتے ہیں۔ اسی بھید اپاسنا اور شٹجی کلیت سروپ سے ایشور کی اپاسنا ہے۔ سیتہ اور واستو سروپ کی اپاسنا نہیں۔ اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ کلیت وستو کی سنا ہوتی ہی نہیں اور جو اوپر دکھلائی گئی گاتیری منتر دوارا اہنگرہ اپاسنا ہے وہی ابھید اپاسنا ہی واستو اپاسنا ہے اور وہی سیتہ برہم کی اپاسنا ہے اور اسمی میں سجاوشو اس کرنے سے پورن آند تھا مکی پر اپت ہو سکتی ہے۔ اس وستیہ میں ابھی اور زیادہ کہنے کی آوشکتیا نہیں کیونکہ ادھیکار کے اوسار ہی کسی کو کچھ کہا جاتا ہے جس پر کاروشٹھی آپادھی ارتھات جو بھاو میں بھگوت گمان کا کلیت سمبندھ ویشٹھی انتہ کرن اور کھول دیہ سے ہوتا ہے اسمی پر کار ایشور بھاو میں شٹشی انتہ کرن اور وراٹ دیہ سے بھی کلیت سمبندھ ہوا کرتا ہے۔ پھران میں سے پر کرنی روپ آپادھی کے نتیجہ انش تو اپکار کہلاتے ہیں اور دوسرے "اپکار" کہلاتے ہیں یہ آپادھی اپکار اور کچھ شٹ دی اپکار یہ ہیں۔ اپکار کو آگر اہک اور اپکار یہ کو آگر اہیہ بھی کہتے ہیں۔ شٹو یہ آدمی میں پہلے گمان شکی کا سنا ہوتا ہے اور کچھ آدمی میں تو اُس کے دوارا ہی سنا ہوا کرتا ہے۔ اس کارن سے وراٹ کا ہر انگ جس بھومی مرتکا پھر آدمی بھی اپکار ہوئے سے پوجیہ ہیں اور اس درشتی سے وہ اپاسنا کے یوگیہ ہیں کیونکہ وہ واستو میں وراٹ پرش کے انگ ہیں جو کہ اپاسنا سروپ ایشور کی آپادھی ہے اس لئے اسی ہر وستو کی پوجا اسمی ایشور کی پوجا اور آزاد مٹھا ہے اسمی کا آدر اور ستکار ہے۔ اُسے ہم مورتی پوجا کہہ کر گھرناد نفرت نہیں کر سکتے بلکہ آسے ہم ایشور کے وراٹ روپ دیہ کا انگ سمجھ کر اُس کی آمادھنا کرتے ہیں۔ یہ سادھک کے ہر دیہ

میں پریم بھاد بڑھانے کا اوقتم سادھن ہے۔ یدی اُسے ہم اُسی پر ماتم دیو کے دراٹ دیسہ کا انگ سمجھ کر چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے میں
آدی میں بھی اُسی ایشور کا دھیان کر کے اُس کی آرادھنا اور پوجا یا ستکار کریں تو وہ ہمارے لئے ایکاری ہی ہیں کیونکہ
دیو اُس روپ میں وہاں درشن دے رہے ہیں۔ دیکھو جب ہم کسی منشیہ کا درستکار کرتے ہیں تو اُس کے چروں کو ہی چھوڑ
کے لئے اس کے آگے جھکتے ہیں۔ اور جب اُس سے کچھ لینے کے لئے اچھا کرتے ہیں تو اُس کے نیتروں سے نیتر ملا کر اُس کے آگے
پراستھنا کرتے ہیں۔ ہم چروں میں جھکتے۔ اور پُرسش کرنے سے چروں کے پجاری اور آنکھوں کو دیکھنے سے آنکھوں کے پجاری
نہیں ہو جاتے۔ اسی پرکار ہم سورج کی طرف مکھ کر کے اُپاسنا کرنے سے سورج کے اُپاسک نہیں بن جاتے اور پرتھوی کی
بنی ہوئی مورتی کے آگے سر جھکانے سے مورتی اُپاسک نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس پرکار چروں کو چھوٹے یا اس کے سامنے جھکا
سے ہم اُس پُرسش کا ہی آدر کر رہے ہوتے ہیں اور چروں کی جگہ یدی ہم کسی اور شری کے انگ کو چھوٹے تو اُٹا اس کا انا دار
اپان ہی ہونگا۔ چروں کو چھوٹا ہی بھگوان آدر ہے۔ اسی پرکار دراٹ بھگوان کے چروں اور بھگوان کے چروں اور بھگوان کے چروں سے پراپت
سمجھ آدی کی مورتی کسی خاص دیوتا کی بنا کر اُس کا پوجا منسکار آدی کریں تو اُسی دراٹ پُرسش۔ ایشور۔ کی ہی اُپاسنا
ہوگی پُرسش کی نہیں۔ یدی کوئی نہیں کہے کہ چروں میں جھکتے سے چروں کا پجاری ہو جاتا ہے اور چروں والے کا پجاری نہیں ہوتا تو یہ
اُس کی مور کھٹا کا ہی پرمان ہوگا۔ ایسی شنکا کرنے والے اُس پُرسش کا پورا گیان نہیں رکھتے اور نہ ہی اُن کو یہ گیان ہے
کہ اُس پُرسش کے چروں میں جھکنے ہی واسطو میں اُس پُرسش کی پوجا کرنا ہے۔ اسی پرکار جب ہم پرتھوی اور اس کے کاریہ ہم
آدی کی مورتی کی طرف اُن کو دھسی و ت بھگوان روپ سے پُرسش کر کے پوجن اور آرادھنا کرتے ہیں تو اب بڑی دلی
ودیشی لوگوں کے سنسکاروں سے یکت یہ لوگ ہم کو مورتی پوجک اور پُرسش کے پجاری کہہ کر آکشیپ کرتے ہیں پر تو ہم جانتے
ہیں کہ وہ لوگ اس دراٹ پُرسش کے سروپ کو نہیں جانتے یہ تو بھگوت کی واسطو آرادھنا کے ہی گنجیہر رہسیہ ہیں اور یہ اُن
اُن سے ناواقف اور ابلخان ہیں۔

ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ اپنے کو ویدک دھرم کے انویائی ماننے والے بھی کئی لوگ اُن کے اس پرکار کے آکشیپوں سے
بیک کر سنارگ سے بھٹک جاتے ہیں۔ ہمارے شاستروں میں جو بھگوت اُپاسنا کے نیم ہیں وہ سب گیان کا نڈ کے آدھار
ہی ہیں اور ویدوں سے لئے ہوئے ہیں اور ودیشی لوگ اُن کو نہیں جانتے کیونکہ بھارت کے لوگوں نے بھی سنسکرت پُرسش
چھوڑ دیا ہے اور انگلش آدی ودیشی بھاشاؤں میں بھی انا تم شاستروں کا ہی پھٹن پاھن کرتے ہیں اس لئے سچے اور سچے
سدھانت کو نہ سمجھنے کے کارن اُٹا ہی پرچار ہو رہا ہے۔ اس لئے بھارتیہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ادھیاتمک شاستروں
کا گورو مکھ سے سوا دھیائے کریں اور اُن کو منن کر کے یہ جاننے کا یتن کریں کہ ستیہ کیا ہے اور متھیا کیا ہے۔

سگن اور زگن اُپاسنا

بھاد یہ ہے کہ ویدوں میں ہم پر یہ سیدھ ہوا ہے کہ اُپاسنا دو پرکار کی ہے سگن تھنا زگن اُپاسنا۔ جس کا
سے بھگوت گیان کی آدھی دیو کی اور آدھی بھوت سیر میں ہم نے یہ سیدھ کیا ہے کہ بھگوت گیان جگت کے ذرہ ذرہ
(کن کن) میں اور روم روم میں ودیمان ہے اور ہر ایک نام اور روپ اُس کی ہی منو می اپادھی ہے اس لئے
گیان پر ماتم روپ ہونے سے سرب کا واسطو آتم سروپ ہے اور وہی ہر ایک میں استھت ہے اس کارن
مورتی اتھوا شبد روپ سے اُس کی اُپاسنا سگن اُپاسنا ہے (اونکار آدی کے منن سے اس کا دھیان شبد
اُپاسنا ہے) اسی کا نام سنکرت گرنٹھوں میں پر تیک
اُپاسنا کہا ہے اور زگن اُپاسنا تو اہم

اسی" لٹچے کے بنا ہو ہی نہیں سکتی اس لئے ایک ہی بھگوت گیان روپ برہم آیا دھمی یکت ہوئے سے سگن ہے اور
 آیا دھمی کا بادھ کر کے وہی زرگن ہے۔ (بادھ کر کے کا ارتھ آیا دھمی کو متھیا لٹچے کرنا ہے) زرگن آیا سنا تو اہنگ
 برہم اسمی کے درٹھ اھیا س کرنے کا ہی دوسرا نام ہے اور سادھن روپ سے وہی اہنگرہ آیا سنا کہلاتی ہے۔ ان
 دو پرکار کی آیا سنا کے بنا تیسرے پرکار کی کوئی آیا سنا تو اہنگ برہم اسمی کے درٹھ اھیا س کرنے کا ہی دوسرا
 نام ہے اور سادھن روپ سے وہی اہنگرہ آیا سنا کہلاتی ہے۔ ان دو پرکار کی آیا سنا کے بنا تیسرے پرکار کی
 کوئی آیا سنا منو کلیت یا بناوٹی ہی ہوگی۔ واستو نہیں۔ اس لئے جو لوگ در بھاگیاہ وش سگن آیا سنا میں تو نوتی
 آیا سنا کا اکتیپ کرتے ہیں اور زرگن آیا سنا میں ایشور ہے کا اھیاں اور ایشور کی برابر ہی کہہ کر اے نہیں کرتے اور دونوں سے دور رہتے ہیں۔ ان
 کے سبھی اکتیپ اور شیکا میں اگیان کے کارن ہی ہیں اس لئے بڑا دھارن۔ وہ اپنے کسی منونیت دھنگ سے کسی کلیت دستو کو لیے کا تین کرتے ہیں
 کوئی ہوا کو متھیں میں لینا چاہے اور سب کے سینگ سے دھنش بنا نا چاہے اور سو میں ملے ہوئے خزانہ سے امیر بننا چاہے۔ ان دونوں
 کا نام ماترہ ہے پر نوتو دستو ہاتھ میں کچھ بھی نہیں لے کیونکہ ان کا استو ہی نہیں ایسے لوگ تیر اچھا ہونے پر بھی اس کی برائی سمجھ ل
 ہی ہے اس کچھ بھی پر اپت نہیں کرتے اور جن لوگوں نے ان سگن اور زرگن آیا سناؤں سے جن کوئی منو کلیت طریقے نکالے ہیں ان کی
 آیا سنا ایسی ہی بھل دیگی جیسے کہ پانی بلو تھرا کھن پرستی کی اچھا رکھنے والے کو ہوا کرتی ہے۔ انھوں نے ایسے بکشی بکولنے کے لئے جال بھیلانے
 ہیں جو سرشتی میں آتین تو نہیں ہوئے پر منو کلیت کاروں نے ان کے نام اور سگن اپنی پسوں میں کلنا کر رکھے ہیں جیسے کہ منقا اور ہا
 کہے جاتے ہیں جن کا تین کال میں ہی نہیں استو نہیں اور جو لوگ ان کو اپنے وش میں لانے کے لئے انھیں اپنے جال میں پھنسا
 چاہتے ہیں وہ سدا ہی خالی ہاتھ رہیں گے کیونکہ وہ دستو جس کا تین کال استو نہیں ہے نہیں وہ کیسے کسی کے ہاتھ آوے
 اس لئے جو جو گرنہ جتنا جتنا وید کے واستو ک سدا ہانت کے در دھ ہیں وہ ایشوری بانی ہرگز نہیں ہو سکتے باصل
 بناوٹی ہی ہیں اور جس اتش میں وہ ویدک سدا ہانت کے اوکول ہیں اتنے اتش میں ہی وہ ماننے لگیے ہیں اور آدر کے لگیے
 ہیں انھیں وید کا ہی انو واد سمجھ کر ایشوری بانی کے اوکول سمجھو۔ اس لئے اس اوپر لکھے آیا سنا کے طریقے کو چھوڑ کر جتنے
 بناوٹی طریقے آیا سنا کے ہیں نہ تو وہ بھارتھ ہیں اور نہ ہی ان کو اپناے سے موکش کی آشا کی جا سکتی ہے۔ اوپر لکھی ویدک
 زرگن اور سگن آیا سنا ہی ایشوری آیا سنا ہے اور جس کارن سے سگن آیا سنا میں آیا دھمی بھید سے آیا سنا دیو کے اکار
 کھن بھن ہیں اس لئے ان آیا دھیوں کے کارن بھگوت گیان کے نام اس اس آیا دھمی کے اوسار وہ وہ اس کا
 دیوتا کہلاتا ہے جیسے کہ جل کی آیا دھمی میں پر گلی ہونے والا وہی پر ماتم دیو ورن دیوتا کہلاتا ہے اور اسی آیا دھمی میں اگنی دیوتا
 اس پر کار انت نام اور آیا دھیان اسمی آدمی دیو ک روپ میں سگن سروپ آتما کی ہیں وہاں وہی ایک ہی پر ماتم تورا
 ان ناموں سے آدمی دیو روپ آیا دھیوں میں آیا سنا ہے۔ اسی پرکار بھی میں سمجھ لو۔

پرکشن ۶۳۔ بھگوت! آپ کی کرپا سے یہ تو میں سمجھ گیا ہوں کہ ایک ہی حقین دیو ستمشی سروپ میں آیا سنا اور
 دیشی روپ میں آیا سنا بھاو سے اسحق ہے اور دونوں کا ادھشتان ایک ہی شدہ برہم ہے۔ بھلا یہ آدمی
 دیو اور ادھیا تم آدمی پر لے کال میں کس روپ میں رہتے ہیں اور پھر نئی سرشتی میں جیوں کی کیا اوسحقا ہوتی ہے۔
 ان جیوں کو یوں روپ سے موکش کی پرستی کیسے ہو سکتی ہے۔

اگر پیارے۔ تم نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ وہ آپ ہی نما اور آپ ہی نارائن ہے اسحقات دہی آیا سنا اور
 دہی آیا سنا ہے اور یہ اور آیا دھمی میں تو ہو ہی نہیں سکتی ادھشتان میں ہی ہو سکتی ہے اور یہ بھید آیا دھمی کے منت
 سے متھیا بویار روپ ہی ہے جیسے کہ پہلے بتا آئے ہیں کہ آدمی دیو روپ میں وہی آیا سنا اور ادھیا تم روپ میں وہی

آپا سگ ہے۔ مہارستوں کا یہ سدھانت پورن شر دھا کے لوگ یہ ہیں اس میں ان شر دھا کبھی مست کروا دیتی ہے اس کا بھوا یہ ہے کہ جس پر کار جاگرت اوس تھا میں منشیہ میں ایک گن اور کرم دکھائی دیتے ہیں ایک پر کار وراٹ بھگوان میں بھی سرب گن اور کرم ہیں۔ اور جب وہ وراٹ دیہہ سے ابرام ہو جاتے ہیں تو سور یہ آدمی پانچ بھوتک آبادھیوں سے سرو تھا اپنا سبندھ تیاگ کر اپنا پورا پورا ادھیکار ہرنیہ گرجہ روپ سمشٹی انتہ کر میں کر لیتے ہیں جیسے کہ جاگرت سے سوین میں جانا ہوتا ہے۔ بھید اس میں یہ ہے کہ نہ راکل میں تو استھول دیہہ سے باطل کنار انہیں کر جاتے اور ان آدمی دوارا بھگوت گیان کی ستابی رہتی ہے برتو یہاں تو وراٹ روپ استھول دیہہ سے پورا سبندھ ہی چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ پچھلے جنم کے دیہہ کو تیاگ کر یہ جو اگلے جنم کے دیہہ کو پراپت کرنے سے پورب کی سوکشم اوس تھا میں ہوتا ہے۔ یہاں یہ بھی اس وراٹ دیہہ کو چھوڑ دیتے ہیں ارسھا اس کو پورب وراٹ ستانہ ملنے سے یہ وراٹ دیہہ استھت نہیں رہ سکتا اسی کارن اس اوس تھا میں برتھوی چند سور یہ آدمی ہو کہ وراٹ کا دیہہ بنے تکال نشٹ ہو جاتی ہیں اس اوس تھا کو پر لے کہا جاتا ہے جس کارن سے بھگوت گیان سروپ کی سیر اس اوس تھا میں سمشٹی سوکشم شرک۔ ہرنیہ گرجہ میں ہوتی ہے یہاں پر نرک سورگ آدمی کی وچتر گتی اور جیوں کے کرموں کا بھل اور اس کا بھگوان اور دھرم راج کا نیا ہے۔ نار کی شریریوں کو گھور سے گھور یا تنائیں کشت ورتی آدمی اودان لوگوں سے ہونے والے دھمکے اور ان لوگوں اور دیو لوک کے بھوگ سب کا سب تماشہ اتنا ہی سچا برتیت ہوتا ہے جتنا کہ یہ لوگ۔ برتو یہ سب کچھ اسی وراٹ سنکپ روپ آبادھی کی رچا ہے جس سے پر لوگ آدمی بن کھڑے ہوتے ہیں جن کا ورن دو سوکرم شاستروں میں رتا سے ہوا ہے۔ اسی کا نام پر لوگ گتی ہے۔

پر لے کے انشر کا ورن

اب اس اوس تھا میں بھگوت گیان کے آدمی دو سوکشم آبادھی کے کارن دھرم راج دیم راج (مرتو دیوتا آدمی نام ہوتا ہے۔ اس سمشٹی سوکشم سروپ کا نام ہی شرتی سو تر آثار کھتی ہے اود یہاں تجوئے شریریوں کا ہی سارا کھیل ہوتا ہے۔ اس سمشٹی سروپ کو ہی ہرنیہ گرجہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس اوس تھا میں سرب استھول جگت کا وناش ہو کر سوکشم تجوئے روپ استھتی ہوتی ہے۔ یہ اوس تھا اتنی ہی چر استھائی ہوتی ہے کہ کئی وود والوں نے اسے سیر اور ستیہ تک کہہ دیا ہے اس میں اس استھول جگت کی اپکشا بہت وچتر اور ولکشن اوس تھا میں ہوتی ہیں۔ یدی ان کا یہاں ورن کیا جائے تو کشت لوگ بھی انہیں آسانی سے نہیں مانیں گے۔ سادھارن لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ کیونکہ وہاں کی رچا اتی وچتر ہے اس لئے ہم نے اس میں سے کیوں آوشیک اور سگم اوس تھا وں کا ہی ورن کیا ہے۔ جب بھگوت گیان اس سنکپ میں سمشٹی سوکشم اوس تھا کو بھی تیاگ دیتے ہیں تو وہ کارن اوس تھا میں سیر کے لئے پہنچ جاتے ہیں اس اوس تھا میں تجوئے میم راج آدمی بھی اپنے نرک سورگ آدمی بہت و لے کو پراپت ہو جاتے ہیں۔ اس اوس تھا کا نمونہ ہماری لکھی ہوئی شاستری ہے۔ اس اوس تھا میں جاگرت کا استھول جگت اور سنکپ میں سوین اوس تھا کا سوکشم ویشٹھی سمشٹی جگت سب کا سب و لے ہو جاتا ہے اور سب کا سب اسی سگن پر نام سروپ میں ولین ہو جاتا ہے اور بیج روپ سے کارن روپ سے کارن اوس تھا میں و دیان رہتا ہے۔ جیسے بیج میں پودے کا پورا ورتش اور شیہ روپ سے و دیان ہوتا ہے اسی لئے اس اوس تھا کو اویا کرت یا سرب استھول سوکشم کا بیج روپ کہا جاتا ہے۔ اسے سمشٹی کارن شرک بھی کہا جاتا ہے۔ بھاویہ کہ سمشٹی کار یہ روپ استھول

سوکشم کا اُس میں ولے ہو جانے پر کارن روپ سے ہی ودیمان رہتا ہے۔ سپٹا روپ سے پریتی نہ ہونے کے کارن ہکو
 ادیا کرت کہا جاتا ہے اب اسے ہی انتر تم **प्र-तर-तम** اور گہیہ اتی گہیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سارے وسار
 کا بھادو ہے کہ کل تین ہی اوستھیا اور تین ہی اُس کے ابھیما ہی ہیں اور پھر وہ دو دو پرکار کے سمشٹ و شمشٹ بھید سے
 ہیں۔ و شمشٹ میں ان کا نام و شوشیہ اور پرگاہ ہے۔ اور سمشٹ میں دیشوا زہرہ گرہ اور ادیا کرت ہیں۔ اس پر ہانڈ
 روپ اُپادھی کو ایک ایسا گولہ سمجھو جس کا اوپر کا آدھا بھاگ تینوں بھاگوں میں اور نیچے کا آدھا بھاگ بھی تین بھاگ میں
 بٹا ہوا ہے اوپر کے بھاگوں کو آدھی ویلک کہا جاتا ہے جو کہ ایشوری اُپادھی ہے اور نیچے کے تین بھاگوں کو جو سبندھی
 بھاگ کہا جاتا ہے یہ تو حین آتما روپ ابھیما کی درشتی سے و بھاگ کیا اور آدھی بھوتک سمشٹ ان کا دیپسنا رک
 روپ سے ودیمان ہے۔ ایک ہی بھگوت گیان کی اس پر ہانڈ روپ چکر میں کھی آدھی ویلک آدی شرشٹ اوستھیا
 سیر ہوتی ہے جس کا بھلی پرکار سے پہلے ورن ہو چکا ہے۔ اسی پرکار دھین بین اونچی نیچی اوستھاؤں میں آنا جانا اسی کا نام
 آوانگن **प्रावगमन** ہے اور یہی تو اصل میں بندھن ہے۔ پرنتو یاد رکھو کہ یہ آتما کا جنم مرن روپ آوا
 جیتیہ سروپ کا کوئی داستوک بندھن نہیں کہ اس کی لوری نہ ہونے کے بلکہ مایا روپ ہی استھت ہے کیونکہ ہم پہلے
 سدھہ کر آئے ہیں کہ اس کا اُپادان کارن اگیان۔ پر کرتی۔ اودیا یا سنکلیپ ہی ہے اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ یہ سنکلیپ
 ہی درشتیہ روپ سے سرب آکاروں میں پرگٹ ہوتا ہے۔ اور اس کی درٹھ بھا ونا ہی اس میں بھید ہوتی ہے
 اس لئے اس بندھن سے منکئی پر اپتہ کرنے کا اُپائے وچار سے اس کا بادھ کرنے کے سوائے ہے ہی نہیں۔ ارتھا
 اس کا سٹھیا تو نیچے میا جاوے تب ہی یہ دور ہو سکتا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب کرم اور اپاسنا کا ٹڈ کی ریتی
 سے تشکام کرموں دوارا دل دوش ارتھات کھوئی واسناؤں کا ناش کیا جاوے اور ساتھ ہی ورو دھی واسناؤ
 اور شاستر ورو دھ آچرن کا تیاگ کر کے شدھہ کرموں سے انتہ کرن شدھہ اور نزل پر جاوے۔ چیت کی ایک گرتا بھی
 اُپاسنا دوارا پوری ہو چکی ہو اور پھر آتم گیان دوارا چیتی سروپ آتما اتھوا بھگوت گیان سروپ میں ہکو
 جوڑ دیا جاوے اور سدا دھی کا پورا پورا ابھیاس کر کے آتم سروپ کا ورٹھہ بودھ ارتھات ساکشات کار پر اپت
 کر لیا جاوے۔ ایسا ابھیاس کرنے سے اس جیون میں ہی نرنتر وچار کے بل سے سنکلیپ رک جاتے ہیں۔ سرب آنام
 سنکاروں سے چت شدھہ ہو کر گیان سروپ جیتی ہی ایک ماتر شیش رہ جاتی ہے اور اُس میں سنکلیپ یا واسنا
 کاشیش ماتر بھی نہیں رہ جاتا۔ یہ پی جیون پرینت پر ابودھہ ویک کے کارن سادہا رن سنارک کام کاج کے
 کچھ سنکار اور سنکلیپوں کا پر بھا ویش اودیا کے روپ میں رہ جاتا ہے پرنتو جس سیدھا چاہے سدا دھی کر کے شدھہ نوکلپ
 سروپ کا انوبھو کر لیتا ہے اور بولایا میں بھی ستیہ بدھی نہ ہونے سے بندھن کو پر اپت نہیں ہوتا۔ سدا دھی اوستھا میں
 اھاساں بڑھ جانے کے کارن سب ستکار زرمول ہو سکتے ہیں۔ اسی اوستھا کو نیویا پد بولا جاتا ہے اسی کے بل سے جیون
 منکئی اوستھا کو پر اپت ہوا ہوا لوک پر لوک کے بھگے اور بندھنوں سے سدا کے لئے چھوٹ کر اپنے آند سروپ میں
 آتما میں لین ہو جاتا ہے اور شریچھو سے ہی واسنا کا پورن لکھتے ہو چکے کے کارن سنکلیپ ماتر کا بھی ناش ہو جاتا ہے
 اور پھر بھی اُپادھی کہ چپ بندھن میں پر اپت نہیں ہوتا۔ سدا دھیت پر ہم سروپ میں استھت رہتا ہے اسی کا نام کو لیو پد یا برہم سروپ کی
 پرتی و دیہم بھاوے سارو ہے کہ اپنے سنکلیپ ہی بندھن اور درٹھہ شدھہ بودھ روپ سنکلیپ سے ہی منکئی ہے سنکلیپوں یا واسناؤں کا بلو
 ہونا ہی منکئی کا ساکشات سدا دھن ہے۔ اس لئے پیارے جلیا سو اتم بھی اپنے سنکلیپ کو شدھہ کر کے اور اپنی درشتی کو بھگوت گیان سروپ میں بٹھ کر کے ہی
 ہونا ہی ہو کر اپنے چیت کو سمات کر دھن سے منکئی اپنے کھیت بندھنوں سے چھوٹ کر نرگن سروپ میں ہی پر اپت ہو جاوے۔ وید

آئینہ آدمی دوارا پراپت اس تو گیان کا یہی پھل ہے۔

اب اس گرتھ کی سہا پتی پر آپ کے لئے پھر ہر دے سے کامنا کرتے ہیں کہ بھگوت گیان سرورپ پر ماتم دیو آپ کو
کو اپنے شدھ سرورپ کے چمنکاروں کو سمجھنے اور سرورپ میں پورن آہی کی یوگیتا اور بل پراپت کرے۔ اس میں آپ کا
چیت پورن روپ سے سہا ہمت ہو سکے اور آپ بھی ودیہ کیولیہ روپ موکش یا برہم پراپتی کے پاتر بن سکیں۔
شکھم استو۔ اوم گیان سرورپ پر م آئینہ غمہ
انی۔

رام کی حالت مستی

عشق کا طوفاں بہا ہے حاجت مینا نہ نیست

خوں شراب و دل کبابِ فرصتِ پیمانہ نیست

سخت مخموری ہے طاری خواہ کوئی کیا کچھ کہے

پست ہے عالمِ نظر میں وحشتِ دیوانہ نیست

مہرِ ہومہ ہو دیتاں ہو گلستاں کو ہسار

موجزن اپنی ہے خوبی صورتِ بیگانہ نیست

اٹھ مری جاں جہم سے ہو غرقِ ذاتِ رام میں

تو تو ہے ایشور کی مورت۔ حرکتِ فرزانہ نیست

(سوامی رام تیرتھ)



MAHA RISHI RAMANA

شری جگن ناتھ جی کھنہ بی لے بی ٹی برندن لوسی

ہرشی رتن کے سوانح حیات

بھارت مجھ کو بڑے بڑے رشی، مٹی اوتار اور روحانیت اور تصوف کے پیار پیدا کرنے کا خراج ہے اور مجھے ہمیشہ دنیا کی تاریکی دور کرنے اور سنسار ساگر میں ڈوبے ہوئے جیوؤں کے کلیان کی خاطر ایسی قابل قدر ہستیاں بیان نہ ہونے پزیر ہوئی رہتی ہیں اور ہوتی رہیں گی، رتن ہرشی بھی اسی کہکشاں کے ایک چمکدار ستارے تھے جنہوں نے اپنی بے نظیر روحانی طاقت اور ملی دیدانت سے ایک عالم کے عالم کو مسحور کر دیا، جس سے بات کی اسے روحانیت کے علمی معراج پر پہنچا دیا۔

صرف بھارت باسی ہی ان کی ساحرانہ شخصیت سے متاثر ہوئے بلکہ مغربی دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر - امریکن، فرانسیسی، انگریز اور روسی مفکران بھی ان کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوئے اور ان کی کایا ہی پلٹ گئی اور ان کے زیر اثر ہو کر آشرم میں ہی اقامت گزریں ہو گئے گھر کوٹنے کا نام تک نہ لیا بیسویں صدی کے پہلے پچاس سال ہرشی کے جن کو بھگوان ان کے شر و دھال و سیوک اور عقیدت مند اپنی عقیدت کی گہرائی کا ثبوت دیتے تھے۔ عروج و کمال کا زمانہ تھا اور ہم اراہیل سنہ تک یہ آفتاب معرفت و توحید نصف النہار پر بڑی آب و تاب سے درخشاں رہا۔ اور غروب ہونے پر بھی اس نئی روحانی شاعری عالم کو مسحور کر رہی ہیں۔ آئیے آج ہم ان کے سوانح حیات پر ایک نگاہ طائرانہ ڈالیں اور اس سے مستفیض ہونے کی کوشش کریں۔

آپ کا جنم صوبہ مدراس کے ایک چھوٹے سے قصبہ تر وچوٹی میں ہوا۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ کا فاصلہ پر واقع ہے اور جس کا نزدیک سے نزدیک ریلوے اسٹیشن درادھاننگر وہاں سے کم از کم اٹھارہ میل دور ہے۔ اس طرح دور افتادہ ہونے کی وجہ سے سائرن اور سیاسی کارکنوں کی نگاہ التفات سے محروم رہا، وہاں کئی صدیوں سے ایک پراچین مندر موجود ہے جس کے آپاسیہ دیو یعنی معبود کے گناؤں کا تامل زبان کے مشہور شاعروں نے بڑی عقیدت سے لکھے ہیں، علاوہ ازیں قصبہ مذکور کو ایک پرائے حلقہ کا صدر گاہ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ اس وقت وہاں پانچ سو سے کچھ زیادہ گھر آباد تھے اور وہاں ایک چھوٹی سی مقامی عدالت بھی تھی جہاں ایک صاحب سندرم آرم بطور ایک بھیر منڈ یافتہ وکیل کے پریکٹس کرتے تھے وہ ایک بہت مصروف آدمی تھے اور ان کے موٹروں کی تعداد بھی کافی تھی جن میں اکثر موہاپے اور دوستوں کے ان کے ہاں ہی ٹھہرا کرتے تھے۔ وکیل صاحب جو مستقبل کے مشہور رتن ہرشی کے پیتا تھے، ایک نہایت ہی فیاض نیکدل اور ملسا شخصیت کے مالک تھے، یہاں نواز اس حد تک کہ ان کا دسترخواں ہر نووارد کے لئے خواہ وہ سرکاری کرپاری ہو یا کوئی بیویاری، ہمیشہ کھلا رہتا۔ اور ہر ایک کی بطور ایک معزز مہمان کے خاطر تواضع کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ قصبہ کا ہر چھوٹا بڑا ان کی عزت کرتا یہاں تک کہ جو اور بد معاش بھی ان سے ختم کھاتے اور ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے مختصر آدھ اس قصبہ کی ایک برگزیدہ، ہستی خیال کئے جاتے تھے انہوں نے بارہ سال کی عمر میں دو روپیہ ماہوار کی کلر کی سے اپنی زندگی کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ بعد اسے چھوڑ کر آپ نے عائض لوسی

کام شروع کر دیا اور باکا خرا نہیں بطور ایک وکیل کے کام کرنے کی اجازت مل گئی۔ مذہب اور روحانیت کی طرف ان کا خاص رجحان نہیں تھا لیکن استقلال، بردباری اور تحمل کی وہ زندہ تصویر تھے، اشیاء اور اشخاص کو دیکھنے کی خاص اہلیت رکھتے تھے اور دراصل یہی اوصاف ان کی کامیاب زندگی کا باعث تھے اور بہت حد تک ان کے مشہور عالم فرزند کی خصوصی قابلیت کا راز، شعبہ مذہبیات میں وہ زیادہ دسترس نہیں رکھتے تھے سوائے اس کے کہ کبھی کبھی مقامی مندر میں درشن کے لئے چلے جاتے یا گھر پر کوئی مذہبی یادگار ملک کتاب پڑھ لیتے۔

ایک عجیب خاندانی روایت

مگر ان کے خاندان میں ایک روایت چلی آتی تھی کہ ان کی ہر نسل کا ایک فرد ہر سال ایک دنیا بھر کو گھر کو خیر باد کہہ دیتا، سندرم آئر کا ایک چچا سادھو تھا تھا اور بعد میں ان کا بڑا بھائی گھر بار چھوڑ کر فقیری اختیار کر چکا تھا، اور اس کے بعد اب ان کے دوسرے لڑکے کی باری آنے والی تھی، ایسا کیوں ہوا؟ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے کسی پور ورج کے ہاں ایک بھکشک آیا اور اُس نے کچھ مانگا لیکن اُسے کچھ نہ ملا۔ بدیں وجہ بحالت غصہ اُس نے اس خاندان کو یہ شاپ دیدیا کہ تمہاری ہر نسل کا ایک آدمی گھر سے نکل کر بھکشک مانگ کر اپنا گزارہ کرے گا، لیکن سندرم آئر کو تو یہ بھول کر بھی کبھی خیال نہیں آیا تھا کہ اس کا اپنا ہی ایک لڑکا بچپن میں ہی گھر سے بھاگ جائے گا۔ اس وقت میں جب ان کا انتقال ہوا تو اس وقت ان کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑا نانا سوامی..... جس کی عمر چودہ سال کی تھی، دوسرا ونکٹارمن جو بارہ سال کا تھا اور سب سے چھوٹا نانا سندرم جو چھ سال کا بچہ تھا، گاؤں کے لوگ روایت کے مطابق یہ سوچنے لگے کہ دیکھیے اب ان میں سے کون سا دھوبے گا۔ نانا سوامی کو پڑھنے کا بہت شوق تھا اور کھانا بھی وہ بہت ذہین اور ہوشیار اس لئے اس کے متعلق سب کا یہی خیال تھا کہ یہ تعلیم حاصل کر کے کسی اچھی ملازمت پر مامور ہوگا۔ ونکٹارمن، منجھلا جو بعد میں رتن ہرشی کے نام سے مشہور ہوا، پڑھائی میں ذرا بھی دلچسپی نہیں لیتا تھا باوجود جلی ذہانت اور فہمیدگی کے اس نے پڑھائی میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی وہ گھر میں کبھی نہ پڑھتا اور نہ ہی سکول کا کوئی کام کرتا۔ لیکن اس کی ذہانت اتنی تیز تھی کہ جب کبھی وہ کسی اور لڑکے کو سبق یاد کرتے تو سبھی سن لیتا تو سب کا سب اُسے از پر ہو جاتا اور وہ لفظ بہ لفظ سنا دیتا لیکن کرے سے باہر نکلتے ہی وہ سب کچھ بھول جاتا کیونکہ دراصل پڑھائی کی طرف اُس کی توجہ بھی نہیں ہوتی تھی اسے کھیل کود کا زیادہ شوق تھا اور اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں بھی زیادہ تر مصروف رہتا۔ مگر بازی کشتی لڑنا، تیرنا، دوڑنا اور فٹ بال کھیلنا ہی اُسے مرغوب طر تھا بعد میں وجہ اُس کی صحت جسمانی بہت تھی اور اعضاء اتنے مضبوط کہ اس کے ہم عمر اُس سے..... بہت خوف کھاتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں اس جسمانی قابلیت کو اتنی پسندیدہ نہ تھا کہ اسے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اور بدیں وجہ خاندان اس کی آئندہ ترقی سے کچھ مایوس ہو گیا، اگرچہ اس کی پیدائش کا دن اور وقت (۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء) بوقت ایک بجے رات) جو ہمارے دیوگی کی لوجا کا خاص دن تھا، نہایت مسعود اور مبارک خیال کئے جاتے تھے، لیکن ونکٹارمن کی طبیعت کا رجحان دیکھ کر یہ کبھی خیال نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ کسی دن ساری دنیا میں بطور ہرشی مشہور ہوگا، اپنے باب کی طرح وہ شوچی کی لوجا کے لئے مندر ضرور جایا کرتا لیکن محض خاندانی روایت کے مطابق، کسی خاص ذاتی جذبہ کے زیر اثر نہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول میں حاصل کرنے کے بعد مدوراکے سکولس ٹرل سکول میں داخل ہوئے اور وہیں ہائی اسکول

کی تعلیم کے لئے امریکن مشن ہائی اسکول میں داخل ہوئے اور مذہبی تعلیم اگر انہیں کہیں حاصل ہوئی تو انہی اسکول میں اور وہ بھی عیسائیت کی عام طور پر ہندو لڑکوں کو انجیل کی جماعتوں سے نفرت ہوا کرتی تھی اور وہ انجیل کی تعلیم سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتے تھے، وینکٹا رمن کو یہ بھی عام تعلیم سے مس تھا اور نہ ہی کسی مذہبی تعلیم سے۔ دراصل اس کے دل میں کسی بات کے لئے بھی رغبت نہیں تھی۔ کھیلوں کے لئے بھی نہیں۔ زندگی کا کوئی مدعا اور مقصد اس وقت تک اسے کشش نہ کر سکا، ان کے پتا سندرہم آرٹ کے انتقال کے چار سال بعد تک ان کے کسی لڑکے نے بھی روحانیت کی طرف رجحان ظاہر نہ کیا، اور سب کا یہی خیال تھا کہ اس روائتی بددعا کا اثر ان کے کسی چمپرے بھائی پر ہی ہوگا۔

وینکٹا رمن میں اچانک اظہار تبدیلی
کہتے ہیں کہ ۱۹۴۰ء کے آخر میں جب وہ مدور میں زیر تعلیم تھے ایک ستمبر رشتہ دار سے جو تیسری چوٹی کا رہنے والا تھا مدور میں انھیں ملا اور اپنے اس سے رسمہ طور پر پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے جواب دیا 'ارونا چلم' سے یہ سننے ہی وینکٹا رمن کا سارا جسم تھرا اٹھا۔ گویا برقی طاقت اس کے اندر سرایت کر گئی۔ پھر اس کے ساتھ اس کے دل میں پورتا، سرو، یا پکتا دیا لیا، اور اسیم شکتی کے خیالات پیدا ہونے لگے اور اس کے ساتھ ہی اس متبرک جگہ کا تصور باندھتے ہوئے جس کا ہر ذرہ اور پتھر اسے پوتر دکھائی دینے لگا، مونہوان وینکٹا رمن نے غیب انداز سے اس بزرگ سے پھر پوچھا، کیا آپ اروننا چلم سے آ رہے ہیں، وہ ہے کہاں؟ یہ سوال سن کر وہ پورے حیران ہو گیا اور اس نوجوان کی ناواقفیت پر رحم کرتے ہوئے بولا کیا تم ترو و نملائی کو نہیں جانتے وہی اروننا چلم ہے۔ یہ جواب سن کر وینکٹا رمن کے دل میں جو شرارہ پیدا ہوا تھا وہ ٹھنڈا پڑ گیا اور اس کے بعد اس نے بہت دیر تک اروننا چلم کو باکل بھلا دیا ایک اور واقعہ جس سے وینکٹا رمن کو ایک دھار ملک کتاب پڑھنے کا موقع ملا اور اس کی کیا پلٹ گئی اس سے چند ماہ بعد کا ذکر ہے کہ وینکٹا رمن کو جب وہ رخصتوں میں گھر آئے ہوئے تھے ایک کتاب ملی جس کا نام پیریا پونم تھا کتاب مذکور ان کا چچا کہیں سے لایا تھا کتاب پڑھتے ہی وہ کسی دوسری دنیا میں جا بیچا جیسا الف لیلا پڑھتے سے کئی نوجوانوں کی حالت ہو جاتی ہے کتاب مذکور ترسیلے تال ہما تاول کی جونیوں اور اپڈیشوں کا سنگرہ تھا جن میں ایشور بھگتی اور شرڈھا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، لیکن اس کتاب کے مطالعہ کے بعد جب وہ نئی جذباتی لہر بند ہو گئی تو وینکٹا رمن پھر ویسے رہ گئے، اور ۱۹۴۱ء کے وسط تک وہ پی جات کی پڑھائی اور گھر بلو دھندوں میں ہی لگے رہے، ان کی زندگی میں حقیقی تغیر ۱۹۴۱ء کے وسط میں واقع ہوا جب ان کی زندگی کا سترھواں سال چل رہا تھا اور تقریباً اسی عمر میں اکثر دھار ملک اور مذہبی نیتاؤں کی زندگی میں تبدیلی واقع ہوا کرتی ہے خاص طور پر ایسے اشخاص کی صورت میں جو اپنے خیالات کا اظہار کرنا پسند نہیں کرتے اور اپنی کوششوں سے انھیں دبائے رکھتے ہیں۔ وینکٹا رمن اسی نوعیت کی ایک تہمتی تھے وہ ایک گونہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کے لئے بھی مہتر تھا جس کو سمجھنے میں قاصر رہے۔ اس واقعہ کے مدت مدید بعد جب ان کے بھتیگوں نے ان سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے دلی الفاظ میں جواب دیا۔ میرے جیون میں یہ نہان پر یورٹن میرے مدور کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دینے کے چھ ہفتے بعد شروع ہوا اور یہ اچانک ہی ظہور میں آیا۔ میں ایک دن اپنے چچا کے گھر کے محلے کمرہ میں بیٹھا تھا، میری صحت حسب معمولی اچھی تھی مجھے کوئی عارضہ نہیں تھا۔ میں ان دنوں سویا بہت کرتا تھا۔ اور میری صحت کی ایک علامت تھی اس روز مجھے کوئی جسمانی تکلیف نہیں تھی،

لیکن اچانک مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ میں مر رہا ہوں۔ میری موت کے بجائے میرے دل پر قبضہ کر لیا اگرچہ صریحاً اس کی کوئی وجہ مجھے دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس وقت بجائے کسی ڈاکٹر کا مشورہ لینے یا کسی رشتہ دار کو بتانے کے میں اس آنے والی موت کے مقابلے کے لئے خود ہی جٹ گیا۔ بغیر کچھ مہینے سے بولنے کے میں یوں سوچنے لگا اب میری موت آگئی ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ مرنا ہوتا کیا ہے؟ مرنا تو یہ شر ہے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے اعضاء کو پھیلا کر اکڑا لیا اور بائیں مردہ کی طرح لیٹ گیا میں نے اپنا سانس روک لیا، منہ بند کر لیا اور ہونٹوں کو زور سے دبا لیا تاکہ کوئی آواز میرے منہ سے نہ نکلے خاص طور پر میں کا شبد پھر میں نے کہا، 'لو اب یہ جسم مر گیا، اب اسے شمشان بھومی میں لیجا کر جلا دیا جائے گا اور یہ راکھ کا ڈھیر ہو جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال آگیا کیا اس جسم کی موت ہو جانے کے ساتھ کیا میں 'بھی' مر گیا ہوں کیا میں جسم ہوں؟ یہ شر ہے یا جسم خاموش اور بے حس و حرکت پڑا ہے لیکن اپنی شخصیت کی پوری پوری طاقت میں محسوس کر رہا ہوں اور وہ میرے شر سے بائیں الگ ہے، پس میں شر نہیں ہوں۔ میں اس سے تمہیں بالاتر ہوں بھوتک شر مر جاتا ہے لیکن آتما کو موت چھو بھی نہیں سکتی۔ اس لئے میں تو ایک 'امر' چیز ہوں، یاد رہے کہ یہ میرا محض ذہنی تجربہ ہی نہیں تھا بلکہ میرے سامنے ایک زندہ سچائی اور حقیقت جلوہ کناں ہو رہی تھی ایک ایسی چیز جس کا مجھے کوئی طور پر ادراک ہوا۔ میں نے اس وقت یہ بھی طرح سے سمجھ لیا کہ میری 'میں' ایک حقیقی چیز ہے اور میرے شر کے جتنی سبب اسی پر مرکوز ہے اس وقت سے لے کر آج تک آتما میں میرا لین ہو جانا یا استغراق جاری ہے۔ اس میں ذرا فرق نہیں آیا۔ اس سے پہلے مجھے اپنے 'اصلی' بن کا کچھ احساس نہیں ہوتا تھا بعد میں یہ احساس میری عادت میں ہی تبدیل ہو گیا جس کے نتائج میری زندگی کے گونا گوں واقعات سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

صحیح تشخیص

باقاعدہ علاج

عمدہ دوائیں

دانش

نزلہ زکام اور دماغی تھکاوٹ

قیمت: 2/12

حب خاص الخاص

پھٹوں کی کمزوری، رعشہ اور نغم کی
زیادتی کیلئے

قیمت: 2 روپے

گاندھی دوا خانہ 152 ڈی کلاگرہ دہلی { ٹیلی فون نمبر 229929 }

شری جوندلال شاد منشی فاضل۔ ادیب فاضل
فیروز پور جھانڈی

تختِ عرفان

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

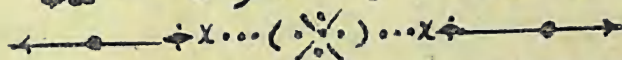
خورشید کی چمک میں مہتاب کی ضیا میں
تیری ہی موجِ رحمت موجود ہے صبا میں
مندر میں ذکر تیرا بند و کوندھیا میں
باقی ہے ایک تو ہی دنیائے بے بقا میں
قائم وجودِ عالم الحق تیری بخت میں
تیرا ہی نور پایا ہر ارض ہر سما میں
جاری تو ابتدا میں ساری تو انتہا میں
تیرا ہی زور بازو بازوئے ناخدا میں
کرتا ہے دستگیری ہر رنج و ہر بلا میں
تیرا کرم ہے شامل ہر درد کی دوا میں
اور حسن بن کے دمکا خوبانِ مہ لقائیں
پہچانتے ہیں طالبِ تجھ کو ہر اک ادا میں
اور لطفِ دید حاصل صوفی کو ہے دعا میں
گھبر جائے آدمی جب اسلا س کی بلا میں

پر تو نگوں ہے یارب! تو ارض میں سما میں !
تیرا ہی ایک قاصد جھونکا نسیم کا ہے
سجد میں نام تیرا و زبانیِ مسلم
کہتے ہیں بوجدیں کو نابود ہے وہ یارب
تو جاودان و ابدی تیری قدیم ہستی
تیرا ہی پاک جلوہ ہر جزو و محکم کے اند
تو فرش پر رواں ہے تو عرش پر دواں ہے
موج رواں کے سر میں تیرا ہی شورِ آفت
بنتا گرہ کشا ہے اشکالِ غم میں سب کا
تو چشمہ بقاء ہے تو سر بسر شفا ہے
سینے میں عاشقوں کے تو عشق ہو کے چمکا
پہناں نہیں نظر سے غیب و شہود تیرا
یوگی مراقبہ میں پاتا ہے تیرے درشن
ادبار کی گھٹائیں جس وقت سر پر آئیں

محر و میاں ستائیں چاروں طرف سے آکر
جب زندگی کے لالے پڑ جائیں سبکیوں پر
سر پر گرج رہے ہوں مایوسیوں کے بال
عزیمِ ضمیم بن کر ہمت بندھائے سب کی
حسرت نصیبِ دل کا بنتا ہے تو سہارا
سینے میں انبیاء کے ہے تیری جوت روشن
کل ایک مردِ کاہل و افستگی میں آکر !
یہ حال و قال والے پھرتے ہیں جس کے جو یا
ازراہِ کبریائی کر یا مژد مجھ سے کو !

وے شاد کو کچھ حصہ خوار کرم سے اپنے

آب دیر کس لئے ہے مولا ! تیری عطائیں



ایک نرالی شان پیدا کرنے کے لئے

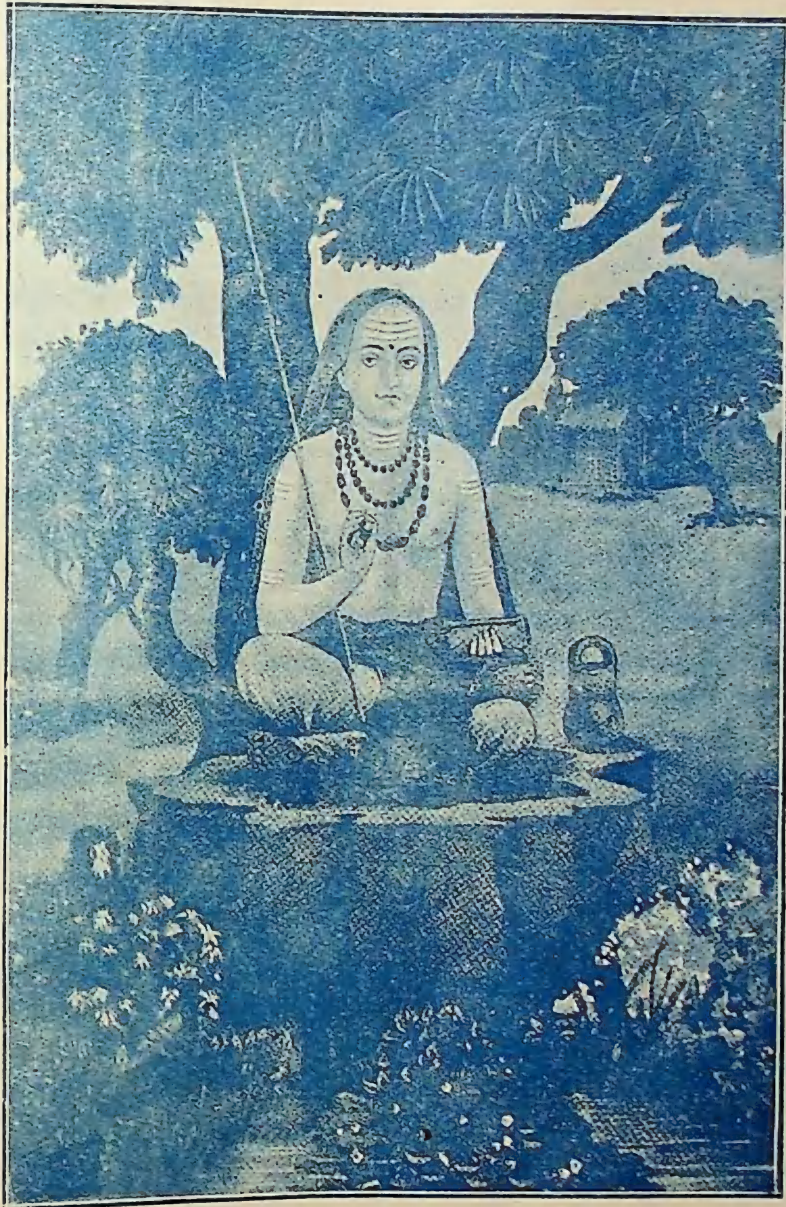
جوت پائش

استمال

مکینہ نے جدید ترین فاقہوں کے تجربات سے اپنی
پالیسی میں بہت سی خوبیاں سیکھ کر دی ہیں۔

آج ہی خریدیے۔ استعمال کیجئے اور ملاحظہ فرمائیے، روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں۔

۶۔ لی بوت پالش خمینی دہلی۔



SWAMI SHANKAR ACHARYA

کمارل بھٹا چاریہ

”ہوں وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ میں تنگ ہوں
آہن کی طرح آگ میں بھی لالہ رنگ ہوں“

کمارل بھٹا چاریہ کی زندگی اور شہزادی کی تھی۔ کرم یوگ کی مجسم اور پر جلال تصویر۔ اُن کی زندگی تھی ایک برق صفت
جو چل و چلائے کے پر آشوب زمانہ میں مطلع ہستی پر بجلی کی مانند چمکی اور بے لالت و جہالت کی قیامت خیز تاریکیوں کو پارہ پارہ
کر دی ہوئی دوسے عالم پر نور بن کر بچھا گئی۔ کمارل بھٹا چاریہ وہ مرد مجاہد تھا جس نے اُس زمانے کے دہریت اور ناشکنا کے
طوفانی ریلوں کی سینہ سپر ہو کر وہ روک تھام کی کہ دشمنوں کی زبان سے بھی خراج تحسین کے کلمات نکلے بغیر نہ رہ سکے۔ کمارل
بھٹا چاریہ استقلال اور العزیز و قربانی اور ایثار کا وہ مجسمہ تھا جس نے اپنے رطلے کی زبردست سے زبردست طاقتوں
کے گمراہ کن سدھانت یا عقائد گناہ آموز و اخلاق سوز تعلیم اور مختلف مذہبی اندھیر گردیوں کے طلسم کو اپنی جانفشانیوں
سے یکسر توڑ کر رکھ دیا اور صداقت یعنی کرم کو شلتا، حق پرستی اور سچے گیان کے پرکاش کو چاروں طرف بھیلایا۔ مدد
دھرم اور جن مت اپنی اہمیت و ماہیت کو کھو کر خود غرض بنے سمجھے اور زیا کا پر و کاروں کے ہاتھوں ناشکنا، کرم بھل
سے منکر کچھ عجیب رویں بہتے تھے کہ جس سے انسانی تہذیب و اخلاق اور امن عامہ کی روح پناہ مانجی سمجھی۔ تمام ملک میں وام
مارل بھٹا چاریہ اس زمانہ کو انگریزوں کے سب سے پہلے میدان میں خم ٹھونک کر روکا اور نیست نابود کیا تو وہ کمارل بھٹا چاریہ
ہی تھے۔ گنپالکوں کی شراب نوشی، گوشت خوری اور دیوتاؤں کی بیدی پر غریب معصوم اور بے کسوں کو بلی دینے کی مذمت
اسم کے خلاف سب سے پہلے اگر اُس فوجیہ زمانے میں سر بکھٹ ہو کر کسی نے جہاد کیا تو وہ مظلوموں کا حامی یتیموں کا غور
یواؤں کا جان نثار سچا کرم یوگی کمارل بھٹا چاریہ ہی تھے۔ دیہیوں کے افضل و مقدم گیان کو صفحہ ہستی سے مٹانے
والے دھرمیوں کو ناگوں بننے اگر کسی نے چپوائے اور راہ راست پر لانے کا کام کیا تو وہ پہلے کمارل بھٹا چاریہ ہی دہریش
ہیں۔ ان کی زندگی کے مختصر واقعات مردہ دلوں میں برقی زندگی دوڑا دیتے ہیں۔ خونِ نغمہ میں بھی شجاعت اور قربانی کا
آبال پیدا کر دیتے ہیں اور صداقت کی راہ پر والہ و مصلحتوں کے نشیب فراز کو پھاندتے ہوئے گامزن رہنے کا زبردست
دلوں میں محال دیتے ہیں۔

کمارل بھٹا چاریہ براہمن گھل بھوشن تھے۔ اُن کی بھی بہت تیز اور زلزل تھی۔ اُن کی دماغی قوت نہایت حیرت انگیز
تھی۔ چھوٹی عمر میں ہی انھوں نے تمام وید، شاستروں کا اچھی طرح مطالعہ کر لیا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنی دھن میں مست جانے کیا
سوچتے ہوئے ایک عالیشان مکان کے نیچے سے گزر رہے تھے۔ اس مکان کی بالائی منزل پر ایک راجکارہ بھی بیٹھی ہوئی دھرم
کی دردناک خواستہ اور افسوسناک حالت، عوام کی ویدا اور ایشور پر اشردھیا یا خیر عقیدہ تمدنی کا دکھڑا ردی ہو

سوتج سوتج کر آندھا شلوک پڑھ رہی تھی ۵

किं करोमि किमिच्छामि को वेदानु करिष्यति

"یعنی میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اس اندھکار ناستکتا کے زمانے میں کون ویدوں کا آدھا کرے گا۔
اس درد بھری اور پریشانی آواز کو سن کر کارل بھٹا چاریہ نے شلوک کو مکمل کرتے ہوئے جواب دیا ۵"

न विभीषीवसु रोहे भट्टाचार्योऽस्ति भूतले ॥

مطلب :- اے پر یہ! فکر مت کر بھٹا چاریہ پر تھوڑی پر ویدوں کا آدھا کرنے والا موجود ہے۔
اس واقعہ کے بعد تیسرے بھٹا چاریہ کے دل میں ویدوں کے آدھا کر اور ناستکتا کے سنگھار کی آگ لگی تھی۔
گئی اور وہ سنسار کی تشکام سیوا کے لئے کرم کشیر میں سرفروشی کی تمنا لے کر کود پڑے ۵

— (۲) —

اس زمانہ میں ناستکتا کے فروغ کی ذمہ داری بودھ دھرم اور جین مت کے پیروکاروں پر عائد ہوتی تھی۔ ان میں بہت سی ایسی ہی خامیاں آگئی تھیں جو درحقیقت ان ہر دو مذاہب کے بانیوں کے عقائد کے خلاف بھی تھیں یعنی وہ اپنے اپنے دھرم کا بھی سچا سروپ بھول گئے تھے۔ ویدوں کے سدھانت کے سمجھنے کی تو بات ہی الگ تھی۔ لیکن ان ہر دو مذاہب کے پیروکاروں کے ہاتھ میں ہر طرح کی طاقت تھی۔ حکومت ان کی اپنی تھی۔ قانون اپنا تھا۔ اکثریت کی طاقت انہیں نصیب تھی۔ پرچار اور اپنے مشن کی تحلیم و تدریس کی تمام مراعات ان کے حصہ میں تھیں۔ بھارت و ریش کے طول عرض پر انہیں کاظمی بولتا تھا کسی کی کیا مجال کہ ان کے خلاف زبان بولے اور سانپ کے بل میں لایہ دالستہ ہاتھ ڈالے۔ غرض کہ ان ہر دو زبردست طاقتوں سے کارل بھٹا چاریہ کی ٹکر تھی۔ ان کے خلاف جہاد کر کے ہوا وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے تھے۔ مگر یہ کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا۔ بلکہ تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور خوفناک طاقت تھی جس کا شمار بھٹا چاریہ کو سامنا کرنا تھا۔ وہ تھوڑی ویشیوں ویشیوں اور شاکتوں کی باہمی مخالفت اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک کا جذبہ فوقیت۔ شاکتوں اور بھیرومت کے پیروکاروں کا مقابلہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہ تھی۔ ان متوں کا تو عقیدہ ہی تھا کہ ان کے دیوتا انسان اور پھر ان میں سے برہمنوں کے سرسری بل سے ہی خوش ہوتے ہیں۔ گویا ایسے مت کے خلاف کچھ کہنا بیلے اپنا سر بھینسی پر رکھ کر میدان میں نکلنے کا چیلنج تھا۔ لیکن بھٹا چاریہ کو تو انہیں بد رسومات اور غلط عقیدہ متندی کا قلع مع کرنا تھا۔ اس لئے ان کو تمام برہمنی اقتدار طاقتوں سے لڑنے میں ذرا بھی خون محسوس نہیں ہوا۔ اور انہوں نے ان کے خلاف دیدہ دلیری کے ساتھ جہاد شروع کر دیا۔

بودھ مذہب اور جین مت کے پیروکاروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں اس وقت تک کارل بھٹا چاریہ کو قوت معلوم دی تھی جب تک کہ وہ ان کے دھرم گرتھوں اور فلسفہ کو اچھی طرح سمجھنے اور بیان کرنے کی قابلیت پیدا نہیں کر لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بودھوں اور جینوں کی درسگاہوں میں طالب علم کی حیثیت سے تعلیم پائی شروع کی۔ ان گرتھوں کو اور فلسفہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان کے سدھانتوں کے پندت ہو گئے اور حقیقت کو پہچان گئے۔ انہیں ان پانچ سو سالوں میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران میں بڑی بڑی مضامین جھیلنی پڑیں مگر ایک سچے کرم یوگی کی طرح نیک ارادے پر قربان ہو جانے کے جذبہ کے زیر اثر انہوں نے ہر مصیبت کو سہتہ سہتہ جھیلنا صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ایشور پر و شواش رکھا۔ ان کے اس طالب علم

کے زمانے کا واقعہ تو نہایت درد انگیز ہے

ایک دن کمارل بھٹا چاریہ کے گوردے ویدوں پر دوش (الزام) لگا کر ویدک مارگ کو غلط راستہ (مارگ) گوانا علاوہ انہیں اور بھی بہت سی ایسی نکتہ چینیائیں کہیں جس سے کمارل بھٹا چاریہ کا دل زخمی ہو گیا۔ وہ ویدوں کی اس ناجائز بے حرمتی کی تاب نہ لاسکے۔ ان کے صبر کا پیمانہ گویا لبریز ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا اتنا ضبط انہوں نے اس حالت میں بھی کیا۔ لیکن دوسرے طالب علم متاثر گئے کہ دل میں کچھ کالا ضرور ہے۔ ہونہ ہو کمارل بھٹا چاریہ درحقیقت برہمن ہے اور ویدوں کا پریم بھگت۔ لیکن ان کا جانی دشمن، القصد اس دن سے تمام طالب علم ان کی زندگی کے خریدار اور خون کے پیاسے بن گئے۔ وہ ہر وقت سوچا کرتے کہ کب قتل ہوتے آئے اور کمارل بھٹا چاریہ کو بھگانے لگایا جائے۔

ایک دن کمارل بھٹا چاریہ ایک اونچے مندر کی دیوار پر بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ ان کی نگاہوں کے سامنے ملک و قوم کی درویشا کا نقشہ تھا اور وہیں اٹھ رہے تھے وولے کہ کس طرح اس حالت کا قصہ پاک ہو۔ ان کے دشمن طالب علموں نے عین موقع پا کر انہیں اچانک پیچھے سے زبردست دھکا دیا کہ وہ قلابازیاں کھاتے ہوئے فرار ہوا رہے۔ اس وقت ان کی زبان پر جو نعرہ مستانہ تھا اس سے بہتہ چلتا ہے کہ وہ کہتے "مستقل مزاج، بلند عرصہ اور ایشو بریقین رکھنے والے تھے۔ انہوں نے کہا "شرقی اپنے آشر توں کی رکھشک ہے۔ ایشور اپنے بھگتوں کا محافظ ہے۔ اگر وید ایک ال حقیقت ہیں اپنا ثبوت آپ ہیں سوتا پر جان ہیں تو میں ضرور زندہ رہوں گا اور اس سچائی کو ونجی کی چوٹ سے سارے جہان پر پھیلاؤنگا۔ کمارل بھٹا چاریہ سچ جہان سبز گئے مگر ایک آنکھ پر ایسی چوٹ آئی کہ مبنائی جاتی رہی۔ اس پر بھی وہ خوش و خرم تھے۔ اس کے متعلق ان کا یقین تھا کہ میں نے اپنے آپ کو چھپا کر بود ہوگا ان کے درشن بڑھے ہیں جس کا یہ پھل ملا ہے کہ ایک آنکھ جاتی رہی ہے یہ میسر اپنے کرموں کا پھل ہے ورنہ دشمنوں کی کیا طاقت تھی کہ ذرا بھی ایذا پہنچا سکتے۔ لیکن چونکہ میں نے سچائی کی خاطر ہی ایسا کیا تھا اس لئے مجھے یہاں وہ طاقت اور شکتی موجود ہے جس سے میں ویدوں کا آدھا کر سکتا ہوں بطلت کا نام نشان مٹا سکتا ہوں۔"

بس اس دن سے بودھ اور جین گرتھوں کے پورے عالم ہو کر کمارل بھٹا چاریہ ملک کے طول و عرض میں گھوم گھوم کر حقیقت کا انکشاف کرنے لگے۔ بودھ دھرم اور جین مت میں آئی ہوئی خامیوں اور ان کی بنیادی کمزوری کے خلاف بیانیگ دہلی اظہار رائے کرنے لگے۔ جگہ بہ جگہ بودھوں کے ساتھ بڑے بڑے شاستر ارتھ سے آنکھیں شکست فاش دینے لگے۔ آپ کے نعرہ حق نے ایک قیامت خیز غلغلہ ڈیلا یا استلتا کے بلند ایوان خود بخود منہدم ہونے لگے۔ بھٹا چاریہ بودھ اور جینیوں کے ممتاز پندتوں کو قائل کرتے ہوئے راجہ کے پاس پہنچے۔ اس راجہ کے دربار میں بہت دودان موجود تھے۔ یہ راجہ بھی بدھ مت کا پیر و کار تھا۔ لیکن کمارل بھٹا چاریہ کو اس نے اپنے دربار میں دیگر تمام علماء سے بلند مرتبہ پیش کیا۔ کمارل بھٹا چاریہ نے کہا "راجن! اگر تو ویدوں کی نذر کرنے والوں کے مت میں نہ ہوتا تو بہتر تھا اور قابل ستائش بھی تھا۔"

کمارل بھٹا چاریہ کے یہ الفاظ سن کر دربار کے دیگر تمام بودھ علماء کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ غصہ کے آگے آنکھوں سے چنگاریاں بسنے لگیں جسے تمنا آئی کہ دانت پس پس کر ویدوں کی نذر کرے لگے اور ویدک دھرم کو مینودہ اور نوابت کرنے لگے۔ کمارل بھٹا چاریہ نے ان کی بدزبانی کا معقول اور پر تہذیب جواب دیتے ہوئے سینیہ تان کر شاستر ارتھ کا چیلنج دیا۔ کمارل بھٹا چاریہ کے معقول جوابات کا راجہ کے دل پر بھی بڑا گہرا اثر ہوا۔ اس نے ملک بھر کے بودھ دھرم اور جین مت کے بہترین علماء کو جو جمع کیا اور

کمارل بھٹا چاریہ کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے کا وسیع پیمانہ پر انتہا کر کیا اس عالمگیر شاستر ارتھ میں کمارل بھٹا چاریہ کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی اور راجہ ان کا شیش بن گیا۔
اس وقت سوامی شنکر آچاریہ جی برہمن کل بھوشن سنیاں دھارن کر کے پوش جاتی کے سردھار کے لئے میدان عمل میں قدم رکھ چکے تھے۔ شنکر آچاریہ نے جب ملک کے چاروں طرف اپنی نظر دوڑائی تو اُن کو کمارل بھٹا چاریہ کی شہرت ہی ایک جھکتا ہوا ستارہ دکھائی دینے لگا۔ انھوں نے سوچا کہ ہمارے مشن کو تقویت دینے کے لئے کمارل بھٹا چاریہ کی امداد آپ حیات کا کام کرے گی کیونکہ کمارل بھٹا چاریہ اپنے زمانہ کے لاکھ عالم اور مذاہب غیرتے فلسفہ کے پورے پورے واقف تھے۔ انھوں نے سینکڑوں جگہ بودھوں اور جینوں کو ویدک دھرم کے مقابلہ میں چمکاڑا تھا۔ چنانچہ سوامی شنکر آچاریہ جی کمارل بھٹا چاریہ کو اپنا مددگار اور معاون بنانے کی غرض سے انھیں ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔

سوامی شنکر آچاریہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کمارل بھٹا چاریہ کی تلاش کرتے کرتے پریاگ میں پہنچے۔ اس وقت انھیں ایک نہایت رنجیدہ اور دل ہلا دینے والی خبر ملی۔ کہ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس کی شہرت سن کر پورے بیکاشم سے چل کر آ رہے ہیں۔ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس نے سینکڑوں مصائب کے ساتھ جتان کی طرح ٹھکڑے رہ کر حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ ویدک دھرم کا بہت بڑا عظمت ظاہر کی تھی وہ کمارل بھٹا چاریہ جس کا نام سن کر دید و بدھوں اور ناستکوں کی سچ فٹا ہوتی تھی جس کی علمی لیاقت کا لوہا دست دشمن مانے تھے۔ جس کی قربانیاں اور ایثار منسلک تھے جو ویدک دھرمیوں اور ایسور بھگتوں کا واحد سہارا تھا۔ پوری فوجی کے ساتھ شاستر ارتھ کے مطابق ایک پراسٹھت کرنے کے لئے چاروں کے پھلوں کی آگ میں جل جانے کو تیار بیٹھا ہے۔ شنکر آچاریہ جی نے جی بھی یہ خبر سنی تھی کہ وہ گئے تھوڑی دیر کے لئے آپ کو دینا اندھیر دکھائی دینے لگی۔ انھیں مایوسی کے ڈراؤنے اور خوفناک بادل نظر آئے۔ ان کی امیدیں اس میں بدل گئی مگر فوراً ہی تسخیل کر کمارل بھٹا چاریہ کے پاس پہنچنے کے لئے تیار ہو گئے۔

جب شنکر آچاریہ جی موقع پر پہنچے تو غیب نظر ہ پیش نظر دیکھا۔ چاروں کے بھاری ڈھیر کو آگ لگا دی گئی ہے اور اس کے درمیان ایک مہال تجسوی مورتی برآجائ ہے۔ کون؟ ویدوں کا پرستار حقیقت کا شہساز و دستِ تقدیر کا مجسمہ کمارل بھٹا چاریہ۔۔۔۔۔ کمارل بھٹا چاریہ کے چہرے سے مسرت کا نور پس رہا تھا۔ ایک زندانی نور ان کے منہ منڈل پر چھایا ہوا تھا۔ جھلوں کی اس جتا کے چاروں طرف ان کے شاگرد کھڑے بیٹھ چھوٹ کر رو رہے تھے۔ یہ درد انگیز نظارہ دیکھ کر سوامی شنکر آچاریہ کا دل بھی قابو میں نہ رہ سکا۔ آخر طی جرات کر کے وہ جتا کے اور بھی نزدیک جا کر کہنے لگے۔ ویدک علمیت کے آفتاب اُدنیا بھر کی آنکھیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ آپ کی علمیت، فضیلت اور عظیم المثال قربانی کو دیکھ کر بڑے بڑے گمراہ گمراہی پستی لوگ شہساز کیسے سو کر کے آپ کی شرن میں آ رہے ہیں۔ ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ کر مایہ ہے اب ہو رہے ہیں۔ آپ ہیں اور ملک کے ان سینکڑوں استری پریشوں کو کس کے حوالے کر کے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں آسنے پڑے ہیں۔ آپ کا یہ فعل دیکھنے والوں کے لئے خود دشمنی کا محرک ہو گا۔ اس لئے آپ اس بھوتک جس سے نکل لاکھوں انسانوں کے لئے سچے دھرم کی جو آپ نے شاہراہ تیار کی ہے اس پر چلتا بھی سکتا ہیں۔ دھرم!

استقلال کے دیوتا! کیا میری التجا آپ کے دل میں کچھ شریک پیدا کر گئی۔ میرا آپ کی امید پر سب کام چھوڑ کر سپردِ حال
آپ کے پاس آیا ہوں۔ میرے ساتھ یہ بپتست لوگ آپ کو دیکھ کر حیران ہیں کہ آپ نے کونسا ہمارا آپ کیا ہے
جن کا اتنا خوفناک پریشانت آپ کو ہو گیا ہے، لے ویدوں کے گیتا تا آپ نے سناستروں کی مہانتائی، آپ
کے برابر ویدوں کا ارتھ جاننے والا کون ہو گا؟ آپ کے ہم پائیہ سچا اور عملی طور پر آتشک اور ویدوں کے
یقین رکھنے والا اب کہاں ملیگا؟ آہ! دیکھیں تو اوش اور چائی کی حالت کو پھر ایک بار دیکھیں جس بلیش
اور دھرم کی خاطر آپ کے دل میں اتنی تڑپ ہے۔ درد ہے اور قربانی کا مادہ ہے اسے کس کے بھروسے چھوڑ
چلے ہیں۔ اسے سچے ہمارا ہمارا پرار کھنا تو قبول کیجئے اور جتنا سے باہر آجائیے!"

کمار! بھٹا چاریہ نے اگرچہ اس سے پہلے سوامی شکر آچاریہ کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر ان کی شہرت ضرور
کمال بھٹا چاریہ نے کانوں سے سن رکھی تھی۔ اب جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان کے سامنے وہی اتنا قدیم
انفل شری شکر آچاریہ ہی کھڑے مخاطب کر رہے ہیں تو نہایت خوش ہوئے اور ان کی بہت تعریف کی
اور کہا!

"پیارے شکر! مجھے افسوس ہے کہ آپ اس وقت تشریف لائے ہیں جبکہ میں اپنی زندگی ختم کر چکا ہوں۔
میں آپ کا سواگت کرتا ہوں اور تمام بھارت واسیوں کو جو نا سکتا کے ظلم و ستم سے مہمور و محجور ہیں آپ
کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ نہ تم خود گمانی ہو۔ آتما پور ہے۔ میرے اس طرح چلنے سے میری حقیقت
نابود نہیں ہوگی۔ میری آتما سدھار کی ان تمام خواہشوں کے ساتھ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی۔ آپ کے بیان کئے
سے میری دلی آرزو برآئی ہے اور مجھے کافی یقین ہے کہ آپ سناستروں کے دیکھ دھرم کو پھر سے برحلت کر چکے
ہیں کامیاب ہوں گے۔ میں نے ویدک کرموں پر دیا کھیا گی ہے۔ کرم مارگ کو شودھن کیا ہے۔ طریق عمل کو متنا
کیا ہے بودھوں کے دلائل اور نکتہ چینی کا جو وہ وید پر کیا کرتے تھے حتی المقدور غیر معمولی جواب دیا ہے۔ نیچے
دنیاوی لذات اور اس زندگی کی اب ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ نا ہی میں اپنے میں یہ طاقت محسوس کرتا ہوں کہ اس
پریشانت کو ٹال سکوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بودھ اور جین مت سے دو گمان حاصل کر کے ان کے فلسفوں
سے پوری واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے ان کی باتھ شالاول کا شیش بنا۔ ان کے درشنوں کا کاحق مطالعہ
کیا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک شبد کا آئینہ کش کرنے والا بھی گورو کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ میں نے بودھ اور
جین مت کے درشن انھیں سے پڑھ کر انھیں کا کھنڈن کیا۔ ہر جہد کر لیا کر کے پر میں حق بجانب ہوں تاہم
یہ سناستروں کا ادا کے خلاف ہے اور سناستروں کے مطابق میں گورو کی مخالفت کا مجرم ہوں اس مجرم کا
پریشانت یہی ہے کہ میں جاووں کے چھلوں کے چھویر میں اپنا شریک ہضم کر دوں تاکہ میں اس باب کا اتنا لہجہ
کر لوں اور دوسرے مجرم میں مجھ پر اس باب کا کوئی اثر نہ ہو۔ مجھے اس بات کا غرض ہے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے۔
صداقت کے بول بالا کے لئے ہی کیا ہے۔ مجھے مرنے کا ہرگز خوف نہیں۔ میری آتما اس جاری کئے ہوئے کام کو اس
بھوتک شریک کو چھوڑ کر بھی کرے گی اور اس طریق سے کہے گی جن میں پوری سکتی ہوگی اور کامیابی ہوگی۔ اس لئے
مجھے یہ غم نہیں کہ میں اپنا کام اذھورا چھوڑ رہا ہوں۔ آپ جیسے مرد میدان میرے مشن کو پہلے سے ہی لئے ہوئے کام
کر رہے ہیں۔ اب میری آتما آپ کی آتما سے مل کر غیر مرئی طور پر اپنے مشن کو پورا کرے گی اس لئے آپ میں سے حل جانے
پر افسوس نہ کریں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ میں سناستروں کا حق تعظیم میں اپنے عناصر ہی ہضم کو قربان کر رہا ہوں۔ امید ہے۔"

جب تک ہم دھرم مارگ پر ہیں گتے فتح ہماری ہوگی !

ڈاکٹر کانے کی تاریخ دھرم شاستر مکمل۔ پونا کی تقریب میں راشٹری کی تقریر

پونا، ۲۰ نومبر۔ راشٹری ڈاکٹر ادا کرشنن نے آج یہاں زور دے کر کہا کہ جب تک ہم اپنے دھرم شاستروں کے مطابق خود کو قوت دیتے ہیں گتے فتح لازمی طور پر ہماری ہوگی۔ آپ دھرم پادھیائے پی وی کانے کی عظیم الشان تاریخی تصنیف "تاریخ دھرم شاستر" کی آخری جلد کی اشاعت کی تقریب کی صدارت کر رہے تھے۔ جہاں ہویا دھیائے کانے نے یہ کام ۳۵ سال ہوئے شروع کیا تھا۔ یہ تقریب یہاں صبح ۱۰ بجے شروع ہوئی جیو ٹی وی میں منعقد کی گئی جس کی سرپرستی میں یہ کام جاری رہا ہے۔ پوری تصنیف پانچ جلدوں میں ہے اور کل صفحے ۶۵۰۰ سے زیادہ ہیں۔ راشٹری نے شاستروں کی اس عظیم شہرہ نامی یاد دہانی کو "جہاں دھرم ہے وہاں جیت ہے"۔ ایک ایسے وقت میں جب ہمارے سامنے جنگ و جدل کی دھول اور جاہلانہ نظریات کا اندھیر چھایا ہوا ہے۔ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آتما کی روشنی اور عقل کی روشنی بھی ہے اس ہماری اُمید بندھتی ہے کہ جب تک ہمارا عمل صحیح اور درست ہے فتح ہماری ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم جو کام بھی کریں ہیں اپنے دل میں نفرت اور بدخواہی کے جذبات پیدا نہیں ہونے دینے چاہئیں۔ اپنے بدترین دشمنوں کے لئے اپنے دل صاف رکھو۔ آپ نے دھرم کی تعریف پیش کرتے ہوئے کہا دھرم وہ ہے جس سے کل انسانی سماج ایک رشتے میں بندھتا ہے۔ "جو چیز سے بھی انسانی سماج ایک ہوتا ہے وہ دھرم ہے جس سے سماج کا شیرازہ بھرتا ہے وہ دھرم ہے۔"

اگر آپ بڑھاپے کی تعلیمات سمجھنا چاہتے ہیں اور تین سال تک تندرست اور توانا رہنا چاہتے ہیں تو ہم صحت مصنف حکیم نندلال صاحب پوری منگو اگر مطالعہ کیجئے۔ اور قدرتی طور سے صحت اور طاقت کو قائم رکھنے کے راز معلوم کیجئے جن پر عمل کرنے سے ہزاروں لوگ صحت اور طاقت میں حیرت انگیز بہت بڑھ چکے ہیں اضافہ حاصل کر چکے ہیں صحت بہت بڑھ چکی ہے

قیمت دو روپیہ لیکن ایک ماہ کے لئے مفت

قیمت دو روپیہ علاوہ ڈاک خرچ

مکتبہ کا پتہ

دفتر رسالہ "اوم"۔ جمیری گیٹ دہلی۔ ۶

حکیم نندلال صاحب پوری۔ سرمدیدیل پمٹیز کی کانیا لکچر

ایگزیمائٹ

ایگزیمائٹ ہویا پرانا خشک ہویا یا نیکلتا ہو بہت جلد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی جلدی امراض اور پوشیدہ زخموں کا کامیاب علاج کرانے کے لئے مشورہ مفت طلب کریں۔ برہمچریہ کی رکشا کے لئے رہبر جوانی مفت منگوائیں۔

مکتبہ خط و کتابت کا پتہ

پوری میڈیکل سٹور ۳۲ مسجد روادار گیٹ منگھوڑہ

نئی دہلی ۱۱۰۰۱۱

شباب لٹ ایم لے

غیر مطبوعہ

دولت کے دیوانے

کوئی فرزانہ راز آشنا مجھ کو یہ سمجھاے
کہ مال و زر پہ آخر کس لئے انسان مڑتا ہے !
یہ دولت کے عوض کیوں بیچ دیتا ہے ضمیر اپنا !
فلکوں کے واسطے کیوں بیکوں پر ظلم کرتا ہے !

مگر اذیتا ہے خود کو چند سیکڑوں کے لئے انسان
یہ کتنے جبر کرتا ہے خود اپنی روح پر تن پر
تشدد قتل و غارت آہو ریزی سیہ کاہی
لگاتا ہے یہ دایہ معصیت کیوں اپنے دامن پر
مجھے تسلیم دولت بھی بڑی شے ہے زمانے میں
مگر ہر درد کی اس کو دوا ہم کہہ نہیں سکتے !
اسے حاصل تو ہے قدرت بہت حاجت والی کی
مگر ہر حال میں مشکل کشا ہم کہہ نہیں سکتے

یہ دولت لاؤ دینگی سا دوسال عیش مستی
سکون دل مگر اس سے میسر آ نہیں سکتا
کسی گل رخ کے نازک خیم کو تو مول لے کر
مگر دولت سے اس کا دل خریداجا نہیں سکتا

کہا میں سائے عالم کی خریدو اپنی دولت سے
مگر تم علم کی توبہ سے گھر بھر نہیں سکتے
بھلے ہی گھر میں لاؤ مال و زر سے جا دتی ہو
مگر اس کی محبت کا تو سودا کر نہیں سکتے

فرہم کر تو سکتا ہے یہ دھن آلات موسیقی
مگر کو یہ کمال نعمتی تو دے نہیں سکتا
یہ رقص و نغمہ و ساغر کو بچھا کر تو سکتا ہے
مگر دل کو سرد سردی تو دے نہیں سکتا

غذا میں سینکڑوں چاہے خریدو اپنی دولت سے
مگر تم بھوک سی انمول شے کیونکر خریدو گے !
مست مال و زر سے تو میسر آ نہیں سکتی
رباب روح کی پر کیف لے کیونکر خریدو گے !

بھلے ہی اپنی دولت سے یہ سب تم نے خریدیں
حریری جامدیں محل کے بستر ریشمی تکیے
مگر دولت سے کبھی نیند تم کو بھر خریدے گے
نہ آئے نیند شب کو تو میں پھر ریشمی تکیے
عبث دولت کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہو دیوانو !
عبث اس کے لئے تم دل پہ اتنا جبر کرتے ہو
مست روح کو دولت سے لی سکتی نہیں ہرگز
اسے تم بھی سمجھتے ہو مگر کب صبر کرتے ہو

پاکستان اور آمدنی بڑھائیں

لبی دنیا میں تھکا کر دینے والی بیدار مغیرہ کیپ سٹک سٹری راز کامیابی
عرف کار و بار کی بچی منہ تان کے شہر معروف ڈاکٹر جو تھکے رات بھر کی تصنیف ہے کی
حکیم و مہر ڈاکٹر قابل نے کہا جو دوا بی لگائی ناخبرہ کما کی جو جساو لاپی پکڑ
ہنر کیا ہے ان کے ہاں لیں تم آتے ہیں ایسے حضرات کیلئے امریکہ انگلینڈ جرمنی اور
ہندستان بھر کے کامیاب حکیموں ڈاکٹروں و اخانوں کی کامیابی کے وہ راز کو
کچھ کے لئے ہیں جن کی بدولت انہوں نے لاکھوں گائے بھر علاج و نمونہ کی علامت
پلیٹ تائی نے مردانہ طاقت کا پوشیدہ سیاسی راز کیا ہے تن عام کا ندری ہو جائے
جگانے کے خاص راز زندگی خوشحال بنانے کے اقبال زریں کو پاکستان دیکھنے کے لئے
ہو گا ہر چہ پھر پھر پکڑی پتہ : شیخ بھارت دوا خانہ انڈین گروہ کا قوال

موت اور زندگی جلد دوم پر اخبار طاب کار یو لو

کیونکہ قتلہ کے ایک سنیاسی سوامی بھولانا تھے جی کار یو لو ان کالموں میں پہلے بھی آچکا ہے۔ وہ نہ صرف شکر ایش میں کافی مضامین روحانیت کے متعلق لکھتے رہتے ہیں۔ بلکہ ان کی ایک چھوٹی سی کتاب موت اور زندگی کا میں ان کالموں میں یو لو بھی کرچکا ہوں۔ سوامی جی نے اب اس کتاب کا دوسرا حصہ چھپوایا ہے جو پہلے حصے سے بہت بڑا اور جامع ہے۔ روحانیت کے متعلق بیش قیمت دانے دینے کے علاوہ سوامی جی نے اس میں مشہور سائنسدان انٹیلیسٹین کی تھیوری آف ریلیٹیوی کا تجربہ کر کے ثابت کیا ہے کہ مادہ پرستی کا آخری سرا ہے۔ اس لئے جب تک سائنسداں روحانیت کو بنیاد بنا کر آگے نہیں بڑھتے تب تک وہ دنیا کو ترقی یا آئندگی کی طرف سے جانے کی بجائے بربادی اور تباہی کی طرف ہی لے جائینگے۔ مغربی سائنس کی دیگر تھیوریوں مثلاً ۱۔ عناصر اور سوچ آگ کا گولہ ہے۔ وغیرہ کو انھوں نے دلیل اور منطق کے زور سے غلط ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کے متعلق پرامین بھارت اور دیویوں کے نظریے کس قدر ٹھوس اور درست ہیں اور انھیں بنیاد مان کر دنیاوی مسائل حل کرنے میں کتنی مدد مل سکتی ہے۔ موت اور زندگی ایک قیمتی اور قابل قدر کتاب ہے۔ سوامی جی کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ وہ لوگ دیدیا میں گہری دسترس رکھتے ہیں اور یہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ محض کتابی ہی نہیں بہت کچھ انوکھ بھی ہے۔ اس لئے یہ اور بھی قیمتی ہے۔ اس لئے اسے عوام تک پہنچانے کا کوئی بہتر انتظام ہونا چاہیے۔ قیمت فی جلد تین روپے صفحات تین صد سے زائد حصہ اول کی قیمت ایک روپیہ۔ دواؤں کو خولے والوں کو۔

محصولات کا معاف

ملنے کا پتہ :- سوامی بھولانا تھے سرنا امرت بازار کپور تھلہ مو

موتیوں سے تولنے والی کتاب

(مصنفہ شری بھاگ لال جی سانی)

پر بھو کے ساکشات درشن

اس نادر ترین کتاب میں پر بھو کے درشن کے مختلف طبقات کے کھولنے کی کئی رکھی ہے سچی روحانیت کی دقیق ترین گہرائیوں کو سادہ معارف باتوں میں کھول کر رکھ دیا ہے آپ اسے پڑھ کر بیباختہ کہہ سکیں گے واہ! کیا عالمگیر تعلیم ہے کیا ہمہ گیر آپش ہے یہ زندگی کا انمول تحفہ علمائے سچائی کی روشنی میں صبح و شام پڑھنا سکھلاتا ہے اس میں زندگی کی سبھی اچھوٹوں کا حل پایا جاتا ہے اس میں ایک ہی وقت میں گمان، تھکنگی اور کرم (خیال جذبہ اور عمل) کی ہم آہنگی اور موافقت دکھائی گئی ہے فدا دل دیکر پڑھئے تو سبھی پھر دیکھئے اس کا کمال کس طرح زندگی کی کوئی ٹھوٹی اور بکھری ہوئی لڑیاں دوبارہ جڑ جاتی ہیں کس طرح ادھوری اگھڑی اور بے چین زندگی امر جیوں اور آتک جیوں میں تبدیل ہو جاتی ہے کس طرح زندگی کا ریختان ہلہلاتے ہوئے چین میں بدل جاتا ہے سچ تو یہ ہے کہ "مشک آنت کہ خود ہوید نہ عطا دیگد" لیکن ایک فہم مطالعہ کی آزمائش لازم ہے۔ قیمت ایک روپیہ نوٹ - وہی پی نہیں ہوگا۔ رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج کر کتاب کو پیرنگ پوسٹ منگوائیں۔

دفتر رسالہ "اوم" اجیسی ٹیمپل دھلا

تقریفی چٹیاں!

شری انند صاحب جی!

جے ست نارائن جی کی پوا میں نویدن ہو کہ بندہ کو رسالہ اوم کا مطالعہ کرتے اب سال پورا ہوئے والا ہے گزشتہ سال جب میں نے سب سے پہلے دیوالی ایڈیشن کا مطالعہ کیا تو میرے من نے آواز دی کہ ایس مرتیو لوک میں رہتے ہوئے موجودہ دور میں صرف اُردو کا واحد رسالہ اوم ہی ہے جس میں دھرم شناستری جھلک صحیح نظر آ رہی ہے اس آواز پر سالانہ پریم انگ منگو اگر خریدار ماہواری صورت میں بن گیا اور ہر ماہ مجھے اپنا رسالہ اوم مختلف دھارمک نمبروں کی صورت میں درست ملتا رہا ہے۔ اور مجھے ہر نئے اور پرانے ماحول کے مقابلہ اور تبادلہ خیالات سے مستفید ہونے کا کافی سے زیادہ مزید موقعہ نصیب ہوا ہے۔ مختلف دھارمک خبرات ہی رسالہ ہذا کے سنہری زینے تصور ہو رہے ہیں۔ بندہ نے اب پھر آئندہ سال کے لئے اپنا چندہ بھیج کر مستقل خریدار بننے کی کوشش کی ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب جی کی داد دیتا ہوں کہ انھوں نے اپنے سماج کے بھولے بھٹکے بھائیوں کے لئے یہ بجلی کی روشنی کا کھمبہ تیار کر دیا ہے کہ اس کی ترقی میں وہ اپنے ہندو سماج کی ترقی عیاں ہے۔ دھارمک پہلو سے مجھے کافی دلچسپی کا موجب ہے۔ جے ہند۔ بشمبر ناتھ سورن بارہ لوی ٹیچر ٹڈل سکول بڑھیال برہمنال۔

ملا محترم منجیر صاحب نستے!

رسالہ اوم ماہ دسمبر موصول ہوا ماقبل فارم منی آرڈر موصول ہو چکا ہے جو اباً عرض ہے کہ ۱۲-۱۶ کو مبلغ ۷/۱۰ روپے ارسال خدمت کر دیئے جائیں گے بہر صورت خاطر جمع فرما کر مطمئن رہیں گے۔ ۷.۶ ہرگز ہرگز روانہ نہ کریں گے سلسلہ اسی طرح قائم رکھیں گے آپ کو معلوم ہے کہ ہم آپ کے قدیمی وقت دسارے ہی خواں ہیں اور ہمارا دوا دار آپ سے ہمیشہ صاف پایا ہے اس لئے امید قوی ہے کہ آپ سلسلہ پرچہ منقطع نہ فرما کر قائم رکھیں گے ایسا مشکور بنائیں گے۔ کہ رسالہ اوم کی بلند ترین روحانی خیالات کی پرواز دور حاضرہ میں بنی نوع انسان کے سکون دل کا آں مخصوص نسخہ ہے یا نور وحدت کا ایک مرکز ہے۔ جو تاریک دلوں کو نور معرفت سے روشن کرتا ہے اس لئے یہ چند سطور بغرض آپ کے رطینان کے تحریر کر کے ارسال ہیں کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ اظلاما عرض ہے۔

تقدیر و تدبیر کا اکس لئے مصنف شری بھاگل جی رائی

گھٹا، بھگتی اور ادنیٰ قسمت کو تبدیل کرنے اور اپنے اندر قوت اور جوش عمل کی تازہ روح چھوکنے کے لئے اس بصیرت افروز کتاب کا ضرور بالضرور مطالعہ کیجئے یہ کتاب محض بھلائی، انسانی ہمدردی اور حوصلہ افزائی کے نقطہ نگاہ سے لکھی گئی ہے تاکہ ان جی بارے ہوئے اور رنج و غم میں ڈوبے ہوئے کمزور بھائیوں کو تسلی بخشی شفقت افروشناسی کا سامان ملے جو گھٹے پر سر رکھے ہوئے انہی پر روشنی ہے تاکہ ان کے دلوں میں اطمینان کی لہر دوڑ جائے اور ان کی زندگی پر تقدیر کی چھائی ہوئی تاریکی کا خاتمہ ہو جائے اعلان کی روش کا افق تقدیر کی جوت سے روشن ہو جائے اور ان میں حوصلہ اور امنگ کی روشنی بھر جائے۔

قیمت صرف ایک روپیہ

۱۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے کتاب بیرنگ پوسٹ منگوائیں مئی پائی ہوگی

ملنے کا پتہ:- رسالہ "اوم" اجبیری گیٹ درہلہ 6

سقراط

اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

یونان کے دارالسلطنت ایشینہ میں سفرونقیس نام کا ایک بت تراش تھا۔ اسی کو سقراط کا باپ ہونے کی عزت حاصل تھی۔ پوش و حواس سمجھاتے ہی سقراط نے بھی یہی خاندانی صنعت حاصل کرنی شروع کی جس کی یونان میں ان دنوں بہت ہی تندرستی لیکن اسی اثنا میں لیون نامی ایک دلہند فلسفی نے اس کی طباعی و ذہانت کا اندازہ کر کے اسے تحصیل فلسفہ کی طرف متوجہ کیا۔ اس طرح سقراط نے آبائی کام چھوڑ کر مسائل الہی اور رموز حکمت دریافت کرنے کی طرف توجہ کی۔ ان دنوں اس نے بن قلیس نامی ایک حکیم کے اصولوں کی پیروی کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے ایک جاننا زبانی کی حیثیت سے فوجی خدمات بھی انجام دیں۔ عربی محققین کا قول ہے کہ اس زمانہ میں یونان والے فلسفیوں اور حکیموں کی قدر بطور مذہبی مقتداؤں کے کرتے تھے اور لڑائی کے موقع پر بھی مہتر کا فوج کے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ اسی رسم کے مطابق یونان کا فرانر و ایک مرتبہ سقراط کو اپنی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں لے گیا۔ مگر سقراط بجائے سپاہیوں میں رہنے اور ان سے ملنے جلنے کے ایک خلوت مکان میں بیٹھا رہتا اور جب آفتاب نکلتا تو دھوپ کھانے کے لئے باہر آ بیٹھتا۔ ایک دن اتفاقاً بادشاہ اس طرف سے گزرا اس کی طرف دیکھتے ہی بادشاہ نے کہا۔ کہ ”آپ میرے پاس کیوں نہیں آتے؟“ جواب دیا ”فرصت نہیں ملتی“ پوچھا ”آخر آپ کیا کام کرتے ہیں؟“ کہا ”صرف وہی کام جس سے زندگی نہ سکے۔“ بادشاہ نے حیرت سے کہا۔ ”یہ کونسی بڑی چیز ہے یہ تو آپ کے لئے میرے پاس ہر وقت موجود ہے۔ جب اور جس وقت آئے حاضر کروں گا“ سقراط نے کہا کہ اگر یہی امید ہوتی تو میں کبھی آپ کا دروازہ نہ چھوڑتا۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا۔ ”بھلا فرمائیے آپ کو کسی چیز کی حاجت تو نہیں ہے؟“ کہا ”جی ہاں! ہے اس قدر کہ گھوڑے کی ہاگ ٹوڑ کر چلے جائیے اور میری چھوٹی چھوٹی“ اب بادشاہ نے اس کی اس بے نفسی پر غش غش کر کے خلوت فاخرہ اور بہت کچھ مال و زر منگو کر دینا چاہا مگر سقراط نے انکار کیا اور کہا کہ بادشاہ! تو نے اس چیز کے دینے کا وعدہ کیا تھا جس سے زندگی کو قیام ہو۔ حالانکہ وہ چیز رہا ہے جس سے موت کو قیام ہو۔ سقراط کو زمین کے پتھروں (جواہرات) گھاس کے ریشوں (کپڑوں) اور کپڑوں کے ثواب (دہن دہشی کپڑوں) کی ضرورت نہیں ہے اور جس چیز کی اسے واقعی ضرورت ہے وہ چاہے جہاں اور جس جگہ ہو ہمیشہ اس کے پاس رہتی ہے۔“

اس جواب نے بادشاہ کو ایسا جواب کیا کہ مجھ اس کے کچپکا واپس چلا جائے اور کچھ بن نہ پڑی۔

اس کے بعد سقراط نے بہت دنوں تک طیما طوس ایک زبردست فلسفی کی شاگردی کی اور اپنے فلسفیانہ مذاق میں زیادہ تر اسی کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ تعلیم دینے کے زمانہ میں طیما طوس اسے کچھ لکھنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ بلکہ مجبور کرتا تھا کہ ہر چیز کو زبانی یاد کر لیا کرے۔ ایک دن سقراط نے اسے کہا کہ آپ مجھے لکھنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ طیما طوس بولا۔ ”علم الہی اور رموز حکمت کا مراد جانوں کی کھال پر رہنا اچھا یا انسان کے دل پر؟ اگر راستہ میں کوئی شخص تم سے کوئی مسئلہ پوچھ بیٹھے تو کتاب دیکھنے کے لئے گھر دوڑے جاوے؟“ یہ بات ان کے دل میں جم گئی اور اسی وجہ سے وہ اپنے تمام شاگردوں کو لکھنے اور تالیف و تصنیف سے منع کیا کرتا تھا۔

وہ اپنے غلی ذوق میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا اور علم و حکمت کی شرافت کو اس پایہ کا مانتا تھا کہ ان مسائل کا

کر لیا ہے کہ چار سو روپے لیکر آپ کو نکل جانے کا موقعہ دیدے۔ آپ بس اتنا کہیے کہ رات کو چھپنے سے نکل کر روم میں چلے جائیے جہاں آپ آزادی سے رہیں گے اور کوئی آپ کا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ سقراط نے کہا: ”اقریطون! تم جانتے ہو کہ میں چار سو روپے کا بندوبست نہیں کر سکتا۔ نہ اتنا روپیہ نقد میرے پاس موجود ہے اور نہ اتنا اسباب رکھتا ہوں کہ اسے بیچ باج کر فراہم کر سکوں۔“

اقریطون بولا: ”میرا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ روپے کی فکر کیجیے۔ اس کا بندوبست میں کر لوں گا۔ آپ صرف اقرار کیجیے کہ قید خانہ سے نکل کر چلے جائیے گا۔“ اس کا جواب سقراط نے یہ دیا کہ ”یہ سزا جو مجھے دی گئی ہے خود اپنے وطن اور اپنی قوم کی طرف سے دی گئی ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ان لوگوں نے مجھے قید کیا اور قتل کرنا چاہتے ہیں اور پھر یہ بھی جانتے ہو کہ میں اس سزا کو سہی نہیں ہوں۔ نہ میں نے کوئی جرم کیا ہے نہ کسی کا کچھ بگاڑا ہے بلکہ میرا جرم صرف یہ ہے کہ ظلم و طغیان کی مخالفت کرتا ہوں اور لوگوں کو کفر، الحاد اور خدا کی ناشکری سے روکتا ہوں۔ بت پرستی کو ہر اکبتا ہوں اور شرکت کی ٹرائیاں ظاہر کرتا ہوں میری یہ حالت کسی طرح بدل نہیں سکتی۔ جہاں جاؤں گا اور جب تک زندہ رہوں گا۔ اسی اھول پر قائم رہوں گا۔ اور یوں ہی لوگوں کو ہدایت کرنے کی کوشش کروں گا۔ پھر روم میں کیا ہے۔ جہاں جاؤں گا یہی حال ہوگا اور جہں سزین پر رہوں گا۔ یہی فساد کھڑا کروں گا۔ اور اس کی سزا جب اہل وطن اور دوستوں سے یہ ملی ہے تو غیر قوم والے اس سے بھی سخت سزا دیں گے۔ انھیں تو ہموطنی کا تھوڑا بہت پاس اور لحاظ بھی ہوگا مگر غیروں سے اتنی بھی امید نہیں کی جاسکتی۔“

یہ سنکر اقریطون بولا: ”اگر آپ کو اپنے اوپر ترس نہیں آتا تو اپنے اہل و عیال اور بال بچوں پر تو ترس کھائیے۔“ سقراط نے کہا کہ ”اس حیثیت سے بھی میرا روم جانا مناسب نہیں ہے۔ وہاں میرے بعد نہ ان کا کوئی حامی ہوگا نہ پرسان حال اور یہاں تم لوگ موجود ہو۔ جن سے ہر طرح لطف اور شفقت کی امید ہے۔“ آخر اقریطون لا جواب ہو کر چپ ہو رہا۔ اور نہایت حسرت اور اندوہ کے ساتھ قید خانے سے چلا آیا۔ اس کے تیسرے دن قیامت کی گھڑی آگئی جبکہ سقراط دنیا سے رخصت ہونے والا تھا۔ صبح ہوتے ہی قید خانے کے باہر تمام شاگردوں کا ہجوم ہو گیا وہ لوگ ہجوم کئے ہوئے تھے کہ قید خانے کا دار و دروازہ کھول کر اندر سقراط کے پاس گیا۔ پھر وہاں کونسل کے گیارہ ارکان آئے اور چنلے اس کے پاس ٹھہر کر چلے گئے اب سقراط کے پیروں سے زنجیریں کھول دی گئیں جن میں ایام اسیری میں وہ غریب جکڑا رہتا تھا اور شاگردوں و عزیزوں کو اجازت دی گئی کہ اپنے استاد اور عزیز کا آخری دیدار دیکھ لیں۔ اجازت پاتے ہی یہ سب لوگ اندر گئے اور سقراط کے آس پاس بیٹھ گئے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر یہ بے نفس حکیم یونان تخت سے اتر کر زمین پر آ بیٹھا۔ اپنی رانیں کھولیں۔ اُن پر ہاتھ بھیر لیکن بعض جگہ انھیں ملا اور دبایا اور حاضرین کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”خدا کی بھی کیا حکمت ہے کہ ایسی ایسی چیزوں کو جمع کر دیا ہے جو باہم ایک دوسرے کی صند ہیں کوئی راحت نہیں ہوتی جس کے بعد اَلَم نہ ہو اور کوئی اَلَم نہیں ہوتا جس کے بعد راحت نہ ہو۔“

اس وقت تک سب لوگ خاموش بیٹھ نہایت حسرت سے اس کی صورت کو دیکھ رہے تھے۔ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے نہایت چھڑ چھڑ گئی اور جو جس کے دل میں آئی کہنے لگے چنانچہ یہاں سے اور قیدوں نے نفس کے افعال کے متعلق سوال کیا اور سقراط نے اس اطمینان کشادہ خاطر اور خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دیا کہ گویا اُسے موت کی خبر ہو نا تو درکنار یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ قید خانے میں ہے۔ سقراط نفس اتانی پر ایک نہایت دقیق معنی خیز اور محققانہ لیکچر دے رہا تھا اور لوگ حیرت سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ یہ دل کا کتنا بڑا مضبوط ہے اور کس قدر بخیر ہے کہ موت کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ اور ایسی نازک گھڑی میں بھی ایسا ثابت قدم ہے کہ معمولی اخلاق اور عادات میں بھی کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ آخر یہاں سے صنبط نہ ہوسکا اور بولا افسوس! آپ سے نہ کچھ پوچھتے بنتی ہے اور نہ نہ پوچھتے پوچھتے ہیں۔

تو آپ سے علیحدگی کے خیال سے دل بھر آتا ہے اور نہیں پوچھتے تو حسرت رہ جاتی ہے کہ ان رموزِ الہی کو آپ کے بعد کس سے پوچھیں گے۔ سقراط نے کہا "میمیاس" ابو کچھ پوچھنا ہو، شوق سے پوچھو۔ تمہارے ان سوالوں سے میں خوش ہوتا ہوں اور ایک نزدیک تو اس حال اور اس زندگی میں اور اس دوسرے حال اور دوسری زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

تغیر کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کا خیال میسکے ذوقِ علم پر غالب آجائے۔ اگرچہ اس انقلاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم بہت سے نیک، فاضل، لائق دوستوں اور رفیقوں سے جدا ہو جاتے ہیں مگر اُن کو چھوڑ کر ہم اُن سے بھی اچھے، ان سے زیادہ فاضل، لائق دوستوں اور بھائیوں سے ملے ہیں۔ میں اب یہاں سے جا کر اسلاؤس، ایارس اور ارقیاس سے ملوں گا۔

نفس پر بحث ختم ہونے کے بعد شاگردوں نے عالم کی حیات اور آسمانوں کی حرکت کے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ کیا اس کے بعد نئی ترکیب کیونکر ہے۔ ان مسائل پر بھی بحث کر کے سقراط نے سب کا اطمینان کر لیا۔ پھر دیر تک علومِ الہی اور اسرارِ ربانی کے بہت سے رموز بیان کرتا رہا اور جب اچھی طرح سب کی تسلی و تشفی ہوئی تو بولا۔ اب میں جانتا ہوں وقت آ گیا کہ غسل کر کے جہاں تک ممکن ہو، عبادت کروں اور کسی کو اپنی میت کے غسل کی تکلیف نہ دوں۔ مجھے آزمائی نے بلایا ہے اور آؤس کے پاس جانے والا ہوں (یہ بھی قدیم مشہور یونانی ناموروں کے نام ہیں) اور تم بھی اپنے اہل و عیال کے پاس جاؤ گے یہ کہتے ہی اٹھا ایک کمرے میں جا کر بنایا اور غسل کے بعد دیر تک وہیں مصروفِ عبادت رہا۔ اس وقت وہ عبادت کر رہے تھے اور دوسرے کمرے میں اس کے شاگرد اور پیروسیجے باہم افسوس کر رہے تھے اور بار بار اُن کی زبان سے نکلتا تھا کہ افسوس! کتنا بڑا حکیم اجل اور پندِ شفیق چھوٹا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم سب یتیم ہو جاویں گے۔

اب سقراط عبادت کے کمرے سے نکل کر باہر آیا اور اپنے بچوں اور بیوی کو بلایا۔ ایک بڑا بیٹا تھا اور دو ننھے ننھے بچے تھے۔ جنھیں سامنے بلا کر اس نے رخصت کیا کچھ سمجھایا سمجھایا اور کہا۔ بس اب جاؤ۔ اس وقت موقعہ پا کر قریطون نے کہا۔ آپ ان بچوں اور اپنی بیوی کے متعلق نہیں کیا حکم دیتے ہیں اور خود ہمارے لئے کیا فرماتے ہیں جواب دیا۔ کچھ نہیں جو ہمیشہ کہتا رہا کہ اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔ وہی اب بھی کہتا ہوں۔ اگر تم نے اس نصیحت پر عمل کیا تو مجھے بھی خوش کرو گے اور اُن تمام لوگوں کو بھی جو میسکے ہم خیال ہیں یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور سب شاگرد بھی خاموشی سے اس کی صورت دیکھتے رہے اتنے میں ممبرانِ کونسل کا ایک خادم یا یوں کہئے کہ عدالت کا چر اس آ گیا اور حکیم اجل کی طرف دیکھ کر بولا۔ اے سقراط! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی موت کا باعث نہیں ہوں۔ آپ کے لئے یہ حکم ان گیا رہ ممبروں نے نافذ کیا ہے جو عدالت فوجداری کے رکن ہیں اور مجھے اس کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس کے بجالانے پر میں مجبور ہوں۔ حالانکہ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ لہذا اس جامِ زہر کو لے لیجئے اور نوش کیجئے اس کے پیتے وقت جو اضطرابی اور بقراری کی حالت طاری ہو۔ اس کو صبر اور ضبط کے ساتھ گوارا کیجئے اور نوش کیجئے پھر اسی کے ساتھ نہایت شگفتگی اور بے نفسی سے کہا۔ میں تمہارا کہنا مانوں گا اور تم کو الزام نہیں دیتا۔ یہ کہہ کے چند لمحے سقراط خاموش رہا پھر قریطون کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ یہ شخص تو چلا گیا میسکے لئے شربت مرگ کب لائے گا اور ایک نوجوان سے کہا "اُسے بلاؤ تو"۔ نوجوان نے ٹیکارا۔ اس کی آواز کے ساتھ ہی سرکاری چپراسی آیا۔ اب اُس کے ہاتھ میں زہر کا جام تھا سقراط نے جام ہاتھ میں لے کے بلا تا تا بغیر کسی بیتابی کے اور نہایت بے پرواہی کے ساتھ منہ سے لگا لیا گراں پایہ استاد کو جامِ زہر پیتے دیکھ کر شاگردوں میں ضبط کی تاب نہ رہی۔ زار و قطار رونے لگے اور ہر طرف سے نوحہ بکائی کی آواز بلند ہوئی۔ اب سقراط نے پورا جام کی کران لوگوں کی طرف توجہ کی اُن کو اس آہ و زاری سے روکا اور سمجھانے لگا۔ کہ اس طرح بے صبر نہ ہونا چاہیے۔ میں نے عورتوں کو اس وقت اسی

وہ سے ہی صرف ہٹا دیا تھا کہ اُن سے ضبط نہ ہو سکے گا۔ انرض ایسی باتیں کہیں اور ایسا وصلہ بندھایا کہ سب لوگوں کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور خاموش ہو رہے۔ اب سقراط اٹھ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر ٹپکنے لگا۔ گویا کسی تکلیف کو دبا اور طال رہا تھا تھوڑی ہی دیر پہلا ہوگا کہ پاؤں کی طاقت سلب ہوگئی۔ اور اسی سرکاری آدمی سے مخاطب ہو کر بولا۔ اب میرے پاؤں بوجھل ہو گئے اور مجھ میں چلنے کی قوت نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ لیٹ جائیے۔ سقراط بے تامل لیٹ گیا اور ایک نوجوان شخص پیر دیا لے لگا رہتا تھا اور بار بار پوچھتا تھا کہ میرا دانا آپ کو محسوس ہوتا ہے؟ جواب دیا "نہیں" اب کمرنگ جسم سرد اور بے جان ہو گیا۔ سرکاری آدمی بولا۔ بس یونہی یہ حالت جب قلب تک پہنچے گی تو آپ ختم ہو جائیں گے۔

اب اقریطون نے بیتابی کے ساتھ پکارا۔ اے امام حکمت! یہ کیا بات ہے کہ آپ کے جو اس اور آپ کی عقل بھی ولسی ہے جیسے کہ ہماری ہے۔ اس بارے میں کچھ ارشاد ہو۔ اب سقراط میں بات کرنے کی تاب نہ تھی مگر زور کرتے بولا۔ "میں تم سے وہی کہتا ہوں جو کچھ کہہ چکا ہوں"۔ یہ کہہ کر ماتھے پر ٹھکایا اور اقریطون کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ لیا اقریطون نے کہا۔ جو فرماتے ہیں۔ فرمائیے۔ اس کا جواب سقراط نے دے سکا بلکہ اب آنکھیں پھیرا گئیں مگر پھر بھی اتنا ایک جملہ اور اُس کی زبان سے نکلا۔ "میں اپنی جان اُس خدا کے سپرد کرتا ہوں جو سب کا سچا معبود ہے" اسی جملہ کے ساتھ اُس گراں پایہ حکیم اس فلسفی خدا شناس اور اس عواص دریا کے معرفت کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

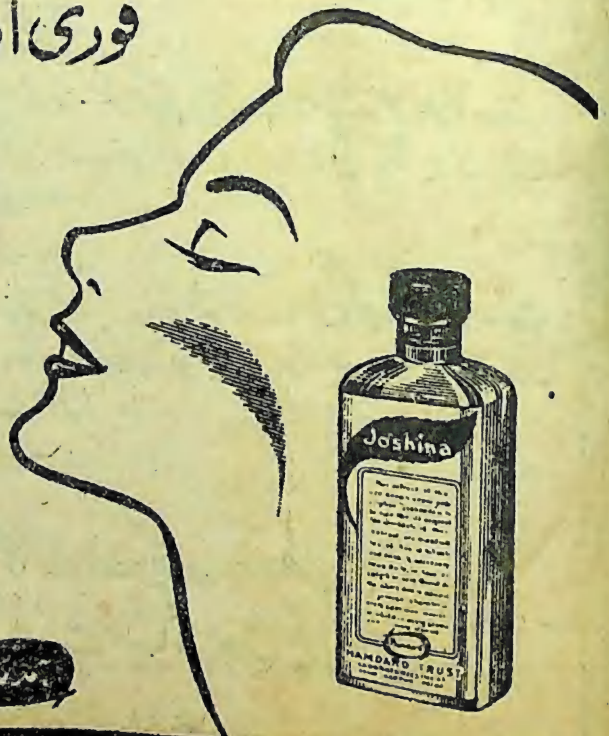
افسوس! زمانے! تو نے کیسے کیسے عالم لوگوں پر کیا کیا ظلم کئے ہیں۔ یہ مبارک ہے اسی موت کہ دشمن اور قاتل تک کھڑے رو رہے ہیں۔ یونان نے یہ ایسا فعل کیا ہے کہ اس سے زیادہ شرمناک فعل قبل ازیں کبھی سر نہ ہوا ہوگا۔ اور کیا عجب کہ اس کے انتقام میں اسی گھڑی سے اُس قدیم متمدن اور زبردست قوم کا شہر شروع ہو گیا ہوگا کیونکہ چند ہی روز کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یونان کی سلطنت خاک میں مل گئی۔ اُس کی آزادی ہمیشہ کے لیے بچھن گئی اور وہ رومیوں کی ماتحتی میں ذلت

فوری آرام اور تسکین کے لیے

جوشینا

طِب یونانی کے مشہور نسخہ جوشاندہ کا ایک بسترکیٹ
جوشینا زکام کا مکمل علاج ہے۔ یہ سانس
کی نالیوں کو کھولتا ہے۔ کھانسی۔ چھینکوں اور حرارت
کو روکتا ہے۔ اور تسکین بخشتا ہے۔
ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھیں۔

ہمدرد دواخانہ (دوقف)
دہلی - کانپور - پٹنہ



فلسفہ حیات

از پروفیسر بخشی اختر امرتسری یادگار رونق ہلوی

مر کے خود فرق حیات و موت سمجھاتا ہوں میں !

پہلے اک قطرہ تھا اب دریا ہوا جاتا ہوں میں !

کچھ سمجھ آتا نہیں چکر حیات و موت کا !!

بار بار آتا ہوں میں کیوں بار بار جاتا ہوں میں

موت پر میری - تمہاری چاک درانی ہے کیوں

صبر اے اہل جہاں بس لوٹ کر آتا ہوں میں !

اہل دنیا کے نشاط و غم کی حد ہوتی نہیں !

اس طرف آتا ہوں میں جب اس طرف جاتا ہوں میں

مچھوٹ پڑتا ہوں کبھی بن کر شارع آفتاب

میت کے نورِ حسنِ مطلق میں سما جاتا ہوں میں

پھر نشاط آ کر مچھلا دیتی ہے اسرارِ حیات

غم میں جب ہوتا ہوں رازِ زندگی پاتا ہوں میں

لنعمت درد و الم للہ نہ مجھ سے چھینے دے !

ان غموں ہی سے تو لطفِ زندگی پاتا ہوں میں

جلوہِ حق ازل کا شوق دامن گیر ہے !

واہ وا بیگانہ دنیا ہوا جاتا ہوں میں !

قطرہ قطرہ میں وہی وہ نور آتا ہے نظر

ذرہ ذرہ میں اسی اُس کی ضیا پاتا ہوں میں !

لگ ہی جاؤں گا کنارے ایکن اختر ضرور

بحرِ ہستی کی روانی میں بہ جاتا ہوں میں

ولی ابوالحسن

”یہ تپلے خدا کے بنائے ہوئے ہیں“

ایک درویش جو شہر طالقان کا باشندہ تھا خرقان میں رہنے والے ایک ازبس عالی ہمت اور بزرگ مرتبہ ولی ابوالحسن کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ بڑے صدق و نیاز کے ساتھ بلند پہاڑوں اور لمبی وادیوں کو طے کرتا ہوا جب وہ خرقان پہنچا تو اس نے ولی صاحب کے گھر کا نشان پوچھا اور اُس مکان پر جا کر بڑے ادب کے ساتھ دروازے کی کھٹکی بجائی۔

دریچے سے ایک عورت نے جھانک کر دریافت کیا کیا چاہتے ہو؟

درویش بولا۔ میں ولی صاحب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔

عورت بڑے زور سے قہقہہ لگا کر بولی۔ واہ! تیرا یہ سفر اور درویش دونوں ہی سنسنے کے لائق ہیں۔ کیا تجھے گھر کی کوئی کام کاج نہ تھا؟ کہ تو بیہودہ ادھر چلا آیا۔ کیا تجھے آوارہ گردی کا سودا ہو گیا تھا یا وطن میں تو دکھی تھا؟ اس طرح عورت نے بہت سی محض اور مکروہ باتیں کہیں جو قابل ذکر نہیں ہیں۔

درویش اس عورت کی باتیں سن کر بڑا مغموم اور مضطرب ہوا۔ انکھوں سے آنسو برساتے ہوئے پھر سوال کیا۔ آخر بتلاؤ تو یہی وہ سچا بادشاہ کہاں ہے؟

عورت بولی وہ پرلے درجے کا مکار اور اندر سے مخوف تھا ہے اور احمق لوگوں کے لئے ایک جال بن رہا ہے۔ تیرے ایسے لاکھوں بے شعور اس کے کنید گمراہی میں بھنس رہے ہیں۔ اگر تو اُسے بغیر دیکھے واپس چلا جائے تو گمراہی سے بچ جائے گا۔ وہ تو بڑا ڈینکیا پیالہ چٹ اور بیٹو آدمی ہے۔ اُس کے خالی ڈھول کی آواز دور دور تک پھیل رہی ہے رات کے مردود اور دن کے یا وہ گولوگ اس پر لٹو ہو رہے ہیں عظیم الکمال کی راہ چھوڑ کر مکر و دغا کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے کوئی انھیں درست کرنے والا نہیں رہا۔ اس جماعت کی بدعت تو اب دنیا میں فاش ہو رہی ہے۔

درویش نے ان باتوں کی تاب نہ لا کر لغو لگا یا کہ بس! دن کے وقت چوکیداروں کا کام ہی کیا۔ اس بزرگ کا نور مشرق و مغرب میں پھیل رہا ہے۔ اس آفتاب حقیقت کے گدبگو تو آسمانی سورج بھی شرمساری سے زور دے رہا ہے۔ ہو اکا بادل نہیں ہوں کہ تیری بیہودہ باتیں سن کر واپس پھر جاؤں۔ بدعت بھی وہی بُری ہوتی ہے جو ہوس سے پیدا ہو۔ خدا سے پیدا ہونے والی بدعت تو خود کمال ہوتی ہے۔ جہاں نور معرفت چمکتا ہے وہاں تو کفر بھی ایمان ہو جاتا ہے اور اُس کفر بھی دیوتا بن جاتا ہے تو شیخ حق پر پھونک مانتی ہوئی اپنا منہ سر جلا بیٹھے گی۔ کیا کتا سمندر کو پلید کر سکتا ہے؟ یا پھونک سورج کو بجھا سکتی ہے۔ تیرے ایسی بہت سی چمکاڈریں خواب لیا کرتی ہیں کہ اب سورج دنیا سے منہ مٹا ہو چکا ہے۔ چاند چاندنی برساتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنی فطرت پر مجبور ہے لیکن رات کو چاندنی میں چلنے والے مسافر اپنا راستہ کب چھوڑتے ہیں۔ جڑ واپس نکل کی طرف خواہ مخواہ تیزی کے ساتھ چلا جاتا ہے تیرے کہنے سے رک نہیں سکتا۔ منہ مٹانے انا انجی نے سب کو رہا ہوں کا کلا کھونٹ دیا تھا۔ اگر تو آنکھیں

رکھتی ہے تو کھول کر دیکھ کر جب بندہ کی میں وہود سے نیست ہو گئی تو باقی تیار رہ جائے گا (باقی خدا ہی رہ جاتا ہے)۔
 تھوڑے کبھی بھی آسمان پر نہیں پہنچتی۔ بلکہ لوٹ کر کھوکھلے والے کے منہ پر گر جاتی ہے۔ تو جیسے پیٹو اور پبل خوار کرتی ہے۔ ساتویں
 آسمان بھی اس کی درگاہ کے بندے اور شرق مغرب اس کے بھکاری ہیں۔ ایسے بزرگوں کی بدولت ہی تو آسمان
 نور و گردش اور شاہی ایوان رکھتا ہے۔ ان کے لئے سمند مچھلیوں اور موتیوں سے بھر لو رہے۔ ان کی خاطر ہی میں
 اپنے اندر خزانے اور باہر گل ہائے یاسمین کھڑی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے۔ تو پیارے سوال ہی نہ رہتا اور مومیا فی
 سے بہرہ ور نہ ہوتے اور نہ ہی جہان کو بلا مانگے بے حد رزق نصیب ہوتا۔ دنیا بھر کے لائق ان ہی کے تو رزق
 خوار ہیں اور گل میوے ان کی بارش رحمت کے خشک لب ہیں۔ یہ ایک بعید العقول راز ہے کہ دینے والوں کو ہی ہمیشہ
 دیا جاتا ہے۔ فقیر جو لیتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہ اصل وہی زراور پوشاک دیتے ہیں۔

کہاں وہ پاک صوف اور کہاں تجھ سی بے حیا بیوی۔ اگر تیری اس گھر سے نسبت نہ ہوتی تو میں تمہیں پارہ پارہ کرتا۔
 چونکہ تو اس شاہ زمان کی گھر والی ہے۔ اس لئے میں تیری گستاخی کر لے کی جرأت نہیں رکھ سکتا۔

اس کے بعد وہ درویش اس ولی کے متعلق دوسرے لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔ ایک نے بتلایا کہ وہ پہاڑی جنگل
 سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ پس اس نے بھی جنگل کا رخ کیا۔

جاتے جاتے اس کے دل میں دوسو سے آٹھ رہے تھے کہ وہ ایسے بزرگ ہو کر ایسا ہم نشین کیوں رکھتے ہیں۔ مہلا
 دیوتا اور بھوت کیونکر اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ وہ ایسی باتیں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ دوسو سے وہ بزرگ شیر
 پر سوار دکھلائی دیئے۔ دیکھا کہ شیر ان کی لکڑیاں کھینچ رہا ہے اور خود لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے ہاتھ میں سانپ لئے آتے
 کوڑے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

ولی صاحب دوسرے ہی درویش کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہنے لگے کہ نفس کی باتیں مت سن۔ اور جو کچھ درویش
 پر آپ تک گزری تھی، اسی ضمیر سے جان کر سب کی سب کھول کر سنا دی اور پھر اپنی عورت کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔
 "میں اس کی ہم نشینی کو اپنے نفس کی خاطر برداشت نہیں کرتا۔ یہ خیال تیرے نفس کا ہے۔ اس پر مت بھڑک۔ اگر
 میرا صبر اس عورت کا بوجھ نہ سہہ سکا۔ تو شیر نہ گیس طرح میری لکڑیاں کھینچتا۔ میں خالق کے امر و فرمان کچا ہوں
 اور تشنچ عام کی پرواہ رکھوں۔ اس کا حکم ہی میرے لئے خاص و عام ہے۔ میری وح سدا اس کی طالب ہے
 میں سب کی تحسین اور تشویق سے دُور ہوں اور کسی اور کی تصدیق و تکذیب کی پرواہ نہیں کرتا۔ میرا فرد یا جفت
 ہونا ہوائے نفس سے نہیں ہے۔ کیونکہ میری جان ہرہ کی مانند خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ایک بیوقوف عورت تو کیا
 میں ایسی ہی کئی اور عورتوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہوں مگر رنگ و بو کے عشق سے کبھی نہیں۔

میں نے تیری خاطر یہ کچلے درجے کی بات کہی ہے تاکہ تو بدخواہی کے ساتھ سمجھنا نہ سمجھ لے۔ اور خوش و خدا
 ہو کر یہ بوجھ اٹھا سکے۔ صبر ہی شکلات کی چابی ہے۔ کمینوں کے ساتھ نہ رہا کرنے سے تیرے اندر نور جلوہ گر ہوگا۔
 اس سے آگے جو کچھ ہے اس کا ذکر کیا کروں وہاں توجا (جگہ) ہی نہیں ہے۔ پس اور ہی تو رگش تصورات ادا دہا
 سے دُور ہے۔

ہندوؤں کے پران تو (Matsya Purana) میں ہر ایک دیوتا کسی نہ کسی پشو کا باہن (سواری) رکھتا
 ہے۔ کوئی شیر پر، کوئی گرہ پر، کوئی راج ہنس پر اور کوئی چوہے پر سوار ہے۔ یہ تمام مورتیاں ایک نہایت گہری
 سچائی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہر ایک دیو بھگوان کسی نہ کسی پشو بھگوان کو جیتے (اس پر سوار ہونے) سے پیدا ہوتا ہے۔

کر دھ کو جیتنے سے کھیشما اور دوش کو جیتنے سے پریم کی پراپتی ہوتی ہے۔ ہمارے وجود میں جتنے بھی لپٹو بھاو دیکھے جاتے ہیں وہ ہمارے اندر دیو بھاوؤں کے ظہور کے لازمی وسیلے ہیں۔ لپٹو بھاو کے مقابلہ میں دیو بھاو ظاہر ہوتا ہے اور معنی رکھ سکتا ہے اور دیو بھاو کی نسبت سے ہی ہم لپٹو بھاو کو جان سکتے ہیں۔ بلندی اور سچی ہمیشہ باہمی نسبت سے ہوتی اور معنی لکھ سکتے ہیں۔ ہر انسان کے وجود میں صرف ایک حیوان ہی نہیں بلکہ کل حیوانات موجود ہیں۔ اگر ہم ان حیوانات سے منطوق جانیں تو ہم درجہ زندگی میں حیوانات سے بھی گر جائیں گے لیکن اگر ہم ان پر غالب آسکیں تو ہماری زندگی تمام حیالی دیوتاؤں سے برتر ہوگی۔ مذکورہ بالا احکامیت میں وکی صاحب کا شیر پر سوار ہونا یہ اشارہ دیتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر غالب آچکے تھے۔ روحانی طاقت بیرونی چیزوں پر قابض ہوئے اور قدرتی طاقتوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے وجود کے اندر اپنے نفسانی میلانات پر سواری کرنے سے ہاتھ لگتی ہے پس سچی روحانی طاقت کا اصلی راز یہ ہے کہ اپنے حیوانی جزو کو ضعیف رکھ کر کبھی اعلیٰ درجہ کی روحانی طاقت حاصل نہیں کر سکیں گے۔

حقیقت میں جو بھی شخص روحانی طاقت لکھتا ہے وہ اسی طرح شیر پر سواری کرتا ہے ۵

تو یقین مے دان کہ ہر شیخ کہہ ست

ہم سواری مے کند بر شیر مست

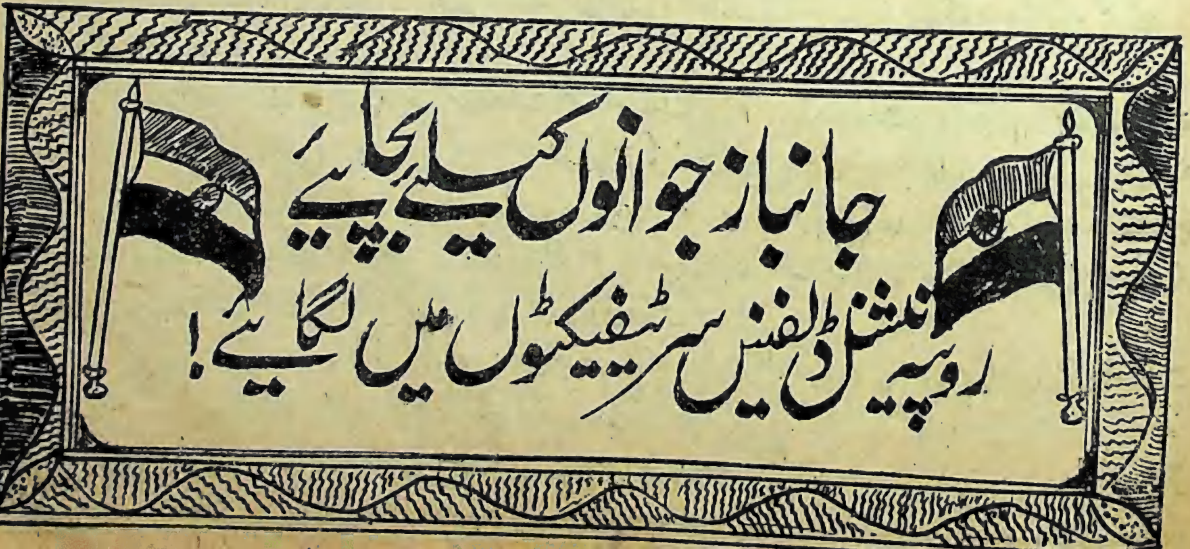
صد ہزاراں شیر زیران نشاں!

پیش دیدہ غیب بین ہمیزم کشاں!

(مثنوی شریف)

تو یقینی طور پر جان لے کہ جو بھی روحانی عظمت رکھتا ہے وہ شیر مست پر سوار ہوتا ہے بلکہ غیب بین بھی ایسے لوگوں کی ران تلے لاکھوں شیروں کو لکڑیاں کھینچتے دیکھا کرتی ہے لکڑیاں کھینچنے کے یہ معنی نہیں کہ وہی جذباتی نفسانی جو پہلے ہم پر حکمران ہو رہے تھے نئی زندگی حاصل ہونے پر نہ صرف ہماری اطاعت قبول کرتے ہیں بلکہ ہمارے خادم بن جاتے ہیں +

(ادوم شہ)



امیر خسرو

”درد مند عشق را دار و مجز و دیدار نیست“

امیر خسرو ترکوں کے قبیلہ الاچین سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد سیف الدین شہر شکر کے رہنے والے تھے اور اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ جنگیز خانی حملوں نے انھیں اپنا وطن مانوٹ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ہندوستان چلے آئے اور سلطان محمد تغلق کے دربار میں ایک عمدہ حلیہ پر متعین ہوئے۔ امیر خسرو کی ولادت ۷۵۰ھ میں بمقام پٹیالی جو ضلع ایٹھ کا ایک قصبہ ہے ہوئی۔ سات برس کی عمر میں باپ کے سایہ کو کھو بیٹھے۔ شروع ہی سے انھیں روحانیت اور شاعری کے ساتھ منہ تھا۔ اگرچہ صغیر سنی ہی میں اُن کے والد نے انھیں مکتب میں بٹھا دیا تھا لیکن اُن کا دل لکھنے پر مائل نہ تھا بلکہ اس طرف پڑا رہتا تھا۔ ۱۵۰۲ء کے سن میں تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔

سلطان غیاث الدین کے دوران حکومت میں کنگو خاں المعروف بہ چچو ایک گرامی قدر امیر تھا اور سلطان وقت کا بھتیجا بھی۔ جو دوسرا اور علم دوستی کے باعث مشہور زماں تھا۔ اولاً اُسی کے دربار میں خسرو نے باریابی حاصل کی اور اکثر قصیدے اس کی مدح میں قلمبند کئے۔

کنگو خاں سے تعلقات زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہے۔ اُن بعد خسرو نے بغرا خاں کی طرف جوکہ سلطان کا بیٹا تھا۔ مراجعت کی۔ اُس نے خسرو کی بہت زیادہ قدر دانی کی اور اپنا ندیم خاص بنا لیا۔ سلطان اور بغرا خاں ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لئے بنگال گئے خسرو بھی ساتھ تھے۔ سلطان نے بغرا خاں کو بنگال کا گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن امیر خسرو کا دل بنگال میں کیوں لگتا۔ شخصیت لی اور دہلی کی راہ لی خسرو کی شاعری کا اب کافی شہرہ ہو گیا تھا۔ سلطان محمد قآن جو سلطان کا بڑا بیٹا تھا۔ اسی اثنا میں ملتان کا گورنر مقرر ہوا۔ اُس نے امیر خسرو کو شہر آئے خاص میں داخل کیا اور انھیں اپنے ساتھ ملتان لے گیا۔ اُس کی پانچ سال تک ملازمت کی۔ بدستمی سے نا اہلیوں نے ملتان پر حملہ کیا۔ اگرچہ کئی تاتاریوں نے شجیت بھی کھائی۔ لیکن بالآخر یہ تاتاریوں کا ہی بھاری رہا۔ امیر خسرو اور جن دہلوی ددلوں معرکہ میں شریک تھے۔ انھیں گرفتار کر کے بلخ لے گئے۔ ان خونین واقعات پر خسرو نے نہایت ہی دردناک مرثیے لکھے۔ اور دہلی روانہ کئے۔

اُن کے مرثیہ دہلی میں گھر گھر پڑھے جاتے تھے۔ اور لوگ اپنے غریبوں کی موت پر ہزار ہزار آنسو بہاتے تھے۔ دو سال بعد خسرو نے تاتاریوں سے کسی نہ کسی طرح رہائی حاصل کی۔ دہلی پہنچے پر خان شہید (جو کہ سلطان کا بڑا بیٹا تھا اور ملتان کا گورنر تھا) کی وفات پر جو مرثیہ لکھا تھا۔ اُسے دربار میں پڑھا۔ دربار میں اس قدر رقت طاری اور اتنا دوا دیا محاکمہ سب بے ہوا ہو گئے۔ سلطان اس قدر رویا کہ اُس کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی۔ اور اسی صدمہ میں چل بسا۔ اُس کے بعد خسرو نے خان جہان گورنر اور دھ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔

اُس کے دربار میں دو سال تک رہے۔ اُن کی محبت نے پھر دہلی میں کھینچ بلایا۔ اُس زمانہ میں کیقباد و تخت سلطنت پر ممکن تھے۔ اُسی بادشاہ نے سب سے پہلے خسرو کی قدر دانی کی۔

کیقباد نے تین سال بعد وفات پائی۔ اُس کے بعد سلطان جلال الدین خلجی جو ایک سن رسیدہ اور نہایت ہی بااثر

امیر تھا، تخت سلطنت پر بیٹھا جلال الدین خلجی نہایت قابل اور با عظمت بادشاہ تھا۔ علم دوست اور فیاض بھی تھا، خسرو بھی کہتا تھا ایسے بادشاہ کے دربار میں خسرو سے زیادہ اور کون مرکز عنایات ہو سکتا تھا، شروع ہی سے جلال الدین خسرو کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ امارت کے زمانہ ہی میں اُن کا معقول مشاہرہ مقرر کر دیا تھا، سلطان ہوتے ہی انھوں نے خسرو کو اپنا ندیم خاص بنا دیا۔ امارت کا درجہ عنایت کیا گیا۔ اُس زمانہ میں قرآن شریف کے رکھنے کی خدمت ایک شخص کے سپرد ہوتی تھی۔ چنانچہ خسرو کو یہ خدمت بھی تفویض کی گئی۔ لفظ "امیر" جو خسرو کے نام سے پہلے چسپاں ہے۔ اُس کی ولت غائی یہ ہے۔

اگرچہ بچپن میں خسرو کے والد نے انھیں حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر ڈال دیا تھا۔ تاہم دنیاوی مشاغل کا غبار اُن کے اوپر زیادہ چڑھ گیا تھا۔ اُسی زمانہ میں خسرو نے حضرت نظام الدین اولیا کے ہاتھ پُر بارِ بیت کی۔ دو آتشہ شراب بہت تیز ہوتی ہے۔ اس دو بارہ بیت نے خسرو کی حالت کو بالکل ہی بدل دیا۔ اب وہ مذاہب کے عقائد سے بہت بلند ہو گئے اور اُن کی نظروں میں سوائے ذات احد کے کچھ رہا ہی نہ۔ چنانچہ اس بخود کی حالت میں آپ نے جو نظم لکھی ہے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

کافر عشقم مسلمان مراد کار نیست	بر رگ من تار گشت حاجت ز نادانیت
ما سیراں را تماشاے چین در کار نیست	داغ ہائے سینہ ما کتر از گلزار نیست
عاشقاں را در محشر باقیامت کار نیست	کار عاشق جز تماشاے جمال یار نیست
از سر بالین من بر خیزاے نادان طبیب	در دمنید عشق را دار و مجز ویدار نیست
شاد باش اے دل کہ فردا بسر بار عشق	مژدہ قتل است گرچہ وعدہ دیدار نیست
ناخداے کشی ماگر نباشد گو مباش	ما خدا داریم مارا تا خدا در کار نیست
خلق مے گوید کہ خسرو بت پرستی مے کند	آرے آرے مے کشم با خلق و عالم کار نیست

اب خسرو پر اور ہی رنگ تھا، حضرت نظام الدین اولیا اُن کی روحانی فضا میں بلند پر وازیوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور خسرو کے اندر درست معنوں میں عشق الہی جاگ اُٹھا تھا اور وہ ہر قسم کی مذہبی حدود سے بہت ہی بلند ہو چکے تھے۔

اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ اپنا تمام مال و زر خواجہ صاحب کے نام پر لٹا دیا۔ اس اثناء میں خواجہ صاحب نے بھی اپنا شرعی چھوڑ دیا، خسرو اپنی لباس میں ملبوس ہو گئے اور خواجہ صاحب کے مزار پر بطور مجاور چھ ماہ گزارے اور ۲۵ھ میں لبیک کہا۔ انھیں حضرت خواجہ صاحب کے مزار کی پائنتی میں دفن کیا گیا۔ جو اُن کی روحانی عظمت کا بدیہی نشان ہے۔

..... (اوم شمع) جو ان کو فنکار، خباب، بد بخت، گاندھی، صدر، نعل، مجلس، ادب، جبر، طرہ کے بہترین اور نامندہ انداز کا مجموعہ

پینے لٹے لٹے

ملنے کا بیتہ

"مکتبہ ہیک" ۲۴۳۴ سیتی پنجا بیاں (سبزی منڈی) دہلی ۷۷
رسالہ اوم اجپری گیت با دار۔ دہلی ۷۷

ہر امیر الشعراء دیوان پندیداس قمر

ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے دم سے ہے کل جہاں ہمارا
خوش حال جس جگہ ہے پیسیر بوال ہمارا
صدیوں سے یہ وطن ہے آرام جہاں ہمارا
ہے پریم کا ترازو و ردِ زباں ہمارا
مکن ہے بدلتوں سے فخر جہاں ہمارا
ایسا بھی ہے کسی کا جیسا مکاں ہمارا
سورج بن کے سورج چمکایاں ہمارا
میٹ میٹ کے کہہ رہا ہے دروہاں ہمارا
بعد از خدا یہی ہے روزی ساں ہمارا !
پرساں حال ہر دم ہے ہر باں ہمارا !
بیمار کا معراج اور راز داں ہمارا
ہے کان سیم و زر کی یہ خاکل ہمارا
اغیار جس یہ صدقے یہ ہے وطن ہمارا
ہر دل عزیز کیا ہے صحن چمن ہمارا
اس سرزمین پہ شیدا ہے مردوزن ہمارا
کرتے ہیں نذر اس تکی یہ تن بدن ہمارا
بن کر بیمار آئی وہ رونقیں ہمارا !
برسا رہی ہے گو ہر گلشن کی کیاری کیاری
پھر ماہل کرم میں الطاف ذات باری
شیدا وطن کی لبیل یہ دیکھ کر چکا ری
پیدا ہوئے یہاں ہم آنسو میں مر گئے !
ہو رنج یا کہ راحت اس جا گزر نہ گئے !
جب دُشمنی نہیں ہے پھر کس لئے لڑ گئے
اس راز کو سمجھ کر اہل وطن ملیں گئے
پردہ تھا غیرت کا آنکھوں سے اٹھ گیا ہے

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا !

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا !

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا !

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا !

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا !

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا !

دل رفتہ رفتہ سب کا اب مائل فنا ہے
 بھارت کا ذرہ ذرہ کیا لعل بے بہار ہے
 خوشیوں سے آج ہندی کیا نو بگ رہا ہے
 ہر دم وطن پرستی ایمان و دھرم ہے
 ناراض ہونہ کوئی ہندی کا کرم ہے
 نیچی نظر سے چلنا آنکھوں میں شرم یہ ہے
 چوٹی کا دھیان رکھنا کچھ ہے تو بھم کہ ہے
 کوثر کے ساتھ بل کر گنگ و جمن رواں ہو
 ناقوس اور اذان بھی دونوں ہی ہم زباں ہو
 ماؤ شا کے گلشن و البتہ خنزاں ہوں !
 ہم ان کے وہ ہمارے کیوں فرق درمیاں ہو
 اب ہم ہیں اور ہمارا مسکن ہے رشک گلشن
 خوشیوں کے پھول چن کر ہم بھر رہے ہیں امن
 اپنوں سے ہم ہوں دشمن ہرگز نہیں یہ ممکن
 ہیں ایک ہی نظر میں مومن ہوں یا برہمن
 شاداب گلستان ہے سرسبز کھیتیاں ہیں !
 شاہوں کی شان والے دہقاں ہیں اوکھا ہیں
 لہریں وہ دودھ کی بھر چاروں طرف رواں ہیں
 بلت کی ہے ضرورت سب شمشیں یہاں ہیں
 اپنوں کے ہو تم اپنے۔ اپنوں کو تم سنبھالو
 غصہ اگر نکالو تو غیب پر نکالو !
 ایمان و دھرم یہ ہے کمزور کو بجا لو !
 یہ کہہ کے ہم وطن کو سینے سے تم لگا لو !
 واہ خوش نصیب بھارت بیدار دجستیرے
 بلت سے آئے ہیں سب تاج و تخت تیرے
 زو پوش ہو چکے ہیں جو دن تھے سخت تیرے
 خوش فہمیوں میں بدلے ارماں کوخت تیرے
 ہوا اتحاد دل میں پھر کچھ کی نہیں ہے !
 بلت کی برکتوں سے دل میں غمی نہیں ہے
 اب یہ ہوائے اکفنت کچھ موسمی نہیں ہے
 کہتا ہے کون ہم میں وہ یکتا نہیں ہے

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

بھارت کے ہیں دلارے سب راہنما ہمارے
آنکھوں کے ہیں یہ تارے سب راہنما ہمارے

اپنے وطن کے پیارے سب راہنما ہمارے
دکھیوں کے ہیں تیارے سب راہنما ہمارے

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

یہ راہنما ہمارے واقف ہیں کھفتوں سے
نا آشنا نہیں ہیں دور مصیبتوں سے !

دل آئینہ ہیں ان کے بھارت کی حالتوں سے
ہیں قلب بھارت ان کے گرد و رک ورتوں سے

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

یاد بکرم سے تیرے بدلے ہیں دن ہمارے
قایم رہیں ابد تک بھارت کے چاند تارے

ہیں جسم و جان میارے ہندوستان کے پیارے
قربانیاں ہیں جن کی سوراخ کے نطراتے

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

عاجز قسم کی دل سے ہر دم دعا یہ ہے
سرکارِ دو جہاں میں اب التجا یہی ہے

دارالشفاء کے در پر شوق شفا یہ ہے
جے ہند کی صدا میں نغمہ سرا یہی ہے

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

دیش پرسنکٹ اور ہمارا کرتویہ

چین کے حملہ کے پیش نظر آج ہمارے دیش کو ایک بڑی مشکل کا سامنا ہو رہا ہے اس وقت جو حالات ہیں کتنا مشکل ہے کہ یہ لڑائی کب تک جاری رہے اور اس کا انجام کیا ہو۔ کیونکہ اس لڑائی نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہ کر سکا ہے۔ اور نہ ہی کبھی ایسا ہونے کی امید بھی جاسکتی ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ ہمارے دیش کی ترقی کسی قدر پیچھے پڑ جائے گی اور ہمارے پلان بھی کسی قدر اُدھور سے رہ جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دیش میں کچھ چیزوں کی کمی بھی محسوس کی جائے تو ان تمام حالات کا سامنا کرنے کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن آج ہمارے دیش کے نیتاؤں کے سامنے سوال یہ ہے کہ ہمیں جنگ کا سامنا وغیرہ خریدنے کے لئے کافی دھن دیکھنا ہے۔ کیونکہ جب تک سڑ نہ ہوگا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں شاک نہیں کہ دوسرے ملکوں سے کافی اہلکار آنا شروع ہو گیا ہے لیکن ہم اس سے یہ اچھی شرط پر خریدنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ہم اس کی قیمت دیں گے ہو سکتا ہے وہ ملک لینے سے انکار کر دیں لیکن اس وقت جو حالات ہیں اس کے لئے ہمیں کوئی تیاری کی ضرورت ہے بلکہ کے علاوہ ہماری فوجوں کو کھینچنے اور کھینچنے کی بھی ضرورت ہے ان حالات میں روپیہ اور سونا وغیرہ اکٹھا کر کے گورنمنٹ کو بھیجیں تاکہ ہمارے جوانوں کے حوصلے بلند ہو سکیں اور وہ لڑی ہو

ہندو کی گھوٹنا (سمیاد کی لکھ)

چینی درندوں نے منہ میں رام رام اور لبّی میں پھری کے مصداق بھارت کے نیتاؤں کو دھوکا دیکر - اور ظاہر
ہندی چینی بھائی بھائی کا لہرہ لگا کر پہلے بیت کو ہڑپ لیا - پھر ہالیہ کی لمبی سرحد پر لاکھوں کی تعداد میں فوجیں جمع کر کے
اور پوری طاقت کے ساتھ لداخ اور سینکا (Veekee) پر نہایت شدت سے دھاوا بول دیا - چینیوں کی نیت شروع
سے ہی بد تھی اور وہ ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے تقریباً دس سال سے تیاری کر رہے تھے لیکن ہمارے لیڈر
ہنسار پرمودھرم اور پنج شیل کے آدرش پر کار بند رہے - ان کو یہ گمان تک نہ تھا کہ چین ان کے ساتھ ایسی زبرد
مندی کریں گا - بہر حال ہماری قوم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے اور ان ہلاکو اور جنگیز کے نام لیواؤں کی دندوں
کی زبردست فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے کمر بستہ رہ گئی ہے - ہمارے رہنما پنڈت جواہر لال جی نہیں دئے اب
جنگ کا بل بجا دیا ہے - اس لئے دیش - اپنی جاتی اور اپنے دھرم کی رکشت کے لئے ہر ایک شخص کو تن میں اور
دھن سے اپنی گورنمنٹ کی ہر ممکن امداد کرنی چاہئے - نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونا چاہئے - اور دھنوالوں کو دل کھول
کر دھن دینا چاہئے - اور جن کے پاس سونا ہے انھیں گولڈ بانڈ خرید کر ۶ فیصدی سود اور دیگر رعایت حاصل کرنی
چاہئے - آج دیش پر بے اصولی اور بے ایمان دشمن نے جو حملہ کر دیا ہے اس کو پسپا کرنے کے لئے ہمیں ہر ممکن قربانی
کرنی پڑے گی - اس میں شک نہیں کہ ہمارا بہت سا علاقہ چینیوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے لیکن ہمارے نوجوان اپنی اس پوتر
بھارت بھومی کے ایک ایک انچ کے لئے بہادرانہ لڑائی لڑ رہے ہیں - اور ہمارے ایک ایک سپاہی نے جب تک
اس میں چینیوں کا صفایا نہیں کر لیا وہ سچھے نہیں ہٹا - ہمارے نوجوانوں کا حوصلہ اور دلیری دیکھ کر دشمن کو دہشت
آتی لیکن دشوار گزار پہاڑیوں میں جہاں ہماری طرف سے بڑی بڑی توپیں اور ٹینک اور دیگر لڑائی کا ضروری
سامان نہیں پہنچ سکتا تھا - وہاں اگر ہمیں چند چوکیاں دینی بھی پڑی ہیں تو اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں - ہم سچائی
پر ہیں اور ہمارا آدرش بہت بلند ہے - ہم چینیوں کی ان اغلاق سوز کاروائیوں کا دلیری اور جواہر دہی سے جواب
دیں گے اور ہمارا یقین والہ ہے کہ آخر فتح ہماری ہوگی اتنا سناہد ہے کہ ہمیشہ سچائی کی فتح ہوتی رہی ہے
..... اور ہوتی رہے گی - سب ایک کے زمانہ میں دیوتاؤں نے اسروں پر فتح پائی - بھگوان رام نے راو کو فتح کیا -
پانڈوؤں نے گوروؤں کو جیتا - گورو کو بند سنگھ - شیواجی - ہمارا نہ پرتاپ - جو کہ دھرم کے اوتار تھے انہوں نے
تعلیقات اٹھا کر آخر بدی کو جیتا - اور اپنا نام امر کر گئے - اسی طرح اب بھی ہم لوگ دھرم کے انویائی ہیں -
ہماری کسی کے ساتھ دشمنی نہیں - ہم "جو" اور "جینے دو" کے اصول کو پسند کرتے ہیں - ہمارے گوروؤں نے جنگ
میں گھائل اور مرتے مرتے دشمنوں کو بھی پانی پلانے کی تعلیم کی ہے ہم تمام سنگھ کو سنبھلی دیکھنا چاہتے ہیں -
ہم لوگ ایشور کو ماننے والے ہیں اور اس کو نئے ساری سمجھتے ہیں اس لئے ہم دتوک سے کہہ سکتے ہیں کہ چینیوں
بے رحمانہ حملہ کر کے اپنی موت کے وارنٹ حاصل کئے ہیں - ان کی ظاہری فتح ان کی شکست کی پیش گوئی ہے - مثلاً
نے اپنی طاقت کے زعم میں انگلینڈ فرانس - روس - سب کو لٹا دیا - اور انہیں کا بہت سا علاقہ فتح کر کے آخر میں

نیک جا پہنچا۔ لیکن وہاں پہنچ کر اُس کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ ظالم کو اپنی طاقت کا اچھیاں ہوتا ہے اور مظلوم کو ایشور کا بھر دسہ ہوتا ہے۔ ظالم ایشور کی غیبی طاقت سے نا آشنا ہوتا ہے لیکن وہی غیبی طاقت وقت پا کر اُس کا سروں کا کر دیتی ہے جیسے ہرنیکش اور راون کو آہنکار ہو گیا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اُن کو زہ نہیں کر سکتی اور انھوں نے ظلم و ستم شروع کر دیا تھا لیکن وہ دونوں اسی غیبی طاقت (ایشور کی تسکوت) سے مارے گئے۔ وہی حال اب جہنوں کا ہونے والا ہے۔ اگر تجھے عرصہ کیلئے ہم فسخ یا ب نہ بھی ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں چونکہ ہم بھی تو دھرم کرم کو تلا جلی دیکر اور عقلیت کی چادر اوڑھ کر عیش و عشرت میں پڑ گئے تھے۔ اس لئے اُس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔ یہ جنگ وجدل قدرت کی طرف سے ہمیں جگانے کے لئے آتے ہیں۔ اور یہ مبارک ہیں۔ اب ہمارا آئندہ جیون دھرم پور وک ہوگا۔ ہمارا باہر بل بڑھیکا۔ دلش اور دھرم کے دشمنوں کا صفایا ہوگا اور یہاں رام راجیہ سھاپت ہوگا جس کی کہماستا کا ندھی جی نے جیتا ونی دی تھی۔

ہمارے دھرم شاستر مچھار کہہ رہے ہیں کہ تم دھرم کی رکھشا کرو۔ "دھرم ہتھاری رکھشا کرے گا" اور گورو صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ "پریشور توں بھلیاں ویاں پن سبھے لوگ لیکن جیسے دیوتاؤں کو راجیہ ہا بھتا اور وہ عیش پرست ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہمیں سوراجیہ ہلا اور ہم عیش پرست ہو کر دھرم کرم کو تلا جلی دے بیٹھے۔ رشت خوری۔ غریبوں کی داد فریاد کو بہرے کا لون سنا۔ عدالتوں میں جا کر جھوٹی گواہی دینا۔ لوٹ کھسوٹ ڈاک زنی۔ دوسرے کے مال کو ہڑپ کرنا۔ زیادہ منافع خوری۔ کھانے پینے والی چیزوں میں ملاوٹ۔ شریج اور پوترتا کا خاتمہ۔ سدھیا کا بترسی۔ جپ تپ۔ اور ایشور ارادھنا سے لاپرواہی۔ دھارمک گرنیتھوں کا نہ پڑھنا بلکہ فلمی اور فحش لٹریچر کا شوق۔ ریڈیو پر فلمی گانوں میں بھجی اور دھارمک بھجن بھرتن سے نفرت۔ اپنے اس ناشوان شریر کو ہر شٹ اپنٹ کرنے کے لئے انڈے اور مانس کا استحقاق مجھیلی مرغ اور بکرے اور دیگر حیوان کی ہتیا۔ بیل چھوڑ اونٹ وغیرہ جانوروں پر ظلم۔ اُن کے نازک حصہ پر چوٹوں کی بھرمار۔ اُن سے کام زیادہ لینا اور خوراک کم دینی اُن کے بیمار ہو جانے پر بھی رحم نہ کرنا۔ وغیرہ۔ سب عیب ہمارے اندر جاگزین ہو چکے تھے۔ اس لئے ہمیں قدرت نے جگا دیا ہے۔ لئے بھارت نو اسیو! آپ کا جنم اس دھارمک دلش میں ہوا ہے۔ اس لئے اگر آپ قانون قدرت سے لاپرواہی کریں گے تو قدرت آپ کو دیگر مغربی دیشوں سے زیادہ سزا دیگی جیسے قانون کو جاننے والا وکیل اگر کوئی جرم کرے تو وہ بہ نسبت دوسروں کے سزا کا زیادہ سختی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس دھارمک دلش میں جیسے پنیہ کا پھل اِدھک ہے۔ اسی طرح پاپ کا پھل بھی اِدھک ہے۔ اس لئے جہاں پریشور کی بات کو مانو۔ اور دھرم کو اپناؤ۔ تاکہ قدرت آپ کی حمایت کرے اور آپ پر پھر کبھی کوئی مصیبت نہ آوے جس دھرم مارگ پر ہمارے بزرگ چلتے آئے ہیں۔ ہمیں اُسی مارگ کو اپنا نا چاہیئے۔

دھرم سے بل اور بدھی۔ ملتی ہے۔ جس سے نش کا کلیان ہوتا ہے۔ اوم شرم۔

دھرم کی جے ہو۔ ادھرم کا ناش ہو۔

سب پرانیوں میں سد بھادنا ہو۔

وشو کا کلیان ہو۔

گورکھ ناٹھ نندہ

کوی لو کناختہ دِل سبھاشن نگر دہلی

بھارت مال اوم

تیری شہرت کو پھیلا میں گے جا بجا بکری عظیمت کا ڈنک بجا دیں گے ہم
تحت ہو گا ہمال سے آو خپا رترا بکری تیرے قدموں پہ دنیا جھکا دیں گے ہم
تاج نذر تیرے سر پہ جو پہنائیں گے بکری اس کو شمس و قمر جو منے آئیں گے!
تیری خاک مقدس کے ہر ذرے کو بکری جگکا تا ستارا بنادیں گے ہم!
تیرے کھیتوں سے پل کر جوئے ہیں جوان بکری آب دیو اسے بنے جسم و جہاں!
ترجیحی نظروں سے دیکھئے گا جو بھی تجھے کس سب کی نظروں سے اس کو گرا دیں گے ہم
تجھے کو گھرانے کی کیا رٹی پیاری ماں بکری ہم جو جاگ اٹھتے ہیں دیش کے نوجواں!
گر اترے پینے کا قطرہ جہاں بکری وہاں ندیاں لہو کی بہا دیں گے ہم
موت آئی مقابل تو ٹکرائیں گے! بکری موت سے ہم بغل ہو کے لوٹ آئیں گے
تیری ہستی نہ بھائے گی جس ہستی کو! بکری اس کی ہستی سے ہستی مٹا دیں گے ہم
کون کہتا ہے بکریں ہیں کمزور ہیں! بکری ہم جواں مرد ہیں اور شہزاد ہیں!!
تیرے سر کی قسم تیرے دشمن کا سر بکری تیرے قدموں میں لاکر سجا دیں گے ہم
گولی کھا کے بھی گولی چلا سکتے ہیں بکری ہنس کے برہمنوں کے پھل ہم چا سکتے ہیں
جس نے زخمی ہمال کا سینہ کیا بکری اس کا دل آج چھلنی بنادیں گے ہم

دھرم پید شری گورو گوبند سنگھ جی کا آدرش

(اُن کے اپنے سری مکھ واک)

- (۱) دیویشوا بر مو اسے شمشہ کر من لے کہیوں نہ ٹروں
- (۲) نہ ڈروں آد سے جب جائے سہروں - نشے کر اپنی جیت کدو
- (۳) ہوں سیکھ ہوں - اپنے ہی من کو - یہ لالچ ہے گن لو آسپروں!
- (۴) جب آلوہ کی اودھ ندان بنے آت ہی رن میں تب جو مجھ مروں

ارتھو! اے کلیان کا بھوان مجھے اپنی وردان دیکھے کہ میں شمشہ کر من کرنے سے کبھی بھی نہ ہٹوں یعنی یہ ان ات تک نیک کام کرتا رہوں (۲) دھرم
کی خاطر دشمن کے سامنے نہ بکری ہو کر لوٹوں - اور جیت کا ہمیشہ یقین رکھوں دس میں اپنی ضمیر کا پردہ ہو کر زندہ رہوں میرے من میں تیری حمد و ثنا
گانے کی سہ ٹولا سانی ہے (۴) ہے جہاں! اب میرے پرائوں کے بھلے کا سے آت تو میں دھرم دیکھ کو تا ہو میدان جنگ میں آتا ہوں وہ کجلیان دہ

گورو گوبند سنگھ جی کے کارہائے نمایاں !

(نسکی ہمیشہ بدی پر فتح پاتی ہے)

گورو تیغ بہادر کی شہادت کے بعد سنگھ اتہاس میں ایک نیا دور آیا۔ اب گورو گوبند سنگھ کی رہنمائی میں اورنگ زیب کی بیجا طاقت سے صحیح معنوں میں لڑا ہوا لیا جانے لگا۔ اس عہد کے طرز نظام میں ہزاروں برائیوں میں سب سے بڑی اور بنیادی برائی یہ تھی کہ اورنگ زیب بدترین قسم کا ڈکٹیٹر اور حد درجے کا متعصب شخص تھا۔ ہندو رعایا کو کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا اور انھیں سرکاری ملازمت میں نہ لیا جاتا تھا۔ ہندوؤں پر جزیہ لگا ہوا تھا۔ ہندوؤں کو اس وقت نہ تو پالکیوں میں جانے کی اجازت تھی نہ ہی وہ عربی کھوڑوں کی سواری کر سکتے تھے۔ مندر سال کے جاریہ تھے۔ لاکھوں میں جینوں کو کھانے کے جملے جاتے تھے اور ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنایا جا رہا تھا۔ نتیجے کے طور پر ہندو قوم میں زبردست بے چینی پھیل گئی اور وہ اس بدترین ڈکٹیٹر شپ کو ختم کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگے اور پھر اس وقت کی حکومت بھی کوئی ایسی کھوس حکومت نہ تھی۔ اورنگ زیب ہر ایک شخص پر شک کرتا تھا اور اس کی یہ شکی طبیعت جلد ہی یہ رنگ پکڑ چکی تھی کہ محض جنوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اپنے بیٹے کو ہی جیل میں بند کر دیا تھا۔

جب کوئی بھی حکومت اس غیر یقینی کا شکار ہو جائے کہ ہر شخص دوسرے پر شک کرتا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا زیادہ دیر تک قائم رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اورنگ زیب کا عہد آنے تک مغل سلطنت کا سورج اپنے نقطہ صعود پر پہنچ کر اب ڈھلنے کی منزلوں پر آگیا تھا۔ نہ صرف ہندو بلکہ کئی مسلم سردار بھی بغاوت پر آمادہ رہتے تھے اور انھیں بڑے دشمنی سے قابو میں کیا جا رہا تھا۔ لیکن یہ بھی اس بات کی علامت تھی کہ اب مغل سلطنت کی بنیادیں ہل رہی تھیں۔

گورو گوبند سنگھ کے حق میں ایک بات اور بھی فائدہ مند ثابت ہوئی وہ یہ کہ اس وقت اورنگ زیب دکن کی آزاد سیوا کو زیر کرنے میں اٹھا ہوا تھا۔ اور ادرہ مرہٹوں کی ابھرتی ہوئی طاقت کو دبانے کی کوشش میں تھا۔ پھر اسے اپنے کسی جنرل پر اعتبار نہ تھا۔ اور اس قدر بظن ہو چکا تھا کہ اسے پورا پورا یقین ہو چلا تھا کہ اگر وہ ذاتی طور پر خود نگرانی نہ کرے تو کوئی کام طے نہیں پاسکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض اوقات وہ کئی کئی برسوں تک راجدھانی سے باہر رہا کرتا تھا اور اس لحاظ سے پنجاب کو ایک طرح سے اپنی کسی بھی سرگرمی کو کامیاب بنانے کا پورا پورا موقع مل گیا۔

۱۶۶۷ء میں جب مغل گورنمنٹ نے دہلی میں گورو تیغ بہادر کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو پنجاب کو بچانے کی تمام تر ذمہ داری گورو گوبند سنگھ کے کندھوں پر آ پڑی۔ گورو گوبند سنگھ اس وقت بیشک سن بلوغ کو پہنچ رہے تھے لہذا اپنے والد کے قتل کا بدلہ لینے کا سوال ہی ان کے لئے اس وقت تک پیدا نہ ہوا تھا۔ شہید گورو تیغ بہادر دلی روانہ ہونے سے پہلے بالک گوبند کو گورو گدی پر بٹھائے تھے اور چاہے اس وقت گورو تیغ بہادر کی موت کا بدلہ لینے کا لوگوں کے دلوں میں لاکھ جلد بے بسی تاہم مندرہ برس کے بالک گوبند کے لئے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے خلاف علان جنگ کر دینا سیاسی اور تاریخی نقطہ نگاہ سے خود کشی ہی کے مترادف تھا۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ بالک گوبند کے باپ اور دادا نے قریب قریب سات ہزار جوانوں پر مشتمل ایک فوج جمع

کر لی تھی لیکن یہ فوج منظم اور باقاعدہ نہ تھی۔ اور حالانکہ اس فوج نے تین بار شاہی فوجوں کو شکست دی تھی لیکن اب یہی کامیابیوں گوہند سنگھ کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہی تھیں کیونکہ جو مغل حکومت اس وقت اچانک تین بار شکست کھا چکی تھی اب پوری طرح تیار اور چوکس تھی نرم مزاج شاہجہاں کی جگہ اب سنگدل اور ننگ زیب نے تخت سلیمان لیا تھا۔ سکھوں کی یہ فوج قاعدہ فوج زیادہ تر رضا کاروں اور پانچویں پر مشتمل تھی اور گورو گوہند سنگھ سے پہلے جو صلح اور مفاہمت کی پالیسی اپنائی تھی اس سے سکھ فوج کا دباؤ سہا جی جذبہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک کام نئے سرے سے شروع کیا جانا تھا۔ بالک گوہند کا حال ایک عجب بے بسی کا تھا اور ننگ زیب کی تانا شاہی کی بنا پر تمام تر پنجاب میں دہشت کا دور دورہ تھا ایسے عالم میں یوں نظر آتا تھا کہ اگر بالک گوہند میدان میں آکر قیام بھی کرنے کا ارادہ کرے تو اس کا انجام لفظی طور پر موت ہوگا۔ اس وقت ایک پہاڑی علاقے ہی ایسے پے گئے تھے جہاں مغل طاقت کی زیادہ حملہ نہیں تھی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مغل فوج دشوار ترین پہاڑی راستوں کے پیچ و خم سے قطعی ناواقف تھی۔ لہذا یہ علاقے ایک طرح سے قدرت کی طرف سے بنائے ہوئے تحفظی قلعوں کا کام دے رہے تھے۔

گورو گوہند سنگھ نے یہی مناسب سمجھا کہ اب فی الحال اپنی قدرتی قلعوں میں بسیرا کیا جائے اور مناسب وقت آنے پر نہ صرف اپنے والد کی موت کا انتقام لیا جائے بلکہ کچے ہوئے عوام کا بھی کلیان کیا جائے۔ بھارت ویش کی ان تمام عظیم ہستیوں نے جنگلات اور پہاڑوں ہی کی شرن لی ہے جنہوں نے تاریخ میں اپنا نام امر بنا دیا ہے ان عظیم ہستیوں نے پہاڑ میں برسوں تک گھورتپسیا کی ہے خود آگہی کی منزل کو پانے کے لئے کھن ریاض کیا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو جیت کر ساری دنیا کو جیتا ہے۔

ہمالیہ کے پہاڑوں کے سکون میں بالک گوہند نے سب سے پہلے اپنے سدھار کا کام شروع کیا۔ بالک گوہند نے پڑھ اور بننا سے عظیم پنڈتوں کو بلایا۔ اور پنجاب سے فارسی کے عظیم لکھنوں کو بلایا۔ اور ان سے علم حاصل کرنا شروع کیا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ بالک گوہند کو ۲۵ سالہ اول پنڈتوں، عالموں اور شاعروں نے تعلیم دی شاعر کا فن بالک گوہند کو ورثے میں ملا تھا۔ اب اس نے تمام تر سنسکرت ادب کھنکال دیا۔ اور اپنے اظہار کے لئے ہندی شاعری کا سٹائل اپنایا۔

بالک گوہند نے پہاڑی بھگوت اور پیران ذہن نشین کر لئے تھے پڑاؤں نے بالک گوہند کو از حد متاثر کیا تھا۔ خاص کر اہل ان کی اس تعلیم نے بالک گوہند کے دل و دماغ کو بہت زیادہ متاثر کیا تھا کہ انہی ہمیشہ بدی پر فتح پاتی ہے۔ اس نے بالک گوہند کو لنگ کے راویں پر جہاں راج رام کی فتح بھگوان کرشن کے ہاتھوں کنس کا انت۔ درگاما کے ہاتھوں راکھش ہشا سر کا بد، کی مثالیں بہت سبق آموز تھیں۔ ان کہانیوں نے بالک گوہند کے دل و دماغ میں یہ بات چھوڑ دی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب بھگوان کرشن کو اپنے وعدے کے مطابق پاپیوں کا ناس کر کے لئے آنا ہوگا۔

اس طرح گورو گوہند سنگھ نے میں برسوں تک ہمالیہ کے دامن میں گھورتپسیا کی۔ اور بالآخر وہ میدان عمل میں کود پڑے لیکن اس وقت پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ مغل سلطنت سے طے کر لینے کے لئے ہندوؤں کی کوئی منظم طاقت موجود نہ تھی لہذا گورو گوہند سنگھ کو شیوا جی جہاں راج کی طرح بزور شمشیر سب کام کرنا تھا۔

انگ پال کے زوال کے بعد پنجاب میں کوئی طاقتور رہنما نہ پیدا ہوا تھا حالانکہ کچھ زمیندار ابھی بچے کھجے تھے اور وہ اپنے آپ کو راجہ بھی کہلاتے تھے۔ تاہم ان کی طاقت کوئی خاص قابل ذکر نہ تھی۔ لہذا گورو گوہند سنگھ

کو پہلا کام یہ کرنا تھا کہ پہاڑی ریاستوں کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کو متحد کرنا اور انہیں مغلی سلطنت سے طرد کر لینے پر آمادہ کرنا۔ اس مقصد کے پیش نظر گورونے ستلج اور جہنا کے درمیانی پہاڑی علاقوں میں تین اہم مقامات پر قلعے تعمیر کرائے۔ ان میں ایک قلعہ تو ناہن کے قریب بنوایا دوسرا آند پور میں۔ اور تیسرا قلعہ روپڑ کے قریب چکور صاحب میں بنوایا۔

پہاڑی شکل سے آخر گورو گوبند سنگھ نے پہاڑی راجاؤں کو رام کیا۔ اور آخر جب وہ ان کے جھڈے تلے جمع ہو گئے۔ تو ان سب نے فیصلہ کیا کہ وہ اورنگ زیب کو مزید سالانہ خراج ادا نہیں کریں گے۔ اس وقت اورنگ زیب دکن کی فوج میں مصروف تھا۔ لہذا کئی برسوں تک ان راجاؤں کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی لیکن جیسے ہی اورنگ زیب واپس آیا تو اس نے ان راجاؤں کے خلاف مابین خان کی رہنمائی میں ایک زبردست فوجی فہم روانہ کیا۔ مذکورہ کے مقام پر ایک خونریز جنگ ہوئی اور شاہی فوج کو شکست فاش اٹھانا پڑی۔ اس شکست سے گور گورو دلاور خان کی دلچسپی بڑھ گئی اور اس نے اپنی پوری طاقت سے ان راجاؤں پر دھاوا بول دیا۔ اور ادھر اس نے اپنے بیٹے رستم خاں کو ایک زبردست فوجی کمک کے ساتھ گورو گوبند سنگھ کے خلاف روانہ کیا۔ رستم خاں نے آند پور پہنچ کر خیمے ڈال دیے اور ایک رات جب وہ خیمے کے باہر سو رہا تھا تو اتنی بھیاںک بارش ہوئی کہ ایک پہاڑی نالے میں طغیانی آگئی اور اس کا فوج کا کافی حصہ اس طغیانی میں بہ گیا اس سے رستم خاں کی فوج میں افراتفری پھیل گئی اور رستم خاں کو ناکام واپس لوٹنا پڑا۔ آج تک اس پہاڑی نالے کو حاسی کا کہاجاتا ہے۔ گورو گوبند سنگھ جی نے اصول کے لئے تلوار اٹھائی تھی اور جو لوگ اصول کے لئے لڑتے ہیں وہ اپنی جد جید کے انجام کی پرواہ نہیں کرتے۔

اگر گورو گوبند سنگھ جی مغلی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے تو اس کا مطلب ہوتا اصول پر ظلم کی فتح۔ لہذا گورو گوبند سنگھ نے اصول کا پرچم بلند رکھنے کے لئے مغلی فوج سے ٹکرائی قبول کیا تھا +

گورو گوبند سنگھ! شہری جوان چندی رہیم

تفریق من و تو سے الگ تھا تیرا دربار۔ کیا خوب تھی سرکار
یکساں تھی نگاہوں میں فقیری ہو کر شاہی۔ اے سنت سپاہی
تیرا دل روشن تھا وہ عرفان کا مینار۔ ایمان کا مینار
دنیا سے منٹا دے جو گناہوں کی سیڑھی۔ اے سنت سپاہی
کردیتی ہے سرشار تری پریم کہانی۔ مستی کی ہے باقی
ہر شب ہے اک میکہ عشق الہی!۔ اے سنت سپاہی
گنوائے بسیم اب تیرے اوتھ کھان تک۔ قاصر زبان تک
خود تو نے بھی دنیا سے کبھی داد نہ چاہی۔ اے سنت سپاہی

دیکھی نہ گئی تجھ سے غلاموں کی تباہی!۔ اے سنت سپاہی
تاریخ وطن کی یہی دیتی ہے گواہی!۔ اے سنت سپاہی
بے جان سی چٹیلوں سے عقابوں کو ہرایا۔ کیا کھلایا
دشمن نے بھی تیری یہ کرامات سراہی۔ اے سنت سپاہی
کی تو نے عطا قوم کو وہ ہمت مرداں۔ شکل ہوئی آت
منزل پہ پہنچ ہی گئے جیسے ہوئے راہی!۔ اے سنت سپاہی
غیروں سے بھی کی تو نے بہر حال مروت۔ اے پیکر الفت
یہی تیری فطرت میں نہ تھی تنگ نگاہی!۔ اے سنت سپاہی



SHRI GURU GOBIND SINGH

شری کاشی رام چاولہ لدھیانہ

اس سنگٹ کال میں مارا فاض

اے صورتِ حُبت قومی اس خواب سے جگانے
مردہ طبیعتوں کی افسردگی میٹا دے
بھولا ہوا فسانہ کانوں کو پھر سنا دے
اٹھٹھے سرھیں شرارے اس خال سرود کھاد

چین نے دوستی کا دم بھر کر بیخِ شیل کے معاہدے کر کے ہمارے ساتھ دفا کیا۔ مٹر گھات کیا۔ حد بندی کے جھگڑے کو بات چیت سے سلجھانے کا چکر دیکر ہمیں بے خبر کھا بھلے آدمی کو سب بھلے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمارے دل میں کوئی کھوٹ نہیں تھا۔ چین کے ساتھ ہمارے پہلے نے تعلقات تھے نہیں خواب و خیال تک نہ تھا کہ چین ایسے حالات میں اس قدر زور اور سفاکانہ حملہ ہم پر کر دے گا۔ ہمیں بات چیت سے حدود کی گتھی سلجھانے کے جھانے دیتا رہا اور خود جنگِ عظیم کی تیاری میں لگا رہا۔ ہم تو ساری دنیا کو امن چین سے خود بچو اور دوسروں کو جیسے دو کے اصول پر رہ کر اپنے اپنے ملک اقتصادی اور صنعتی ترقی کرنے کے مشورے دے رہے تھے اور ہم نے ساری اپنی توجہ بھی اپنے ملک سے بھوک۔ بیماری۔ قحط سالی خشک سالی اور غریبی کو دور کرنے میں لگائی ہوئی تھی۔ پھر ہم نے کسی کا برا نہیں کیا تھا سب کے ساتھ بھلائی کرنے کی کوشش کی تھی کسی کے ملک کا ایک انچ تک زمین لینے کا خیال بھی نہ کیا تھا ہمیں یہ یقین تھا کہ جب ہم نہ کسی کا کچھ ہتھیارنا چاہتے ہیں نہ کسی سے ہمیں دشمنی یا نفرت ہے نہ ہم کسی کی بُرائی کرنے کے درپے ہیں تو ہمیں بالکل بے فکری سے اپنے ملک کی بہبود اور خوشحالی کے کاموں میں مصروف رہنا چاہیے ہمیں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ بھائی بھائی کی رٹ لگانے والے اور کر بھلا ہو بھلا کے اصول کے ماننے والے دونوں ملکوں کے اباؤ اجداد کے لئے ایسا موقع بھی آئے گا کہ وہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے شروع کر دیں گے اور شمشیر کے زور سے ملک گیری کی ہوس میں پڑ کر بھائی بھائی کا ناطہ بتلانے لایک ملک دوسرے ملک پر اس طرح کا سفاکانہ اور غاصبانہ حملہ بالکل بے خبری میں کر دے گا پھر کہا ہے کہ سانپ کو حملہ کرنا ہوتا ہے تو وہ پہلے پھنکار نکا کر خبردار کرتا ہے شیر بھی غرا کر جیتاؤنی دیتا ہے۔ ماں کتا ایک ایسا جانور ہے جو خاموشی سے انسان کی ٹانگوں پر پیک پڑتا ہے۔ یا وہ کتے کی خواہش ان سے ہے جو اس طرح بے خبری سے دوسرے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

ہمیں کچھ اندیشہ تھا تو پاکستان سے تھا کیونکہ وہ علی الاعلان ہم کو دشمن نمبر ایک کہتا تھا ہمارے ساتھ جنگ نہ کرنے کا عہد کرنے کو بھی تیار نہ تھا۔ سرحد پر فوجوں کا اجتماع کرتا رہتا تھا غیر ملکوں سے فوجی سامان کی بے اندازہ امداد لیتا رہتا تھا اور پاکستان کے لیڈر اور ان کا پریس جنگ کی دھمکیاں بھی دیتے رہتے تھے لیکن چین کی طرف سے تو اس قسم کی بے حیائی بے شرمی اور کینہ حرکت کا خیال تک بھی ہمارے دماغ میں نہ آیا تھا۔

مگر خیر اب ان باتوں کے کہنے سے تو کوئی خاص لا بھ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ان باتوں کے کہنے سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے کہ ہماری سرکار بہت غافل رہی اس لئے کوئی تیاری نہیں کی۔ سابق وزیر دفاع نیک نیت نہیں تھا اس نے بحث میں روپیہ لکھے جانے پر بھی سامان جنگ نہیں بنایا شانتی شانتی کا پاتھ پڑھتے رہے۔ ان کا حکم سرِ افسانہ کی گزرتھا کچھ حد تک تو میں نے ان باتوں کا جواب اوپر دے دیا ہے اور یہی بات ہمارے وزیرِ اعظم شری ہر وجی اور پردھان ڈاکٹر رادھا کرشن جی کہہ

چکے ہیں کہ ہم دھوکے میں آگئے لیکن اگر یہ بات بغرض حال تسلیم بھی کر لی جائے کہ گورنٹ نے غفلت اور لاپرواہی سے کام لیا ہے تو بھی ان باتوں کو دہرائے سے اور الزام تراشی سے تو یہ باطل نہیں سکتی ایک کتے نے اچانک حملہ کر دیا ہے اور ہمیں زخمی کر ڈالا ہے یہی تو اب یہ سوچنا ہے کہ جس علاقہ پر اس نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے وہ اس سے کس طرح سے واپس لیا جائے اور پھر اپنے ملک کو کس طرح صیقل سے ایسا مضبوط بنایا جائے کہ پھر کسی کو ادھر آنکھ نہ اٹھا کر دیکھنے کا حوصلہ نہ ہو۔ صلح صفائی کرنے کے لئے کئی دوست مالک کوشن کر لیے ہیں ممکن ہے کچھ عارضی طور پر جنگ بند ہی کا بھی وہ انتظام کر دیں یا کچھ غضب شدہ علاقہ بھی چھوڑ لو ادیں تاہم یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کتنا اپنی خصلت اور خون نہیں چھوڑ سکتا اس لئے اب ہمیں غافل کسی صورت میں بھی نہ رہنا چاہیے۔

ہمارا ملک امن پسند ہے۔ ہماری سنگت میں امن پسندی کی ہے۔ ہمارا گاندھی نے امن کو قائم رکھتے ہوئے اور امن پسندی کی نیتی پر عمل کرتے ہوئے ہی صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھارت کو آزاد کر لیا۔ لیکن ہمارا گاندھی کا اپنا فرمان تھا کہ امن پسندی اور امن کے اصول پر بند دل اور کمزور آدمی کا غافل ہونا تو قدرتی بات ہے لیکن ایسا آدمی ان اصولوں پر عمل کر کے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہ نیتی اسی صورت میں مفید اور کامیاب ہو سکتی ہے کہ جب انسان طاقتور ہو اور دیر ہوا اور اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہو ظلم کا مقابلہ اور سامنا کر سکتا ہو۔ اسی انسان کو یہ نیتی شویبھا بھی دیتی ہے اس کی شان کو بھی بڑھا دیتی ہے اور اس کے لئے مفید بھی ہو سکتی ہے۔ ہمارا بھارت کا اتنا ہی ہم کو یہی بات سمجھانا ہے۔ شری کرشن کو اپنی طاقت پر پورا بھروسہ تھا پھر بھی وہ صلح کلی سے بھاٹیوں کا بھائیوں کا جھگڑا نہٹانا چاہتے تھے۔ وہ خود بھی دوت بن کر گئے لیکن جب دریو دھن نے کہا کہ وہ سوئی کے ناکے کے برابر بھی زمین دینے کو تیار نہیں تب شری کرشن جی نے کہا کہ اب ساری زمین چھڑا لی جائیگی۔ حقدار کو اس کا حق ضرور ملے گا چنانچہ بے شمار ادا بے اندازہ مالی اور جانی نقصان ہوا لیکن ظلم اور بدینتی کو بدداشت نہیں کیا گیا اور انجا ظلم کی جڑ کو اکھاڑ دیا گیا۔ بالکل ہمیں بھی ویسا ہی کرنا ہو گا اب غور کرے والی یہ بات ہے کہ یہ ہو کیسے۔

ایسے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاں فوج کی اور ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں لوگوں کی یک جہتی اور فرض شناسی بھی اتنی ہی لازمی ہوتی ہے جہاں تک فوج اور ہتھیاروں کا تعلق ہے ہماری سرکار اس کے متعلق اپنی پوری کوشش کر رہی ہے۔ پارلیمنٹ کے لوگ سرکار کو اس کے متعلق ضروری سچاؤ اور مشورے دے رہے ہیں ہم نے تو ملک کے اندرونی حالات کو دست رخصتا ہے۔ چین کو حملہ کرتے وقت انگلینڈ بھی خیال تھا کہ چونکہ بھارتی لوگ اپنی پھوپھ کے لئے تو مشہور ہیں ہی۔ اب بھی دل بندیا اور کئی قسم کے زبان اور صوبائی جھگڑے چل رہے ہیں ادھر حملہ ہو گا ادھر لوگ بگڑ اٹھیں گے۔ اندرونی کھلبلی بڑھ جائے پراسے جنگ کی منزلیں مارتے دیر نہ لگے گی۔ لیکن چین حیران رہ گیا کہ آن کی آن میں بھارتی لوگوں نے اپنے سب تفرقات ختم کر دیئے۔ سب جھگڑے بند کر دیئے اور ایک جان ہو کر غاصب کے حملہ کو ناکام بنانے کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے چین کی لڑائی بند کرنے کی بہت سی وجوہات خیال کی جاتی ہیں لیکن ایک یہ بھی ضرور ہے کہ ملک کی اندرونی یک جہتی کو دیکھ کر اس کے ناپاک ارادوں پر پانی پھر گیا۔ اب ملک کی ضرورت یہ ہے کہ:-

- ۱۔ جو یک جہتی بنی ہے وہ قائم رہے۔ تفرقہ ڈالنے والی کوئی بات نہ اٹھنے دی جائے۔
- ۲۔ جو فرد یا جو فرقہ تفرقہ اندازی کی کسی بھی طرح اور کسی بھی شکل میں کوشش کرے اسے اول پیار سے اور پھر برا دراندہ زور سے باز رکھا جائے۔
- ۳۔ ہر ایک شخص یہ ہتھیار لے کہ میں پوری نیک نیتی سے اپنا فرض نبھاؤں گا اور اداسی فرض میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

۴۔ ہر ایک شخص اپنے دل میں صدقہ دلی سے یہ وشواس رکھے کہ جیت ہماری ہوگی اور اس پاک رشتی بھولی پر

کوئی غلیظ پیر نہیں رکھ سکیگا۔

- ۵۔ ہر ایک شخص ملک کے فائدہ کو اپنی ذاتی غرض پر ترجیح دے۔ خود غرضی کو نزدیک نہ کہے وے۔
- ۶۔ جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ روپیہ اور سونا سے مدد کی چاہے کی جائے۔
- ۷۔ ناجائز منافع خوری اور چور یا زاری نہ کرنے کا عہد لیا جائے۔ اور ایسا کرنے والوں کو دشمن ملک سمجھا جائے۔
- ۸۔ غلط افواہیں بالکل نہ پھیلانی جائیں۔ اگر کوئی افواہ سنی جائے تو اس کی تردید کی جائے۔
- ۹۔ نیکیوں کے دینے میں نہ چوری کی جائے نہ دیر۔ جس جس کی طرف جو بقایا ٹیکس ہے وہ فوراً ادا کیا جائے۔
- ۱۰۔ سرکاری ملازمان رشوت خوری سے پرہیز کریں۔ لوگوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھیں۔
- ۱۱۔ قیمتوں میں جہاں سرکار اضافہ ہونے لگے وہاں لوگ خود بھی اس بارہ میں محتاط رہیں۔
- ۱۲۔ شرارت پسند عنصر کا خیال رکھا جائے۔ غداروں کی اطلاع مقامی حاکمان کو دی جائے۔
- ۱۳۔ باہمی میل ملاپ اور رفاقت قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔
- ۱۴۔ سرکار کو طعنہ زدگی یا ان کے سابقہ رویے کے متعلق نقطہ چینی سے گریز کیا جائے۔
- ۱۵۔ کوئی ٹھوس تجاویز دشمن کو پسپا کرنے اور ملک کو اوپر اٹھانے کی آگے سوچیں تو وہ ضرور گورنمنٹ کو پہنچائی جائے۔
- ۱۶۔ جو نوجوان فوج کے جس بھی صیغہ میں خدمت کرنے کے قابل ہوں اس میں بھرتی ہو جائیں۔ والدین اور بانی رشتہ دار ان کو ہر طرح کا حوصلہ دیں۔

۱۷۔ جو جوان فوج میں گئے ہوئے ہیں ان کے پرپوراؤں کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی جائے۔ بے شک سرکار بھی اس کے متعلق مناسب انتظامات کر رہی ہے لیکن ہم لوگوں کا فرض اس سے بھی زیادہ ہے اور ان کی حقیقی خدمت ہم لوگ ہی کر سکتے ہیں۔

۱۸۔ شادیوں اور دیگر رسوم میں فضول خرچی نہ کی جائے۔

۱۹۔ افراد لوگ ٹی باری اور ڈنر وغیرہ لینے سے انکار کر دیں اور وہی روپیہ امدادی فنڈ میں دے دیا جائے۔

۲۰۔ جہاں بھی کچھ لوگ مل کر بھٹیں بی سوچیں کہ ہم اپنی آزادی کو کس طرح سے برقرار رکھ سکتے ہیں۔

۲۱۔ سرکار کی غیر ملکی نیکی پر بلاسوچے سمجھے کوئی لفظ چینی نہ کی جائے۔

۲۲۔ اخبارات اور رسائل لوگوں میں جوش اور حوصلہ بھرنے والے مضامین چھاپیں بھینٹ لوگ بھی ایسی کتابیں لکھیں اور شاعر لوگ ایسی نظمیں تیار کریں جو عوام میں بہت اور دیر پڑھانے والی ہوں۔

۲۳۔ تمام گھریلو اخراجات میں بھی کفایت سے کام لیا جائے اور جو بچہ بچا یا جانکے وہ امدادی فنڈ میں دیا جائے۔

۲۴۔ ہر مرد وزن جہاں خود اپنے ملک کی فتح کا یقین رکھے وہاں دوسروں کو بھی دلائے اور اپنی پوجا۔ نماز یا رقصا میں بھگوان سے بھی سچائی کی فتح اور باطل کی شکست کی دعا پوری صد قلبی اور عقیدت سے کی جائے۔ میں خود جیوتشی تو نہیں لیکن مجھے اپنے ملک کی فتح کے متعلق ایک فی صدی بھی شک نہیں۔ اس دعا فریب اور ترغبات کی وجہ سے جہن کامنہ کالا ہوگا وہ لازمی طور پر ہمارے دیکھتے دیکھتے ذلیل و خوار ہوگا۔ آخر میں پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ پریشور اسی کی مدد کرتے ہیں جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ نکما آدمی ہو یا قوم اس کی بربادی ایک لازمی امر ہے۔ اس لئے کہتا ہوں بھگوان اور خدا رہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جاؤ۔ بھگوان ہمارے ساتھ ہیں۔

از قلم ۱۔ لوکناٹھ دل سُبھاش نگر دہلی

ہندی جوان سے !

ایک مدت سے ہمارا پاسباں ! اس کے دم سے ہی ہے قائم عظمت ہندوستان
اس کے سینے پر بھی دشمن نے چلائیں گولیاں ! اب تو جاگ اے خواب میں سچے ہوئے ہندی جوان

تیرے شانوں پہ ہے سراور میں ہے عظمت ہند

تیرے سینے میں ہے دل اور دل میں ہے غیرت ہند
بجلیوں کی چھاؤں میں بھی بگڑا سکتا ہے تو
موت کی دیوی سے بھی پنجہ لڑا سکتا ہے تو
خجروں کے سار پر بھی گیت گا سکتا ہے تو
دشمنوں کی چھاؤں پہ جا کے چھا سکتا ہے تو

ٹوٹ سکتا ہے لچک لیکن تو کھاسکتا نہیں

سُر کٹا سکتا ہے تو آسروں کو جھکا سکتا نہیں

یاد کر وہ عہد ماضی کی سنہری داستان
سرب تیرے خود سجتا ہاتھ میں تیغ و سناں
یاد کر وہ آگ کے طوفان اور وہ بجلیاں
قویب دیتا تھا بدن پہ ذرہ بکتر ضحہ فشاں

نشہ آجاتا تھا اکثر باند ماری میں تجھے

وجہ آجاتا تھا اکثر گولہ باری میں تجھے

گوخ مٹھتے تھے تیرے نعروں سے ساؤل سماں
گوزیرا پس کے رکھ دیتا تھا کوہ گراں
تیرے پاؤں کے دھماکوں سے لرزتا تھا جہاں
رعید کی مانند کڑکھتی تھی تیری بانہی کہاں

تیری تیغوں کی زباں میں آگ تھی شعلہ فشاں

تیرے بھالوں کے دہن میں موت تھی خود مکران

یاد کر وہ دھنش اور وہ بان راجہ رام کا
یاد کر چلنا سدرشن چکر سندرشام کا
یاد کر وہ خونی منظر لنکا کے اغنام کا
یاد کر کورو کیشتر کی صبح کا رنگ اور شام کا

یاد کر وہ کوتاہی سہی تیغ کی جھنکار کو

یاد کر پھر آگ برساتے ہوئے شوفار کو

یاد کر وہ دید بہ ارہن کے بجھے تیر کا !!
یاد کر چلنا نکل مسند یر کی شمشیر کا
یاد کر وہ گزر حلت بھیم سے ون ویر کا
یاد کر وہ جوش گنتی کے قابلے شیر کا

یاد کر بھیشم کی درونا چاریہ کی تلوار کو

یاد کر ابھیمینو کے یوڈھسا کمان کے علا کو

یاد کر پرتاپ کے بھالے کی تنکھی دھار کو یاد کر بھر شواجی کی تیغ جوھر دار کو
یاد کر چوہان کے پھر تیر آتش بار کو یاد کر گوت سنگھ کی خونفشاں تلوار کو

یاد کر بندے کا کھنڈا سا ننگا وہ سنگم کا

یاد کر وہ دبدبہ اور رعب انکے نام کا

چومتے تھے جو کبھی ہنس ہنس کے شمشیروں کا منہ دیکھتے تھے صبح سے جو شام تک تیروں کے منہ
جلوہ بار ہوتے تھے بجلی کی طرح ویروں کے منہ پھر دیتے تھے جو خود ہمت سے تقدیروں کے منہ

انکی تو اولاد ہے اچھے لکھ گردن تان کر

زندہ رہنے کیلئے پیدائے سامان کر

بجلیوں کی آب ہنیاں تھی تیری شمشیر میں موت کی دیوی تھی جلوہ بار تیرے تیر میں
معجزے پنہاں تھے حسن صورت تدبیر میں کیا شجاعت تھی پلائی ماں نے تجھ کو شمشیر میں

موت بن کر صفوں پہ سایہ فگن ہو تیار ہا

گر مئی برقی تیاں پہ خندہ زن ہو رہا

کھیلنا تھا شاد ہو کر سرخ انگاروں میں گوتا کھیلنا تھا دشمنوں کے خون کی دھاراؤں میں تو
چٹن پاتا تھا چمکتی تیز تلواروں میں تو! چین پاتا تھا برستے تیز سوناروں میں تو

آج بھی تو جھوم ایدل اگلیوں کی چھاؤں میں

تو نہیں گے لاکھوں سر مغرور تیرے پاؤں میں

ہند کی آغوش میں ہی ہوش آیا ہے تجھے!! ہند کے پیڑوں نے ہی جھولا جھلایا ہے تجھے
ہند کی ہر شام نے آکر سٹلایا ہے تجھے!! ہند کی ہر صبح نے گاکر جگایا ہے تجھے

ہند کے چھوڑوں نے خوشبوئیں بٹایا ہے تجھے

سرزمین ہند نے انساں بنایا ہے تجھے

مادہ ہندی کا دامن چاک اب ہونے نہ دے غیر کے قدموں سے یہ ناپاک اب ہونے نہ دے
چشم مادر اے جواں! غمناک اب ہونے نہ دے دل مادر اے جواں! غمناک اب ہونے نہ دے

پیدائیں بانوؤں میں قوت فولاد کر

جو میٹا ناچا ہیں تجھ کو انکو تو برباد کر

نوجواں تو وقت پہ کچھ کئے دکھلائے بھی ہیں آگ بنتے ہی نہیں ہیں آگ برساتے بھی ہیں!
ہنتے ہنتے موت کو چھاتی سے لپٹاتے بھی ہیں موت بن کر دشمنوں کی صف پہ چھا جاتے بھی ہیں!

پاؤں سے ستر حوادث چور کر دیتے ہیں وہ

نہرین کمر تیری کو دور کر دیتے ہیں وہ

اس لئے اب تجھ کو زہری مار ہونا چاہیے لوہا لینے کے لئے تیار ہونا چاہیے کوہ کو
شیر ہے تو باخواب سے بیدار ہونا چاہیے چینوں کے وار سے ہر شیار ہونا چاہیے

اب تجھے اک آہنی دیوار ہونا چاہیے

ڈھال ہونا چاہیے تلوار ہونا چاہیے

مگلوں سے جی بھر کے کھیلوا۔ آج کچھ خاروں کی کھیل
برہمپوں سے بھالوں سے تیروں سے تلواروں کی کھیل
مشمونوں کے خون کی بہتی ہوئی دھاروں کی کھیل
راکیفلوں سے۔ توپوں سے۔ ٹینکوں سے۔ طیاروں کی کھیل
زندگی جدوجہد و کشمکش کا نام ہے
آگے آگے بڑھتے جانا نوجوان کا کام ہے

گولیاں ختم ہوئیں پھر بھی لڑتا رہا۔ کبھی چینی ہلاک اور زخمی کر دیے!!

لڑتے لڑتے پکڑا گیا مگر دشمن کے قبضہ سے بچ نکلا۔ ہندوستانی سپاہی کی لامتناہی بہادری کو
نئی دہلی ۱۳ اکتوبر: سلاخ میں ہندوستانی فوج کے شاہد نے ۱۱ اکتوبر کو جھیل پان گانگ کے علاقہ میں ہندوستانی فوج کی چینیوں کے اچانک حملہ کے بعد
ایک ہندوستانی سپاہی تلسی رام تھا یا کی گرفتاری اور چینیوں کے قبضہ سے بچ کر دو دن کے بعد اپنے فوجی دستہ سے آٹنے کی پرتشجاعت کہانی ارسال کی
ہے واقعات یوں بیان کیے جاتے ہیں کہ ۱۱ اکتوبر کو صبح سویرے چینیوں نے توپ خانہ اور مارٹر توپوں کے ساتھ ہندوستانی فوج کی پرحملہ کیا مگر اس کی
پرقبضہ نہ کر سکے چینی ٹینک لے آئے اور انھوں نے فوجی کو تہ و بالا کرنا چاہتے تھے مگر ساری ہلا۔ انھوں نے ہاتھ پاؤں پر چڑھا دیا۔ اس کی گولیاں
ختم ہو گئیں تو اس نے دست بدست لڑائی شروع کر دی کئی چینیوں کو ہلاک اور زخمی کرنے کے بعد وہ پکڑا گیا۔ چھ چینی اسے ہتھ کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر کی
طرف لے گئے پہاڑی پر چڑھا دیئے وقت تھا پانچ چینیوں کو جل دے کی پرتشجاعت۔ اس نے رات ایک بجے میں بسر کی اور پھر ٹینک پہاڑی پر چڑھنے لگا۔
دن کو وہ چٹانوں کے پیچھے چھپا رہتا۔ پانی اور غذا کے بغیر دو دن کی طویل مسافت کے بعد اسے ایک ہندوستانی فوجی دستہ نظر آیا۔ اور
اپنے دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا ساتھیوں سے ملا۔

از شری دین دیال کامل بلند شہری

نزدار و اسونا دوا

نہ مندر میں نہ گرجا میں نہ گوردواروں کے سایہ میں
دھن کا کیرتن ہے آج ہمساروں کے سایہ میں
تہناری عمر تو آرام سے کٹی ہے بنگلوں میں
سپاہی دلش کے جیتے ہیں تلواروں کے سایہ میں
تھیں معلوم کیا وہ کس طرح سے کاٹتے ہیں دن
بنوں میں جنگلوں میں اور کھساروں کے سایہ میں
نہ ان کو کچھ خبر گھر کی نہ اپنے بال بچوں کی
لگائے بیٹھے ہیں ڈیرہ اجوانگاریوں کے سایہ میں
یہ پروانے ہیں جو شمع وطن پر جان دیتے ہیں
بہاتے ہیں لہو چینی ستمگاروں کے سایہ میں
تہنارا فرض کچھ ان کے لئے ہے اور وہ کیا ہے
کبھی سوچا ہے یہ کوٹھی کی دیواروں کے سایہ میں

شہیدوں کے لہو سے ہڈیوں سے تول دو سونا
وطن والوں کی آبرو پر رول دو سونا

ہوائی حملوں سے بچاؤ!

موت سے بھگتا رہا ہے۔

(۱) اپنے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں میں سے باہر مت چھٹانکے۔ ورنہ دشمن کے گرائے ہوئے بم کے ٹکڑے جو فضا میں اڑ رہے ہوں گے آپ پر پڑنے کا احتمال رہے گا۔

(۲) اپنے باطن بجلی کا مین بند کر دیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کا مکان گر پڑنے کی صورت میں بجلی کی کارآمد تاریں آپ کے لئے نقصان کا باعث بن جائیں۔ (۳) اگر گھر ہوائی حملہ کا الارم رات کو ملے تو اپنے گھر میں بجلی کے تمام بلب فی الفور بجھا دیں اور ہر جگہ کی آگ بھی بجھا دیں۔ کیونکہ گرائے گئے بم کے ٹکڑے اس آگ کو پھیلانے کا کارن بن سکتے ہیں اور آپ کی معمولی سی لاپرواہی آپ کے لئے شدید نقصان کا باعث ہوسکتی ہے

بازار میں ہوں تو (۴) کسی بازار یا سڑک پر کھٹے نہ ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ دشمن آپ کو اپنی مشین گن کا نشانہ بنا دے (۵) بی انگو کسی نزدیکی عمارت میں گھس جائیں کیونکہ تجربہ شائد ہے کہ اوجھ لوگ ہوائی حملہ ہونے پر سڑکوں اور بازاروں میں جگے جگہ کسی ایک مقام پر جمع تھے۔ (۶) اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنا لے کہ جب بھی ہوائی حملہ کا الارم ہو تو فی الفور کہیں چھپ جائیں اور یہ کام دو منٹ بلکہ دو سیکنڈ میں ہوسکتا ہے۔

جب آپ کار میں بیٹھے ہوں :- فرض کیجئے آپ کسی کار میں سوار ہیں۔ آپ جہاں کہیں بھی ہیں جتنی جلدی ہوسکے گھر پہنچ جائیں اور اپنی کار کو گیرد میں بند کر دیں اگر اس جگہ یا اس پاس بم گرے تو آپ کی کار میں جو بیٹروں سے وہ بھاری خطرہ کا باعث ہوسکتا ہے۔ اگر آپ گھر نہیں پہنچ سکتے تو اپنی کار بیٹری کے قریب رکھ کر دیں۔ یا اپنے بائیں ہاتھ کسی درخت کے نیچے ہمارے تمام شیشے بند کر دیں۔ مگر کار کو کسی فٹ ایڈجی کے قریب کھڑا نہ

ہوائی حملے سے بچاؤ کے لئے ہدایات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ سرکار اعلان میں کہا گیا ہے کہ ہوائی حملہ کے بارے میں اطلاع بھونپوں کے ذریعے دی جائے گی۔

جب لوگ کسی کھلی جگہ پر ہوں اور وہ کسی پناہ گاہ میں خفیہ نہ ہو سکیں تو انھیں چاہئے کہ وہ کسی دیوار کے پیچھے لیٹ جائیں یا گھر کے گڑھے میں اتر جائیں۔ (۲) جب آپ زمین کی طرف منہ کر کے لیٹیں تو اپنے جبرٹوں کے درمیان کوئی پین پنپل یا تکیا ہوا ڈومال کھانا بھولیں تاکہ آپ کی زبان پر کوئی زخم نہ ہوئے پچائے۔ نہ ہی آپ کے جبرٹوں کی یاد آنتوں کو کوئی چوٹ پہنچے پائے۔ (۳) اپنی آنکھوں کے بل لیٹ جائیں۔ اپنی چھاتی کو زمین سے نہ چھوئے دیں۔ ورنہ آپ کے جسم کے ہازک اعضا اور سپلیوں کے لئے خطرہ ہوگا۔ (۴) اپنی آنکھوں کی حفاظت کے بارے میں یقین کرنے کے لئے آسمان کی طرف نہ دیکھیں۔ (۵) اپنے کانوں میں مٹی۔ آون یا انگلیاں ڈالیں (۶) بے مقصد گھبرا کر ادھر ادھر نہ دوڑتے پھر کسی نالے میں یا کسی جھاڑی کے پیچھے پناہ لیں اور اپنا منہ نیچے کو رکھیں۔ (۷) کسی گھاس کے گڑھے یا خشک فصل والے کھیت میں پناہ نہ لیں۔ وہاں دشمن کے بم گرائے کا احتمال ہوگا۔

(۸) گھر پر :- اگر آپ اپنے مکان کی سپلی یا دوسری منزل پر ہیں تو نیچے فرشتی پر آجائیے کیونکہ وہاں سے آپ زیادہ محفوظ اور آسان تر طور پر اپنا بچاؤ کر سکیں گے (۹) اگر آپ کا مکان کافی مضبوط نہیں تو دشمن گھوڑیں جو آپ کے مکان کی اونچائی سے نصف کے فاصلہ پر ہوں۔ وہاں پناہ لے لیں (۱۰) مکان کے نیچے کی منزلی کے دروازے بند نہیں رکھتے چاہئیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص جسے پناہ لینے کی ضرورت ہے آپ کے مکان پر آئے مگر آپ کے دوائے بند ہونے کے کارن اسے پناہ نہ مل سکے۔ اور وہ ہوائی حملہ کے کار

سیلوں کے نیچے چھپ جائیں اور گاڑ کی ہدایات کو عمل میں لائیں۔
 تانچہ یا رکھشا میں سوار ہونے کی حالت میں آپ تانچے کھڑا
 کو سڑک سے پرے کھڑا کر دیں۔ اسے ہرگز ہرگز کسی لے کر سڑکی
 چلنے کے پاس کھڑا نہ کریں۔ گھوڑے کو کھول دیں اور اسے کسی
 درخت سے باندھ دیں۔ وہ نہ کھلا رہنے کے کارن وہ ادھر
 ادھر دوڑتا پھرے گا اور لوگوں میں ہراس پھیلاے گا۔ آپ اپنے آپ کو کہیں
 پھاسیں۔ حیوانات کا بچاؤ حیوانات کو سیلوں میں باندھا جائے نہ کسی
 مریخی خانہ میں۔

کمریں نہ ہی کسی فائر سٹیشن کے پاس۔ اس کے علاوہ اے۔ آر۔
 پنی ڈپو۔ وارڈن پوسٹ یا پانی کے نل کے قریب بھی کار کو کھڑا
 نہ کریں۔ چابیاں کار کے اندر ہی چھوڑ دیں۔ ہنگامی صورتحال
 میں یہ بہت مفید رہے گا۔ آپ صرف اپنے آپ کو چھپا لیں
 رات کو اپنی گاڑی تمام بتیاں گل کر دیں جب آپ سینما ہال میں ہوں
 تو سینما ہال سے باہر نہ جائیں اس وقت آپ منتظر سینما کی ہدایا
 پر عمل کریں۔ جب آپ ریل گاڑی میں ہوں تو کھڑکیوں کے نشتر
 چڑھا دیں۔ رات کو تمام بتیاں گل کر دیں۔ ریل کے ڈبے کی

کیا چین نے سمجھا ہے

از قلم: شری ہری چند خوشدل ایم اے بی ٹی

کیا چین نے سمجھا ہے کیا چین نے جانا ہے
 اولادیں شیروں کی منتان ہیں دیروں کی !
 لداخ سے تبت سے کتوں کو بھیگا دینگے
 ایوب کی بھبکی کی پرواہ نہیں ہم کو
 بھارت کے علاقوں سے طیمھوں کو نکالیں گے
 تلواریں چھاؤں میں کھینلا کئے بر سھوں
 ناپاک ارادے ہیں ان چینی درندوں کے
 سر پھوڑیکا پتھر سے ٹکرایا جو بھارت سے

خوشدل ہے قسم ہم کو بھارت کے شہیدوں کی

بھارت کے ترنگے کے گورو کو بڑھانا ہے



Maharani DURGA VATI

رانی درگاوتی

دھرم اور کرم کی قربانگاہ پر شمار ہونے والی مہرنگن

وہ سندر۔ برہمی ہی سندر تھی۔ اس کی سندرنا۔ خوبصورتی میں ایٹھویں تیج اور علی رعب و حلال تھا۔ وہ پاکبازی میں سستی ساوتری میں اور بھگوتی سینا کی اوتار جہان بڑتی تھی وہ رانی تھی۔ ایک یوہ رانی۔ جیہ راج سلکھاسن پر بدھیتی تھی تو شری لکشمی اولہ سرسوتی دیوی کا ہی سروپ معلوم دیتی تھی تسلط کے نظام و دیگر کاروبار میں اتنی قابل تھی کہ اسے راج نیستی کی مجسم تصور کرکھنا بیجا نہیں۔ رعایا کے دکھوں کو دور کرنے اور غریبوں کی امداد اور غمگساری کرنے میں وہ ہر و کرم یادیا کا بھنڈا رکھتی۔ آزادی کی پٹی اور کرم ہیرتا کی سمجھوتی تھی۔ جب وہ اپنے پھر تیلے اور برق رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں ہاتھوں میں بلی کی مانند چلتی اور ترپتی ہی تلوار میں لئے ہوئے میدان جنگ میں سنگھنی کی طرح گرجتی تھی تو ساکشات رن چنڈی سنگھ داسنی، دیشک دلی و درگا و نیچہ بڑتی تھی۔ غرضیکہ بدھی بل و دیگر تمام اخلاقی طاقتیں اور جسمانی شکتیاں جس انسانی سانچے میں حل کر اس کا روپ اختیار کئے ہوئے تھیں۔ اس کا نام تھا درگاوتی۔

درگاوتی مہاراجیہ کے ایک کشری راجہ چندن کی سپتیری تھی۔ وہ بڑی نیک بہادرتجسوی اور مستقل مزاج لڑکی تھی۔ راجہ کمار دی درگاوتی جیہ جوان ہوئی تو اس کے پتا راجہ چندن کو اس کے بیاہ کرنے کا فکر ہوا۔ انہوں نے سو مہر کا اہتمام کیا۔ ایک مقررہ دن تک شہر کے باہر ایک وسیع میدان میں عالیشان خیمہ نصب کیا گیا۔ اور دیگر سو مہر کے تمام انتظامات بھی مکمل ہو گئے۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں کے راجہ ہماراجہ جو بدھوتے گئے تھے آگئے۔ سو مہر کے پٹال میں اپنی اپنی نشستیں پر براجان ہو گئے۔ لیکن گڑھ مٹھ لاکے بہادر راجہ دلپ رائے سے راجہ چندن کی دلی کدورت تھی۔ اس لئے اسے بلا نہیں کیا تھا۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راجہ کمار دی درگاوتی سو مہر سے کچھ عرصہ پیشتر راجہ دلپ رائے کی بہادری۔ دلش بھگتی اور دھرم ہیرتا کے فیض ہی میں جنکی تھی۔ بلکہ ایک دفعہ اسے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ چکی تھی۔ جبکہ وہ ان کے شاہی باغ میں چند گھنٹے آرام کی غرض سے ٹھہرا تھا۔ چنانچہ درگاوتی اسی دن سے مشکپ دارا اسے اپنا پی بنا چکی تھی۔ اب وہ سو مہر میں بھی اسی کے گلے میں جے مالا ڈال کر دلش اور کشری دھرم کے مطابق اپنا پی مقرر کرنا چاہتی تھی مگر اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے پتا راجہ دلپ رائے سے دلی بخش لکھے ہیں اور اسی لئے اسے سو مہر میں نہ بھیجا گیا۔ جب تمام راجہ ہماراجہ ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئے تو راجہ کمار دی درگاوتی کو بلا لایا گیا۔ راجہ کمار دی جے مالا لے کر اسے پٹال میں گھوم گئی۔ جہاں لاجپان دی شان اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے دھڑکتے ہوئے دلوں سے انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں جن کی شہزادی درگاوتی کس خوش نصیب کو منتخب کرتی ہے۔ مگر راجہ کمار دی درگاوتی بغیر کسی راجہ کے گلے مالا ڈالے ہی گھوم کر واپس لوٹ گئی۔ اسے اپنے بھائی پتی دلپ رائے کہیں دکھا کی نہیں دیتے تھے جنہیں اس نے مالا پہنا دی تھی۔ راجہ چندن نے سمجھا کہ لڑکی گھبرا گئی ہے۔ اس لئے اس نے حکم دیا۔ کہ خادمہ اسے فاپس لائے تاکہ دوبارہ پٹال کے ساتھ کسی ایک راجہ کے گلے جے مالا ڈالے۔ اسی اثنا میں ایک نوجوان سوار جس کا گھوڑا پسینہ سے تر پتر تھا جس کے چہرے

کے چکے ہیں جس نے درگاوتی کو سوئس میں جیتا تھا۔ وہ بڑا تجسوی بہادر اور دھرم پرکشتی تھا۔ آزادی کا جذبہ اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کے زمانے میں بھی اس نے اپنی ریاست کو آزاد رکھنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا رکھا تھا۔ درگاوتی سے شادی کرنے کے چار سال بعد پرنس رائن تانی فرزند کو چھوڑ کر دلیپ رائے پر لوک سدھار گیا۔

اس وقت دیر نارائن کی عمر صرف تین سال کی تھی بیوہ درگاوتی نابالغ بیٹے کے نام پر امور سلطنت کو خود سرانجام دیتی تھی۔ ادھر نامی ایک شہور اور عقلمند شخص اس کا وزیر تھا۔ درگاوتی سلطنت کے تمام کاموں میں اس کا مشورہ لے لیا کرتی تھی۔ اس کے حسن انتظام سلطنت سے گڑھ منڈلان دوئی رات جوگی ترقی کرنے لگا۔ رعایا خوشحال اور خوش تھی بہر حال کاروبار میں ترقی تھی۔ رانی درگاوتی نے پر و پکار کے کام کئے۔ مثال کے طور پر رفا رعام کے لئے اس نے جبل پور کے نزدیک ایک بڑا بھاری تالاب بنوایا۔ اسی تالاب کے ساتھ ہی اس نے ایک اور چھوٹا سا تالاب اپنی نوکری کے لئے بھی کھدوایا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر دیگر قسم کے رفا کے کام کئے۔ گڑھ منڈلان میں رانی درگاوتی نے ایک بھاری نا تھی شالابھی تعمیر کرائی۔ اس میں چودہ سو ہاتھیوں کے رکھے جانے کا انتظام تھا۔ درگاوتی کے حکم سے عوام کی بہبود کیلئے رعایا کی خوشحالی و خوشنودی کی خاطر نئے کام کئے جاتے تھے رعایا اسکی حکومت میں اتنی مطمئن اور خوش تھی کہ اسے مانا دی گئی تھی۔

ان دنوں شہنشاہ اکبر نے پھوٹے راجاؤں اور زمینداروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے کے لئے ایک فوج مقرر کر رکھی تھی مشہور سردار آصف خاں نربدا کے ساحلی علاقہ پر شہنشاہ اکبر کی حکومت قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ آصف خاں گڑھ منڈلا کی خوشحالی اور اسکی کے متعلق سن چکا تھا چنانچہ وہ اس کو فتح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اکبر کو اپنی سلطنت کو فروغ دینے کی دھن لگی رہتی تھی اس نے گڑھ منڈلا پر تصرف حاصل کرنے کی غرض سے آصف خاں کو زبردست کمک بھیج دی۔ گڑھ منڈلا کا وزیر دہلی گیا۔ اور اس نے اس بلا وجہ خونریزی کو روکنے کی بڑی کوشش کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا شہنشاہ ان کی آزادی کو غصہ کرنے پر تیار نہ رہا۔ آخر آصف خاں نے گڑھ منڈلا میں چھ ہزار گھوڑ سوار بارہ ہزار پیدل فوج اور توپیں وغیرہ بہت سا سامان جنگ لے کر گڑھ منڈلا کی طرف کوچ کیا۔

ادھر گڑھ منڈلا میں بھی خبر پہنچ گئی۔ سلطنت کے بوڑھوں سے لیکر بچوں تک تمام رعایا کے لوگ گھبرائے گئے۔ کیونکہ ان دنوں مسلمان فوج کی لرزہ خیز ہنگامہ آرائیوں کی دھوم تھی۔ یہ چھوٹی سی ریاست بھلا شہنشاہ کی زبردست طاقت کے سامنے کیا حیثیت رکھ سکتی تھی۔ مگر تجسوی رانی درگاوتی ذرا بھی نہ گھبرائی۔ وہ بڑی سرگرمی متحمل مزاحمتی اور اولوالعزمی کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو گئی تھوڑی ہی دیر میں اس کی تمام فوج جمع ہو گئی۔ درگاوتی کے زیر نازان کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ یہ خونخوار دشمنی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر فوج میں مل گیا۔

رانی درگاوتی بھی زرہ بکتر پہن کر دیگر ہتھیاروں سے مسلح ہو گئی۔ اس کے سر پر راج مکٹ تھا۔ ہاتھ میں چمکا ہوا برچھا۔ اور دوسرے میں تیز دم شمشیر۔ وہ ایک برق رفتار گھوڑے پر سوار تھی۔ اس کے نازک دل میں حب الوطنی اور رگ رگ میں آزادی کا جوش موجزن تھا۔ وہ اپنی ولولہ انگیز لکار کے ساتھ اپنے فوجیوں میں جیون اور بلیدان کی برق و ڈرا دیتی تھی۔ بہادر راجپوت دھرم کے نعرے مار کر میدان کارزار میں کھڑے ہونے کے لئے کہہ دیتے۔ پرکشتی رانی درگاوتی نے فوج کی کمان خود اپنے ہاتھ میں لی۔ درگاوتی جس وقت آٹھ ہزار گھوڑ سوار ڈیڑھ ہزار ہاتھی۔ بہت سی پیدل سپاہ لے کر سگھ گڑھ کے نزدیک دشمنوں کے سامنے آڈٹی۔ اس وقت اس کے خوفناک جیڑی سرد پ کو دیکھ کر عدو کی روح فنا ہوئے لگی۔ ان کا دل خوف سے کانپنے لگا اور کامیابی کی امیدوں پر پانی پھر تادکھائی دینے لگا پھر دونوں طرف سے جنگ کا جھل بج گیا۔ دونوں فوجیں آپس میں بھڑنے لگیں بجلی کی طرح تلواریں بھیلے لگیں۔ اور تاجرومی کی طرح سرد دھڑوں سے جھٹا ہو ہو کر لڑھکے لگے۔ درگاوتی نے دوبارہ آصف خاں پر حملہ کیا اور اسے دونوں بار فتح نصیب

ہوئی۔ دوسری بار جب آصف خاں کی فوج سپاہیوں کے بھاگ بکلی تو رانی نے تعاقب کیا۔ بیرکشرانی کی چلتی تلوار کے سامنے کسی بہادر کو بھرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ عدو کی فوج دم زدن میں منتشر ہو گئی۔ ایک راجپوت و عورت کی غیر معمولی شجاعت اور بہادری نے انہیں کے سامنے ہتھکنڈا کی فوج کو شکست مانی پڑی، شاہی فوج کے جن بہادروں نے ہتھکنڈا کے کئی مقامات پر فتح حاصل کی تھی۔ آج اس بیرکشرانی کے آگے ان کی پیش نہ چل سکی۔ وہ بڑے جوش کے ساتھ بغیر لمحہ آرام کے عدو کی فوج پر یورش کرتی ہوئی قیامت ڈھا رہی تھی۔ سارا دن وہ شاہی فوج کا تعاقب کرتی رہی۔ یہ دیکھ کر مغل سرسالا حیران رہ گیا۔ اس خوفناک ہتھکنڈا کے نتیجے سے اس کا حوصلہ اور دلیری کو فتح کر گئے اور اسے چاروں طرف مایوسی کی تاریکی نظر آنے لگی۔ گڑھ منڈلا کے میدان جنگ میں درگاوتی نے جس بہادری کا ثبوت پیش کیا۔ اس کی مثال شاید ہی ملتی ہے۔ اس کے نازک جسم میں خدا جانے کہاں سے اتنی طاقت اور سختی آگئی تھی کہ اس نے دشمنوں کو ایک دم ہی سانس نہیں دیا۔ سارا دن انہیں مارتی بھگاتی اور تعاقب کرتی رہی۔ آخر سورج غروب ہونے پر درگاوتی نے اپنے فوجیوں کو آرام کرنے کا حکم دیا۔

ان کا آرام درحقیقت نقصان دہ ثابت ہوا۔ گڑھ منڈلا کے فوجیوں نے رات بھر آرام کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس سے درگاوتی کو کچھ اندیشہ سا ہوا۔ اس کی خواہش تھی کہ پھر بھی دیر آرام کرنے کے بعد رات میں ہی عدو پر حملہ کیا جائے۔ اس کی اس خواہش کے مطابق کام ہوتا۔ تو یقیناً درگاوتی کو مکمل فتح نصیب ہوتی مگر کھلے ماندے فوجیوں کی پرارتھنا کو ٹھکرا کر انہوں نے مناسب نہ سمجھا اور انہیں ساری رات آرام کرنے پر رضا مندی ظاہر کر دی۔ ادھر آصف خاں نے موقع کو ہاتھ سے نہ چھوڑ دیا جنگ میں وہ فوجیوں کی مخالفت سے وہ بہت پریشان کیا تھا۔ یہ نہ کہہ کر لائی کی فوج رات بھر آرام کر رہی بہت خوش ہوا اور رات کو توپوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ پوچھتے ہی آصف خاں مجوزہ مقام پر پہنچ گیا۔ درگاوتی کی فوج گڑھ منڈلا سے باہر کچھ میلوں کی دوری پر تھی۔ آصف خاں نے راتوں رات ہی اس جگہ پر چڑھائی کی مگر اس وقت تک اس کی توپیں نہیں پہنچی تھیں۔ پہلے دن تو آصف خاں ہار گیا۔ اور اس کا بہت نقصان ہوا مگر دوسرے دن توپوں کے پہنچنے پر حملہ آوروں نے پھر سختی حملہ کیا درگاوتی فوجیوں کی اگلی صف میں ہاتھی پر سوار فوج کو حوصلہ دے رہی تھی۔ اس کے بہادر سپاہی بھی پلے زور کے ساتھ لڑ رہے تھے مگر لگا تار توپوں کی قیامت خیز گولہ باری کے سامنے قدم جمائے مشکل ہو گئے۔ توپوں کے گولے آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھوٹ کر ہارانی کے فوجیوں کو تباہ کئے دیتے تھے کمار ویرنارائن نے اس موقع پر غیر معمولی بہادری دکھایا۔ اٹھارہ سال کے نوخیز راجپوت بہادر نے بے شمار دشمنوں کو خاک پر ملا دیا۔ مگر یکدم کثیر الشعداد دشمنوں کے زرعہ میں آکر وہ گھاس ہو کر گرے لگا۔ درگاوتی نے اس خوفناک موقع پر بھی اپنے لخت جگر کو نازک حالت میں دیکھ کر حوصلہ نہیں ہارا۔ اور نہ ہی اپنے بیٹے کو میدان جنگ چھوڑنے کے لئے کہا۔ بلکہ اس نے اس کی جگہ خود لے لی اور اسے دوسری جگہ لڑنے کا حکم دیا۔ اب کی بار ویرنارائن نے اور قیامت ڈھا دی۔ عدو کی فوج اس لمحے بہادر پر پل پڑی۔ نارائن کا جسم حلوں سے چھلنی چھلنی ہو گیا مگر وہ بیرانی مال کی پامتا سے بالا تر رہ کر دم پتھ میں اسی ہتاشست اور دلیری کے ساتھ ڈٹی رہی۔

میدان جنگ کے پاس ایک چھوٹی سی ندی تھی رات میں تو وہ سوکھی تھی مگر اب اس میں کافی پانی بہا رہا تھا۔ درگاوتی نے سمجھا کہ اب فوجی ندی پار کر کے لڑ نہیں سکیں گے۔ دشمنوں کی توپوں کے سامنے رہ کر ہی انہیں اپنی بہادری کے جوہر دکھانے ہونگے۔ گولہ باری سے اس کے سپاہی تباہ ہو رہے تھے کشتوں کے پٹے لگ گئے اور میدان جنگ خوفناک نظر آنے لگا۔ چاروں طرف سے مغل فوج نے اسے گھیر لیا۔ اس وقت بیرانی درگاوتی صرف تین سو سپاہیوں کے ساتھ دشمن کی بھاری سپاہ کا مقابلہ کر رہی تھی۔ ہر دو کا ایک تیزان درگاوتی کی آنکھ میں آکر لگا۔ بیرکشرانی نے وہ تیر کھینچ کر لپکا لپکا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوئی۔ بان بکل نہ سکا۔ آنکھ میں ہی ٹھسارہا۔ اس پر بھی درگاوتی گھبرائی نہیں۔ پڑی ہوشیار رہی اور شجاعت کے ساتھ فوج کی حفاظت کرتی رہی۔ دانتوں میں گھوڑے کی عنان پکڑی ہوئی تھی۔ اور دوڑوں ہاتھوں میں تلواریں لے کر بجلی کی طرح عدو کی فوج

میں پھلا رہی تھی جس طرح لکھی تھی صفیں کی صفیں اڑ جاتی تھیں لیکن کب تک بے شمار فوج کے چوہدری حلوں میں محفوظ رہ سکتی تھی۔ آخر ایک تیرا کر اس کے گلے میں لگا۔ اس طرح بار بار کے حلوں سے مضروب ہو کر ہارانی درگاوتی بہت ٹڈھال ہوئے لگی۔ اس کو چاروں طرف اندھیرا نظر آنے لگا جس میں اُدیش کی سیدھی کے لئے وہ جان سے غریب فرزند کی نازک حالت دیکھ کر بھی وہ بہادر کشتراپی دلیری اور جرات کے ساتھ لڑتی رہی۔ اس مقصد کی کامیابی کی امید باقی نظر نہیں آتی تھی۔ پتھری بھر جان لہ گئے تھے۔ وہ خود زخموں سے ٹڈھال ہو چکی تھی۔ مگر صدا آفرین اس کے بلند حوصلہ کے میدان جنگ سے بھاگ کر اس پر تڑپنے لے کر دلی کاشتوت نہیں دیا۔ کشتا تو دھرم کو بھول کر اس نے دشمن کی اطاعت قبول نہیں کی۔ مہابت نے بار بار ہاتھی کو دنگ کے آس پاس پارے جانے کی اجازت مانگی مگر ہارانی درگاوتی نے انکار کر دیا۔ دیر انگھانے ویر دھرم کی رکشا کے لئے میدان جنگ میں ہی کٹھ مرنا بہتر سمجھا جس وقت اس کے ہاتھ سے ہتھیار چھٹ چکے تھے جسم کے زخموں سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔ اور زندگی کی طاقت کو بالکل سلب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت بیرکشتراپی کی رگ حسیٹ نے پھر ایک بار جوش مارا۔ اس نے بڑی تیزی کے ساتھ جہالت سے تلوار چھین لی اور اپنے جسم میں بھونک لی۔ ایک دم میں اس کا نازک اور خوبصورت جسم خاک پر لوٹ گیا اور وہ اپنے کرم مارگ پر شمار ہو گئی۔ چھ سیاسی درگاوتی کے سامنے لڑ رہے تھے۔ رانی کی یہ حالت دیکھ کر وہ لوگ بھی اس وقت تک میدان جنگ میں لڑتے رہے جتنا کہ ان کے جسم میں ایک بھی قطرہ خون باقی رہا۔ درگاوتی نے جس جگہ شریٹیاگ کیا تھا۔ اگر کوئی راہ گیر آج بھی اس راستہ سے گزرتا ہے تو اس جگہ عزت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کا خون کھولنے لگتا ہے بوش و بہمت کی سپرٹ شریالوں میں موجزن ہو جاتی ہے۔ دیاں پر دو گول شکل کے پتھر پڑے ہیں۔ لوگوں کا یقین ہے کہ رانی درگاوتی کے جھگی ڈنکے پتھر ہو گئے ہیں۔ ان ڈنکوں کا اس عجیب حادثہ سے تعلق ہے۔ اس لئے آج ان کو دیکھ کر تو اریخ دانوں اور شاعروں کے دل میں ہل چل سی مچ جاتی ہے ۛ

”روحانی کہانیاں“ (چہل درویش کی دوسری جلد) میر حسن کا نام ہندو فلسفہ اور ویدانت کی دنیا میں چاند سا چمکتا ہے جس کے نورانہ مشاہدوں میں مین کی شائقی کا پیغام ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے کاکرودہ وغیرہ پر چیموں سے نجات حاصل کرنے کے عمل طریقے بتائے ہیں جو نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ اتنی دلچسپ اور عام فہم کہانیاں اور اس سیریس اور بجا اثر انداز بیان وادبیے کے قابل ہے۔ قیمت جلد ۵/۱۰ روپے صفحات ۳۵۶ صفحہ تصویر مصنف لکشی سولج نرائن قیر دہلی ۛ

سینے کا پتہ: رسالہ ”اوم“ اجمیری گیٹ دھلے ۛ

کونٹیننٹل

Continental Motor Cycle Manufacturers

موتور سائیکل پارٹ مینوفیکچرنگ شاہ تالہ شیش نل

4593 دھلے ۛ

ہندوستان میں سب سے اعلیٰ قیمت کا موتور سائیکلوں کا سامان بنانوالے۔

پر ویرا کٹر۔ ذراہ حسین

شادی و واہ۔ کوئی دربار۔ دھارمک کانفرنسوں۔ سیاسی جلسوں۔ کی رونق بڑھانے کے لئے ”پنجابی کے پرسیدہ کوئی پنا لال کشل“ کی خدمات حاصل کریں

خط و کتابت: معرفت میجر رسالہ ”اوم“ اجمیری گیٹ دہلی کریں

از قلم کوئی کوکنا تھہ دل سبھاش نگر دہلی

تلواریں دو!

جب بھارت کی ناری پوڑوں کریموں سے نہیں بلکہ سرسوں کے تیل اور اکھاڑے کی مٹی سے پیدا کرتی تھی جب اس کے ہاتھ کی شو بھاسونے کی چوڑیوں اور گھڑی سے نہیں بلکہ تلواروں اور ٹھالیوں سے ہوتی تھی جب یہ گھر کی لاج تھی اور دن بھومی کی شو بھاس۔ تب کی ایک تصویر

جب گھنٹی رن میں آئی تھی۔ بل کھاتی تھیں تلواریں دو
یو دھالیوں کے سینوں کو۔ کپاتی تھیں تلواریں دو

یارے کی طرح چلتی تھیں۔ آندھی کی طرح نکلتی تھیں!
اس یکتی سے رن بھومی میں۔ طغراتی تھیں تلواریں دو!

دھرتی پہ بھوکھ آتے تھے۔ پروت من میں بھٹکھاتے تھے
گھومکھٹ اتار کر میالوں کے۔ جب آتی تھیں تلواریں دو

سورج کی لہر اٹھلتی تھی۔ گنگا کی دھار ابلتی تھی
سورج کی آگ بھری نکھیں۔ چندھیاتی تھیں تلواریں دو

آکاش کی کانپتی تھی چھاتی۔ والوں کی گتی رک رک جاتی
دہنی کی طرح گھٹاؤں میں۔ لہراتی تھیں تلواریں دو

دشمنوں میں بھاگ رہی جاتی۔ پھٹ جاتی دشمن کی چھاتی
بس انگالے ہی انگارے۔ برساتی تھیں تلواریں دو

میدان گئے لاشوں سے آٹے۔ گاجر کی طرح سر دھڑکے
جب گھومتی تھیں مرگھٹ کا سما۔ دکھلاتی تھیں تلواریں دو

دانتوں میں کھینچتی جب باگیں طوفاں کی طرح گھولے بھاگیں
جب پڑتی چوٹ نگارے پر۔ چھا جاتی تھیں تلواریں دو

بلہار میں اس کھشتری کے۔ اس درکار کی ہارانی کے
اے دل! کس طرح نہیں بھیا۔ جو پاتی تھیں تلواریں دو!

ایک راجپوت سپاہی کی بہادری

سینفائیں ایک بھارتی فوجی مشاہد کا بیان ہے کہ راجپوت رجمنٹ کے کمپنی حوالدار میجر سوداگر سنگھ کو اس بات پر بجا طور پر فخر ہے کہ اس نے دو بد و تروائی میں ایک چینی سپاہی سے اس کی خود کار گن چھین لی اور اسی سے اس کا خاتمہ کر دیا۔

اعظم گڑھ کار سنے والا سوداگر سنگھ اکبرے بدن کا ایک بھر تیرا اور چاق پو بند جواں ہے راجپوتی طرز کی موچھیں اس کے رعب میں اور بھی اضافہ کرتی ہیں۔ بیس اکتوبر کی صبح 'منہ اندھیرے' وہ نام کا جو ندی پر کیے مکے کے اوپر ایک فاعی پو کی پر متعین تھا۔ چینیوں نے ہلکسی اشتعال دلائے جانے کے بھارتی دفاعی ٹھکانوں پر اچانک حملہ کر دیا اور اس کے بعد وہ ٹڈی دل کی مانند اُٹھ آئے۔ اس نے کوئی ڈھائی سو آدمیوں کو اپنی پو کی کی طرف بڑھتے دیکھا۔ چینی سپاہی خاکی کوٹ پہنے ہوئے تھے جن میں روٹی بھری ہوئی تھی۔ ان کی نوکدار سوتی ٹوپیاں اور تیلوئیں بھی خاکی رنگ کی تھیں۔ وہ منظم طور پر آگے نہیں بڑھے بلکہ ایک جھنڈ کی شکل میں چلے آئے جیسے کوئی غیر منظم سامیلہ ہو۔ آتے ہوئے انھوں نے بہت غل جھایا یا شاید ان کے جتنی نعرے تھے تین تین گانگوٹیاں تھیں۔ ایک کے ہاتھ میں خود کار رائل ہوئی اور دوسرے دونوں سپاہیوں کے پاس دستی بم اور گولہ بارود۔ یہ دونوں پہلے آدمی کے پیچھے پیچھے آتے تھے۔ اگر وہ رائل میں مارا جاتا تو پیچھے کے دونوں سپاہیوں سے کوئی ایک فوراً اس کی جگہ لے لیتا۔ اور اگر یہ بھی مارا جاتا تو تیسرا آگے بڑھتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے تین تین آدمیوں کے پاس ایک ایک رائل تھی۔ اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا کتنا بھاری جانی نقصان ہوا ہوگا۔

حوالدار سوداگر سنگھ اور اس کے دو ساتھیوں نے کوئی ایک درجن چینیوں کو ہلاک کیا۔ جب اس کے دونوں ساتھی مار گئے تو وہ ایک چٹان کی آڑ میں جم گیا۔ چینی اس سے ۲۵ گز کے فاصلے تک چلے آئے۔ اس نے موقع ہاں کر رائل میں کو ڈھیر کر دیا۔ اس کے ڈھیر ہونے ہی دوسرا چینی آگے بڑھا سوداگر سنگھ نے اس کے سینے میں بھی گولی پیوست کر دی۔ اس کے بعد تیسرا چینی اس کے بائیں قدم کے فاصلے پر رہ گیا۔ عین اس وقت اس کا سارا گولہ بارود ختم ہو گیا تھا۔ سوداگر سنگھ کے کہنے کے مطابق "کسی روحانی قوت نے اس میں ہمت کا طوفان پیدا کر دیا" اور بجلی کی مانند اپنی جگہ سے لپک کر اس نے چینی کے پیٹ میں اپنی سنگین گھونب دی اور اس نے اس کی خود کار بند و ق چھین کر اپنے ٹھکانے پر آڈٹا اور چینی بند و ق سے ہی کوئی آدمی درجن چینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اتنے میں اس کے کمپنی کمانڈر نے اسے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیا۔

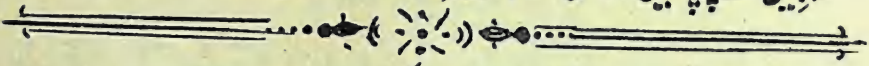
درختوں کی آڑ میں آچکنا پھلانا تھا وہ صحیح سلامت پر یگیٹ ہیڈ کو اڑا رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی شہادت کا نشان چینیوں سے چھینی ہوئی بند و ق بھی تھی۔

ویراں لوں پرنام میرا ویراں لوں پرنام

از قلم کوی پنا لال کشل
ویراں لوں پرنام میرا ویراں لوں پرنام
چینی راویاں اے ڈٹ گئے۔ بین لکھرام
ہندی سینک لوں پرنام
نیفانے لداخ دی سیما چینی فوج دا کر کے قہما
دہشتیاں دہشتیاں نال اک اک لڑکے گیا سوڑگی دھام
ہندی سینک لوں پرنام
کلفی دھرم دے پریم پیارے مدھ وچ جو کدی نہ ہارے
شوآجی دے راج و لارے۔ کمر گئے روشن نام !!
ہندی سینک لوں پرنام
شیرنیاں ماٹواں دے جائے۔ کم دیش دے اولیو آئے
چینی تھوکر مارا اڈاے۔ اسراں دے سنگھاری شام
ہندی سینک لوں پرنام
ایہ بھارت دے ٹکٹ دے ہیرے۔ ایناں دے سرکسری چرے
ایہ رانا پرتاپ دے ویرے۔ جت لیندے سنگھرام
ہندی سینک لوں پرنام
شری تیغ بہادر سداسہائی۔ گورو گوبند سنگھ سھتاپی لائی !!
میری پیری تیغ پھڑائی۔ نربل دے سبل رام کو
ہندی سینک لوں پرنام
بھارت دے راکھ جروانے۔ درگاواں دے بہن بانی
ہنو مان جے انگد بن کے۔ دیری لوں ایہ کرن شام
ہندی سینک لوں پرنام
ہری سنگھ نلوے دی چھایا و بابے دیپ سنگھ دی مایا !!
میری چپار دنا دی کایا۔ کشل دیش دے آوے کام
ہندی سینک لوں پرنام

پارلمینٹ میں پردھان منتری کا اعلان

(چین نے پنچ شیل، دوستی اور جذبہ خیر سگالی سے ہزاری کی ہے، حملہ آور کو ملک سے باہر نکلے کا عزم)



۹ نومبر ۱۹۶۲ء پردھان منتری نے لوک سمبھا میں حسب ذیل قرار دادیں پیش کیں:-

۱- دستور ہند کی آرٹیکل ۳۵۲ کی کارنامہ کے تحت ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو راشٹری کجیا ہے ہنگامی حالات کے اعلان کی یہ ایوان تو شیق کرتا ہے۔
۲- یہ ایوان نہایت افسوس کیساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ عوامی جمہوریہ چین کیلئے پرامن باہمی بقا، ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے اور ایک دوسرے کی آزادی کو تسلیم کرنے اور اس کا احترام کرنے کے اصولوں کی بنیاد پر بھارت نے دوستی و خیر سگالی کا جو یکساں رویہ اختیار کیا، اس کے باوجود چین نے پنچ شیل، دوستی اور جذبہ خیر سگالی کے ساتھ دفاع کی ہے یہ وہی اصول ہیں جسے دوسرے ملکوں نے باہمی دوستی کی بنیاد کے طور پر مان لیا تھا چین نے بھارت پر جارحانہ اقدام کرتے ہوئے بھارتی تعداد میں اپنی مسلح افواج کے ذریعہ بھارت پر یورش کر دی ہے۔

”یہ ایوان ہماری مسلح افواج کے ان بہادر جوانوں اور افسروں کی شجاعت و دلیری کی داد دیتا ہے جو ہماری سرحدوں کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہیں اور ان شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے مادر وطن کی ناموس اور سالمیت کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کا بلیدا دیہ۔“
”یہ ایوان چین کے بھارت پر حملے کے جواب میں بھارت کے عوام کے شاندار اور فوری طور پر اس بحران کے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہونے کو تحسین کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ اس شدید قوی ہنگامی صورت حال کے مقابلے کے لئے تمام ذرائع کو محنت کر کے استعمال کرنے کے لئے ملک کی آبادی کے سارے طبقوں میں جو سرگرمی پیدا ہو گئی ہے اس پر اپنے شکریے کا اظہار کرتا ہے۔ آزادی و قہر پانی کی مشعل روشن ہو چکی ہے اور بھارت کی خود مختاری اور سالمیت کے لئے اپنے آپ کو دوبارہ وقف کرنے کا عہد ہو چکا ہے۔“

جارحانہ اقدام اور حملے کے خلاف ہماری اس جدوجہد کے نازک لمحے میں کسی ایک دوست ملکوں کی طرف سے ہماری جواخلاقی و مادی حمایت و ہمدردی کی گئی ہے اس کو ایوان مشکریے کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔

”اور یہ ایوان اُمید اور یقین کے ساتھ عوام کے اس عزم کی تصدیق کرتا ہے کہ بھارت کی مقدس سرزمین سے حملہ آور کو مدھکیل باہر کر دیا جائے گا چاہے اس کے لئے کتنی ہی لمبی اور مشکل جدوجہد کرنی پڑے۔“

بھارت جارحانہ اقدام کی زد میں | پچھلے بارح سالوں سے ہماری شہنائی حسن و برکتیں حملہ ہوتا رہا ہے کبھی تیز گام تھا تو کبھی مست رفتار کبھی کبھار کچھ واقعات اور کچھ جھڑپیں ہو جاتی تھیں

لیکن اب ایک بھارتی فوج نے ہا قاعدہ طور پر ہم پر ایک مہیب حملہ شروع کیا ہے۔

یہ افسوس کی بات ہے کہ بھارت نے ساری دنیا میں اس کی مانگ کی، چین کی دوستی کے لئے ہاتھ پھیلائے، اس کے ساتھ ہر باہمی و ہمدردی کا برتاؤ کیا اور دنیا کی برادری کے آگے اس کے لئے وکالت کی اور آج ہم ہی ایک نیمہ مارچ کے نو سینہ پندھلے کا شکار ہوئے ہیں جو ایک ایسے ملک نے کیا ہے جو اپنے آپ کو سامراج کا مخالف بتاتا

گستاخ چین

انترق... ڈاکٹر راج بھادرا واراہ پوری

دشمن کو روکنا ہے۔ دشمن پہ ٹوٹ جاؤ!
دشمن کی نسل سے ہو۔ کچھ دیر تا دکھاؤ!
بام فلک پہ چمکو دنیا میں جگمگاؤ!
آتا ہو جو مقابل نچا اُسے دکھاؤ!
اے نوجوانو! بڑھ کر پھر مورچہ جماؤ!
جنے کہیں نہ دینگے سو گند اس کی کھاؤ!
انہیں مار کے بھگاؤ۔ انہیں ٹوپ سے اڑاؤ!
تاراج کرنے آئے۔ انہیں خاک میں ملاؤ!
سب باہمی تفرقے تم دل سے بھول جاؤ!
مٹی پلید کر دو بد ذات کو مٹاؤ!

بھارت کے جاں نثارو! آگے قدم بڑھاؤ
ہر جوہر شجاعت میں راں میں آزماؤ
حفظ وطن کی خاطر جانوں پہ کھیل جاؤ
چڑھ کر ہالیہ کی وسعت میں پھیل جاؤ
پچھے کھدیڑ پھینکو فوجوں کو چینیوں کی بند
جب تک ہے آخری دم ان چینیوں کو ہرگز
بدلو سرکشی کا گستاخ چینیوں سے
یہ بے شعور ظالم۔ بھارت کی سرزمین کو!
ہو گی فتح تمہاری ان چینیوں پہ بیشک
بل کر دے کیا ہے چاؤ نے یہ ستم ہے!

ہو گی فتح تمہاری یہ راز کو لیتیں ہے
قوت ہر ایک اپنی دشمن پہ آزماؤ!

~~~~~

یہ ہے وقت دھرتی میں سونا آگاہ  
جوانوں کی طاقت کو یوں ہی بڑھاؤ



# قومی دفاع اور ہمارا پلان

(از:- آنرریل بشری گلزاری لال نندہ، ڈپٹی چیرمین پلاننگ کمیشن !!)

اٹھارہ مہینے ہی ہوئے جبکہ ہم نے اپنا تیسرا پانچ سالہ پلان شروع کرتے ہوئے یا طور پر یہ امید کی تھی کہ تمام قوموں کے ساتھ امن، خیر سگالی اور دوستی کی بھارتی پالیسی عالمی امن کو مضبوط کرے گی اور ساتھ ہی ہم اپنے معاشی و سماجی ترقی کے نصب العین کو حاصل کرنے میں مدد دے گی لیکن اب ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا ہے اور ہم ایک قومی جنگی صورت حال سے دوچار ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی ساری توانائی اور ذرائع ترقی اور دفاع کے بھاری بوجھ سنبھالنے کے لئے وقف کر دیں۔

اس ماہ کے اوائل میں قومی دفاعی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں موجودہ صورت حال پر غور کیا گیا۔ کونسل نے واضح کیا کہ ہمارا پانچ سالہ پلان بھارت کی قومی دفاع کا ایک لازمی جزو ہے اور اس پر کامیاب و تیز تر عمل پیرائی موجودہ حالات کی رو سے نہایت ضروری ہے۔

ہماری یہ جدوجہد ایک ایسے حریف کے مقابل ہے جس نے شہری آزادی اور احترام آدمہ کے تمام اٹھو لوں کو کھینچے ہوئے کئی برس سے اپنے سارے مادی و انسانی ذرائع ایک جنگی شعبہ بازی کے لئے وقف کر دیئے تھے اور جس نے اپنی ساری معیشت کو جنگی حالات اور تقاضوں کے تابع کر دیا تھا۔

لیکن ہماری آزاد اور جمہوری سوسائٹی سب کے لئے مساوات و انصاف چاہتی ہے۔ اسی سبب وہ اندرونی طور پر اپنی طاقتور سے کہ بھارت کی آزادی و سالمیت کے لئے منحوس ترین خطے کا بھی مقابلہ کر سکتی ہے۔

مضبوط بنیادیں | آزادی کے بعد سے بھارت نے اپنی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر لیا ہے اور کافی سماجی و تکنیکی ترقیاں دی ہیں۔

یہ بات لائق غور ہے کہ ان تمام سالوں میں بھارت کی یہ ترقی ہموار اور پر امن ہی ہے اور اس میں عوام کی مرضی اور ارادے کو پورا پورا دخل حاصل رہا ہے۔ تاہم ہمیں دشمن کی قوت کو کم نہیں سمجھنا چاہیئے اور نئے حالات کے مطابق اپنے ارادوں و کوششوں اور بعض پروگراموں کو ڈھالنا چاہیئے۔

اولین ضرورت — زراعت | ہادی قومی دفاع کی اولین ضرورت زراعت کی مضبوط بنیادیں ہیں۔ ہمارے لاکھوں کسانوں اور کاشتکاروں کو قومی دفاع کی جدوجہد میں اپنا حصہ ادا کرنے کے قابل بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قومی پیمانے پر پیداوار میں اضافے کی مہمیں چلائی جائیں۔

صنعتوں کے میدان میں | اسی طرح صنعتوں کو بھی دفاعی ضرورتوں کے مطابق کیا جا رہا ہے۔ فولاد کی صنعت کو زیادہ سے زیادہ پیداوار اور ایسی مخصوص ضروریات کی اشیاء مثلاً خاص قسم کا فولاد پیدا کرنے کے قابل بنایا جا رہا ہے جن کی دفاعی مقاصد کے لئے خاص طور پر ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح زیادہ سے زیادہ کوئلے کے ذخائر اکٹھا کئے جا رہے ہیں۔



آٹوموبائل انڈسٹری کے ضمن میں بھی فالتو پروازوں کی سپلائی بڑھادی گئی ہے اور اسمبلی لائنوں میں توسیع کی گئی ہے۔  
 اس بحران کے وقت فرض کی لٹکار پر قوم کے درگروں نے نہایت عظیم الشان طریقے پر ایسے آپ کو پیش کر دیا ہے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ وہ اس قومی جدوجہد میں اپنا پورا حصہ ادا کریں گے لہذا درگروں اور منتظمین کے درمیان ہر مرحلے پر بہترین مفاہمت اور اتفاق کی ضرورت ہے۔ جلد ہی ایک نیشنل لیبر کورڈین۔ ایل۔ سی۔ قائم کی جائے گی۔ جو دفاعی ضروریات سے متعلق کاموں کے لئے متحرک عملہ فراہم کرے گی۔

وزارت لیبر و ورکرز نے ساٹھ ہزار افراد کو ٹیکنیکل تربیت دینے کے لئے ایک مختصر مدتی پروگرام کے شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔

**نوجوانوں کی تربیت** چھٹی ساتویں اور آٹھویں جماعتوں کے تمام طالب علموں کے لئے نیشنل ڈسپنل اسکیم لازمی کر دی جا رہی ہے۔ اوجھی جماعتوں کے طالب علموں کے لئے جماعتی تربیت کے کورس بڑھائے جا رہے ہیں۔ این۔ سی۔ سی۔ رائلٹن کی توسیع کی جا رہی ہے تاکہ ملک بھر کے چھ لاکھ کالج کے طالب علموں کو اس میں شریک کر لیا جاسکے۔

**قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے اقدامات** قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے لئے سرکار نے حال ہی میں چند اقدامات کا اعلان کیا ہے۔ اب یہ تجارت اور صنعت کے ارباب کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں موثر طور پر رو بہ عمل لائیں اور یہ دیکھیں کہ غیر سماجی عناصر ہنگامی حالات سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانے پائیں اور منافع خوری کی رو نہ چلے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کی سماج اور پیکس کی طرف سے خوب مذمت کی جانی چاہیے۔ اس خطرناک وقت میں دوست ملکوں نے ہمیں امداد بھیجی ہے۔ ہم ان دوست ملکوں کی فراخ دلانہ امداد کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے نظریات کے شریک بھی ہیں اور اس آزمائش میں ہمارے ساتھ کھڑے ہیں۔

**کفایت کیجیے** ہمارے محدود مادی ذرائع کا پورا اوصحیح استعمال کرنے اور قومی بچتوں کو بڑھانے کے لئے ہمیں اپنے اوپر چند تحدیدات عائد کر لینی ہوں گی۔ کمیاب اشیاء مثلاً فولاد، سیمینٹ، عمارتی لکڑی وغیرہ کی دھاتیں، مٹی، کاتیل، اخباری کاغذ، بجلی اور ذرائع نقل و حمل وغیرہ کے گھریلو استعمال کو حتی الامکان کم کرنا ہوگا۔ دیل اور سڑک کے راستے سفر کو بھی صرف شدید ضرورت کے لئے اٹھار کھئے۔

جب ہم بھارت کی مقدس سرزمین کو حملہ آور سے پاک کرنے اور حملے کی دھمکی سے آزاد کرنے کی تیاری کرتے ہیں تو ساتھ ہی ہم اپنے سماجی و معاشی انقلاب کو مکمل کرنے کا عزم بھی کرتے ہیں۔ جب عوام ملک کی آزادی کی لڑائی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو انہیں ساتھ ہی یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ ان کی فلاح و بہبود قوم کی پہلی اور اولین کوشش ہوگی۔

شکریہ پریس انفارمیشن بیورو۔

**نوٹ۔** رسالہ "اوم" کا اگلے پرچہ "شکستی منبر" کے نام سے منسوب ہوگا۔ اور یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو شائع ہوگا۔  
 "منبر"



# بھارت کے نوجوانوں کا لغزہ

ہم مرد تو انا ہیں کوئی ہمیز نہیں ہیں ! دنیا میں گئی گزری ہوئی چیز نہیں ہیں  
آزاد ہیں پابستہ وہلیز نہیں ہیں ! سل بڑ سے پس جائیں وہ کشیز نہیں ہیں

کیوں بجز حقیقت نہ بہت جوش میں آئے  
جب ہمت مردانہ خود آغوش میں آئے  
ہم مرد ہیں غیروں کا سپہا را نہیں لیتے تیراک ہیں دریا کا کنا را نہیں لیتے  
جوشیر ہیں صید اور کا مارا نہیں لیتے ہو آہوے رشکیں کہ چکارا نہیں لیتے

لاچ کی نگاہوں سے نظر تک نہیں کرتے  
اٹ راہ و ناست سے گزرتک نہیں کرتے

ہم مرد ہیں محنت سے کبھی جی نہ چرائیں ! اوقات محنت میں ہر اک کام پہ آئیں  
بیکار نہ بیٹھیں کبھی بیکار نہ جائیں ! ہمت یہ رہے دوسروں کا ہاتھ بٹائیں

مفلس ہوں تو مجھے غم نہیں ہمت ہے عالی  
بلور سے بہتر ہے میسر جام سفا لی !

کاہل نہیں طامع نہیں نامرد نہیں ہم بیکار نہ رہنے سے دل سرد نہیں ہم  
دیں اوروں کو تکلیف وہ بے درد ہیں ہم ہیں مرد جفا کش کوئی شب گرد نہیں ہم

محنت میں جو بابت دے اوقات کریں گے  
کس واسطے پھر ایسے خیالات کریں گے

اب کام جو کرنا ہے وہ مردانہ کریں گے ہر حال میں برتاؤ شجاعانہ کریں گے  
محنت سے علاج دل دیو انہ کریں گے اندوہ کی تکلیف کی پروا نہ کریں گے

رہتا نہیں اندوہ جہاں حسنِ عمل ہے

مردوں کی بلاؤں پر یہ مشہورِ مثل ہے



از قلم منشی دیوی دیاک وحید

# کرم سنگھ

## ”بن گیا تصویریں نے دیکھا اس تصویر کو“

گزشتہ صدی میں جبکہ پنجاب میں سلطنت انگلشیہ کا بنیاد دور دورہ تھا۔ صوبہ پشاور کے شہر مردان میں بھگت کرم سنگھ کا جنم ہوا۔ ان کی پیدائش ایک نہایت معمولی گھرانے میں ہوئی۔ گودہ گھرانہ مالی نکتہ نگاہ سے معمولی تھا۔ مگر ہری بھجن اور یادگار



کے لحاظ سے یہ گھرانہ ایک خاص اہمیت کا مالک تھا۔ مطلب یہ کہ بھگت کرم سنگھ کے ماما اور بتا دونوں ہی مہاراج کے نام لیوا تھے۔ کہتے ہیں۔ انسان وراثت میں بہت کچھ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ بھگت کرم سنگھ کو بھی یہ دولت وراثت



میں ہاتھ آئی۔ اور وہ بھی کچن سے ہی اس طرف راغب ہو گئے۔ دربار کی بانی سنا۔ کیرتن میں شامل ہونا اور علی الصبح  
اکھ کر بپ جی کا ہاتھ کرنا دس سال کی عمر میں ہی اُن کا معمول تھا۔  
اس رنگ میں نشوونما پاتے ہوئے وہ اٹھارہ سال کے ہو گئے پھر میں غریبی تھی۔ والدین چاہتے تھے کہ یہ کچھ کم  
لائے۔ اس لئے ماتا پتا کی آگیا اوسارا انہوں نے مردان میں ہی فوج کی نوکری اختیار کر لی۔ اور بدمرہ سپاہیوں میں شامل  
ہو کر آٹھ روپے ماہوار لانے لگے۔

ظاہر اظہار بڑا کم سنگھ جی کی سنگت لہنگے اور تلنگے سپاہیوں کے ساتھ تھی جن کا شعار اور شغل نوکری دے چکنے کے بعد  
سولے یا داگوئی یا تاش اور چوسر وغیرہ کے کچھ نہیں تھا مگر وہ اندرونی پر بھوک کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔  
کچھ دیر اسی طرح گزرتی رہی اور پر بھوکا پریم آپ کے ہر دے میں بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ اس مسلسل ابھیاں کا نتیجہ یہ ہوا کہ  
کئی کئی گھنٹے سچ سادھی وار دہوئے لگی وہ کام کرتے تھے۔ مگر انھیں یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔  
ایک دن رات کی ڈیوٹی تھی۔ ۹ بجے حاضر ہو کر پیرہ دینا تھا کہ حالت غیر ہو گئی۔ فیقروں کی اصطلاح میں جس حالت  
کو حالت استغراق یا خالت بخود کہتے ہیں اُن وار دہوئی۔ اس عالم مدہوشی میں کیسے ڈیوٹی کی پوٹ تھی اور کون پیرہ پر جاتا۔ وقت  
غیر حاضری میں گزر گیا۔

انسان کے من کے تین حصے کئے گئے ہیں۔ آپ جیتن من، جیتن من اور آتی جیتن من۔ جب آتی جیتن من کام کرتا ہے تب  
میں باکل ہی عالم بالائیں پرواز کرتا ہے اور باقی دونوں من یعنی جیتن من اور آپ جیتن من خاموش سے رہتے ہیں لیکن روحانی  
کی گہرائیوں میں بہت نیچے جانے پر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے ہما نا خود تو عالم بالائیں ہوتے ہیں لیکن جیتن من اور آپ  
جیتن من جو خواہشات کا گھر ہیں۔ اس منور حالت میں اپنا کام بند رکھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں ایسی حالت میں  
فوق القدرت کا رونما ہو جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں سمجھئے۔

ادھر بھائی کریم سنگھ حالت استغراق میں تھے اور اُدھر انہی کے آپ جیتن من کی خواہش کے مطابق بھوان خود انکی جگہ پرہ لے رہے تھے۔  
صبح ہوئی جب بھائی جی پستی کا زور ڈرا کم ہوا۔ تو خیال آیارات کی غیہ حاضری "صاحب بہادر کی سخت ناراضگی کا باعث  
ہو گی۔ خیر صبح کی پریٹ میں شمولیت اختیار کی۔ لیکن بجائے اس کے صاحب بہادر ناراض ہوئے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ کریم سنگھ!  
جس طرح چوکنے ہو کر کم پیرہ دیتے ہو۔ یہی سپاہی کا اصلی فرض ہے۔ میں تم پر بہت خوش ہوں۔ میں نے رات کی گشت میں نہیں اپنی  
جگہ مستند دیکھا ہے۔

یہ بات سن کر بھائی جی کی حالت ہی اور ہو گئی۔ ہمارے شوں کی کتھاؤں میں جو سن رکھا تھا کہ بھکتوں کے ہمارا ج آپ ہی  
رکھو لے ہوتے ہیں۔ اُس کو سا کھشات ہو گیا۔ جواب میں صاحب بہادر سے عرض کی۔ اچھا! اگر یہ بات سچ ہے تو میرا شغف  
منظور کیجئے۔ "میں اب اس کی نوکری کروں گا جس نے میری نوکری کا فخر کیا"

صاحب بہادر نے بہتر سمجھایا۔ مگر وہاں تو بات ہی اور تھی۔ بھائی جی نے ایک نہ مانی اور ملازمت چھوڑ کر باقی عمر یاد  
حق میں ہی گزار دی۔ مردان میں آپ کی ایک عالیشان سادھو موجود ہے جہاں ہر سال بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ (اوم شرم)

انواہیں نہ سینے، افواہیں نہ پیلائے



شری ہندراجیت گاندھی دہلی  
صدر سنٹرل مجلس ادب راجستھان

# بھگوان کرشن

## (۱) "اعتراف"

ہر ذرے میں تویر تری دیکھی ہے ہر پھول میں تصویر تری دیکھی ہے  
مجھکتی ہے ترے نام کے آگے دنیا وہ عزت و توقیر تری دیکھی ہے

## (۲) بھگوان کرشن کی عظمت

بات ایک پل کی، دہلی کی ہیں کوئی ذکر تیرا ہر صبح ہر شام رہتا ہے  
دل میں رہتی ہے تری یاد بھگوان میرے لب پہ تیرا ہی نام رہتا ہے

## (۳) بھگوان کرشن ایک شکتی

تو نے دنیا کو دیا ہے وہ پیغام کہ دنیا اس کو بھلا نہیں سکتی  
جس میں تو آپ آکر بس گیا مومن! کوئی شکتی اس کو مٹا نہیں سکتی

## (۴) بھگوان کرشن کی تعلیم

مقبول زمانہ تری تعلیم ہوئی آفاق میں عظمت تری تسلیم ہوئی  
بھارت تری تعلیم کو بھولا افسوس بگڑی ہوئی حالت کو نہ تسلیم ہوئی

## (۵) بھگوان کرشن کا آپدیش

کرشن نے یہ کہا تھا ارجن سے میں ہوں نیتی اگر تو تم بل ہو  
نیتی اور بل اگر اٹھے چلیں سامنے آئی پھر ہوئے ہمت ہو

## (۶) بھگوان کرشن اور ارجن

برہ دلی ہے جو تم نے سوچا ہے یہ تو اپنا ہے اپنا سنا ہے  
نیتی کہتی ہے میدھ کی بھومی میں ایک سا اپنا اور پر اپنا ہے

## (۷) بھگوان کرشن کے کارنامے نمایاں

ڈرنے والوں کو تھا شیر بنایا گڑکنس کے ظلموں کو تھا دمھایا لو  
اسرار نہاں کو نکال کے کھوئے عرفاں پہ نیازنگ چڑھایا تو نے

## (۸) بھگوان کرشن سے فریاد

اے ماما! شہود ہا کے دلائے آجا اک بار تو پھر زند کے پیارے آجا  
پھر پاپ کا دنیا میں ہے غلبہ ہر فرد و بشر تجھ کو پکارتے آجا

## (۹) بھگوان کرشن سے التماس

پھر اپنی مددھر بنی بولے آجا دکھیا روں کے دکھ درد مٹا آجا  
دنیا سے نہٹ جائیں مورگیا پھر گیتا کا آپدیش سنا آجا

## (۱۰) بھگوان کرشن کے آئینا وقت

دنیا کے سدھرنے کے ہیں نائینا آفت کے دہلے نہ کھڑا ہے سنا  
بھگوان تھے آئے کا پچھا وہ وقت جس وقت کا گیتا میں کیا تھا اظہار

## (۱۱) اعتقاد!

راہ نیک بد وہ بتا سکتے ہیں بگڑی ہوئی ہر بات بتا سکتے ہیں  
دل سے کریں یاد اگر تم کہنا کرشن بھگوان یہاں تک سکتے ہیں

”اوم مسم“



شری سیکرام ستاکا فیروز پوری

## بابر کی موت

ہندوستان کا بادشاہ ظہیر الدین بابر جس نے پانی پت کی پہلی لڑائی میں ابراہیم لودھی کو شکست دیکر ہندوستان کی غنائی حکومت سنبھال لی۔ دوسری ترکستان کی ایک چھوٹی سی ریاست "فرغانہ" کے حاکم شیخ عمر مرزا کے ہاں ۱۵۱۸ء میں پیدا ہوا۔ یہ ماں کی طرف سے چنگیز خاں ہلاکو اور باپ کی طرف سے امیر تیمور لنگ کی اولاد تھا۔ اس لئے اس کی رگوں میں قوت بہادر و دل کا خون موجزن تھا اس نے ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو قتل کر کے تخت و تاج حاصل کیا۔ ۱۵۳۰ء میں چوتھے راجہ سنگرام سنگھ کو کٹواہیہ کے مقام پر شکست فاش دے کر اپنی بہادری کا پامناویا ۱۵۳۲ء میں چندیری کے مقام پر راجپوت سردار میدنی رائے کو محصور کر لیا۔ راجپوت عورتوں نے جوہر کی رسم ادا کی یعنی مشترک آگ میں جل کر مر گئیں اور راجپوت نوجوان میدان جنگ میں کھڑے ہوئے۔ راجپوتوں کی غیرت مندی کا یہ نمونہ دیکھ کر بابر لنگ رہ گیا۔ ۱۵۳۶ء میں دریائے گھاگھر کے کنارے محمود لودھی کو شکست دیکر مار ڈالا۔ ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بابر بڑا بہادر تھا اسی لئے اس کے مداحوں نے اسے بابر یعنی شیر سیر کا لقب دیا تھا۔ وہ کئی کئی دن گھوڑے پر سوار رہا تھا۔ ایک میل چوڑے دریا کو تیر کر پار کر سکتا تھا۔ بابر بلند پایہ شاعر اور مصنف بھی تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے حالات خود اپنی کتاب "تورک ابری" میں لکھے ہیں۔ وہ قدرتی نظاروں اور پھولوں کا بڑا شوقین تھا۔ ۱۵۳۹ء میں اس کا لڑکا شہزادہ نصیر الدین ہمایوں سخت بیمار ہو گیا۔ علمائے دین نے مشورہ دیا کہ شہزادے پر کوئی قیمتی چیز نہ بچھاوے۔ لڑکا شہزادہ نصیر الدین ہمایوں سخت بیمار ہو گیا۔ علمائے دین نے مشورہ دیا کہ شہزادے پر کوئی قیمتی چیز نہ بچھاوے۔ بابر نے سوچا کہ اپنی زندگی سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز نہیں۔ وہ تین بار بیمار شہزادے کی چار پائی کے گرد گھوما اور منہ سے "گر فتم" "گر فتم" کہا۔ خدا نے دعا کی کہ اسے خدا نے پاک نیری جان لے لے۔ مگر میرے لڑکے کی جان بخشی کر دے۔ کہتے ہیں کہ بابر کو بخار چڑھ گیا اور شہزادہ نصیر الدین ہمایوں تندرست ہونا شروع ہو گیا۔ جب بابر کا وقت آخر آن پہنچا تو آنکھوں میں آنسو بھر کر شہزادہ ہمایوں اس کی چار پائی کے قریب بیٹھ گیا۔ روتے روتے پوچھا۔ "ابا حضور۔ موت کیا ہے جس سے ساری دنیا ڈرتی ہے اور آپ نے اسے خود بلایا ہے بابر نے کہا۔ جان پدر۔ موت ایک حادثہ ہے جس کے گزرنے کا احساس انسان کو تیر مرگ پر بھی نہیں ہو پاتا۔ قدسے تفصیل سے آگاہ فرمائیں ابا حضور" میرے تحت جگر۔ انسان اپنی زندگی میں کچھ بار بیمار ہوتا ہے اور پھر شفا پا جاتا ہے ہر بار مریض کا یقین ہوتا ہے کہ وہ شفا ہی پائے گا مگر ایک ساری ایسی بھی آتی ہے جس سے وہ شفا نہیں پاسکتا۔ حالانکہ وہ آخری سانس تک امید کرتا رہتا ہے کہ میں شفا پا جاؤں گا جب تک سانس تب تک آس۔ آس لوٹ جاتی ہے مگر مریض کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب لڑائی اور کہاں لڑائی۔ مرحوم کے چہرے کا رنگ سرخ سے سفید سفید سے زرد۔ زرد سے کالا اور کالے سے نیلا پڑ جاتا ہے۔ کوئی کاریگر ہے کاریگر انسان بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ خدا کی بنائی ہوئی اس مٹی کی دیوار پر ایک ایک رنگ کہاں ختم ہوا اور دوسرا کہاں سے شروع ہوا جس طرح رنگ کا احساس دیکھنے والوں کو ہوتا ہے کپڑے کو نہیں دیکھنے والے ہی موت کا احساس و یقین کو ہوتا ہے۔ مرنے والے کو نہیں۔



شہنشاہ بابر کے منہ سے یہ الفاظ سن کر قاضی رحیم الدین جو یاس ہی قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھا۔ سلام موڑ کر اٹھا اور شہنشاہ کے قریب بیٹھ کر کہنے لگا۔ "عالی جاہ بجا فرماتے ہیں علمائے دین کا قول ہے کہ انسان کی مثال موت کے سانسے ایک بھیر کی سی ہے جب بھیر موٹی تازی ہو جاتی ہے تو اس کی اون حاصل کرنے کے لیے آدمی اسے پس پر لٹا لیتا ہے پاؤں کو کس کر باندھ دیتا ہے تیز فینچی سے اون کو کاٹتا ہے۔ بھیر ترپتی اور شور مچاتی رہتی ہے آدمی اس کی اون کاٹ کر ہی اسے چھوڑتا ہے۔ چھٹکارہ پائے پر بھیر خوش ہو جاتی ہے اور منہ سے ہوئے جسم کے ساتھ ہی گزرا کر نئی رہتی ہے۔ اون پھر آگ آتی ہے پھر ماہ کے بد پھر آدمی اس کو بکڑ کر لٹا لیتا ہے اور دوبارہ اون کاٹ کے چھوڑ دیتا ہے بیماری بھیر کو زندگی میں کئی بار اس مصیبت سے گزرنا پڑتا ہے اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اسے لٹایا جاتا ہے تو محض اون کاٹنے کے لئے۔ مگر انفس ایک دن ایسا بھی آ جاتا ہے کہ آدمی اس کی اون کاٹنے کی بجائے اس کی گردن کاٹ دیتا ہے اور مٹا لیتے ہیں ہی رہ جاتی ہے۔ ایسے ہی انسان کو بیماری چاہانی پر لٹا دیتی ہے طاقت بھیغ لینے کے لئے۔

ہو جاتا ہے۔ انسان کی مثال موت کا کاٹنا ہے۔ انسان زندگی میں کئی بار بیمار ہوتا ہے اور پھر اٹھتا دیتا ہے اور انسان یہ بھی نہیں بول سکتا کہ یہ دنیا اور اس کی اس ایک چھوٹا سسپنا اور طلسمی خواب ہے۔

نوعمر ہالیوں اس قسم کی مالوں کی باتوں کو سننے کی تاب نہ لاسکا اور اپنے ابا حضور کو سلام کر کے وہاں سے چلا گیا۔ مگر گھر کی بوڑھی عورتیں اور بزرگ لواحقین بدستور شہنشاہ بابر کے آس پاس بیٹھے رہے۔ انھیں یقین ہو گیا تھا کہ بادشاہ سلامت اب چند ساعت کے ہی جہان میں ہیں اور ایسے بہادر۔ شجاع۔ عادل۔ سخی۔ عالم۔ فاضل۔ شاعر اور راست باز فاضل الہی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ الحام کا درجہ رکھتے ہیں۔

شہنشاہ کے منہ سے کچھ سننے کی نیت سے شہزادی گلنار نے سوال کیا۔ ابا حضور۔ خدا کے بندے موت سے کیوں ڈرتے ہیں۔ جب کہ یہ مرنے والے کے خواہش تھیں کہ کوئی ضرب نہیں لگائی۔ بابر نے کہا۔ بیٹی جس طرح لوگوں نے موت کو ایک خوفناک حادثہ سمجھ رکھا ہے ویسے ہی خدا کو بھی ایک ہوا سمجھ رکھا ہے حالانکہ خدا سے زیادہ جسم اور کریم نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ میں تو خدا کو اپنا سچا دوست۔ ہمارا سرپرست اور ہمدرد سمجھتا ہوں مجھے افسس رحمت اور شان کریم کی پرستش بھر و ساسے کیسے کر دیں میں اس کے قبر کا خیال ہی نہیں آتا۔ اس سے ڈرنے کا بہانہ غلطیاں یا گناہ کیے جاتے ہیں۔ مگر گناہ کرنا انسان پر ایسا ہی فرض ہے۔ جیسے کہ عبادت کرنا۔ ورنہ خدا کی شان کریم کا ظہور کیوں کر اور کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک محترم اور مستند حدیث ہے "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں سے گناہ بائبل سرزد ہو تو خدا تمہیں زمین سے ہٹا دے اور تمہاری جگہ ایک دوسری قوم پیدا کرے جس کا شیوہ ہو کہ گناہ میں مبتلا ہوں اور پھر خدا سے بخشش و مغفرت کے طلبگار ہوں۔" اس حدیث کی روشنی میں تجھے گناہ کرتے ہوئے انسان سے تو شرم آتی ہے مگر اپنے خدا سے شرم نہیں آتی کیونکہ وہ میرے دل کی خواہشات کو دیکھتا ہے میری کمزوریوں اور مجبوریوں سے خوب واقف ہے۔ برعکس اس کے انسان بہت ہی کوتاہ ہے۔ تنگ نظر۔ نقاد اور کورباہن ہے۔

ہم وہ مجرم ہیں یہ ہیں شان کریم پر ناکراں

اور ہوں گے جو گناہوں سے پشیمان ہوں گے؟

اس پر قاضی رحیم الدین بولے۔ "عالی جاہ۔ سمجھی نیند سونے والا کہاں چلا جاتا ہے۔" وہاں جہاں انسانی عقل انسان کی جسم نہیں پہنچ سکتا۔ جہاں سے عالموں کا علم اور گیارہوں کا گیارہ سرٹیک کر سپاہیوں کو واپس چلا آتا ہے



عقل حیران ہو کر واپس کیوں پلٹ آتی ہے اس لئے کہ زندوں اور مردوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہے اور اس دیوار کا نام ہے۔ ہمارا مٹا کر بنا ہوا جسم مٹی کی یہ دیوار ہی ایک حجاب ایک پردہ ہے۔ منہ پر پردہ بڑھتی ہی یہ پردہ اٹھ جاتا ہے۔ بزرگوں کے اقوال زیریں کے مطابق موت صرف ایک کثیف لباس کو اتار کر ایک لطیف لباس پہن دیتا ہے۔ یا قفسِ حاکی سے کسی مقید بچھی کا اڑ جانا یا کسی خواب پریشاں کا ختم ہو جانا اور رُوح کا بفضلِ خدا بیدار ہو جانا یا پھر ایک محسوم بچے کا ہنگامہ خیز شور اور قابلِ رحم شکست کے بعد تھک کر سو جانا اور اپنی خواہشات کے مطابق خوشگوار یا تکلیف دہ خواب دیکھنا۔

شاہی قاضی غفار الدین نے کہا حضور انور۔ آخری تشبیہ ہی سب سے اعلیٰ ہے اور آیاتِ قرآن کے عین مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اصل زندگی یا دارالعمل یہی زندگی ہے۔ موت کے بعد کی زندگی تو محض دارالجزا ہے۔ اس زندگی کے افعال کا نتیجہ یا عکس مرنے کے بعد ہماری رُوح میں کوئی ترقی۔ تنزل یا تبدیلی پیدا نہیں کرتا وہ لافانی اور غیر تغیر پذیر ہے۔ ہم ہمارا اس لئے ہوتے ہیں کہ موت کی فحی برداشت کرنے کی مشق پیدا ہو جائے ہم اس زندگی میں بھی نیند کے اندر خواب دیکھتے ہیں۔ آدمی اکثر خواب اس قسم کا دیکھتا ہے جیسا وہ حالتِ بیداری میں سوچتا ہے باتیں کرتا ہے یا کام کرتا ہے خواب اکثر انسان کی حالتِ بیداری کی زندگی کے دھندلے یا بگڑے ہوئے نقشِ بونے ہیں۔ بالکل اس طرح موت کے بعد کا زمانہ ہماری موجودہ زندگی کا اچھا یا بُرا عکس ہی ہونا چاہیے۔ نیند کے اندر خواب آنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے تجربوں اور اعمال کی بنا پر موت کے بعد کی زندگی کے واسطے فرشتے آتے ہیں کیا آپ کو

شہزادی گلزار سے پوچھا۔ آبا حضور۔ کہا جاتا ہے کہ جب آدمی اپنے اعمال کی بنا پر موت کے بعد کی زندگی کے واسطے فرشتے آتے ہیں کیا آپ کو اس وقت کوئی فرشتہ نظر آ رہا ہے۔ بابر نے یہ سن کر جواب دینے کی کوشش کی مگر زبانِ دل نے سبکی اور گردنِ بایں جابِ لڑھک گئی۔ محلات میں ایک لہرام بج گیا۔ بچے رونے لگے آتے ہی ہمارا پیش کھاکر لاش کے اوپر گر پڑا۔ یہ کیاں ہیں وہ اہرامِ مصری کے باقی ! سنا کر رہی سب کو دنیا نے وفانی مسافر یہاں ہیں فقیر اور غنی سب غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب

شہزادی رہیں گے نیرسانی رہے گا  
فقط نام اللہ کا باقی رہے گا

## ریویو۔ مضارب۔ مصنف شری شباب لکنت ایم اے

۱۹۲ صفحات کی لا جواب کتاب "مضارب" مضبوط اور خوبصورت جلد میں ملبوس ہے یہ تقریباً ہمہ جہتی اور دھارمک نظموں کا مجموعہ ہے۔ ان میں بیشتر نظمیں حب الوطنی کے پالیزہ جذبات کو پیدا کرتی ہیں۔ گور و نانک نہ کاری نہ رنگا۔ جنتِ کشمیر۔ جانِ وفا۔ اچھوت کھیل اور تعمیر۔ وغیرہ وغیرہ نظمیں قابلِ تعریف ہیں جن کو پڑھ کر لطف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس کتاب پر کئی محترم صحاب نے تبصرہ کیا ہے مثلاً شری گوہر سنگھ وزیر ترقیات بشری زرخن سنگھ طالب۔ پروفیسر تلوک چند محرم بلیت۔ میلا رام ونا وغیرہ۔ ہم اوم کے پڑھکوں سے نوید کریں گے۔ وہ اس شاندار مجموعہ نظم کو سنکر اگر شری شباب لکنت کی محنت کو سچیل۔ قیمت تین روپیہ۔ علاوہ ڈاکچارج۔ ملنے کا پتہ:- رسالہ "اوم" (جمیری گیٹ دھلہ ۶)



# فہرست کتب

جو دفتر سالہ اوم دہلی سے دستیاب ہو سکتی ہیں  
(خرچ ڈاک بذمہ خریدار ہو گا)

| قیمت  | نام کتب                                       | قیمت   | نام کتب                                        |
|-------|-----------------------------------------------|--------|------------------------------------------------|
| 1/-   | چپ جی صاحب کا بھاشیہ - فقیر سرائی علی گڑھ     | 3/8/-  | روحوں کی دنیا                                  |
| 9/-   | گورو بانی مہرہ راس (امت بانی گورو نانک جی کی) | 10/-   | مرنگ روحوں سے دارتالاب                         |
| 7/-   | بمبئی ترجمہ فقیر سرائی علی گڑھ                | 10/8/- | تلمسی رامائن - (اردو) مجلد بالخصوص             |
| 1/-   | توموں کا عروج و زوال مجلد صفحات ۸۵۲           | 10/8/- | بالمیکی رامائن - (اردو) منشی دوآر کا پرشاد افق |
| 1/-   | مولفہ سید اقبال احمد                          | 3/8/-  | جی جی و سکھنی - (خواجہ دل محمد)                |
| 1/-   | رام دشن                                       | 2/8/-  | گیتا منظم مجلد                                 |
| 1/-   | گیتا رتن منظم                                 | 8/-    | کلام مضطر - ریملا اس مضطر                      |
| 1/4/- | رتن رامائن                                    | 1/-    | سکھنی صاحب حصہ اول                             |
| 2/-   | بھگوت گیتا مہاتم                              | 1/4/-  | حصہ دوم                                        |
| 1/8/- | حقیقی آئندہ کا راستہ                          | 1/8/-  | گوبند و لکس ہندی                               |
| 1/8/- | رہبر صوت                                      | 10/-   | اصلی جنم ساکھی گورو نانک دیو                   |
| 18/-  | ویدانت چھند اولی (بھولے بابا) حصہ اول         | 2/-    | سالنامہ اوم نارائن انک                         |
| 18/-  | حصہ دوم                                       | 1/8/-  | ویدانت انک                                     |
| 2/8/- | شوپوران مجلد                                  | 1/-    | شو انک ہندی                                    |
| 2/8/- | حصہ اول                                       | 8/-    | بھگوان پیر ڈرامہ                               |
| 1/4/- | گرو پوران                                     | 14/-   | آستک ناستک سنواد                               |
| 1/-   | ایکا دیشی مہاتم                               | 1/4/-  | حب وطن فخر صاحب                                |
| 11/-  | رشی کیش کامہاتم                               | 2/8/-  | لیکچر ڈرامے                                    |
| 21/-  | تحفہ درویش یعنی پھولوں کا ہار                 | 21/-   | پینڈت جی                                       |
| 1/4/- | سوانح حیات سوامی رام                          |        | برٹلی ویدی { شرت چندر                          |



| نام کتب                                     | قیمت   | نام کتب                           | قیمت   |
|---------------------------------------------|--------|-----------------------------------|--------|
| بھرتری ویراگ شتک                            | 1/-    | پردہ مجاز - منشی پویم چند         | 6/-    |
| انسائڈ برندا بن انگریزی                     | 1/8/-  | رومھی رانی -                      | 1/8/-  |
| Inside Birindaban                           | 2/8/-  | خواب و خیال -                     | 3/8/-  |
| میری رائے ہامتا گاندھی سنہری مجلد           | -/6/6  | ڈرامہ رومی پنجاب - زیبا           | 21/-   |
| گیتا گمان                                   | -/13/- | مشکلتلا -                         | 1/8/-  |
| ازادی ہند                                   | -/4/-  | لنگوٹی والا -                     | 1/12/- |
| منگل پر بھات                                | 1/-    | کایا لیٹ -                        | 1/12/- |
| تقدیر و تدبیر کا ایکسے مصنفہ ہامتا بھائی جی | -/12/- | مٹنی منوہر -                      | 1/12/- |
| بوم آنند کی پراپتی                          | 1/-    | دان ویر کرمن -                    | 21/-   |
| برجھو کے شگفتہ درشن                         |        | کبیر بھگت -                       | 1/12/- |
| کتاب منشی سورج نارائن مہر                   |        | پر ہلاو بھگت -                    | 1/8/-  |
| روحانی کھانیاں -                            | 3/50/- | راج سنگھ - (مدرشن)                | 2/8/-  |
| بچار ساگر -                                 | 1/75/- | سولہ سنگار -                      | 5/-    |
| کلام مہر -                                  | 1/-    | سردن کمار -                       | 1/4/-  |
| گیتا شرح -                                  | 1/50/- | سیتہ دان سادتری -                 | 1/8/-  |
| فلسفہ سانچہ -                               | -/65/- | دھرم ادھرم یدھ -                  | 1/8/-  |
| عزلیات مہر -                                | -/65/- | گرہ بھوٹ مزدور -                  | 1/8/-  |
| مثنویات مہر -                               | -/65/- | کیر یوگ -                         | 8/-    |
| تاسی کورت راماں -                           | -/65/- | دیگر کتب                          |        |
| گلہ ستہ نظم حصہ اول -                       | -/50/- | دو یک پوٹا منی اردو -             | 1/-    |
| حصہ دوم                                     | -/50/- | آنند انک -                        | 1/8/-  |
| عام فہم دیدانت -                            | -/65/- | ایا سنادو یک -                    | -/8/-  |
| قصائد مہر -                                 | -/65/- | ایشور بودھ -                      | -/8/-  |
| کتاب مہر سنی رتھو رت لال ورن                |        | ادھیاتم یوگ ہر دو حصہ -           | 1/-    |
| کبیر بھین وی -                              | 2/4/-  | دیبا بائی افدہ جو بائی -          | -/8/-  |
| روحانی اشارے -                              | 1/4/-  | ایشور پراپتی کا سادھن -           | 1/4/-  |
| طوفان جنگ (رانا پرتاپ)                      | 2/8/-  | سام دید کا ہمیشہ -                | -/8/-  |
| میراں بائی -                                | -/12/- | اتھر دید کا نہ سنگھ - پوٹ تاپی -  | -/8/-  |
| سائیں کے سو خیال -                          | 1/8/-  | کبیر شد امرت -                    | -/8/-  |
| کاسیانی کی کجی -                            | -/12/- | میراں بائی -                      | -/8/-  |
| بیراگی بیر -                                | 2/-    | میشرواب مصنفہ شری شباب للیت ایم - | 3/-    |
| مذاہب اور انانیت ہر دیال ایم -              | 4/-    |                                   |        |
| ناول علین منشی پویم چند                     | 5/-    |                                   |        |



۸۔ گیتا لہکے کہ اگر نیت کی تعلیمات کی عظمت کو کون نہیں جانتا۔  
۹۔ چھوٹا بھگت { وہ یاں تعلیمات روزانہ زندگی کو کس طرح

شکھی اور کرسکون ناسکتی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے جاننے پر  
۱۰۔ اے من بھائی! قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے  
مذہب اسلام کی حقیقی تعلیمات کی وضاحت کی گئی  
ہے۔ جو شخص اس میں کسی بات پر غلط ثابت کرے اس  
کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا ہے۔

۱۱۔ آدرش گہرست قیمت ایک روپیہ۔ گہرستی جیو  
سورگ بھی ہو سکتا ہے اور بزرگ بھی۔ اگر اپنے گہرست کو  
سورگ بنانا چاہتے ہو تو اس کتاب کو خود پڑھو اور اپنے  
پرچار والوں کو پڑھاؤ۔

۱۲۔ پریت سے قیمت دس آنہ۔ ٹھیک کہا ہے محبت  
خدا ہے خدا ہے محبت۔ پریشور کو پرکھو روپ کہا گیا ہے  
اگر محبت کے لئے اور پریم کی تائیں سننے کا شوق ہے تو اس میں

۱۳۔ الومینیشن آف لائف - Illumination  
(عکس ہے قیمت دو روپے)۔ ہر ایک مذہب میں زندگی  
کو چمکانے والے اور پر سرور بنانے والے اصول اور وسائل  
بتائے ہیں ان سب کو بخیا دیکھنا ہے تو اس میں پڑھو۔

۱۴۔ فے ٹو سلف اب لفٹ - Way to Self  
(تفصیل میں قیمت دس آنے)۔ سستی سے بیکر جیون کی  
بلندی پر اٹھنا ہے تو اس کا مطالعہ کیجئے۔

۱۵۔ جوش کھیلے ہندی کی کتابیں۔ لاکھ لاکھ کی ایک بات۔  
۱۶۔ پیارے نیچے۔ جیون جیوتی۔ جلیقے دیک۔ جیون امرت جیو  
آند سو تر بھارت۔ قیمت پانچ پانچ آنہ۔

نرالا بھارت۔ جگت گورو بھارت۔ (قیمت آٹھ آنہ)۔  
ہندی کتب

پری پورن الو بھو ہندی۔ -/12/-

شری بھاگت ہندی جملہ بالتو گیتا پر۔ -/8/-

سچے ساگر شری بھاگت کا سرل ہندی ترجمہ جملہ بالتو۔

۱۰/- ۱۔ ۱۶ صفحات کلاں

۵/- ۱۔ ۱۔ دو روپیہ آیدیش۔

بھارت میں ودیکا آند۔ سوامی جی کے ویدانت پر

دیکھے گئے ویا لکھیاؤں کا مجموعہ ہندی۔ ۵/-

جیون چتر۔ ہمارا شہنشاہ جی ہمارا راج۔ 2/8/-

وچار پونجی۔ ولوای جی ہمارا راج۔ 1/-

ولو باجی کے وچار۔ دوسرا حصہ۔ 1/8/-

شری گیتا وکیان گیتا کی سرل سلوودھ ٹیکا!

شریمان پرارتھی جی کی یہ گیتا بہت مقبول ہوئی ہے اس گیتا کے ہر ایک  
شلوک کا تیس ترجمہ اس کی سرل دیا لکھا اور وہوں میں ترجمہ دیا  
ہے۔ دیا لکھا اس ٹیکا سے کہ گیتی ہے شری معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی  
اس کے مطالعہ سے گیتا کے اندر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ حجم ۲۰ صفحات  
کلاں۔ جملہ بالتو پر۔ قیمت پانچ روپے ملا وہ محصول طرک۔

شری چیتنہ چرتا وانی المعروف چیتنہ بھگت مال  
آدو میں پریم اور بھگتی کی لٹانی کتاب۔ آدو میں شری کرشن چیتنہ  
ہا پر بھو اور ان کے بیسیوں بھگتوں کی پریم بھری کیلا میں روح ہیں۔  
پریم اسطفا ہوا چاہا ساگر جی ہے ایک بار شروع کرے خود کچھ بغیر ہاتھ کر  
نہ رکھو گے حجم ۹۰ صفحات قیمت پچار روپے آٹھ آنے

شری لوگ دانشٹ ہمارا سامن ہو

یو بھش ابھلا سنی سمجھوں کیلئے لوگ دانشٹ سے بڑھ کر دوسری  
کتاب نہیں ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کتاب کے دو حصہ صحت  
دھیان پر دوک پڑھ لینے سے ہی آتم گیان ہو جاتا ہے اور بھش  
نہ جاتی ہے ہر مار پختی جی کی اس کتاب کو وہا لوں نے بہت پسند کیا  
ہے یو بھش ابھلا شری ضرور منگاویں حجم ۳۰ صفحات قیمت تین روپے

نصا مینف شری کا نشی رام جی چاولہ

۱۔ لطف زندگی قیمت دو روپیہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ان  
زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کیا وسائل  
کرنے ضروری ہیں۔ اس میں زندگی کی ساری شکلات اور تکالیف کو دور کرنے  
اسے پورے بنائی کی راہ دکھائی گئی ہے۔

۲۔ انسان۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ انسان اور ان  
کے موضوع پر آپ کو اس سے بہتر کتاب نہیں ملے گی۔ تقدیر اور تدبیر کے  
ضروری مسئلہ پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۔ امرت غنٹ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دنیا میں امرت بھی  
ہے اور زہر بھی۔ جو انسان زہر سے بچنا اور امرت کے گھونٹ لینا  
چاہے وہ اس کتاب کو پڑھے روزانہ سوادھیائے کیلئے بہترین کتاب ہے۔

۴۔ نادانان۔ قیمت سوا روپیہ۔ انسان کو غلطیوں  
کا پتلا کہا جاتا ہے۔ اگر گھر لو اور دنیاوی بھولیوں سے محفوظ رہنا  
چاہتے ہو تو اس کا مطالعہ کیجئے۔

۵۔ فوراسا قیمت آٹھ آنے۔ دراز غلطی کیا غضب ڈھاتی  
ہے اور کسی مصیبت لاتی ہے اور دراز خدا کی راست روی اور نصیحت  
کیا لطف دکھاتا ہے۔ اس میں پڑھیے۔

۶۔ گیتا مہک قیمت فی حصہ ایک روپیہ شری بھگوت گیتا

۷۔ گیتا چمک { اپنی زندگی کا مکمل کوڈ ہے۔ اس پاکیزہ



*Food Value*  
 ADDED IN  
**Paljee's**  
**RICH FRUIT  
 CAKE**



Paljee's Fruit Bars contain 11 nourishing and delicious fruits and other ingredients rich in Vitamin A 1, B 2, Niacin and Iron. They are an ideal food for you and your family. An Ideal treat in all the seasons.



Air Tight Packing  
 Rs. 2.25  
 Loose Packing  
 Rs. 1.75  
 Kishmish Packing  
 Rs. 1.50  
 Plain Packing  
 Rs. 1.25

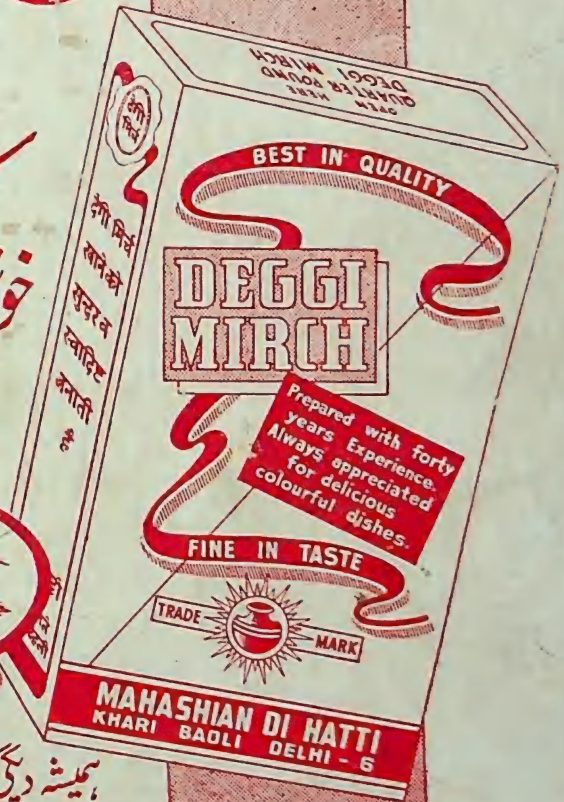
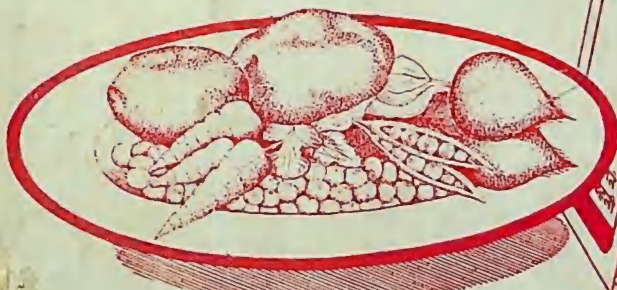
**PALJEE & CO., NEW DELHI-5**



رجسٹرڈ

# دِگی میرچ

سبز یوں اور ترکاریوں کو  
خوش رنگ اور مزیدار بناتی ہے



ہمیشہ دیگی میرچ کا ڈبہ اور ہماری فرم کا نام دیکھ کر خریدیں  
پلتے چلتے ناموں سے دھوکا نہ کھائیں

ماہاشیاں دی ہٹی کھاری باولی - دہلی ۶



SADHU ANK

January, 1959.

ESTD. 1934

Om

روحانیت کا علمہ دار

The

Om





IDEAL GIFTS FOR ALL

## CHILDREN...



# WARWICK

OLDEST PERAMBULATOR MANUFACTURERS IN INDIA

ESTD 1895

PERAMBULATORS • TRICYCLES • TOYS

Available from us, or at Leading Stores

We are also Sole Distributors for INDIA  
JUVENILE CYCLES and ROYAL SUPREME  
BICYCLES and Stockists of a wide variety  
of GAMES, SPORTS GOODS, MECHANICAL,  
EDUCATIONAL & OTHER TOYS.

**AVAILABLE AT**

# BESTWAYS

CHANDNI CHOWK DELHI

ہندستان کا کوئی گھراس جنتری سے محروم نہیں رہتا ہے

شیری کاغذ پو اشتر یہ مشہو جستی اردو ہندی

میں سے چند روز سال کے عرصہ میں اپنی کائناتوں کو دیوں کے باعث دیکھیں گے کہ ان میں شہرت، ہوس، مکر اور  
 ہے۔ یہ سب چیزیں سب طرح مکر اور منافقت پر مشتمل ہیں۔ ان کو دیکھ کر مکر کے متعلق بعض خاص باتیں یاد آئیں گی  
 کہ تیری مندی آسمانی ملاقات کو دوسرا کہیں غفلت کے حالات پر نہ درست اور تمام سال کے  
 واقعات کے مزید کے اندر نہ ہوئے۔ سب ساتھ ساتھ ہر قسم کے درجہ اور دنیا جانی معلومت و علمی ادبی  
 اقوال کا لاجاب ذخیرہ خود بخود ذخیرہ دے گا۔ کعبات درج کے کردہ پیش

پچاس لاکھ 5000000

[illegible]

گلاب شری زندگنہ ملی منور شری کرشن کے چتر دس کے، مگھول  
 کوچنی طرح کا نانا جاتے ہیں۔ اگر آپ جیکبسن اور ہم پینٹور کے  
 جیسے استادوں کی امرت پوری مسدود تھیں تو کونسا جاتے ہیں۔  
 اگر آپ چاروں دہن اور چاروں آستروں کے فرائض کا دھرم  
 یوگ کو پہنچانے کے لئے کونسا ایک کھوں کے ساتھ سوکھ کر  
 شری بھارت کا انسان

حاصل کیا جاتے ہیں۔ اگر آپ چاروں درن اور پیرس دے لیں اور یوں کہ سب کو حاصل کر لیں تو اس سے واقفیت حاصل کرنا پڑے گی۔ اگر آپ کھجلی گیان اور دیو راگ کی ترقی میں غوطہ لگائے ہوئے کسی شخص سے مل کر کسی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر آپ دیوانت کے سکھ دینے والے پیشروں کی ذیل دعا داروں میں رہتے ہوئے سارے سکھ کیان حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان جی جن زمانا تھی دہا لنگھو ساگو۔ منگو کوہلی ساری تینتے ہروں میں غوطہ لگائے ہوئے ہر آدم کو حاصل کیے۔ کیونکہ وہ شرم ہو جائے گا۔ کا پھونک کر اور اگر پھر پھول والوں کو کھجلی گیان اور دیوانت کو حاصل کرنا ہوتا تو سنا سارے سکھ سے زندگی کا ذکر کر کے کھجلی گیان کے پیکر رنگ پر لگا۔ ایسے دیوانت کا ہر جسے ہندوستان کے ہر جے دھرم پروردہ والوں سے نصف عزت کھجلی سے ملے گا۔ اس کے مصنف کئی ہندوؤں سے بغیر سے بھی عزت افزائی کر دے۔ خوبصورت دھیا پیر کے کی ملدا اور ساری ۶۷ تصاویر صفحہ ۱۲۱ پر ایک ہزار کھجلی گیان نجات ملے۔ کا نڈھو ہر مسند بخت صرف تیرہ ورور کا کھجلی گیان

**امرت سروور** مصنفہ: جمال

آپ کی پریم محبتی اور گیان کے وکس نظارے  
 اپنی برکتوں سے دیکھنا تو اس انمول  
 کتاب کا مطالعہ کیجئے آخر سرفہات کی محبت

کتاب چھ حکومت رکھتی ہیں اور مہینہ چھتہ دن پنج روپے دو آنے ۱/۲ روپے

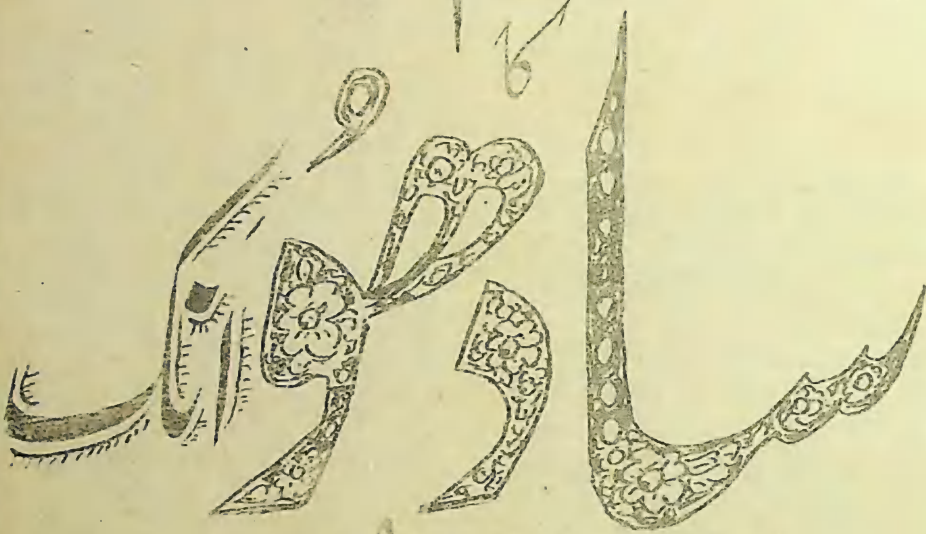
لاہے پشام ران  
ہوئی نہیں چاہتا ان رن آدمی سب اسکا ملنے کتا جیت جیت سے سارے شیخ لڑنے کو آج ایک  
۲۵ برس سے تھیکہ دن 20030  
دہشتی پشام ران چاہو ہی ران  
۵۰ برس سے تھیکہ دن 20030  
دہشتی پشام ران چاہو ہی ران



روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

جاری شدہ ۱۹۶۵ء

رسالہ اوم دھرم  
کا



بابت ماہ جنوری ۱۹۵۹ء

قیمت ۲/- روپیہ



چندہ سالانہ 6/8  
چندہ لائف ممبر  
125/-





# فہرست مضامین

| نمبر | نام مضمون                | نام مضمون نگار              | نمبر | نام مضمون | نام مضمون نگار |
|------|--------------------------|-----------------------------|------|-----------|----------------|
| ۱    | محبوب کا                 | ایک گہری کے جذبات           | ۲۵   | ۳         | ۱۰۸            |
| ۲    | غیبی اعداد               | ایک گیت                     | ۲۶   | ۴         | ۱۰۸            |
| ۳    | آج کا ساو ہوان           | شری گورو ناتھ سے جی         | ۲۷   | ۷         | ۱۰۹            |
| ۴    | دیانت سار                | شری روپ رانی                | ۲۸   | ۹         | ۱۱۲            |
| ۵    | سادہ خیال کی آہن کھتا    | جوش جنون                    | ۲۹   | ۲۵        | ۱۱۷            |
| ۶    | احسان مرشد               | ایک مہاتما کا پرشاد         | ۳۰   | ۲۳        | ۱۱۹            |
| ۷    | سادہ مونا تم ایڈیشن      | عبد حاضرہ کا ایک مرد حق     | ۳۱   | ۲۴        | ۱۲۱            |
| ۸    | کسی حرفی                 | عملی جیون                   | ۳۲   | ۲۳        | ۱۲۳            |
| ۹    | یوگ سوتر                 | گورو نانک دیو جی            | ۳۳   | ۲۴        | ۱۲۶            |
| ۱۰   | سچے ساو ہوان کی پانچ     | تقریب مرشد                  | ۳۴   | ۸۳        | ۱۲۹            |
| ۱۱   | مہاتماؤں کے جیون چہرہ    | شری گورو رام داس جی         | ۳۵   | ۸۵        | ۱۳۱            |
| ۱۲   | سچے ساو ہوان کی پانچ     | سادہ کوئی صدا               | ۳۶   | ۸۹        | ۱۳۵            |
| ۱۳   | ادھر سے بار داٹھا دلی کو | بده جی کا گیان              | ۳۷   | ۹۰        | ۱۳۷            |
| ۱۴   | محبوب امر کی کھتا        | شان تفریل                   | ۳۸   | ۹۱        | ۱۴۰            |
| ۱۵   | بابا جاک                 | کل جگ میں مست کی مہاتما     | ۳۹   | ۹۲        | ۱۴۲            |
| ۱۶   | حضرت منصور               | درس عمل                     | ۴۰   | ۹۴        | ۱۴۹            |
| ۱۷   | پرانا کے نام             | پینڈہ دری مٹھ کے مٹھا و حیش | ۴۱   | ۹۶        | ۱۵۰            |
| ۱۸   | مایا اور جوہریم کا رشتہ  |                             |      |           |                |
| ۱۹   | مہرشی گوتم               |                             |      |           |                |
| ۲۰   | ساکھی مٹی گوتم سے خطاب   |                             |      |           |                |
| ۲۱   | جھگوان کبل مٹی           |                             |      |           |                |
| ۲۲   | موت کے فرشتے سے          |                             |      |           |                |
| ۲۳   | نہجائے وحدت              |                             |      |           |                |
| ۲۴   | سستی سادھی اور برہم روتی |                             |      |           |                |

## ضروری نوٹ

یہ پریچہ ماہ جنوری فروری ۱۹۵۹ء  
 ماہ کا تقصیر کیا گیا ہے ماہ فروری ۱۵۹  
 کا علیحدہ پریچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین نوٹ  
 فرماویں (دیکھیں)



# رسالہ "اوم" دھلی کا سا دھواںک

## بھومکا

سادھو کون ہے۔ یا سادھو کس کو کہنا چاہیے؟ یہ ایک پریشان ہے۔ جس کا اثر عام جتنا چاہتی ہے، سادھو شبد کا اترتھ جو ہندی کوش میں ملتا ہے۔ وہ ہے۔ دھنرک۔ دھرم پرائن، دیالو، شندھ، پریر، کولین، سفت، منی، جین، بن شیل، مون برتی، واک سینی، پرتی، تپسوی۔

سادھو — دراصل دھمی ہے۔ جس نے سادھن کا کچھ من اور اندریوں کا سینہ کیا ہو اور سادھن سمیت ہو سادھو وہ نہیں۔ جس کے کان پھٹے ہوں۔ کانوں میں سندرل ہوں جسم پر مجسم رہا ہے ہو، سر پر لمبی بٹائیں رکھی ہوں، بھگوا و ستر پہنا ہو۔ الف ننگا ہو یا صرف نمٹگوٹ پہنے ہو۔ پیاروں کی گیتھاؤں میں رہتا ہو، من و صاری ہو پھل آہاری ہو، مست المست رہتا ہو، یہ سب ویراگ کے نشانات ہیں۔ اگرچہ جنہ دھاؤں کئے ہوں لیکن من و شے آسکت ہو۔ تو سمجھ لیں کہ وہ دھبی ہے کبھی ہے اور ٹھگ ہے ہمارا تو یہ دھیار ہے کہ اگر یہ چہ نہ بھی ہوں اور من کی اونٹھا اچھی ہو۔ اندریوں کا سینہ ہو آہار و دھار سا توک ہو۔ امنہ کا رہے رہت ہو، بھری کی امنگنا متا سے اوپر اٹھ چکا ہو۔ اپنے آتم سرور کا اوجھو کر چکا ہو کرم پاسنا اور گیان سے جس نے پانچ گیان کے پردوں کو دور کر دیا ہو یعنی آن منے کوش، استھولی شریر، پرائن منے کوش۔ پانچ پرائن (۳) منے کوش۔ پانچ کرم اندریاں اور من ۴۔ و گیان منے کوش۔ پانچ گیان اندریاں اور دھبی۔ دھا آند منے کوش، شستیتی اونٹھا یا گیان سادھی۔

ان پانچ کوشوں (پڑوں) کو مٹا کر ادھشٹھان اتما میں قائم ہو چکا ہو۔ جس نے اتنے کرن کے مل، وکھشپ

اور آوران دوشوں کو دور کر دیا ہو۔ جو سنسار میں رہتا ہو بھی سنسار سے ورکت ہو۔ یعنی جو سنساری مایا سے آزاد ہو کر سمپوران بھوگ و لاسوں سے ویراگ والن ہو۔ ایسا سادھک اور ورکت پرش ہی سادھو کہلانے کا مقدار ہے۔ نہ کہ وہ جو سنسار کا تیاگ کر کے بھگوے ہیں کر یا الف ننگا ہو کر جنگلوں میں رہتا ہے۔ دھیار میں ہے۔ اکیاتا میں مست ہے۔ اور من کے اندر واسنا میں رکھتا ہے۔ ایسا شخص جنگلوں اور بیابانوں میں رہتا ہو بھی سادھو کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ ایک شاخنے کیا خوب لکھا ہے۔

اگر دل گرفتار ہے شخص میں تو جنگ جی بازار سے کم نہیں ہے اگر تیرے دل کو ہے بیکہتی حاصل تو بازار میں بھی تو خلوت نہیں ہے جس پرش پر الشوری کر یا ہو جائے وہ گمست میں رہتا ہو اچھی سادھن سمیت ہو کر آتم گیان کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگلوں کی راہ لے۔ آج ہمارے بھارت ویش میں ایسے سادھوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہوں نے کبھی سودی تکلیف کے کارن اپنے کام کار کو تل بخلی دے کر بھگوس و ستر پہن لئے ہیں۔ کار و بار میں نقصان، استھری پتر یا کسی اور نزدیکی رشتہ دار کی موت یا آن کی بھری اور ایمان سے جو کر مست آشرم کو چھوڑتے ہیں۔ ان کا ویراگ لھوٹا ویراگ ہے یعنی مارچ کی طرح آگ کے نزدیک ہونے سے بچنے کی بات اور بعد میں وسیعہ کا دلہا سنت ہو جانا۔ جب دنیاوی



حالات ذرا خراب ہوئے تو تکلیفات سے ڈر کر باہر نکلا  
ایسے لوگ ہی عام طور پر اسے آدرش سے گر کر پندت  
ہو جاتے ہیں۔ اور منشی جیون کو ہی رائیگاں کر دیتے ہیں  
جھگڑے میں کرکھی وہ دنیاوی واسطوں کا تیاگ نہیں  
کرتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب دنیاوی پارٹنر ان کے  
سامنے آتے ہیں۔ تو وہ جھوٹ جھپٹ جاتے ہیں اور  
وشیوں میں پرورد ہوجاتے ہیں، شروحات کو ترک خصوصاً  
استریاں ان کے تیاگ ویراگ اور بیرونی چیزوں پر مست  
ہو کر اور پورن مہاتما خیال کر کے جب ان کی سیوا کرنے  
لگتے ہیں۔ تو وہ دھبی مہاتما ان کو ٹھٹھنے کے لئے کئی پرکار

کا کیا کرپیش کر کے ان کے گورو بن جاتے ہیں۔ وہ  
اچھا کھانے اچھا پہنتے اور اچھے اچھے مکانوں میں  
گرم پانیوں کی طرح ہی رہنے لگتے ہیں۔ جس کا نتیجہ نہایت  
ہی خطرناک ہوتا ہے۔ جیسے آگ کے نزدیک کھڑی کا  
پھل جانا ایک سو بھاؤک گرم ہے۔ اسی طرح کسی  
بھی پریش کے نزدیک ایکانت میں استریوں کا واس  
ہانی کارک ہی ہوتا ہے،  
سوامی گو بند آنند جی مہاراج اپنی لپٹنگ  
گہ بند پرکاش میں فرماتے ہیں  
س

سوامی گو بند آنند جی مہاراج کے مہن

ان کی کرے سمیتا لگے کلنک ضرور  
کتنا کرے سنگوچ تھی کا لکھ نگ جاوے  
ہوئے نہ مول اچھیاں رہے جس جاگہ چمڑی  
ملن بھلن نہیں کسی سے نہیں کام نہیں کاج  
نہیں خوشی نہیں غمی نہیں کٹیا نہیں مان  
سوئی فقر بھان نہ مان وڈیائی فنکر  
دولو ہوئے سمیتا دروڑھے گھرت ضرور  
پریش نار سے نیچے سوئی ڈھک رہے نہ ناری  
بھوگ اچھا کے ہوت ہی نے ویراگ و بچار  
جہاں بھوگ ہے اوہاں جوگ کا کیا ہے کام  
جہاں ریت ہے نار و پرے ہوئے بدھ  
کا نیا کھن میل دو کر ہے سادھ اسادھ  
مل رکھیش ہو جائے اور اوگن سب جاگیں  
کا نیا کھن میل جھی ہی کرے تیاگی  
اواسین ہو رہے ہریت کو نا میں طہارے  
نے بگ سنو کہ نہ سو بھا پاوے تیاگی  
تہاں و تشیش طہرے جھی دکھ پاوے بگ سوئے  
ٹہرے راگ اور دوشن بند یا ہو دے اس کی  
انت دکھ کو پاوے رہے نہ سیوا مان

چمڑی دمڑی دوڑے رہے تیاگی دودھ  
لگے کلنک ضرور کو ٹھڑی کا جھل آوے  
جے چاہے ویراگ نہ راگے تیاگی دمڑی  
فکر ذکر اور مکر نہ نہیں مذہب نہیں لاج  
نہیں کام نہیں کاج نہیں پرواہ نہ دار  
نہیں راگ نہیں دوش۔ تیش دوشی کا ذکر  
ناری اگنی کتہڑے پریش کتہڑے گھرت پور  
اود آیا ہے نہ بچ کرے پریشا رتھ بھاری  
بدھ و پرے کرت ہے سمرن و بھین نار  
نے ویراگ و چلا جائے شانتی کا نام  
گیان وصال سب اڑے ہے نہ من کو سدھ  
تیاگی جن کے واسطے جالو مول آیا دھ  
کرے سادھ اسادھ بھی گئی تیش کے بجا گیں  
اتیت ہوئے دوش اور ہو جاوے راگی  
ان سے رہے اتیت نہ کب ہوں آنکھ ملاوے  
جاہ راگہ و ہنواں رہے ترشنا ہی لاگی  
مان اور سیوا سادھ کی جہاں اتے کر ہوئے  
دکھ پاوے سوئے ٹرائی رہے نہ تیش کی  
ہوئیں استر وک لوگ کریں اٹا ہی مان



اس لئے سادھک پرشوں کو واجب ہے کہ وہ گرمہست آشرم میں رہتے ہوئے اپنے من اور اندریں کا دشمن کریں۔ دن اور آشرم کے مطابق اپنے دھرم کو خوش استقامتی سے سرانجام دیں۔ بھجن تپ اور وید شاستروں کے اوصقین سے اپنے آپ کو سادھو یا سنیاسی بننے کے قابل بنائیں شدھہ کا بار دو بار اور آچار سے آنتہ کرن کے مل۔ دکھتپ اور اورن دوش کو دور کرنے کا یقین کریں، ہون سندھیا، گاتری اور دیگر نیتہ کرمل کو باقاعدگی کے ساتھ کرتے ہوئے باپ کرمل کے سنگاروں کو ملیا میٹ کریں۔ جب کوئی بھی مہند واسنا من میں نہ رہ جاوے۔ اور کوئی بھی سندھیا کا ہونا نہ دے، وہ بابا سے آزادی مل جاوے۔ خردی اور اسنگار کے جذبات مفقود ہو جاویں۔ اور محض آتم چیتن اور دیدانتوں کے شروں میں کی اچھا پرمل ہو۔ جب جن ایکانت واس کر کے کی طرف راغب ہو۔ جب آپو پچاس سال سے دائرہ چھوڑی ہو۔ تب کسی شرتھری برہم لشٹھ جہاتا پرش کی نشروں میں جاکر شاستر ودھی اوسار بان پرست یا سنیاس آشرم میں برویش کرنا چاہئے۔ جو لوگ انجمن مرضی لکھوٹا دیراگ کے کاؤن گرمہست آشرم کو تیاگ کر چھوڑے ہیں لیتے ہیں۔ ان کو بعد میں پھٹانا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ لڑائی مارگ کوئی آسان مارگ نہیں ہے اس میں گرمہست آشرم کی نسبت زیادہ کھٹناتیاں ہیں۔ گوروناک صاحب فرماتے ہیں۔

گور سکھی بادیک اے سل چٹن مھکی  
کھنڈ لوں سکھی دھارا اے۔ ایہ دیوں کی  
ایک پنجابی شاستروں فرماتے ہیں۔

فقیر افقری دھرای جیوں اچی بسی کھجورای  
چڑھ جابھیں نے نہیں پریمیں ڈھنگ نہیں نے جین چورای  
اس لئے سنجیوں اگر آپ کو پرمانہ کا شوق ہے  
تو گرمہست میں رہتے ہوئے اور اپنے تمام مزدوری فراغن

اور شاستری کرمل کے کرتے ہوئے سچے سنیاسی بننے کا یقین کریں۔ جو شخص گرمہست میں ناکام رہا ہو وہ سنیاس آشرم میں جاکر ناکام ہی رہے گا۔  
لورنی مارگ موکشن کی پراپتی کے لئے ایک لازمی چیز ہے۔ باسی بئے ہمارے شاستر ہماروں نے پچاس سال کی آلو کے بعد بان پرست آشرم میں برویش کرنے کے لئے ہر میت کی ہے۔ بیستہتی سے اب یہ پراچین برائی تقریباً باوروسی ہو گئی ہے، وجہ یہ کہ مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم نے ہم مریدوں کو نسبت و نابور کر دیا ہے۔ آپ تو لوگوں کے سامنے کھڑا ہوئیو۔ موج آراؤ کا ہی اورش رہ گیا ہے، تیاگ کی بھاوناسی ختم ہو چکی ہے۔ انسان بڑھتا ہو جاتا ہے۔ اندریں شتھل ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کو شیوں سے ویراگ نہیں ہوتا۔ بلکہ اندریں انہی کی طرح اور ہی اور شیوں کا سیون کرنے کی جستجو کرتی ہیں، گورو صاحب فرماتے ہیں۔

اکھتیں ویکھ نہ رجھیاں۔ ہورنگ تماشے  
کھاندی جھجھ نہ رجھیاں۔ کر محلوک بلا سے  
نکست نہ رجھیاں سوانس لے دھکندھ دانے  
استت ندیا کئی سنن رو دن تے ہا سے  
رجھ نہ کوئی جیویا۔ کوڑے مھر واسے

آج کل تو لوگ نشن لے کر بھی ایشور بھجن کے لئے لگے  
کا تیاگ نہیں کرتے بلکہ بابا اکھنڈ کرنے کے لئے مزید ملازمت کرنے لگتے ہیں۔ لیکن پہلے وقتوں میں ایسا نہیں تھا۔ جو لوگ پچاس سال کے بعد بھی گرمہست میں چھپے رہتے تھے۔ ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کی عزت تب ہوتی تھی جب کہ وہ بان پرست آشرم میں برویش کرتے تھے اور محض اپنے پر وار کے لئے ہی نہیں بلکہ جگت تلیبان کے لئے ایانت من دھن ارین کر دیتے تھے۔ آج ہمارے دیش کو ایسے ہی سادھوؤں کی ضرورت ہے جن کے اندر کوئی کامنا نہ ہو۔ کوئی اچھا نہ ہو۔ سادھن سمپٹ ہوں۔







# آج کا سادھو

آج ایسے اور ایسوں سے ملتے جلتے ۹۹ فیندی سادھو آپ کو ملیں گے۔ جو کہ صارت مال کی چھپائی پر بوجھ بن کر پریم پر کا مجھول اڑا رہے ہیں

۱۔ کل کے سادھو کا سروپ سمانے پیر آتا ہے  
۲۔ آج کا سادھو کیسا ہے یہ سوچیم لگا لیتا اومان  
۳۔ کل کا سادھو سادھو کا کہنے کے سادھو کہتا تھا  
۴۔ کل کا سادھو کہنے کے سادھو کہتا تھا  
۵۔ کل کا سادھو کہنے میں یا گری کی لہڑیوں میں رہتا تھا  
۶۔ کل کا سادھو بھگتا مانگ کے کرتا تھا جیون نرواہ  
۷۔ کل کا سادھو بھگتا کرتا تھا تن پر رکھ رہا تھا  
۸۔ کل کا سادھو روکھا سوکھا ٹکڑا مانگ کر کھاتا تھا  
۹۔ کل کا سادھو ہاتھ نہ کھاتا ہاتھ نہ پیر ہی لی لیتا تھا  
۱۰۔ کل کا سادھو دھندلے دل اور کوہن اک رکھتا تھا  
۱۱۔ کل کا سادھو دھری پر ہری کو بھینسا سو جاتا تھا  
۱۲۔ کل کا سادھو گہست تیاگ کر بھگوا دھارن کرتا تھا  
۱۳۔ کل کا سادھو تیاگ اور ہنسوی بکر رہتا تھا  
۱۴۔ کل کا سادھو سوئے کو تھکے سے بھی ہلکا کہتا تھا  
۱۵۔ کل کا سادھو راجوں اہر راجوں پر نشاں کرتا تھا  
۱۶۔ کل کا سادھو اتھوڑوں کی صورت سے بھی بھگتا تھا  
۱۷۔ کل کا سادھو مایا کی چھپائی سے بھگتا کو سول دور  
۱۸۔ کل کا سادھو مایا کو پاؤں کی لگاتا تھا مٹھو کر  
۱۹۔ کل کا سادھو ہنسے و آٹھنوں کا کرتا پورن تیاگ  
۲۰۔ کل کا سادھو بیچ گئی تب کر کہ لانا برائی  
۲۱۔ کل کا سادھو فقیریں ڈال کے جوگ کرتا تھا جگ میں  
۲۲۔ کل کا سادھو موند کے پلکیں سنہتا تھا اخند کا ناد  
۲۳۔ کل کا سادھو ہری نارائن کر کے گھر دیں جاتا تھا

سچ کہتا ہوں شر و ہاسے متک میرا جھک جاتا ہے  
اپنی سنسکرتی پر کس پر کاریہ دھول اڑاتا ہے  
آج کا سادھو "سوا دو" بیکر بھولا نہیں سکتا ہے  
آج کا سادھو رین دوس نوٹسک پارتھ کھاتا ہے  
آج کا سادھو نگر میں کوہی عجائبان ہوتا ہے  
آج کا سادھو بینکوں میں کھاتے لئے کھاتا ہے  
آج کا سادھو شال دوشالوں کے دیرہ سجاتا ہے  
آج کا سادھو دو دھندلائی رٹی خوب اڑاتا ہے  
آج کا سادھو سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا ہے  
آج کا سادھو سوٹ کپس اور ستر ساتھ اٹھاتا ہے  
آج کا سادھو یلنگ ٹواری اور گہرے بھواتا ہے  
آج کا سادھو بھگوا بن کے بھگوا بن جاتا ہے  
آج کا سادھو منہا وحش اور منہا لیتور کھاتا ہے  
آج کا سادھو ایک سزا آٹھٹی وری پاتا ہے  
آج کا سادھو چیتوں کی ہی بھیکھا سدا بڑھاتا ہے  
آج کا سادھو اتر لوہ میں رم کر شو بھاتا ہے  
آج کا سادھو مایا کی دل میں بھنسا جاتا ہے  
آج کا سادھو مایا کے چوڑوں پر سٹیں جھکاتا ہے  
آج کا سادھو نام کے ساتھ تیاگی کی کو بھگتا ہے  
آج کا سادھو تو کیوں براگ کی ہنسی اڑاتا ہے  
آج کا سادھو مٹھو کی بکر جو کی نام رکھاتا ہے  
آج کا سادھو اپنے کمرے میں ریڈا لگواتا ہے  
آج کا سادھو گھروں میں رکھ ساری غرتا ہے



۲۳۔ کل کا سادہ وھوہ رسم کی کھوہ میں جنین تک کھوہ دیتا تھا  
 ۲۵۔ کل کا سادہ وھوہ اور نمونہ نارائن کی رٹ رٹا تھا  
 ۲۶۔ کل کا سادہ وھوہ ہری بھگتی کا بھگت سب کو دیتا تھا  
 ۲۷۔ کل کا سادہ وھوہ نارائن کی پوجا پر کرتا تھا وھوہ اس  
 ۲۸۔ کل کا سادہ وھوہ اس بھگوان کا سب کو دھیان سکھاتا تھا  
 ۲۹۔ کل کا سادہ وھوہ گیتا نارائن کے ہتھ پر چلتا تھا  
 ۳۰۔ کل کا سادہ وھوہ پر موشیوہ بنکر گورو کرنا تھا  
 ۳۱۔ ایسے سادہ وھوہ ہوں آجس دیش میں کیسے ہوا اس کا اوتھار  
 ۳۲۔ لیتا بدل گیا ہے سادہ وھوہ متدل او میرے بھگوان  
 ۳۳۔ کہاں گئے وہ دھرم راج وہ دھرم پتر وہ دھرم سرور  
 ۳۴۔ کہاں گئے وہ دھرم مینی وہ سادہ وھوہ مت وہ ہا پورن  
 ۳۵۔ کہاں گئے وہ دھرم پیوہی جیوہی اور برہما رشی  
 ۳۶۔ کہاں گئے ہونی تھی رستائن جینے چوں کی دھوہی  
 ۳۷۔ کہاں گئے جن کی آسپیوں سے ملتا آجول جیون  
 ۳۸۔ کہاں گئے جن کے دھنوں سے ملتے ست دارا نکشتی  
 کہاں گئے جن سے یسے مشیدوں سے ہوتا تھا کلیان

آج کا سادہ وھوہ سوئم برہم بنکر جگ کو بھرتا ہے  
 آج کا سادہ وھوہ اپنے جیکے سبک ملوتا ہے  
 آج کا سادہ وھوہ رہاوشن تھیش کو بھی جھٹلاتا ہے  
 آج کا سادہ وھوہ اپنے آپ کو ہی سبک پھوٹاتا ہے  
 آج کا سادہ وھوہ اپنا دھیان ہی چیلوں سے لگواتا ہے  
 آج کا سادہ وھوہ اپنا جیون ہی اورش تباتا ہے  
 آج کا سادہ وھوہ سلف گانجانی کر اتراتا ہے  
 مانہ کی جیون کی نوکا کیوں نہ دوئے کی منہ ہار  
 بھارت کے سادہ وھوہ ساج کو پھر مدھی کر پوران  
 کہاں گئے وہ سادہ وھوہ کے جیوہی سبک بیتی کی کہاں  
 بھٹکے روپ میں پھر پیا بھٹکے وشر میں شیطان  
 کہاں گئے تیاگی برائی اورا کی ست گورو جہان  
 جسے لگا کر بڑھ جاتا تھا اسے متک کا شمان  
 کہاں گئے آشر وادین جانی تھتی جن کی مسکان

نیا سال مبارک

جمہول برادر س صدر تھانہ روڈ دھلی

قائم شدہ ۱۹۳۲ء

جگت پر سادہ تحفے

ہر جگہ ملتے ہیں

اصلی شدہ

نارائن کبیر مونگہ کشمیری  
 نارائن کستوری نیپالی  
 نارائن چینیگ  
 ست اسٹول

۱۔ نارائن گلاب اگر تھی  
 ۲۔ نارائن سپیل اگر تھی  
 ۳۔ مہارت دربار اگر تھی  
 ۴۔ سرو جی اگر تھی

۱۔ نارائن دھوپ جبرو  
 ۲۔ نارائن شادھ گھرت دھوپ  
 ۳۔ نارائن ہون ساگر  
 ۴۔ نارائن متدل دھوپ  
 ۵۔ نارائن سورن دھوپ  
 ۶۔ وشو کلیان دھوپ

تھوک فروش مکمل فہرست کیلئے لکھیں

جمہول برادر س صدر تھانہ روڈ دھلی



# ویدانت سار

از  
پروفیسر  
نرمل چندر  
جی

## روپ اور شوروپ

دُنیا میں ہر ایک شے اپنے جان اور جاندار دونوں پہلو رکھتی ہے اور روپ اور شوروپ ان دونوں پہلوؤں کو جاننا ہی وہ تھاوت ہے اور سمجھنا کیا ہے۔ جو جیل کو پورنا دیکھ سچلی بناتا ہے۔ ایک طرف گیان بھی جیل کو آندے نہیں بنا سکتا، عام طور پر لوگ ایک طرف گیان کی طرف ہی پائل دیکھ جاتے ہیں اور اس لئے وہ ایک حد تک گیانی ہو کر بھی زندگی کا حیا بنا کر اور اندرونی خوشی سے محروم رہتے ہیں۔ زندگی کی گہری سے گہری حقیقت خوشی ہے جو باہر سے حاصل کیے جانے کی بجائے پھول کی خوشبو کی مانند اندر سے باہر ہوتی ہوئی ہر بی چیزوں اور حالات میں انحصار نہیں رکھتی۔ ہر ایک جاندار خوشی کا طالب ہے

## ویدانت سار

اس لکچر کا خلاصہ جو ویدانت بھاسکر پروفیسر نرمل چندر جی نے اس سال ال انڈیا ویدانت کانفرنس امرت سر میں دیا تھا۔  
اٹھو۔ چاکو۔ دُنیا ہمیشہ ہی بیتی چلی آئی ہے مگر اندرون تو اس کی رفتار تبدیل اس قدر تیز ہو گئی ہے کہ گویا صدیوں سالوں میں اور ساہا سالوں ساعتوں میں پہننے لگے ہیں اور زندگی چلنے کی بجائے دوڑنے بلکہ اڑنے لگی ہے۔  
گوئی جاندار جی نہیں سکتا، جن تک کہ وہ ماحول کے ساتھ ساتھ خود اپنے کے قابل نہ ہو۔ اور اس لئے اس کو وہ زمین پر انسانی زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے ماحول کی طرف مبذول دہتا ہوا اس کے ساتھ ساتھ ذمہ دار باخبری میں

بدلتا چلا جائے۔ اب زمین پر ان عظیم الجثہ جانوروں کے نشانات بھی مشکل سے ملتے ہیں جو ماحول کے ساتھ بدلنے میں ناکامیاب رہے تھے۔

آج سائنس کی غیر معمولی ترقی کی بدولت اب دُنیا ایک زندہ جسم واحد ہو چکی ہے، مکان و زمان کے خاصے ملتے جا رہے ہیں۔ اب تو ساری دُنیا ہی ایک پیڑ و وس ہے تمام ممالک اور اقوام باہم مربوط ہو رہی ہیں اور دوسروں سے جدائی اور علیحدگی کی زندگی ناممکن ہوتی چلی جاتی ہے۔  
مگر دُنیا میں بیرونی طور سے عالمگیر ربط قائم ہو جانے پر بھی دلوں میں نہ صرف پرانا فرقہ اور بے انداز ترقی نے جنگ کو نہایت ہی خطرناک بنا دیا ہے۔ اور ہر طرف خوف کے باطل چھا رہے ہیں!

اب تو ساری دُنیا کو وہ روشنی دکھار ہے جو اسے اندرونی طور سے بھی یکجان اور یک دل بنا دے ورنہ کل زندگی کا ہی خاتمہ ہو جائے گا، یہ ملانے والی روشنی آسمان سے نہیں بلکہ انسان کے باطن سے ہی نمودار ہوگی، بیرونی روشنی یا طاقت سے انسانی زندگی کا اجتماعی سوال نہ کچھ بڑھتا ہے اور نہ ہوگا۔  
یہی روشنی ہے جسے ویدانت "کانام دیا گیا ہے کیونکہ یہ کل علوم کی انتہا ہے اور اس کے بغیر باقی سب علوم جہالت ہی ہیں۔ یہ اندرونی اجالا دکھاتا ہے کہ،

صرف ایک ہی حقیقت موجود ہے جو زندہ، روحانی ہے، ہمگیر، ابدی، ہر پہلو سے مکمل، تمام طور و انت کا چشمہ اور غیر مرئی آئینہ و سیاحتی، نیکی اور خوبصورتی کا اکھنڈ چھندار اور سب کا اصلی اپنا آپ ہے مگر صرف انسانی دماغ ہی اسے



جان پہچان سکتا ہے۔ یہ حقیقت بذاتِ خود زندگی، علم، سرور و محبت ہے، یہی سقیم کیا نام آنتنم برسم ہے، جو سب کچھ ہے اور جس کے سوا کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ اس حقیقت کے اندر ساری کائنات وجود و احسن ہے، تمام اشیا اعضائے بیکر میں اور تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات ایک ہی ابدی ڈراما کے پریمی اجزاء ہیں، یہ حقیقت کی طور پر اب، یہاں اور ہر ایک کے اندر موجود ہے۔

اسی گیان کے آجائے میں ہی انسانی زندگی یا معنی اور سچل موکر شور سے راگ اور قید سے آزادی میں بدل سکتی ہے درندہ کلش ہی کلش ہے، شور ہی شور ہے۔  
اسی حقیقت کو انیور، جھکوان، پرمانا، برسم، خدا وغیرہ انیک نام دیئے گئے ہیں، خود یہ اپنا کوئی نام نہیں رکھتی اور اس کے متعلق تمام تصورات بھی انسان کی ذہنی ایجادات ہی ہیں۔ خود حقیقت جزلہ و اھام و تصورات سے دور اور پرے ہے مگر اس پر بھی یہ حقیقت، سب سے بڑھ کر نزدیک (اپنا آپ، عیاں، روشن) اور ثابت ہے، یہ سب کاشوت ہے، مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ دیکھتی ہے مگر دیکھی نہیں جاتی، سنتی ہے مگر سنی نہیں جاتی، جانتی ہے مگر جانی نہیں جاتی، سوچتی ہے مگر سوچی نہیں جاتی۔ یہ نامعلوم رہ کر بھی سب سے بڑھ کر معلوم، نہایت مخفی ہو کر بھی سب سے بڑھ کر آشکار ہے!

اس حقیقت کی ذاتی صفت خود اظہاری ہے جبکہ موجودات اس کا نت نیا اظہار ہے۔ یہ دنیا اس میں مقوم یا مفروضی (ادھیت) نہیں۔ بلکہ اس کا اپنا طور ہے جس کے بغیر خود حقیقت بھی کوئی معنی نہیں رکھ سکتی۔ اگر دخت نہیں تو ریح کے معنی ہی کیا ہوں گے؟ اسی طرح اگر جگت برسم ہے تو برسم بھی خالی از حقیقت ایک فرضی نام ہی ہو گا۔ راگ تصنیف، ایجاد، معنی کے وجود کے بغیر راگی، مصنف، موجد اور مضمون کوئی ہستی نہیں رکھ سکتے۔  
برسم سست ہے تو یہ جگت متعینا و متوہم و مفروض

نہیں بلکہ سست کا نہایت شاندار، ازلی اور ابدی، پر معنی اور پر جمال، چٹکار، پتیل ہے۔ پورن سے پورن کی اپنی ہمدی ہے وہ بھی پورن ہے اور یہ بھی پورن ہے۔ یہ جگت برسم کی پودنتا کا سو بھاوک اچھا لالہ ہے۔ خواب غفلت نہیں، رسی میں سانپ کا دھوکہ نہیں ہے۔ جگت برسم و بھوتی کے سوا کچھ نہیں، عالمگیر و رخت زندگی، ابدی حقیقت سے لگتا رہ نمودار ہو رہا ہے۔ اس میں سکون اور جود کو دخل نہیں۔ اس کا قانون ارتقا ہے (و کاس) انسانی وجود اس درخت حیات کا چوٹی کا پھل ہے۔ جو ظاہر محدود ہو کر بھی باطن میں غیر محدود ہے۔ یہاں ہی ہے زندگی اظہار حقیقت کا گیت ہے۔ یہیں نجات (رمتی) درکار ہے، مگر جہالت، قید، خوف اور غیرت اور محدودیت سے، خود زندگی سے نہیں، زندگی کا مقصد، زندگی سے فرار یا زندگی کا خاتمہ ہوئے کی بجائے اس کی تکمیل ہے۔ جسے صرف انسان ہی حاصل کرنے کے قابل ہے۔ یہیں درکار ہے زندہ نجات، روحانی آزادی اور بیداری حاصل کر کے دنیا سے فرار یا خود بخود محو ہوجانے کی بجائے خود اس دوزخ نما دنیا کو سچے اور لگاتار تری پذیر بہشت (سورگ) میں بدلنے کی قابلیت، یہی تو زندگی کا پُر سرور گیت ہے۔

برسم یہاں قید بھوگنے کے لئے کہیں سے نہیں بھجے گئے۔ ہمارا کھر یہیں ہے۔ لا زمان اور لامکان ذات (آتما برسم) میں اور ہمارا جنیا آتم پرکاش کے لئے ہے۔ لئے ہونے کے لئے نہیں۔ و کاس ہی جیون کا نیم ہے۔ اور و کاس کے لئے نت نئے نئے ردوں کی پیدائش لازمی ہے۔ بس پورن ویدات جیون کے خاتمہ کی بجائے اس کی پودنتا کی طرف لے جاتا ہوا زندگی اور تجلی میں لپٹی بڑھاتا ہے اور یہی جیون گمگمتی ہے اور جیون کا امرت پھل اور یہی ہے ویدانت سار۔

زندگی اور زمانہ

جیون دھارا :- یہ کائنات کیا ہے؟ غیر محدود و زندگی



ماضی سے نقطہ حال میں سے گزرتی ہوئی مستقبل کی طرف لگتا رہنے والی پراسرار ادلی اور ابلی رو ہے۔ جس کا آغاز و انجام کہیں نہیں ملتا۔ کیونکہ زمانے کا آغاز یا انجام خیال کرتے ہی اس سے پہلے اور بعد زمانے کی موجودیت ماضی پر مبنی ہے ورنہ پہلے اور بعد کے الفاظ کوئی معنی نہ رکھیں گے۔ مرنے سے حیاتی میر ہی ہم زمانے کی ابتدا یا انجام فرض کر لیا کرتے ہیں اور چونکہ زمانہ بھی کائنات کا ایک ضروری جزو ہے۔ اس لئے جبکہ زمانہ اپنا آغاز و انجام نہیں رکھتا۔ تو کائنات کی ابتدا اور انتہا کے تصورات بھی دھندلے ذہن کی پیداوار ہی ہیں اگر کوئی یقینی بات ہے تو یہی ہے کہ کائنات کی بے شمار اور سدا بدلتی ہوئی صدوں میں زندگی کی رو ماضی سے مستقبل کی طرف بہ رہی ہے یعنی جبکہ کائنات کے آغاز و انجام کے متعلق کہیں نہیں کہہ سکتے۔ اس کا زنج اور ہوا ماضی سے مستقبل کی طرف ہے اور زندگی جس کا رخ گھر نقطہ حال میں ہے کبھی مستقبل سے ماضی کی طرف جا نہیں سکتی۔

ہمارے کرہ زمین پر صرف انسان ہی ایک ایسا وجود ہے۔ جو تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں جیتا ہے، حیوانات صرف نقطہ حال میں ہی جیتے ہوئے ماضی کی یاد یا مستقبل کی پیش بینی کی قابلیت نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانات بے خبری میں انسان کی نسبت سے خوف تر دکھائی دیتے ہیں اور انسان ان پر شرف رکھتا ہوا بھی نقطہ حال سے اگڑا ہوا ماضی، مستقبل کی طرف دوڑ کر وجہ سے پریشان دیکھا جاتا ہے اور اس کے لئے نقطہ حال میں خیمہ پانا ایک مشکل سوال ہو گیا ہے۔ وہ کبھی ماضی کو یاد کر کے پچھتا تا یا محووم ہوتا ہے اور کبھی غیر یقینی مستقبل سے ڈر اور سراسیمگی کا شکار ہو کر تپا ہے اور ماضی اور مستقبل کی طرف بزد گردی میں وہ جس قدر طاقت، خوراک اور نیند کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ناسحق منتشر ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حیوانات کی نسبت وہ بیماریوں کا زیادہ تر شکار ہوتا ہے۔ اور اگرچہ ماضی اور مستقبل کی طرف دوڑ دھوپ انسان

کو اس قدر پریشان کر رہی ہے۔ انسانی زندگی کی عظمت اور زندہ خوشی کا راز بھی اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ صرف نقطہ حال میں ہی مقید نہ رہ کر ماضی اور مستقبل کی طرف دیکھنے اور حرکت کرنے کے قابل ہے۔ صرف انسان میں ہی عجیب قابلیت پائی جاتی ہے۔ جو گزرتے ہوئے اور ابھی آنے والے زمانے کو حال میں زندہ کر سکتی ہے یعنی جو نہیں رہا اور جہاں نہیں ہوا اسے حال میں وجود، زندگی اور معنی دے سکتا ہے اور اسی قابلیت کی وجہ سے ہی وہ صرف ایک مخلوق ہی نہیں۔ خالق بھی ہے صرف ایک پرزہ ہی نہیں بلکہ ایک ضرورتی اجڑ ہے جو اپنی دنیا اور اپنی قسمت کو خود تیار کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو بھی اپنے معیارات (آدشوں) کے سایے میں از سر نو ڈھال سکتا ہے حیوانات بھی ماضی کے وارث ہوا کرتے ہیں، مگر خبر نہیں۔ ان میں موردی عقل حیوانی (سبب دھبی) پائی جاتی ہے جو زندگی میں ان کی رہنما بنتی ہے مگر ان کی زندگی ان گذشتہ سوال کا ہی تکرار ہوتی ہے۔ کوئے کا بچا اپنی نسل زندگی کا ہی اعادہ کرتا ہے اور شعلین و نجد بد کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اس کے خلائق انسان جہاں جسمانی مرتبے پر عقل حیوانی بھی رکھتا ہے جو بچہ کو مال کا دودھ چوسنا سکھلاتی ہے، مگر وہ ایک سوسائٹی ورت بھی حاصل کر سکتا ہے جو اسے باقی سب جانداروں پر بے انتہا عظمت اور شرف دیتا ہے۔ وہ باہری میں گذشتہ سنوں کے جوشہ و تخریبات، علوم، ہنر کو بذریعہ تعلیم حطالہ حاصل کرتا ہوا ان مسائل کو غفورے سالوں کے اندر طے کر لیتا ہے جو گزشتہ انسانی نسلوں نے صدیوں میں ہی نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں سالوں میں طے کیا ہے۔ اور تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ فرد کو ان تمام منزلوں میں سے عبور کرادے جو نوع انسان نے ہزاروں لاکھوں سالوں میں طے کی تھیں۔ یہ ایک ایسا درجہ ہے جو کوہا جزو کوکل کی عظمت بخشتا ہے اور انسان کو مخلوق سے خالق محدود سے غیر محدود، مقید سے مطلق بناتا ہوا انجام دے لانتہا ترقی کی طرف لے جاتا ہے، اسی درجے کی بدولت ہی انسان کل جانداروں کا سر تاج ہے اور زمین پر زندگی کی



سچھٹا یا اسپھٹا کے لئے زمردار۔

اس شاندار وراثت کی چابی زبان (مبھاشا) ہے۔  
زبان کی بدولت ہی انسانی تجربات، علوم و فنون کے خزانے  
لگاتار کھجے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ زبان کے ذریعے ہی  
ان خزانوں کا مین دین ممکن ہوتا ہے اور زبان کی بدولت یہ  
انسانی دولت ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچ سکتی ہے  
صرف قوت حافظہ میں بڑھتی کہان کہ وہ ان لگاتار بڑھتے  
ہوئے بے انداز خزانوں کو کسی ایک ذہن میں جگہ دے سکے،  
انسانی دماغ اتنا بوجھ اٹھانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ اس  
غرض کے لئے انسان لائبریریوں سے ہی قوت حافظہ کا کام  
لیتا ہے۔ اور کتابیں جس قدر ان خزانوں کو محفوظ رکھ سکتی ہیں  
قوت حافظہ ویسا نہیں کر سکتی۔ انسان نے آج تک جو  
ایجادیں کی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی ایجاد زبان (دلی) ہے  
جس کے بغیر انسان کی لگاتار ترقی محال ہوتی۔

انسان کے سوشل ورنز اور اس کی تعلیم کی اہمیت  
محان لینے پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسانی زندگی کا مقصد  
بذریعہ تعلیم و مطالعہ ماضی کے ورثہ کو پاکر اس کی روشنی میں جینا  
اور اس کی عظمت کے گن گانے رہنا ہی ہے؟ مرکز نہیں  
صرف ماضی کی عظمت اور مثال پر قانع ہو رہے ہیں نہ صرف کوئی  
زندگی نہیں بلکہ یہ تو زندگی کی اصل روح یعنی لگاتار تخلیق و تجدید سے  
انکار ہے۔ انسان کا اصل کام تو حال میں نئے نئے اور

بہتر سے بہتر مستقبل کی لگاتار تخلیق و تجدید ہے۔ ماضی  
تو اس غرض کے لئے کچھ محال مہیا کرتا ہے۔ جو تخلیق و تجدید  
کے لئے ضروری ہے ماضی کو جھوٹا یا بھلا کر مستقبل میں ترقی  
اور بہتری کی امید۔ اس خیال است و محال است جنوں  
اس لئے جہاں صرف ماضی پر ہی قانع رہ کر اس کی مدحت سرائی  
کرنے رہنا زندگی کی بجائے انجم و ظلم کرنا ہے۔ وہاں ماضی  
کی طرف سے آنکھیں بند کر کے بہتر مستقبل کی امید رکھنا  
خیالی محال ایجاد کرنے سے بڑھ کر کوئی معنی نہیں رکھ سکتا۔ اور صرف  
قدامت پرست ہو رہے ہیں کوئی انسانی زندگی اور اس کی خوشی

نہیں ہے، ہم یہاں ماضی کے راگ الاپنے کے لئے نہیں بلکہ  
لگاتار نیا اور بہتر مستقبل و اچھی طور پر وجود میں لانے کے لئے  
ہیں جو لوگ صرف ماضی کی طرف ہی دیکھتے ہیں۔ وہ حیوانات سے  
بھی نیچے گر جاتے ہیں۔ کیونکہ حیوانات تو سچ بھی کے مطابق  
جینے میں اپنا حیوانی کمال اور اس کی خوشی حاصل کرتے ہیں، مگر  
انسان صرف ماضی کا بجا رہی بن کر اپنی انسانیت کھو بیٹھتا ہے  
اور اب وہ قدرتی حیوان ہونے کی تو قابلیت ہی نہیں رکھتا  
اس لئے وہ زندگی کی زندہ خوشی سے محروم رہتا ہے، زندگی  
کی دنیا دے طور پر جیسے ماضی کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر  
ترقی کی کوئی بالائی عمارت تیار نہیں ہو سکتی، مگر ماضی گر چکا  
ہے۔ وہ زندہ نہیں مر رہا ہے۔ انسان ماضی کو بھی نئی زندگی  
دیتا ہے۔ جب کہ وہ نئے سے نئے اور بہتر سے بہتر مستقبل  
کی تخلیق کے لئے اسے خام حسالے کے طور پر استعمال  
کرتا ہے،

ماضی کی مرہو ہو نقل کرنے میں کوئی زندگی نہیں۔ البتہ  
اسے تیز کے ساتھ جذب اور استعمال کرنے میں زندگی ہے  
ہمارا آدراش ماضی میں ہو۔ تو ہم جیتے ہی نہیں۔ ہاں اگر وہ مستقبل  
میں ہو۔ تو پل میں نئی سے نئی۔ ماضی اور خوشی حاصل ہونے  
کا راستہ کھلا رہتا ہے۔ زندہ جسم جو خود راگ لیتا ہے اسے وہ کلی  
طور سے باہر ہو جذب نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں ضروری اور  
غیر ضروری کے امتیاز کے ساتھ اس کا ایک حصہ ہی اپنے اندر  
جذب کر لیتا ہے۔ اگر وہ الیانا کر سکے۔ تو لہذا یہ سے لہذا خود راگ  
بھی اسے بیماری اور موت کی طرف لے جائے گی۔ صرف اپنی  
کی طرف ہی تکتے ہوئے اس کی مرہو ہو نقل کئے جانا انسانی زندگی  
میں کچھ سے بچنا مقام ہے اور ممکن نہیں نظر آتا ہے۔  
مگر ماضی کا تاثر یا جذب جھوٹا صرف مستقبل کے  
ہوائی قلعے کی تعمیر میں لگا رہنا ایسا ہی بیوقوفانہ ہے جیسا کہ بنیاد  
کے بغیر مکان کی تعمیر، حقیقت نہ صرف ماضی میں ہے اور نہ  
صرف مستقبل میں۔ بلکہ حال میں ان دونوں کے صحیح تعلق میں  
ہے کہ ماضی کو امتیاز کے ساتھ جذب کر کے اسے مستقبل کی



تعمیر کے لئے خام مواد کے طور پر کام میں لایا جائے ہمارے  
زندگی کا رخ اس کے کی طرف ہو۔ اور ماضی ہمارے سرور پر سوار  
ہونے کی بجائے سدا ہمارے پاؤں کے تلے مزدوری سہارا بن  
کر رہے۔

جو گذر چکا وہ ماضی سے اور جو ہوگا مستقبل سے تعلق  
رکھتا ہے۔ کائنات ایک طرح کی ندی ہے۔ جو نقطہ حال سے  
گذرتی ہوئی ماضی سے مستقبل کی طرف لگاتار اور مسلسل رو بہ  
ہم رہی ہے۔ صرف نقطہ حال میں کائنات نہیں کیونکہ نقطہ  
حال بے مقدار ہونے سے کوئی طوالت یا کثرت نہیں رکھتا ہی  
نہیں۔ اس لئے وہ صرف نقطہ حال میں لگاتار ایک گزرگاہ  
ہے۔ کئی باطن پرست لوگ ماضی اور مستقبل دونوں کو بھلا کر صرف

نقطہ حال میں لگنا پر تر قرار دیتے ہیں اپنے لئے امن، طاقت  
زندگی اور خوشی پانا چاہتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ نقطہ  
حال ہی زندگی کا رخ گھر ہے مگر اسی نقطہ پر قائم ہو جانے  
میں زندگی نہیں ہے۔ زندگی حرکت ہے، تبدیلی ہے، روانی ہے  
سکون نہیں، انجمن نہیں اور اس کا رخ ماضی سے مستقبل کی طرف  
ہے۔ اس کے الٹ کبھی نہیں۔ اس لئے جینے کی سچھٹا کے لئے

ہمیں اپنے ماضی کو سبھال کر اس کے اوپر مستقبل کی غمازات تعمیر کرنا  
ہوگی، یہی تخلیق اور تجدید ہے جو نقطہ حال میں قیام پذیر ہو کر  
کرنا ہوگی، جو بشر نقطہ حال میں قیام پزیر کا بنیاد کا بنی نہیں بچھتا  
وہ اپنے مرکز حیات سے ہی بدر ہو چکا ہے اور وہ زندگی کی  
غفلت، ابدیت، کلیت اور مسرت کو جان ہی نہیں سکتا۔

نقطہ حال کو ہی صوفی لوگ "حضرۃ المیہ" کا نام  
دیا کرتے ہیں۔ جو شخص نقطہ حال میں قرار پائے کی قابلیت نہیں  
رکھتا۔ اس کے لئے زندگی کی حقیقی خوشی نہیں ہے وہ تری تو کر  
سکتا ہے، مگر زندگی کے کمال سے محروم ہی رہ جاتا ہے۔ نقطہ  
حال ہی تقدیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں اور سب اوجھار، دیدانت  
تعلیم دیتا ہے، کہ

"بھوت اور بھوشنت دونوں کو نیا کر دینا میں  
ہو رہا۔ قلندر کہتا ہے۔

بگذرا زما ماضی مستقبل ہے  
شاوشو بہ نقہ حال خود ہے  
صد ہزاراں خندہ و شادی کسم  
چونکہ باشندہ در وجودم نقدوم  
"ماضی اور مستقبل سے گذر کر ایک دم کے لئے تو اپنی  
نقطہ حال پر شاداں ہو رہو۔ میں لاکھوں بار منت اور خوش ہونا  
ہوں جب کہ میرے وجود میں نقدوم (نقطہ حال کی دولت)  
موجود ہوتی ہے۔

مگر صرف حال میں ہی لگاتار رہ کر ماضی اور مستقبل  
کی طرف سے غافل اور بے خبر ہو رہے ہیں کوئی زندگی نہیں  
ہے۔

اس لئے زمانے کی رفتار ماضی، حال اور مستقبل  
میں توازن رکھیک نسبت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے  
بغیر امن یا خوشیوں کا امکان تو ہے، مگر اس میں رنج و  
کی پورنا ہے۔ اور نہ اس کی بچھار تھ سچھٹا ہی ہے۔

## نیا جنم

سفرت میں پرندے کا نام دو بار دیا ہے۔  
کے حصی ہیں، دوسری بار پیا شدہ پرندہ دوبار جنم لیتا ہے،  
پہلے تو اندھے کی محدود اور دوسروں سے الگ بھٹک دینا  
میں جہاں وہ ضروری غذا اور فصلی سی روشنی پا کر بڑھتا ہے  
اندھے سے باہر اس کی ماں اندھے کو سیتی اور اس کے عمل  
زندگی کو تیز کرتی ہے مگر اندھے کے اندر کا بچہ نہ تو اپنی ماں  
کو دیکھتا ہے اور نہ اس بڑی دنیا (برسم اند) کو جس سے اس کا  
جنم ہوا ہے جس کے سہارے وہ جیتا ہے اور آخر کار جس  
میں داخل ہوتا ہے مگر جلد ہی ایک وقت آتا ہے کہ بچہ  
اندھے کے اندر نہیں رہ سکتا۔ وہی گول گول پرامن گھر جو  
اب تک اس کے لئے کافی معلوم ہوتا تھا اب اپنی تنگی سے  
بھینچ کر اسے مجبور کر دیتا ہے کہ اس گھر کی دیواروں کو اپنی  
چو پچ سے گرا دے۔ اس اندھ بھٹنے کی دیر ہے کہ وہ اپنے



خاطر دینا کو چاہتا ہے۔ اور کبھی شے یا وجود کے ساتھ محبت نہیں رکھتا۔ یہی نفس پرستی ہی کل جانور کی ماں ہے۔ اور اگر وہ دوسروں سے محبت کرتا ہو معلوم ہوتا ہے۔ تو اس ظاہر محبت کی تہ میں بھی خود پرستی موجود ہوتی ہے۔ ایسی محبت کو اس محبت سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو چور اور ٹکڑو لوگ باہم مل کر چوری کرتے یا ڈاکہ مارنے وقت ایک دوسرے کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

چونکہ ہر طرح کی خوشی اور آئندہ کارنامہ پر ہر طرح کی خوشی اور خودی جن چیزوں کو چاہتی ہے ان کے پسے میں لازمی طور پر خوشی حاصل کرتی ہے۔ اکثر لوگ انہیں خوشیوں اور لذتوں میں نسل پاکر اس ابتدائی حالت میں ہی رہ جاتے ہیں۔ اور حیوانیت سے اوپر اٹھ کر روحانیت کا حقیقی سرور حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی آئندہ خوشیوں میں بیہوش ہی رہتے ہیں لیکن چونکہ عقل رکھتے ہیں۔ اس لئے اس حالت میں بھی معقولیت کے ساتھ باہم کرتے ہوئے و انسانی ظہر کرتے ہیں، مگر دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ان کی عقل پر ان کا حیوان سوار ہوتا ہے۔ تاکہ ان کی عقل اپنے حیوان پر۔ اگر ان اسی حالت میں جسم چھوڑ دے تو اسے نہایت سخت دکھ ہوتا ہے اس کی جسمانی خواہشات اسے سدا آگ کی مانند جلا کر کھڑی کر دیتا ہے۔ وہ انہیں پورا کرنے کے لئے نہ تو جسم رکھتا ہے اور نہ ہی جسمانی سامانات۔ اس پر مصیبت اور خوفناک حالت کو ہی نرک اور دوزخ وغیرہ کے نام دیتے گئے ہیں۔

جس طرح جسم ہمارے پیچھے اور اندر سے میں چھوڑے کی حالت ہے اسی طرح انسانی زندگی میں ایک وقت آتا ہے کہ جب اس کا دنیا جسم ہونے لگتا ہے۔ اس عمل پیدائش کے آغاز کی بڑی اور لازمی علامت یہ ہے کہ اب وہ اس قدر وسیع دنیا کو بھی تنگ اور غیر نشی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز بھی اسے نکل نہیں دے سکتی۔ دنیا اور مافیہا سے دل اچھاٹ ہو جاتا ہے۔ اسی حالت کو شائستہ

آپ کو برہمائی میں پاتا ہے۔ جہاں وہ اپنی ماں کو دربر دیکھتا اس کے ساتھ محبت کا لین دین کرتا۔ دکھ اور مصیبت میں اس کی پناہ لیتا۔ اور اپنے بے شمار سانچے پاتا ہے۔ جو حرکت اور پرداز میں اس کے سانچے ہو کر اس کی خوشی کو کبھی گنا بڑھا دیتے ہیں۔ دوسرے شمار باغوں اور بہاروں کی سیر کرتا اور اذیت اکاش کے تیلے کہ ہوائی میں تیز تر ہے۔ اگر پرندے میں سوچنے کی طاقت ہوتی۔ تو اس نورانی اور بے حد فراخ برہمائی کا تاریک اندھے کے ساتھ مقابلہ کر کے حیران ہوتا۔ کہ وہ اس تاریکی اور تنگی میں بھلا جیسا ہی کیونکر تھا۔

سمنگرت میں دوزخ کا لفظ ان خاص خاص ان لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جنہوں نے دنیا جہنم پایا ہے، پرندے کے دواں جہنم ہی جسمانی ہوتے ہیں، مگر انسان کا پہلا جسم جسمانی ہوتا ہے اور دوسرا روحانی۔

انسان کا پہلا جسم اس وقت ہوتا ہے جب وہ جسم ہمارے سے نکل کر اس وسیع کائنات میں اسی طرح سے ہی جسم لیتا ہے۔ جس طرح پرندے کا بچہ اندھے سے باہر نکل کر وہ جوں جوں بڑا ہوتا اور ہوش سمجھتا ہے۔ اپنے سلسلے دنیا کی اور دنیا کے مقابلے میں اپنے نفس کی آگاہی حاصل کرتا ہے اور چونکہ وہ اپنے نفس اور دنیا کے صوا اور کچھ دیکھ نہیں پاتا۔ اس کی محبت بھی صرف نفس اور دنیا کے لئے ہوتی ہے اس کے علاوہ بہت سے حیوانی حیوانات و شے میں حاصل کرتا ہے جنہیں وہ بالکل قدرتی اور طبعی جان کر ان کی برائی ٹھوڑا محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی عقل کے ذریعے دوسروں کے ساتھ نفرت و دشمنی دوسروں سے بدلہ لینے، چوری، غلام اور دیگر کو جائز قرار دیتا ہے اس کی نظر میں زندگی بڑی سے بڑی کامیابی اس بات میں معلوم ہوتی ہے کہ دوسروں پر اپنی حکومت جمائے اور ان کی دولت کو اپنے قبضے میں لے آئے،

اس حالت میں وہ صرف اپنے نفس اور اس کی



اندرونی طور پر دہرم سے بالکل گوارا ہوتا ہے۔ باہر سے دہرم چرچا کرتا۔ دن رات ہری نام جیتا اور دہرم کی باتیں سوچتا ہوا بھی اپنی زندگی کو دہرم سے الگ رکھتا ہے یعنی باہر سے وہ دہرم کا سب اڈا مڑ دکھاتا ہوا بھی اپنی خودی اور نفس کے لیے جیتتا ہے۔ پر نامنا کے لئے نہیں۔

ہاں جب اندرونی روشنی ظہور پاتی ہے۔ دو ایک اور بھی اہل ہوتا ہے۔ تب دہرم اور پر نامنا کے نام پر باہر کے اڈا مڑ بھی پھیکے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور اپنی اندرونی پردوں پر نظر پڑنے پر ان پردوں کی مکرر ہیئت کا احساس ہونے لگتا ہے اور یہی اندرونی نظر اور احساس ہی روحانی پیدائش کی ابتدائی علامات ہیں۔ جو انہیں یہ اندرونی روشنی ظہور پاتی ہے۔ دوں دونوں صرف دنیا سے ہی نہیں بلکہ اپنے نفس سے بھی بیزاری اور دیراگ پیدا ہونے لگتا ہے اور سوگ میں بھی اپنے نفس کی موجودگی کا خیال اس سوگ کو ترک کی مانند دکھاتا ہے اور بدی کسی ڈوکے بدب سے نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ بدی ہے۔ بری معلوم ہوتی ہے اور نیکی اس وجہ سے نہیں کہ اس کا پھل اچھا ہوگا۔ بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ نیکی ہے۔ پیاری لگنی شروع ہوتی ہے اور انسان نڈول سے اپنے اندر کی پردوں کو ڈھونڈ کر انہیں چھوڑنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔

یہ درمیانی مرحلہ اخلاق (MORALITY) کا ہے اخلاقی انسان بدی کو نہ صرف اس کی بُرائی کی خاطر ترک کرتا اور نیکی کو صرف اس کی خوبی کی خاطر اختیار کرتا ہے بلکہ نیکی کے عوض میں سائے آنے والے بڑے سے بڑے ڈوکہ کو بھی بدی کے عوض میں ملنے والی بڑی سے بڑی راحت پر ترجیح دیتا ہے۔

پہلے درجے میں اس کا مقابلہ ارادہ گرد کی دنیا سے تھا وہ بیرونی دنیا کو اپنے تحت میں لانا چاہتا تھا لیکن اس اخلاقی مرحلے میں اسی کا مقابلہ اپنے نفس سے شروع ہو جاتا ہے پہلے وہ باہر کی دنیا جتنے میں حصولِ باوِشاہت خیال کرتا تھا اب وہ اپنے نفس کو جتنے میں سوا جبر کا اندھ حاصل کرنا چاہتا ہے اور بیرونی دولت، طاقت اور خوبصورتی کی بجائے اندرونی

میں دیراگ کہا گیا ہے، دیراگ کے بنا یا جہم ہو ہی نہیں سکتا اور دیراگ ہمیشہ اندرونی بیبک سے اٹھا کرتا ہے انسان اپنی اندرونی روشنی یا عقل سے محسوس کرنے لگتا ہے کہ دنیا اور اس کی زندگی محض فانی، عارضی اور محدود ہے۔ اور اس سے باہر ایک غیر فانی، ابدی اور غیر محدود زندگی بھی ہے جو حقیقی نسل اور سرورِ کامل دے سکتی ہے اس دیراگ کی حالت میں بے حد آسمانوں اور زمانوں میں پھیلی ہوئی دنیا میں ایک پیچھے کے موافق تنگ اور تاریک معلوم ہوتی ہے۔

اور جتنک اندرونی دو ایک پوری روشنی نہیں دکھاتا۔ تب تک انسان اس دنیا سے باہر بھی اپنی خودی کی لذت کو ڈھونڈا کرتا ہے۔ باہر کی دنیا تو بے حد معلوم ہوتی ہے مگر خودی اور اس کی لذت ابھی تک دل کو کھینچتی ہیں۔ اور اس لئے خودی کی محبت جیوں کی قبول پاتی ہوتی ہے۔ اسی حالت میں انسان سوگ (بہشت) کی تلاش کرتا ہے اور وہاں من مانے پیمانے پر خودی کی خوشیوں اور لذتوں کو حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے، مگر جتنک نفس کی محبت موجود ہے تب تک ارادہ کی جسمانی دنیا سے دل اچاٹ ہو جانے پر بھی بدی کی جڑ اپنے اندر جیوں کی قبول پاتی ہوتی ہے اور اس حالت میں انسان دہرم اور مذہب کی طرف سوگ پانے کی خاطر رجوع کرتا ہوا اپنی زندگی کو نہیں بدلتا۔ بلکہ اس حیلے کے لئے لمبی چوڑی اور پر سوز و گداز پراختیاں کرنے۔ آپدیش اور کتھا میں سننے، تیرتھوں اور مہترک مقامات کی زیارت کرنے مقدس یا بنوں میں نہانے وغیرہ کو مان کرنے۔ دہرم تنالائیں اور مندر تیار کرانے اور شفا خانے کھولنے میں اپنی طاقت اور کمائی کا ایک حصہ لگاتا ہے۔ مگر چونکہ یہ سب کچھ خواہشاتِ خودی کے قبضے میں کیا جاتا ہے۔ تو یہ بیرونی طور پر دھارمک کام بھی ایسے پالی کی مانند ہوتے ہیں۔ جو ایک ناپاک اور گندے حشے سے جاری ہو۔ ایسے شخص کے کاموں میں دہرم کی بیرونی شکل تو موجود ہوتی ہے مگر اندرونی سپرٹ نہیں پائی جاتی۔ اور اس لئے وہ اوپر سے دہرم کا سوا دکھاتا ہوا بھی



دولت، طاقت اور خوبصورتی کو بٹھانے میں کوشاں ہوتا ہے اخلاقی زندگی ظاہر کرتی ہے، کہ روحانی پیدائش کا عمل شروع ہو گیا ہے اور اخلاقی جہد و جدوجہد اس عمل کے جہادی ہونے کی علامت ہے۔

اس عمل کی تکمیل پر نیا جنم ہوتا ہے۔ اسی روحانی پیدائش سے منہ بھی دوج کہلاتا ہے۔ ابتدائی حیوانی اور قدرتی حالت میں تو جھوٹ اور بڑی کے سوا کچھ تھا ہی نہیں درمیانی اور اخلاقی حالت میں جب روحانی پیدائش کا عمل شروع ہوا تھا۔ جھوٹ کے ساتھ سچائی اور بڑی کے ساتھ نیکی کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور عقل و ارادہ سچائی اور نیکی کے پہلو پر کھڑے ہو کر ان میں سے عقل سچائی دکھاتی تھی اور ارادہ اس سچائی کے مطابق زندگی بسر کر کے نیکی کو بڑھاتا تھا اب اس تیسرے مرحلے میں داخل ہو کر جھوٹ اور بڑی کی جڑ اکھڑ جاتی ہے۔ اور سچائی اور نیکی دین بدن فروغ پلنے لگتے ہیں۔ اور اب انسان نہ دنیا کی خاطر جیتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے نفس کی خاطر۔ بلکہ دنیا میں تو اپنے بھائیوں اور بھائیوں کی بھلائی کو اپنی بھلائی جان کر اس میں اپنی طاقتوں کو لگاتا ہے۔ اور اپنے اندر نفس کی اطاعت چھوڑ کر اپنی عقل و ضمیر کے دلیغ پر ماتما کی مرضی معلوم کر کے اپنے ارادے کو اس کی خدمت میں لگاتا ہے۔

نیا جنم ہونے پر ایک بنیادی تبدیلی جو وقوع میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے وہ لوگ مرحلوں (طبیعی اور اخلاقی) میں وہ اپنے آپ کو فاعل۔ اپنے خیالات کا موجد اور اپنے ارادے میں مختار سمجھتا تھا۔ وہ جھوٹ اور بڑی یا سچائی اور نیکی کو اپنے ساتھ منسوب کرتا تھا۔ لیکن اب وہ جھوٹ اور بڑی کی دنیا سے نکل کر اپنی اندرونی سچائی اور نیکی کو بر ماتما کی طرف سے خیال کرتا ہے۔ اور عقل اور ارادے کو بھی بر ماتما سے ہی جانتا ہے اور ان پر اپنا کوئی دعوے نہیں لکھتا۔ یہ حالت بے خودی اسے بر ماتما کی طرف ادھر ہی اور کھلتی اور دن بدن نئے سے نیا روحانی کمال بخشتی ہے۔ وہ

ہر دم اپنی خودی سے نرتا (خالی ہوتا) ہے اور نئی سے نئی زندگی سے بھرتا ہے۔ اور اس روحانی ترقی کا کہیں بھی حد نہیں ہے۔

خودی کا بخار آترسنے پر جہد و جدوجہد کی پریشانی دور ہو جاتی ہے، سر سے ذمہ داری کا گردن مستکن ہو جھوٹ اور جہاد اپنے اندر اور باہر بر ماتما کی انتہا حکمت اور عالمگیر ارادے کا ظہور دیکھنے پر زندگی کا کل موجودات کے ساتھ موافقت اور ہم آہنگی کا سرور کا حال حاصل کرتی ہے۔ اس روحانی آزادی کو پاکر زندگی یا ہستی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ زندگی کا پھول پل پل میں نئے سے نئے حسن و سرور کی بہار دکھاتا ہے پس یہ مروجہ خیال کہ پورن موکش لاسو کٹنے پر زندگی اور ہستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے، صحیح تو یہ ہے کہ پورن موکش سے ہی نور روحانی زندگی کے ابدی ظہور کا آغاز ہوتا ہے۔

## ناقضاتِ ابروہ شد نام خدا

انسان کو ہر ملک اور ہر زمانے میں تندرستی طوری کسی نہ کسی لطیف و کثیف صورت میں ایک ایسی ہستی کا خیال آتا رہا ہے جو اپنی قدرت و عظمت میں انسان اور کائنات دونوں سے ہی بڑے اور ہستی کے متعلق تصورات میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے کہ بیان سے باہر ہے مگر اس ہستی کی موجودگی ایک عالمگیر خیال ہے جو صرف مذہب کہلانے والی اقوام میں ہی ہوتی بلکہ نہایت اعلیٰ درجے کے وحشی لوگوں کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔

اس خیال کا عالمگیر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ یہ بڑھتی جیسے ایشور، خدا، گاؤ وغیرہ لے شمار نام دیئے گئے ہیں ہمارے عقلی استدلال کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری عقل سے بھی گہری اور اس سے پیشتر نمودار ہونے والی کسی اندرونی حیرت کا قدرتی احساس ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وحشی لوگوں کو جن کے اندر ابھی عقلی قوت نے نشوونما ہی نہیں لی تھی ہستی کا کبھی خیال تک نہ



نہ سکتا۔

زمانہ حال میں جب کہ سائنس کا دور دورہ ہے اور آزادانہ غور و خوض کی تحریک ترقی پذیر ہے۔ وہ تمام باتیں زیر امتحان ہیں۔ جو کبھی بلا دلیل عقیدہ یا مان لی جاتی تھیں۔ اب ہر ایک بات کو عقل اور تجربے کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے جو چیز اس کسوٹی کو نہیں سہہ سکتی۔ اسے فضول و ہم کہہ کر فراموشی کی رومی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔

انسان کا سب سے پرانا، سب سے وسیع، سب سے گہرا اور وسیع خیال جو اپنے آپ اور کائنات سے بھی برتر ہستی کے متعلق چلا آیا ہے۔ موجودہ سائنس اور آزاد خیالی کے امتحان سے بری نہیں رہ سکا۔ خدا اور ایثار کے تصور پر دل کھول کھول کر نکتہ چینی کی جاڑی ہے، اور بڑے بڑے اہل فکر یہ کہنے لگے ہیں کہ خدا یا ایثار کا تصور بھی اگرچہ انتظام سو سائٹی کے لئے بہت مفید ہے مگر ہے محض وہم و خیال۔ ان کے خیال میں نقد سچائی یہ ہے کہ صرف نیچر اور انسان موجود ہیں۔ اب تک نیچر انسان پر غالب آکر اسے ڈراتی اور دہاتی چلی آئی ہے۔ مگر اب انسان جاگ اٹھا ہے اور نیچر کی تسخیر میں مصروف ہے اس جنگ میں انسان کی آئے دن کی نئی سے نئی فتوحات خود انسان کو ہی حیرت کی موت بنا رہی ہیں اور نیچر کے مقابلے میں انسان کی لگاتار فتح صدیاں اکثر دفعہ اس کے دماغ میں خواہ مخواہ یہ خیال ابھارتی ہیں۔ کہ کہیں وہ آپ ہی کل قدرت کا نمونہ سے جاگنے والا مالک نہ ہو؟

پہلے انسان اپنے آپ کو ہر طرف سے ایک اجنبی دنیا میں پا کر ڈر کی زندگی بسر کرتا تھا اس کا مذہب خوف کا مذہب تھا۔ خوف کے مار سے ہی وہ خدا اور ایثار کی پناہ لیتا اور اپنی حفاظت و ترقی کے لئے دعائیں مانگتا تھا۔

مگر سائنس کی روشنی جوں جوں بڑھتی ہے ڈر کی تاریکی اور پرستہ شہنشاہی چلی جاتی ہے۔ دیر، سمندر، پہاڑ، بجلی جو اس قدر ڈر والے معلوم ہونے لگتے تھے۔ اب اپنے مطیع خادم

نظر آنے لگے ہیں۔ انسان اب سمجھنے لگا ہے کہ علمی روشنی ایک کیمیائی طاقت ہے کہ ہر ایک چیز کو جو مضر اور مہلک دکھائی دیتی ہے، مفید اور محافظہ زندگی بن سکتی ہے۔

پہلے انسان آگ سے بہت ڈرتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنا خیالی دوزخ بھی عاقبت میں آگ سے ہی تیار کیا ہے مگر اب سائنس نے بتلا دیا ہے کہ آگ تو طاقت کے سوا کچھ نہیں اگر سم اس کے قوانین سمجھ لیں تو یہی طاقت ہی ہمیں وہ غیر معمولی طاقت دیتی ہے۔ کہ اس کے سامنے تمام روایتی کرانٹیں محض سچ معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔ اس لئے اب کئی لوگ کہنے لگے ہیں کہ اگر اہل سائنس کو بالفرض ترک (دوزخ) میں ہی رکھ دیا جائے۔ تو وہ اپنی علمی طاقت سے اس دوزخ میں سے بھی بہشت برتر بن پیدا کر لیں گے۔

سائنس کی روشنی سے ڈر جیل جیلوں میں جلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہی ایثار اور خدا کی پناہ اور اس سے دعائیں مانگنے کا خیال بھی خواہ مخواہ گھٹ رہا ہے۔ آج کل اہل مذہب کا بجا اس بات کے شک کی پائے جاتے ہیں کہ اب دہم کا زمانہ گیا، سائنس نے تو دنیا میں روشنی کے نام پر اُلٹی تاریکی پھیلانی شروع کر دی ہے،

کچھ عرصہ سے سائنس نے ایک اور نہایت ضروری پہلو میں بڑی سرگرمی کے ساتھ تحقیقات شروع کر دی ہے۔ بتوں سے سائنس صرف ہر دلی اشتباہ اور توہم و قدرت کی تحقیق میں مصروف تھی مگر اب اس کی توہم انسان کے باطن کی طرف بھی مائل ہو رہی ہے۔ اس نئی کھوج نے پرانے خیالات میں اور بھی ہل چل پیدا کر دی ہے۔

علم دہن کے جدید نظریات دین بدل دکھا رہے ہیں کہ انسان کے مددک دہن کی تہ میں ایک ایسی بے انداز طاقت موجود ہے۔ جو سدا جانتی ہے، سب کچھ جانتی ہے۔ اور اس کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ اس اندرونی طاقت سے بڑی سے بڑی عقلی بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔ ان سے دیکھنے، سننے، مارنے، ڈرنے،



پہرے سینے اور بڑے جوان ہونے لگتے ہیں پرارتھنا اور دعا کے ذریعے جو اثرات پیدا کئے جاتے تھے۔ اب بعض اسی قوانین خیال معلوم ہو گئے ہیں کہ جن کے مطابق عمل کرنے سے وہی اثرات یقینی طور پر ظاہر ہونے میں ان حالات میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا اب التیور (تصور) اور خدا میں اختلاف کے دن ختم ہو چکے۔ اگر توکل اس سوال کا جواب اثبات کی صورت میں دیتے ہوئے ہے تب جائیں گے مگر ذرا گہری نظر ڈالنے سے پتہ لگے گا کہ اب التیور و تصور کا زمانہ چلا نہیں گیا۔ بلکہ آ رہا ہے۔ اور لارڈ بین کا وہ مقولہ اپنی سچائی روشن کرے گا۔ کہ سطحی سائنس خدا کو چھپاتی مگر گہری سائنس خدا کو دکھلاتی ہے۔

سائنٹیفک کمبوج دن بدن اہل تحقیق کے اس خیال کو اور بھی پختہ دے رہی ہے کہ جس ہستی بزرگ کا انسان کو خیال آتا رہا۔ وہ کوئی انسان یا کائنات سے الگ یا باہر ہستی نہیں ہے بلکہ جس طرح بیج کی ترقی کا مکمل انسان سیر انسان کی تشکلی کا مکمل ہی خدا کہلاتا ہے۔ انسان ظاہر طور پر اب جو کچھ ہے وہ اس میں تسلی نہیں پاتا۔ اپنی محدودیت کو دیکھ کر اس سے باہر ہونا چاہتا ہے، دوسرے نسلوں میں وہ غیر محدود ہونا چاہتا ہے، غیر محدود و ہوجانے کی قدرتی خواہش کا نام ہی موکش اچھا ہے اسی خواہش نے تمام مذاہب کو جنم دیا ہے۔ اور یہی خواہش ہر ایک قسم کی علمی کمبوج کی تہ میں بطور محرک کام کر رہی ہے۔

بچہ کیوں اور درگاہ کی چیزوں کی طرف دوڑتا ہے، کھیلتا اور علم حاصل کرتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اندر وہی انسان کو جگانا چاہتا ہے وہ صورت و ظہور میں چھوٹا ہے مگر اندر وہی معنی اور حقیقت ہیں تو لہذا انسان ہے۔ وہ اندر ہی اندر چھپا ہوا مکمل گدگدی پیدا کرتا ہے اور اس لئے بچہ ظاہرہ طور پر

بیرونی اشیا کو دھندلتا اور پاتا ہوا بھی درحقیقت اپنے اندر وہی انسان کو ہی تلاش کرتا اور پاتا ہے۔ درخت کے ٹوٹنے کی مثال ہی لو۔ وہ ٹوٹنے لپٹے ہر ایک ذرے میں کسے تلاش کرتا ہے؟ ظاہری طور سے تو وہ مٹی، پانی، ہوا، گرمی، روشنی تلاش کرتا ہوا معلوم ہوتا مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ باہر کی دھند بھال توڑا بہانہ اور وسیلہ ہی ہیں۔ اس کا حقیقی مقصد تو اس اندر وہی اپنے آپ کو پاتا اور ظاہر کرنا ہے جو اس کے اندر ہی مخفی ہے۔ اس سے الگ یا باہر نہیں۔ بیرونیات محض بہانے اور وسائل ہیں، مطلوب حقیقی اپنے اندر ہی ہے۔ بلکہ اپنی ذات ہی تو ہے،

ٹھیک اسی طرح انسان ظاہرہ طور پر ایسے غیر محدود کی تلاش میں ہے۔ جو اس سے باہر اور الگ معلوم ہوتا ہے اور مذہبی رسوم اور عقائد کے وسیلہ سے اس غیر محدود اور برتر ذات سے اصل ہونا چاہتا ہے مگر حقیقی راز یہ ہے کہ خدا نہیں بلکہ انسان کو اپنا ہی حقیقی اپنا آپ اسی طرح یاد آ رہا ہے کہ جیسے بچے کے دل میں قدرتی طور پر جوان اور طاقتور ہونے کی انگلیں موجزن ہوا کرتی ہیں۔

رشیوں نے جو دلیل باز فلاسفر نہیں بلکہ اہل نظر تھخیم زمانے سے ہی دیکھ لیا تھا کہ انسان جس مقصود کی تلاش میں بے قرار ہے۔ وہ اس کا اپنا آپ ہے۔ بیرونی دنیا اور ظاہری زندگی صرف اسی اندر وہی مقصود کو پانے کا وسیلہ بننے میں ہی معنی اور قیمت رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس جہاد اکیر (قول اعظم کا پرچار کیا کہ،

**تم تو م اسی (وہ تم ہو)**

برہما، التیور، خدا اہم سے باہر یا الگ نہیں وہما ہی اپنی ہی حقیقی ہستی اور ذات ہے یہ زندگی اس ذات کے انکشاف (پرکش) کا وسیلہ ہے۔ نامہ عقل



لوگوں نے لیتورا اور خدا کا نام سن کر یہ خیال کیا کہ وہ کوئی ہم سے غیر اور جدا ہستی ہے۔ اس لئے ان کا مذہب بھی بیم و رعب کا مذہب بن گیا۔ مگر اہل حقیقت نے کبھی سے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ عشق و محبت ہی حقیقی مذہب ہے اور محبت کا راز یکسانی ہے۔ اپنے آپ سے محبت عین قدرتی بات ہے۔ اگر ہمارا مقصد دہم سے ہم غیر یا باہر نہ تھا تو اول تو اس کا خیال ہی نہ آتا۔ دوسرے اس کے لئے دل میں کشش نہ ہوتی۔ خدا کے نام پر انسان اپنے آپ کو یاد کر رہا ہے، مگر اس کی نظر صرف اپنی ظہوری حالت پر ہونے سے وہ اپنی حقیقی ذات اپنے آپ سے الگ اور بزرخیال کر بیٹھتا ہے۔

اس ہنگ پر ہوا سکی۔ (انسانی) وہ نہایت ہی شاندار سچائی ہے جس کی تاب نہ لا کر ناقص انقل لوگوں نے مشغور اور سرمد لیے عارفان کامل کی گردن زنی کی ہے مگر اب رہائش کے زمانے میں وہی قدیم سچائی خود سامنے کھانا پرید بنا کر نئے روز سے ظاہر ہونے لگی ہے۔ ہر چہ جوئی خود تولی چہیز ہے محو ریح نام کردہ میدان

”تو جو کچھ بھی ڈھونڈتا ہے۔ وہ تو ہی تو ہے۔ اس لئے کسی چیز کی تلاش مت کر۔ تو اچھی طرح جان لے کہ تو نے کچھ بھی کھویا نہیں ہے۔“

## ا کو الف ترے درکار

بے خبری اور جہالت اندھیرا اور نوگن ہے صرت کثرت اور گونا گونی سے آگاہی اگرچہ علم کہلاتی ہے مگر صرت ظہور رات سے تعلق رکھتی ہے یہ راجحک گیان ہے مگر نسب میں ایک اور ایک میں صبت کھینا وہ علم حقیقی ہے جو دائرہ ہستی کے محیط اور مرکز دونوں پر روشنی ڈالتا ہے یہی سا لوگ گیان ہے۔ انسان بے خبری سے بھر کر

علم ظہورات میں سے گذرتا ہوا آخر کار علم ذات کے ذریعے مکمل حقیقی اور سرور پروردی حاصل کرتا ہے۔ مکمل علم کا نصب العین وہ ہے جتنا کہ سہارا علم ایک ہے جا کر ختم نہیں ہوتا۔ سمجھ لو کہ اچھی بات ہمیں ان چیز سے پاک کر لی گئی ن حاصل نہیں ہوا۔ اسی ایک حقیقت کو ہی جس سے سب کچھ ظاہر ہو کر چھ جس کی طرح رجوع کرتا ہے۔ آتما پریم اس حقیقت پر ترمین پریم ستا کے نام مشہور ہیں اور تصورات کے اختلاف سے بھی انسانی ذہن کی محدودیت کو چارہ نہیں مگر بے شمار ناموں اور مختلف تصورات کی تہ میں اگر کوئی سمجھنے، دل میں بٹھانے اور زندگی کے اندر لٹنے کی کوئی بات ہے تو صرف ایک تو وحدت وجود کی ہے نام رکھ دیا انہی کہ وہ تصور جو یا الگ سمجھ لو۔ اس میں کچھ آتا جانا نہیں جلنے کی رز ہے۔ قویہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ حقیقت ایک سے ہے۔ ایک میں ہے اور ایک کی طرف رجوع رکھتا ہے اور اس ایک کا ہی روپ یا ظہور ہے۔

اگر اس راز وحدت کو نہ جان کر الیور کی عظمت کے متعلق نہایت وسیع اور اعلیٰ تصورات قائم کر کے بھی اس کے علاوہ کوئی اور ہستی (ستا) مانی جائے گی۔ تو وہ الیور محدود ہو جائے گا۔ صرف اعداد اور لاغیر (ایک اور) ہونے کا گیان ہی ہیں امننت (غیر محدود) تک پہنچا سکتا ہے۔ جس الیور پر ماننا کے سوا کچھ بھی اور موجود مانا جاتا ہے وہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے وہ صرف لفظ و تصور ہی ہے اصل حقیقت (انتم برہم) نہیں ہے۔ جو لوگ لافانی تسکین اور ترقی کے خواہشمند ہیں انہیں شروع سے ہی ایک تو وحدت وجود کو نشا نہ بنا کر اس راہ میں قدم زن ہونا چاہیے۔ جتنا کہ یہ نشا نہ قائم نہ ہوگا راستے میں ہی کسی ظہور پر الٹ جائے احتمال رہے گا۔ کثیف سے لطیف کی طرف جانا ہماری موجودہ بناوٹ کے لئے قدرتی طریقہ ہے ہمیں سب سے پہلے مادہ (MATTER) سے شروع کرنا چاہئے۔ کل مادہ ایک ہے

یہ سارا علم خدا کا ہے۔ اس لئے اس کو بھلا کر چھوڑنا ہے۔



مختلف الفاظ ہیں، موجودہ حالت میں جس قدر جزو کائنات ہمارے علم میں آسکتے ہیں وہ اس ابدی شاعر کے لانا انتہا و فزوں میں شاید ایک باب کی حیثیت نہیں رکھ سکتا۔ اس سے بھی اگلا درجہ موجودات کی خیالی وحدت سے اوپر اٹھ کر خود شاعر تک رسائی کا ہے گویا ہم تصنیف کی راہ سے خود مصنف سے جا ملتے ہیں۔ یہاں تو اختلاف بھی عین وحدت دکھائی دینے لگتا ہے ہر روپ اور ہر ظہور میں ایک ہی شاذات کے درخشاں ہوتے ہیں۔ کل کائنات ہی ہمارے لئے اہام ہو جاتی ہے۔ اور کسی خاص اور محدود اہام کا دعویٰ یا غرور و دل و دماغ سے دور ہو جاتا ہے۔

یہاں تک ہم ایک (وحدت) کو معلوم میں ہی ڈھونڈتے ہیں۔ ابھی تک عالم و معلوم کا فرق رہ جاتا ہے مگر جب رومانی بیداری اپنے کمال پر پہنچتی ہے۔ تب یہ تنگتا ہے کہ اس ایک (وحدت) کو جاننے والا (درشتا) ہی آخری حقیقت ہے، وحدت و کثرت کا امتیاز بھی اس کی ایک شاعر خیال کے اندر پایا جاتا ہے۔ حقیقت میں ایک، انیک، میں۔ کو۔ یہ۔ ۵۰۔ کی گنجائش ہی کہاں۔ اس حالت پر پہنچ کر طالب ہی خود مطلوب بن جاتا ہے۔

جویاں شدم روز و شب و روز و گویاں یار بیت  
چوں باز کردم دیدہ را دیدم کہ ہم جویاں توئی  
(شمس تبریزی)

اے شب و شب میں دن رات تیری تلاش اور تیرے ذکر میں مصروف تھا، مگر جب میری آنکھ کھلی۔ تو میں نے دیکھا کہ (درحقیقت) تو خود ہی ڈھونڈ رہا تھا۔

اندرونی سدھار کی شرمٹ

سدھار دو طرح کا ہے۔ ایک بیرونی اور دوسرا اندرونی۔ اگر بیرونی سدھار کے ساتھ اندرونی سدھار نہ ہو

کچھ عرصہ پہلے سائنس عناصر پر ایک مہم تھی، مگر اب قطعی طور پر ثابت اور عالمگیر پیمانے پر قیاس ہو چکا ہے کہ اصل میں کل مادہ ایک ہے، سونا، چاندی، تانبا، آئینہ، ہائیڈروجن وغیرہ عناصر اب ایک ہی شے کی مختلف اشکال و ترتیبات مانے جاتے ہیں۔ کل مادہ کے ایک محسوس ہوتے ہی کل دنیا آپ ہی نظر آنے لگتی۔ اپنے جسم و ذہن میں بھی ایک ہی عالمگیر بحر ہستی کی کیفیت و لطیف موجب معلوم ہونے لگتی گی۔ اپنی حیدر گانہ ہستی اور دیگر اجساد کی غیریت کا دھوکہ دور ہو جائے گا۔

اس سے آگے بڑھنے پر معلوم ہوگا کہ مادہ اپنے آپ میں کوئی ہستی نہیں رکھتا بلکہ طاقت کی ہی شکل ہے یہ ساری دنیا کیا ہے۔ ایک لانا انتہا طاقت کا سمندر موجود ہے جو ہمارے انہیں امواج کو ہی ہم اجسام اور اشیا خیال کیا کرتے ہیں۔ دراصل ایک ناقابل تقسیم طاقت ہی طاقت ہے وہ ایک طاقت ہی زمین، پانی، آگ، ہوا اور بے شمار چیزوں کی شکل میں نمودار ہو رہی ہے اس سچائی کا احساس ہونے پر اپنے وجود کی حیدر گانہ طاقت کا دھوکہ دور ہو جائے گا۔ اور اس کی بجائے یہ زندگی بخش یقین حاصل ہوگا کہ میرے وجود کے پیچھے جوی طاقت نہیں بلکہ لانا انتہا طاقت موجود ہے۔ کیونکہ کل طاقت ایک ہے

جب طاقت کے متعلق ہمارا علم اور گہرائی حاصل کرے گا۔ تب یہ بات کھلنے لگے گی۔ کہ طاقت بذات خود کوئی شے نہیں۔ ایک عالمگیر ارادے یا ذہن کے تصورات ہیں۔ اس انکشاف کے ہوتے ہی قوانین قدرت کے عالمگیر ہونے کا راز بھی کھل جائے گا۔ اپنی نظر کی لطافت اس بات کو صاف طور پر دکھلا دے گی۔ کہ کل کائنات ذہنی ہستی رکھتی ہے۔ مادہ اور طاقت تو اپنی نظر کی کثرت کے سایے تھے۔ زمین، آسمان، ستارے یہ تمام دلغزب اور حیرت انگیز نظارے سوائے اس کے اور کوئی حسی نہیں رکھتے کہ ایک ادویت کوئی (شاعر) کی شاعری کے



تو وہ دراصل سدھار ہی نہیں بلکہ سدھار کا سوانگ بھرتا ہے۔

نرسہ بیرونی سدھار میں انسان صرف جسمانی پاکیزگی کی طرف توجہ دیتا ہے۔ اور بیرونی اعمال کو نیک صورت میں ظاہر کرتا ہے، مگر اندرونی خیالات اور ارادوں میں ناپاکیزگی اور بدی موجود ہوتی ہے اور اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ الفاظ یا اعمال سے یہ اندرونی ناپاکیزگی اور بدی باہر نہ پھینکے پاسٹے۔

صرف بیرونی سدھار سے انسان نہ صرف دوسروں کو دھوکے میں رکھتا ہوا دنیا میں نیک اور پاک کہلاتا ہے بلکہ خود بھی دھوکے میں پھنس رہتا ہے۔ کیونکہ کثافت اور بدی دبائے یا چھپائے سے معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اندر ہی اندر بڑھتی رہتی ہے۔ کیونکہ بدیاں دبائے اور چھپائے سے ترقی کرتی ہیں۔ جیسے بیماریوں کے جراثیم اندھیرے میں چھپا کر رکھنے سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور جسم چھوٹنے سے باہر کی پاکیزگی اور نیکی کی نمائندگی تو ختم ہو جاتی ہے، مگر اندرونی کثافتیں اور بدیاں روح (جیو) کے ساتھ ہی رہتی ہیں۔

عام طور پر ہم نہ صرف آپ بیرونی سدھار پر ہی مشغول ہوتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو لیبارم کرنے وقت بھی ان کے بیرونی سدھار کو ہی کافی خیال کرنے لگتے ہیں۔ اس نمائندگی لیبارم کے لئے بے شمار وسائل اختیار کئے جاتے ہیں مثلاً لوگوں کو جھانک اور روچک باتیں سننا کہ یعنی اس لوگ میں سکھ اور دکھ اور پروں میں سترگ ترک کا لاپرواہ خوف دلا کر انہیں دہرم پر دوشواں لانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ یا کسی طرح کی گرامتیں دکھلا کر یا اس قسم کی کتھائیں سننا کہ انہیں اپنے پہلو پر لایا جاتا ہے۔ یا خاص طرح کی پوشاکوں، حرکات، رنگ، شادار اور سبھی ہولی سعادات، خوشبوؤں، چمکیلی روشنیوں سے ان کے حواس پر غلبہ پا کر انہیں زیر اثر کیا جاتا ہے اس قسم کی تجاویز

سے لوگ ہماری باتوں کو ماننے، ہماری ہدایت کے موافق غم ہی رسوم ادا کرنے یا پوجا اور راجیا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے پیچھے یا مذہب کے بیرونی نشانات کو دھارن کر لیتے ہیں۔

مگر اس طرح دہرم پر چار نہیں ہوتا یعنی اندرونی سدھار مطلقاً نہیں ہوتا صرف بیرونی بلکہ کچھ ایسے لوگوں کو ذرا سیدھی پیدائش ہوتی ہے اور دلوں کی ذرا صفائی نہیں ہوتی۔ گویا ہمارے ملکانات پر پڑنے والی آفتوں و نیکاروں کے جیسے ہاتھ ہیں اور اندر جہوں کاتوں کو ڈاکر کھٹے پڑا رہ کر سڑا رہا پیداکر رہتا ہے۔

اگر آج کل یہ دیکھنا ہو کہ دہرم پر چارک لوگوں کے اندرونی سدھار میں مصروف ہیں یا صرف باہر سے ہی ملے کرتے پھرتے ہیں۔ تو ایک دفعہ بازاروں اور منڈیوں میں پھر جاؤ۔ یا کچھریوں یا دفنوں میں چکر لگاؤ۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور اپنے کانوں سے سن لو۔ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ جہم دیکھو جھوٹ، رشوت، اڑائی، جھگڑے، حدود و گینہ چیل بازی کا بازار گرم ہے مگر ان سے ذرا بات تو چھیڑو۔ یہ لوگ منہ سے رام، سری، داکھو، اللہ کے نام لیتے ہوئے جھنگتے ہی نہیں۔ اور مذہبی مسائل میں دیکھو۔ تو گویا ہر ایک شخص جنم سے ہی برہم کیلی ہے۔ دنیا کی پیدائش، پرمانندگی، صفات، پروک کا جزافینہ لوگ کارموز، متکئی کے متعلق بے شمار مسائل اور مقولے ان کی لوک زبان پر رہتے ہیں اس پر ہی بس نہیں۔ لوگ دہرم اور الیہور کے نام پر ایک دوسرے سے نفرت و خصومت رکھتے۔ لوگوں کو جان سے مارتے حکمان جلاتے، غور و قوں کی پردہ دری، معصوم بچوں کو چرتے ہوئے بھی اپنی مذہبی عقیدے سے تخمین حاصل کرتے ہیں۔ مذہبی نشانات کو دھارن کرنا، حیدر عقائد کے آگے سر جھکانا، خاص رسوم کو ادا کرنا۔ خاص خاص مقامات میں خاص مجموعوں میں شامل ہونا ہی دہرم سمجھا گیا ہے اور سچائی، اخلاص و پائندگی، انصاف، وفاداری اور محبت کو جانتا ہی



کون ہے؟ ہاں اپنے آپ کو دھارمک ظاہر کرنے کے لئے  
ان دھرم لکشنوں کا زبان سے خوب چرچا کیا جاتا ہے۔ دھرم  
پر چار کا شور جوں جوں اوجھا رہا ہے۔ دل دول لوگ  
رسائل کو جا رہے ہیں۔ دن بدن حالت بگڑتی بھلی جا رہی  
ہے۔ ہماری کمائی اور ہماری نیت کی میل بڑھتی چلی جاتی ہے  
اور کمائی اور نیت کی پاکیزگی کے بغیر دھرم کوئی معنی یا ہستی  
نہیں رکھتا۔

اب سوال اٹھتا ہے کہ اندرونی سدھار اور اصلی دھرم  
پر چار کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے سب  
سے پہلے ہمیں اب شرائط معلوم کرنا چاہئے۔ کہ جن کے بنا  
اندرونی سدھار ممکن ہی نہیں۔ پھر ان شرائط کو پورا کرنے پر  
دھرم پر چار کا راستہ صاف ہو جائے گا۔

یہ بات خوب اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے۔ کہ  
انسان دراصل روحانی ہستی قائم ہے۔ اور اس کی زندگی  
اس عقل اور ارادے میں ہے۔ بیرونی جسم تو صرف اوزار  
زندگی ہے۔ خود زندگی نہیں ہے۔ اس لئے اصلی سدھار کی جگہ  
انسانی عقل و ارادہ میں۔ صرف دہی کام ہماری اندرونی زندگی  
کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ اور کام بیرونی اثر سے یا جبر سے  
کئے جاتے ہیں۔ وہ اندرونی زندگی پر نہ تو اپنا اثر رکھتے ہیں اور  
ان میں جذب ہوتے ہیں۔ اس لئے اندرونی سدھار کی یہ  
دو بنیادی شرائط ہیں۔

۱۔ اپنی عقل کا استعمال (RATIONALITY) کسی بات  
کو اپنی عقل تبصیر نہ کرے اس میں کبھی اندرونی اور دلی دشواری  
رہتی نہیں ہو سکتا۔ بیرونی اشارات سے انسان پر جادو کر  
کے اس کی عقل کو گھبراہٹ دینے کے لئے سلا کر اس سے اقرار و اطاعت  
کو حاصل کیا جاتا ہے، مگر جوں ہی اس بیرونی جادو کا اثر  
دور ہوتا ہے وہ اندھو دشواری اور اندھی بوجھ میں ختم ہو جاتے  
ہیں۔ اسی طرح کراماتوں یا سرائوں کی دھمکیوں سے انسان کو  
خاص باتوں میں ایمان لانے اور خاص رسوم ادا کرنے کے لئے

مجبور کیا جاسکتا ہے لیکن یہ بیرونی باتیں باہر ہی دہریہ رہ  
جاتی ہیں۔ اپنے اندر نہ جان لکھتی ہیں اور نہ روکھتی۔ اندرونی  
روح کو یہ چھوٹی ہی نہیں۔ اس لئے اندرونی زندگی میں ذرا  
بھی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتیں۔ ہاں جس بات کو انسان اپنی  
عقل سے سمجھ کر مانتا ہے۔ اس پر وہ اپنی مرضی سے کاربند  
ہو سکتا ہے۔  
آزادی ارادہ (LIBERTY) اثر یا جبر سے کیا جاتا  
ہے، اپنی سمجھ اور اپنی آزادانہ مرضی سے نہیں کیا جاتا۔ وہ  
ہماری زندگی کا جزو ہی نہیں بنتا۔ وہ باہر ہی رہتا ہے۔ اس  
لئے دوسروں کے اشارے یا جبر خواہ کتنے ہی نیک کام یا  
خداوت کی جائے، وہ اندرونی زندگی پر ذرا اثر انداز نہیں  
رکھتے باہر کے باہر ہی رہتے ہیں۔ اسی طرح بیرونی سزا کے لئے  
یا بدنامی کے خوف سے اگر بدیوں سے باز رہتے ہیں تو یہ  
بات بھی سماوی اندرونی پاکیزگی کو بڑھا نہیں سکتی  
روحانی تبدیلی اور ترقی مہذبہ ہی اندر اپنی عقل و  
ارادہ کی راہ سے ہوتی ہے اور کبھی بیرونی اثر اور جبر سے  
نہیں ہوتی۔

گرو دھم کی خاص بڑائی یہ ہے کہ اس میں گرو اپنے ششیہ  
سے عقل اور ارادہ کی نذر چاہتا ہے اور اسے اپنے زیر  
اثر لاکر بیرونی اشارات کے زور سے اس کے عجیب و غریب  
حالتیں پیدا کر کے اسے حیران کرتا ہے اور اس کی ذات اور  
اندرونی نشوونما کو ترقی دینے کی بجائے اٹار دیتا ہے۔  
سچا گرو اپنے ششیہ سے اس کی عقل و ارادہ کی  
نذر نہیں چاہتا۔ بلکہ اس کی عقل کو روشن اور اس کے ارادے  
کو مضبوط کر کے اسے اپنے اندر سے زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے  
دوسرے لفظوں میں وہ اپنے ششیہ کو اس کے اپنے لئے  
ہی اندرونی چشمہ زندگی (انتر آتما) کی طرف کھول کر اسے  
بیرونی محتاجی سے آزاد کر دیتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن حالتوں میں انسان  
کی عقل اور ارادہ اپنا کام آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ ان



میں انسان کا اندرونی سدھار ممکن ہی نہیں، ہم یہاں ایسی چند حالتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

## ۱۔ خوف

خوف کی حالت میں اندرونی سدھار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس حالت میں اپنی عقل اور ارادہ اچھی طرح سے کام نہیں کر سکتے۔ اور انسان کی توجہ ہرگز ایک طرف لگ جاتی ہے۔ خوف کی حالت میں صرف باہر کا ادنیٰ ذہن کام کرتا ہے۔ اندرونی اور اعلیٰ ذہن و عقل کام نہیں کر سکتا اور جب تک عقل اپنا کام نہ کرے اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ تب تک صرف برونی جبر سے کیا ہوا کام ہماری اندرونی زندگی کو چھو بھی نہیں سکتا۔

گراں بیوز کا بھے روہانی سدھار میں ضروری ہے اس بھے سے ہماری مراد اس خوف سے نہیں جو اپنے پاؤں کے پھل بازک کا خیال کر کے من میں اٹھتا ہے مگر ہمارا مطلب الیٹورٹی ناخوشی کے خیال سے پیدا ہوتا ہے اس کی مثال ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے مال باپ یا گرو سے جس قدر زیادہ خیال ہوگا۔ اس بقدر ہم ایسے کاموں سے پرہیز رکھیں گے۔ جن میں ان کی ناخوشی ہو۔ یہ روحانی خوف پریم اور محبت کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

## ۲۔ مصیبت

جب مصیبت سر بر آتی ہے انسان مجبور ہو کر بھگوان کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنا سنا، پرارتھا یا اپنے پاؤں کے لئے اوتھاپ نظر کرنے لگتا ہے لیکن جو بھی مصیبت کا دباؤ دور ہوتا ہے پھر سابقہ حالت میں آ جاتا ہے، خطرے لڑائی، جہاز کی تباہی، آتش دہلی، کہیں سے گر گرنے یا اچانک عزت و دولت کے جاتے رہنے کی حالتوں میں منہ بھگوان کی سزا لیا کرتا ہے، مگر مصیبت رفع ہونے کی دیر ہوتی ہے کہ بھگوان کا خیال تنگ نہیں آتا۔ اس لئے جب انسان مصیبت

کے دباؤ میں ہوتا ہے اس حالت میں اس کا اندرونی سدھار نہیں ہو سکتا۔ اگر ہاں اسے مصیبت سے پہلے بھی دیرم کا خیال ہو تو مصیبت بھی روحانی سدھار کا ذریعہ بن سکتی ہے

## ۳۔ ذہنی بیماری

جب ذہن بیمار ہوتا ہے۔ تب عقل اپنا کام ٹھیک طور پر نہیں کر سکتی۔ اور اس لئے ارادہ عقل کے مطابق نہیں کر سکتا، ذہنی بیماری سے ہمارا مطلب دیوانگی نہیں ہے بلکہ مصیبت یا پریشانی یا جسمانی بیماری کے سبب سے ذہنی نگاہیں، غلط فہمی، کئی طرح کے دھوکے یا جھوٹی اور فریبنی ضمیمہ کے آبا لے۔ ان حالتوں میں عقل سلامت نہیں رہتی۔

## ۴۔ جسمانی بیماری

صحیح جسم میں صحیح ذہن ہوتا ہے۔ بیماری جسم میں ذہن بھی بیمار ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ بیماری کی حالت میں منہ بھگوان کو یاد بھی کرتا ہے۔ تب بھی وہ اپنی خودی کی خاطر کرتا ہے اگر بیماری سے پہلے ہمارا اندرونی سدھار شروع نہ ہوا تو صرف بیماری میں پرارتھا اور اوتھاپ کرنے سے سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ بیماری کے رفع ہونے پر ہم پھر اپنی پہلی حالت پر عود کر آتے ہیں۔

## ۵۔ جہالت

اندرونی سدھار ہمیشہ سچائیوں کو جان کر ان کے مطابق اپنی مرضی سے عمل کرنے پر ہوتا ہے۔ جاہل انسان سچائیوں سے ہی بے خبر رہتا ہے۔ جن کے مطابق اپنے ارادے سے عمل کرنا چاہیے۔ اس لئے جہالت میں اندرونی سدھار ہونا مشکل ہے۔

## ۶۔ عقلی نابینائی

اس اندھے پن میں انسان سچائیوں کو دیکھ نہیں



سکتا۔ بلکہ جھوٹ کو ہی سچ مان کر اس پر عمل کیا جاتا ہے یہ عقل نامینائی دوطرح سے پیدا ہوتی ہے۔  
 اول، جب اہل مذہب کراماتوں اور سرون اشارات کے اثر سے لوگوں اور خاص بچوں اور عورتوں کو خاص خاص مذہبی مسائل میں بلاسوچے سمجھے و تشو اس دلانا چاہتے ہیں۔ تب اس قسم کا اندھ و تشو اس عقل کو اندھ کر دیتا ہے جس لئے جب تک بچوں کے اندر اپنی عقل و ارادے کی تشو و نما نہ ہو جائے انہیں مذہبی مسائل یا دہرم سدھانت منوانا ایک طرح کا روحانی قستل ہے۔

اب، بری خواہشات بھی عقل کے سامنے بار بار اپنی لذات پیش کر کے اسے اپنا مقتول بنا لیتی ہیں۔ پھر عقل کو کچھ نہیں سوچتا۔ وہ جذبات نفسانی کے ہاتھ میں

کٹ پٹی بن کر ان کے اشارے پر دن کو رات اور رات کو دن کھینے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اور ہر ایک مدی کو جائز اور فعل قدرتی ثابت کرنے کی کوشش میں رہتی ہے گیتا کے الفاظ میں "خواہشات کی ہوائشی عقل کو بہالے جاتی ہے"

جہاں مذکورہ بالا مشیت اور شرط پوری ہو جائیں وہاں اندرونی سدھارا اس طاقت برتر کے ذریعے خود بخود ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس سے یہ کل ظہور ہے

جیون رہسیہ (ہندی) مصنفہ پروفیسر نرمل چندر  
 قیمت ۱۱/۱۲/- روپے  
 ملنے کا پتہ۔ دفتر رسالہ بازار اجیری گیٹ دہلی

## ساتی جہنا

شری امر چند جی قیس

دل زار ہے بے تاب جی چھڑے نغمہ کی ہنسی بچھا۔ افسردہ ہے پھر رنج مٹے ہوئے دہلا۔ اے ساتی جہنا  
 بے کیف مٹوں میں ورنہ ہیں سرشار سب اشجاء سرگ و گل و خار اک جرم پلائے مئے توحید کے دریا۔ اے ساتی جہنا  
 فطرت کی ہر اک چیز بکلا نوش ہوئی ہے بیہوش ہوئی ہے مدہوش بناؤ مجھے مدہوش ہے تو کیا؟۔ اے ساتی جہنا  
 یہ بزمہ۔ یہ دریا کا کنارہ۔ یہ ہوائیں۔ یہ کالی گھٹائیں اٹھ جام اٹھا، سوچ ہے کیوں؟ دیر آگیا، اے ساتی جہنا

اے مست نظر اقیس کو مننا نہ بناؤ۔ دیوانہ بناؤ

اعجاز دکھا اپنا کچھ اے چشم جنوں زارا۔ اے ساتی جہنا



شری گورو ارجن دیو جی مہاراج کی امرت بانی سے سادھو کی مہما ارتھات شری سکھنسی صاحب  
کی ساتویں اشٹ پدی میں

جیو حق دیکھتی ترنم محو غم میں

اس مضمون کے مطالعہ سے  
وہ کچھ بل سکتا ہے جو ایک سادھو  
سارنوک کے ساتھ رہنے سے  
حاصل ہو سکتا ہے

# سادھو جتان کی اہرج کتھا

حکیم ریل اس  
مضطر

اہل خدا کی صحبت سے تمام کٹا فیتوں دور ہوتی ہیں۔  
تشریح :- چونکہ اہل خدا انسان کی صحبت سے ایک عام انسان  
بھی اہل خدا بن جاتا ہے اس کے دل میں دنیا داری کے پریشان کن  
خیالات کی بجائے مالک کی محبت اور مالک کا عشق ہوتا ہے  
دل پر سکون چلتا ہے جس کی وجہ سے اس کے چہرہ پر نور کا  
انوار چلتا ہے اور چہرہ البیاض نیک صحبت کی وجہ سے اندرانی  
دیویری کش فٹوں سے بالکل پاک ہی رہتا ہے کیونکہ دل کی میل  
برے خیالات ہی ہوتے ہیں۔ جواب نہیں ہے

ترجمہ ۲۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان کی خودی نابود ہو جاتی ہے  
اور اہل خدا کی صحبت سے انسان کو علم معرفت کا حصول ہوتا ہے  
تشریح :- اہل خدا لوگوں کی صحبت سے انسان پر یہ حقیقت  
واضح ہو جاتی ہے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کے درپردہ قدرت  
کام کر رہی ہے اور انسان تو صرف ایک آلہ کار ہے۔ اس  
خیال کے پیدا ہوتے ہی انسان کی شخصی خودی مٹ جاتی ہے  
لہذا اس خودی کا کٹنا ہی تو حصول معرفت ہے یہی خودی ہی دیدار  
حق میں پردہ بن رہی ہے۔ جو بھی یہ مٹی پھر حق ہی حق ہے اور  
بھی پریم گیسان ہے۔

ترجمہ ۳۔ اہل خدا کی صحبت سے مالک نزدیک معلوم ہوتا ہے  
اور اہل خدا کی صحبت سے اعمال کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔  
تشریح :- اہل خدا کی صحبت سے جب انسان کو معلوم ہو جاتا ہے

اگم اگا دھ یا ربسم سوئے۔ جو جو کے سوکتا ہوئے  
من میتا نامک مبوختا۔ سادھو جتان کی اہرج کتھا  
ترجمہ :- وہ ذات مطلق عقل کی رسائی سے دور ہے۔ لیکن  
جو بھی اسے کہتا ہے۔ اُسے نجات حاصل ہوتی ہے اسے  
دوست (گورو) نامک اور دیا کی بات من۔ سادھو جن راہل خدا  
لوگوں کی حکایت حیران کن جلتی ہیں۔

تشریح :- کوئی بھی شخص عقلی طور پر یہ نہیں بتا سکتا کہ  
ذات مطلق کیا ہے، کس طرح ہے، البتہ اس کا ذکر یا  
عبادت کی جا سکتی ہے۔ گورو نامک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ  
اسے دست جو بھی اس کا ذکر کرتا ہے، ایسے اہل خدا  
(سادھو) انسان کے حالات باعث حیرت ہوتے ہیں

## اشٹ پدی

۱۔ سادھو کے سنگ مگر اصل ہوت۔ سادھو سنگ مل سکی گھوت  
۲۔ سادھو کے سنگ مٹے ابھان۔ سادھو کے سنگ پر سکے سو گین  
۳۔ سادھو کے سنگ بچے پر بھنیرا۔ سادھو کے سنگ سب ہوت نیرہ  
۴۔ سادھو کے سنگ مٹے نام ترن۔ سادھو کے سنگ یکا دیو رتن  
۵۔ سادھو کی مہا برنئے کون پرانی۔ نامک سادھو کی سو بھا پر بواہ کانی

ترجمہ اور تشریح

ترجمہ ۱۔ اہل خدا (سادھو) کی صحبت سے چہرہ پر نور ہوتا ہے



کہ مالک (خدا) انسان سے جدا نہیں۔ بلکہ انسان کی اپنی ذات سے تو وہ سب سے پہلے خدا کی نشانی ہے۔ اپنی توانائی اور قوت سے جو سب اپنے آپ کو یا نہیں ہے۔ تو کہتا ہے کہ میں نے خدا کو پایا۔ جو خود افضل اپنے آپ سے و درہو ہی نہیں سکتا۔ جہالت میں خدا کو دور سمجھتا تھا۔ گیان ہونے پر نزدیک ہوا۔ اب اسے اور اس منزل پر پہنچ کر (گو پہنچا ہوا) تو ہر وقت اپنے انسان اپنے آپ کو فانی نہیں سمجھتا۔ اس لئے وہ تمام تر افعال کی سزا و جزا سے بھی میرا ہے۔ مادہ ہی افعال کا قیود ہے۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی مالک کا نام ایک ایسا ہے بہارتن ہے۔ کہ جس کے ملنے ہی غریبی اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔ اور اسی روشنی کی روشنی سے دل کی تاریکی مٹ کر گیان کی روشنی ملتی ہے۔ اس لئے وہ ہر دم نام سحر میں ہی لگا رہتا ہے۔ اور کسی بھی دنیوی سہارے اور ادا پر صرف مالک کے نام کو ترجیح دیتا ہے۔ ہر کام میں صرف نام کو ہی حاجت روا سمجھتا ہے۔ ترجمہ۔ اہل خدا اس کو کہا جاتا ہے کہ جس کے اندر صفات الہی (الشیوری گن) پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ کو تو اہل خدا اس کو کہا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ہر شخص کے اندر الشیوری گن پورے طور پر آسکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کسی انسان کے اندر جس قدر صفات الہی زیادہ ہوں۔ ان کے وہ اسی قدر بلند مرتبت تصور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ایسے انسان کی تعریف صفات کی وجہ سے ملتی ہے۔ اس لئے وہ حقیقت مالک کی ہی تعریف ہوتی ہے۔

۱۔ سادھ کے سنگ اگر چہ ہے۔ سادھ کے سنگ سدا پر ہے  
۲۔ سادھ کے سنگ آئیں میں نیجا۔ سادھ کے سنگ لڑتوں میں خفا  
۳۔ سادھ سنگ جو ہے سب کی آئین۔ سادھ کے سنگ منہ میں  
۴۔ سادھ کے سنگ نہ کہتوں دھاوا۔ سادھ کے سنگ تخت میں باد  
۵۔ سادھ کے سنگ پایا تے بھن۔ سادھ سنگ نالک پر بھر پور  
ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے اس دروازہ ہم دنیا سے اٹھا  
دھال نصیب ہوتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے ہی رنج و جانی

گفتار ہمیشہ خدا و اب رہتا ہے۔  
تشریح۔ یہ بات اہل خدا انسان سمجھ ہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ  
ذات مطلق کو اس قسم کی مہر و باطنی کی پہچان سے دور  
ہے۔ تمام اس انکسافانہ سے ہی روشنی اور طاقت حاصل  
کر کے اپنا کام کر گئے ہیں۔ جب انسان یہ حقیقت معلوم  
کر لیتا ہے تو اسے اندر خبر ہو جاتا ہے کہ وہ ذات مطلق حقیقت  
میں میری اپنی ہی ذات ہے اس صورت میں انسان اس  
روحانی گفتار میں پہچان جاتا ہے کہ جہاں خدا رہتی ہے  
تو جہہ اہل خدا کی صحبت سے انسان پانچوں پر فوج حاصل  
کرتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے ہی اہلیات (حیات بادل)  
کا حصول ہوتا ہے۔

تشریح :- پانچ طاقتیں کلام، کردہ، لویہ، مودہ، اور  
ایکبارہ ایسی زبردست ہیں کہ ان پر صرف وہی شخص  
غالب ہو سکتا ہے کہ جس کو اس خدا کی صحبت میسر ہو اور جسے  
معلوم ہو گیا ہے کہ جنگ من پر قابو نہ ہو۔ ان طاقتوں پر فتح  
نہیں ہو سکتی اور جب انسان من پر فتح پالیتا ہے تو اسے  
وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے کہ جسے آسمان حیات کہا جاتا ہے  
اور وہ ہے علم ذات (خود آگاہی)

سارے ترجمہ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان جسمانی طور پر  
لینے آپ کو مخلوق کی خاک سمجھتا ہے اور الہی خدا کو کسی کی صحبت  
سے ہی انسان خوش اخلاق بنتا ہے

تشریح :- اہل خدا کی صحبت سے انسان اپنے جسم کو فانی  
 نہایت تیار اور اندر بلکہ آب تصوف کرنا ہے۔ اور جب اسے اپنے  
 جسم کی ناپائیدار کانیفین ہو جاتا ہے تو وہ جسمانی طور پر  
 اپنے جسم کو ایک مشیت خاک سمجھتا ہوا تمام مخلوق سے خوش  
 اخلاقی سے پیش آنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانے  
 کس وقت یہ جسم مٹی میں بدل جائے کہ جس کی بنیاد مٹی ہی ہے۔  
 ۴۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے (من کی) دودھ دھوپ  
 مرٹ جاتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی سکون قلب  
 حاصل ہوتا ہے۔



تشریح :- یہ بات اہل خدا انسان سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ مادی زندگی کے حصول کے لئے سب سے پہلے خیالات پر قابو پانا ضروری ہے۔ جب تک دل میں خیالات کی لہر نہ اٹھتی رہے گی۔ آفتاب حقیقت کا عکس نظر نہیں آئے گا۔ یہ اندرونی راز معلوم ہونے کے بعد انسان خیالات کو دبانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی نگرانی کرتا ہے۔ اور اس نگرانی سے ہی تمام خیالات مرطک سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ ترجمہ :- اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان فانی اشیاء سے دور (بے تعلق) رہتا ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی مالک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح :- یہ حقیقت اہل خدا کی قربت سے واضح ہوتی ہے کہ دنیا کی تمام اشیاء ناپید اور فانی ہیں۔ اور ضروری ایک دن ان سب کو ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ ان سے تعلق رکھنا باعث آزار و محبت تکلیف ہے۔ لیکن ان خیالات کے پیدا ہوتے ہی انسان ان کے درمیان رہتا ہوا بھی ان سے دور رہنے لگتا ہے۔ اور اس کی پرستش حاصل کرتا ہے۔

۱۔ سادہ رنگ دشمن نیست۔ سادہ کے رنگ جہاں نیست  
۲۔ سادہ رنگت کس سول نمی پیر۔ سادہ کے رنگ نہریکا پیر  
۳۔ سادہ کے رنگ کا بھی کلی عذر۔ سادہ کے رنگ جلدیہ رہا نہ پیر  
۴۔ سادہ کے رنگ نامی تو آپ۔ سادہ کے رنگ تجھے سب آپ  
۵۔ آپے جانے سادہ بڑائی۔ تا کہ سادہ پر بھوین آتی  
۱۔ ترجمہ :- اہل خدا کی صحبت سے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ اور اہل خدا کی صحبت سے انسان پاکیزہ تر ہو جاتا ہے۔

۱۔ ترجمہ :- اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان افعال بد کی طرف قدم نہیں اٹھاتا۔

تشریح :- اہل خدا کی صحبت بابرکت سے جب یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہر حال اور کی جان دہی جان جہاں ہے تو دل، قلوب، مخالفت وغیرہ کی کثافت سے پاک ہو جاتا ہے۔ وہ ہر جائز اور اس تصورات کے روشن کرنا ہوا کسی کے بھی ساتھ دیر بھاؤ نہیں رکھتا۔ اور انہیں پاک خیالات کی وجہ سے وہ کسی مجرب سے کام کا بھی مرتکب نہیں ہوتا۔ جینی بڑے کام کی طرف قدم نہیں اٹھاتا۔

۲۔ ترجمہ :- اہل خدا کی صحبت سے انسان کسی کو بھی برا نہیں سمجھتا۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی حقیقی راحت یا سکون (کا واسطہ) معلوم ہوتا ہے۔

تشریح :- چونکہ اہل خدا کی صحبت سے آئینہ دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور ہر شخص میں اس ایک کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔ بدی و بدیہ انسان اس بند نظری کی وجہ سے ہر شخص میں ذات احمد کا دیدار پاتا ہوا کسی کو بھی برا نہیں سمجھتا۔ یہ اصول کی بات ہے کہ جس طرح کا اپنا دل ہوتا ہے، تمام دنیا اس طرح نظر آتی ہے۔ جب ایسے شخص کا دل صاف اور ساکن ہے تو اسے ہر جگہ مروت سکون قلب حاصل ہے۔

۳۔ ترجمہ :- اہل خدا کی صحبت سے کوئی تکلیف نہیں آتی اور اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان اپنی شخصی خودی کو مٹا سکتا ہے۔

تشریح :- اہل خدا کی صحبت سے انسان پر یہ راز آشکار ہوتا ہے کہ گذشتہ اذلال کے ماتحت اس جسم کو سزا و جزا ضرور ملے گی۔ اور ساتھ ہی حقیقت بھی اہل خدا سے معلوم ہوتی ہے کہ میں فانی جسم نہیں بلکہ لافانی روح آتما ہوں۔

گذشتہ اعمال کے رول میں جو سزا مل رہی ہے۔ وہ صرف جسم کو ہے۔ میں جسم سے آزاد اور اس کا ناظر ہوں۔ پس ان عداوت خیالات کے مد نظر وہ شخصی خودی کو چھوڑ دیتا ہے۔



۱۔ ترجمہ۔ وہ مالک حقیقی ہی جانتا ہے کہ اس کے پیادوں کی بزرگی کہاں تک ہے، گوردی فرماتے ہیں کہ خدا اور اہل خدا ہی ایک دوسرے کو جان سکتے ہیں۔

تشریح۔ روحانی درجہ میں جہاں تک اہل خدا کی رسائی ہوتی ہے۔ اس کو عام انسان کی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ بلکہ وہ عقل کل مالک ہی جانتا ہے۔ اور اس طرح اس ذات مطلق بے جوں چراہری از صفات کے متعلق اگر کچھ اظہار حقیقت کر سکتے ہیں۔ تو صرف اہل خدا ہی کر سکتے ہیں۔ عام انسان نہیں

۱۔ سادھ کے رنگ نگہبودھ کا۔ سادھ کے رنگ نگہ پاؤ  
۲۔ سادھ کے رنگ لبست اگور ہے۔ سادھ کے رنگ اتر ہے  
۳۔ سادھ کے رنگ نیے نقان اپنے۔ سادھ کے رنگ محل پر ہے  
۴۔ سادھ کے رنگ دتے رہنم۔ سادھ کے رنگ کجول پارہنم  
۵۔ سادھ کے رنگ پانام روحان۔ ناک سادھ کے قرآن  
۱۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی دل کی دھڑ دھوپ برٹ جاتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی دائمی آرام حاصل ہوتا ہے۔

تشریح۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان پر یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ سکون پر دنیوی دنیا میں نہیں بلکہ اندرونی دنیا میں ہے۔ اس لئے وہ اپنے دل کو بیرونی لذات و تعلقات سے علیحدہ رکھنا ہوا ہمیشہ اپنے اندر ہی راحت کی تلاش کرتا ہے اور بالآخر پختہ یا بندہ کے ماتحت وہ اپنے اندر وہ دائمی راحت حاصل کر لیتا ہے کہ جو ہمیشہ قائم رہتی ہے  
۲۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ناقابل حصول چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی تکالیف برداشت کرنے کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔

تشریح۔ راز باطن یعنی خود آگاہی جو کہ زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ صرف اہل خدا کی صحبت میں رہنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ عام طور پر ناقابل حصول سمجھی جاتی ہے اور ان کی نیک صحبت کے تاثرات کی وجہ سے ہی انسانی کے اندر قوت برداشت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ہر اس

مہیبت یا تکلیف کو بخوشی برداشت کر لیتا ہے جو اسے اپنے اعمال کی سزا میں ملتی ہے

۳۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان بلند مقام پر رہائش کرتا ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی روحانی محل میں پہنچ جاتا ہے۔

تشریح۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان اپنے آپ کو اعتناء و جسم جو اس غصہ ظاہری و باطنی سے بلند یعنی علیحدہ بصورت نگاہ تصور کرتا ہے اور یہی وہ روشی روحانی محل ہے۔ کہ جس میں ہر شخص کا داخل ہونا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے لیکن اہل خدا کی قربت سے اندرونی راستہ معلوم کر کے انسان اس محل میں بلا تکلیف رکاوٹ پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ادائیگی فرض کا یقین ہوتا ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی صرف ذات مطلق کا انبھہ ہوتا ہے۔

تشریح۔ روحانی ترقی کے لئے کوئی محال جائز ہے اور کوئی ناجائز۔ یہ بات اہل خدا کے پاس جیسے سے ہی معلوم ہوتی ہے اور ان کی ہی صحبت سے انسان نیک اعمال کرتا ہوا بھی اپنے آپ کو فاعل نہیں مانتا۔ نیز ان کی صحبت سے ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت صرف ذات مطلق ہی ہے۔ یہ جو کچھ بھی بصورت کائنات نظر آتا ہے یا محسوس ہوتا ہے اس کا اپنا ہی دیدار ہے۔ یعنی وہ خود آپ ہی ہر صورت میں اپنی صورت دکھا رہا ہے۔

۵۔ ترجمہ۔ اہل خدا اسد ہوا کی صحبت سے نام کا خزانہ ہوتا ہے۔ گوردانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ اہل خدا اسد ہوا پر قربان ہونا چاہئے۔

تشریح۔ نام کی دولت یا کوئی بھی چیز صرف وہی شخص ہی دے سکتا ہے کہ جس کے پاس وہ چیز ہے۔ چونکہ مالک کے نام کی دولت اہل خدا کے ہی پاس ہوتی۔ جو کہ اس کے پاس بیٹھے سے مل جاتی ہے اور اس کے بعد گوردانک دیو



جی فرماتے ہیں کہ ایسے اہل خدا (سادھو) پر قربان ہو جانا چاہئے کہ جو نام جیسو بے بہا دولت دیتے ہیں۔ اور زبان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بری شخصی خودی کو چٹا کر ان کے احکام کی تعمیل کرنی چاہئے۔

- ۱۔ سادھ کے سنگ سب گل اُدھارے
- سادھ سنگ ساجن میت کنب تارے
- ۲۔ سادھ کے سنگ سو دھن باورے
- جس دھن تے سب کو در سارے
- ۳۔ سادھ کے سنگ ہم رانے کرے سیوا
- سادھ کے سنگ سو جیسا سر و پورا
- ۴۔ سادھ کے سنگ پاپ پلا تین
- سادھ سنگ اوت گن گاتین
- ۵۔ سادھ کے سنگ سب تھان گم
- ناک سادھ کے سنگ پھل ترم

ترجمہ تشریح

- ۱۔ اہل خدا (سادھو) کی صحبت سے خاندان سادھ جاتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے دوست احباب اُدھارے شتہ دار بھی (بخور دنیا سے) پار ہو جاتے ہیں۔
- تشریح:- یہ قانون قدرت ہے کہ ایک شخص کے خیالات اپنے مقرب پر ضرور اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور وہ شخص جو اہل خدا (سادھو) سے مست سنگ کرتا ہے ضرور ہی نیک خیالات کا مالک ہوتا ہے۔ پھر جس کے خیالات نیک ہیں۔ اس کے اعمال بھی نیک ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات تو ناممکن سی ہے کہ ایک نیک خیل اور نیک اعمال شخص کا اثر اپنے خاندان، دوست احباب اور رشتہ داروں پر نہ پڑے اور نیک خیالات و نیک اعمال کی وجہ سے ہی تو انسان بھوسا گر سے پار ہو جاتا ہے۔
- ۲۔ اہل خدا کی صحبت سے وہ دولت ملتی ہے کہ جس سے دوسرے بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔
- تشریح:- اہل خدا کی صحبت سے جو دولت حاصل ہوتی

ہے۔ وہ ہے نام کی دولت اور سنا بھاو کی دولت اور یہ وہ دولت ہے کہ جسے انسان دوسری دولت (روپیہ پیسہ) کی طرح پوشیدہ نہیں رکھتا۔ بلکہ نہایت فراخ دلی سے مستحق لوگوں میں تقسیم کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ اس لافانی دولت سے صرف ایک سنت سنگی نہیں بلکہ ہر شخص فیض یاب ہو سکتا ہے۔

۳۔ اہل خدا کی صحبت سے (مُصنّف عالم بالا) قدرت کرتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے دیوتاؤں (مخلوقِ عالم بالا) میں تشریف ہوتی ہے۔

تشریح:- چونکہ اہل خدا کی صحبت سے انسان نیک بن جاتا ہے۔ نیک اعمال کرتا ہے۔ اور نیک اعمال شخص کو بخشی بھی عدالت سے خوف نہیں ہوتا۔ خوف تو اس کو ہوتا ہے جس نے کوئی جرم (گناہ) کیا ہو۔ اور مجرم ہمیشہ عدالت سے خوف لکھتا ہے۔ نیک اعمال نہیں۔ پھر نیک شخص کی ہر جگہ اسی عزت ہوتی ہے۔ خواہ وہ عالم بالا ہو۔ خواہ عالم درمیانی اس لئے کہ اسے کو نیک انسان کو خوف نہیں بلکہ عزت ہے۔ اہل خدا (سادھو) کی صحبت سے تمام گناہ نالود ہو جاتے ہیں۔ اور اہل خدا کی صحبت سے آبیحیات کی طرح زندگی بخش گفت گو ہو سکتی ہے۔

تشریح:- اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان کو علم معرفت یعنی خود کا گاہی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس گمانِ اگنی (اکسِ معرفت) میں انسان کے تمام گناہ جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی علم معرفت سے انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ سب ایک ہے پس وہ شخص کے اندر اپنی اتنا اوجھو کر کے ہر شخص کے ساتھ نہایت شیریں کلامی سے پیش آتا ہے۔ اور شیریں کلامی دافعی ایسا جو ہر ہے۔ کہ جو انسان کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

۵۔ اہل خدا کی صحبت سے ہر مقام پر پہنچ حاصل ہو سکتی ہے۔ گورونانک دیو جی فرماتے ہیں کہ اہل خدا کی صحبت سے ہی زندگی کا میاب ہوتی ہے۔



نیت و ناپود ہو جاتا ہے۔ اور پھر دوزخ کی آگ تو گناہ گاروں کے لئے ہی لگی گئی ہے۔ نیک کاروں کے لئے نہیں۔ پھر جو شخص نیک کار۔ نیک اعمال ہے۔ اسے دوزخ کا خوف کیوں کر آسکتا ہے؟

۳۔ اہل خدا کی صحبت سے یہاں اور وہاں سرفروٹی حاصل ہوتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے پیدا خدائی جانتے ہیں۔ اہل خدا کی صحبت کے زیر اثر انسان ایسا فرشتہ خصلت بن جاتا ہے کہ اس دنیا میں باقی لوگ اسے اٹھالیا ہیں جگہ دیتے ہیں اور ایسے نیک شخص کو عالم بالا (پروک) میں جو جوارحتیں میسر ہوتی ہیں۔ ان کی تفصیل مذہبی کتب میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اہل خدا سمجھیں یہ راز معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا انسان سے جدا نہیں ہیں جو دنیا کا دم دور ہونے ہی خدائی وصال میں بدل جاتی ہے۔

۴۔ جو نیک خواہش ہو وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اہل خدا (سادھو) کی صحبت کا اثر ملتا ہے۔ جاتا۔

تشریح۔ اہل خدا کی صحبت کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ اول تو اپنے تمام کام اس مانک کے سپرد کر کے انسان آپ بے خواہش ہو جاتا ہے۔ بالآخر من محال اگر اتفاقیہ کوئی نیک خواہش پیدا ہو بھی جائے۔ تو اس کی صفات باطنی اور روحانی طاعت کی وجہ سے ضرور پوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس پر کسی مارتہ کہا گیا ہے۔ کہ اہل خدا کی صحبت کا نتیجہ ضرور ملتا ہے۔ سادھو کا ست سنگ کبھی ریشیاں نہیں جاتا۔

(۵) وہ ذات مطلق اہل خدا کے دل میں رہائش رکھتی ہے۔ گود دانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ اہل خدا کی صحبت، من کر پار اُتر گئے۔

تشریح۔ وہ ذات مطلق بعد از فہم و عیاں گویا روزہ میں موجود ہے۔ بلکہ جس طرح صاف شیشے میں سورج کا عکس صاف نظر آنے لگتا ہے۔ اس طرح اہل خدا کے دل میں وہ ذات مطلق خاص طور پر ایسا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور ان ہی اہل خدا یا خدا رسیدہ انشعاص کی پر تاثیر نصیحت سن کر انسان نیک

تشریح۔ اہل خدا سادھو کی صحبت سے ہی انسان کو اپنے اندر کے ان مقامات کا علم ہوتا ہے۔ کہ جن کا اقل روزِ حیات سے ہے۔ اس کے علاوہ نسبت رنگ کی بدولت ہی انسان لوگ میں باہر ہو کر۔ یوگیوں کی طرح مقام پر رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اور انسانی زندگی اعلیٰ دولت ہی کا سایہ اور شاوکیام پہنچتی ہے۔ چاہے کہ جب اہل خدا کی صحبت میسر ہو۔

سادھو کے سنگ نہیں کچھ کھال۔ ورنہ بھیت ہوت نہال  
سادھو کے سنگ کلو کھنڈ ہے۔ سادھو کے سنگ نرک پر  
سادھو کے سنگ اپنا ادا ہوتا ہے۔ سادھو سنگ پھرت ہر صلا  
جو اچھے سوئی پھل پاوے۔ سادھو کے سنگ نہ بڑھا جاوے  
پار برہم سادھو رہے ہے۔ ناکت اوھرے سادھو نہ رہے

ترجمہ تشریح

۱۔ اہل خدا سادھو کی صحبت سے کوئی بھی تکلیف نہیں رہتی۔ اور ان سادھو کے دیدار اور صحبت سے ہی شاد و کامی حاصل ہوتی ہے۔

اہل خدا کی صحبت کے اثر سے انسان سے کوئی ایسا فعل مزدہی نہیں ہوتا۔ کہ جس کے رد عمل میں اسے کسی بھی قسم کی تکلیف ہو یا کوئی مصیبت برداشت کرنے کی نوبت آئے۔ اور یہ قدرتی اصول ہے۔ کہ جس کا دل ساکن ہو۔ اس کے چہرہ پر بھی سکون ہوتا ہے۔ چونکہ اہل خدا ان کا دل ساکن ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے چہرہ پر ایک ایسا روحانی سکون ہوتا ہے کہ جو بھی ان کو دیکھتا ہے اسے بھی تسکین رہتی ہے۔

۲۔ اہل خدا کی صحبت سے تمام گناہوں کی لکیریں مٹ جاتی ہیں۔ اور اہل خدا کی صحبت سے دوزخ کا ڈر نہیں رہتا۔

تشریح۔ اہل خدا کی صحبت فیض اثر سے ہی انسان پرے اعمال سے توبہ کر کے ایسے نیک اعمال کی طرف رجوع کرتا ہے، کہ جن کے نتائج میں برے اعمال کا رد عمل بھی رکھی مدت تک



اعمال بنتا ہے۔ اور پھر اسی نیک اعمال کی وجہ سے ہی  
محرز ننگی سے (پاک و صاف) آکر جاتا ہے۔

۱۔ سادھو کے رنگ سنو پر ناؤ۔ سادھو سنگ ہر کے گن کاؤ

۲۔ سادھو کے سنگ شمشیر سے لڑے۔ سادھو سنگ ہر کے گن کاؤ

۳۔ سادھو کے سنگ کے پر پر پٹنگ۔ سادھو کے سنگ کے گن کاؤ

۴۔ سادھو کے سنگ کے گن کاؤ۔ سادھو سنگ گن کاؤ

۵۔ سادھو کے سنگ کے گن کاؤ۔ سادھو سنگ گن کاؤ

ترجمہ تشریح

۱۔ اہل خدا کی صحبت سے مالک کا نام سن سکو گے۔ اور اہل خدا

کی صحبت سے ہی مالک کی حمد و ثناء کر سکو گے۔

تشریح۔ جب ایک انسان خدا کی صحبت یعنی سادھو کے دست

رنگ میں جاتا ہے۔ تو چونکہ وہاں مالک کے نام کے سوا

اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ وہاں صرف مالک کا نام ہی

سن پاتا ہے۔ اور کوئی دنیاوی الجھنوں کی بات نہیں سنتا۔

اور ساتھ ہی جہاں دست سنگ میں مالک کا نام ہوتا

ہے۔ وہاں مالک کی حمد و ثناء بھی ہوتی۔ پس وہاں پورے کر

انسان مالک کی حمد و ثناء بھی کرتا ہے۔

۲۔ اہل خدا سادھو کی صحبت سے دل سے فراموش

نہیں کرتا۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی نجات حاصل ہوتی ہے

تشریح۔ جب اہل خدا کی صحبت یا سادھو کے دست سنگ

میں سولے مالک کے نام کے اور کوئی دنیاوی بات ہوتی ہی

نہیں۔ تو ایسی صورت میں وہ کس طرح اللہ کو بھول سکتا ہے

اور جب ایک انسان کسی وقت اس مالک کو جو انسان کی

اپنی ذات ہے (نہیں بھولتا۔ تو اس لگاتار یاد کا انجام خود

پیشانی ہی ہوتا ہے اور خود قسمی ہی تو حقیقی نجات ہے۔

تشریح۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان کو نام دنیاوی اشتیاء

اور تعلقات کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ

ہی مالک کے پاک نام کے درو کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اس

شیرینی کا لطف دہی جانتے ہیں۔ مگر جنہوں نے کبھی اس کا ذائقہ

عسوس کیا ہے۔ اور پھر اس لگاتار یاد کی برکت سے انسان

کی چشم باطن اس قدر صاف ہو جاتی ہے کہ اسے ذرہ ذرہ میں  
ذات الہی نظر آتی ہے۔

۱۔ اہل خدا سادھو کی صحبت سے فراموشی رہتی

ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی رہائی ہوتی ہے۔

تشریح۔ سادھو کے دست سنگ سے انسان کے اندر

ایسی قوت بر داشت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر

حالت کو مالک کی مرضی تصور کرتا ہے۔ اور اسی پر عمل کرتا ہے۔ اور

ہر حالت میں مالک کی فراموشی کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا

ہے کہ وہ ان نکالیف کی پیدائش سے رہائی حاصل کر لیتا ہے

جو کہ ناموافق حالات کو برداشت نہ کر سکے۔ لہٰذا اپنی ناکام

کوشش سے پیدا ہوتی ہیں۔

۲۔ اہل خدا کی صحبت سے تمام تکلیفیں معدوم ہو جاتی ہیں

گھسٹ و ناک و دیگر جی فریادیں۔ کہ اہل خدا کی صحبت قیامت سے

ہی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح۔ چونکہ اہل خدا کی صحبت سے انسان راضی برضا رہنے

کا عادی بن جاتا ہے۔ اور ناموافق حالات میں بھی خوش رہتا ہے

پس جو شخص ہر حال میں خوش ہے۔ اسے تکلیف کیسی؟

اور خور و دانک کی بوجی فریادیں کہ اہل خدا کی صحبت یعنی

سچے سادھو کا دست سنگ (نیک اعمال کے نتیجہ میں ایک

قسمت انسان کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ ہر شخص کو نہیں۔

۱۔ سادھو کی ہما وید نہ جانے۔ جیتا سینہ تیتا بھجیا نے

۲۔ سادھو کی اپا تہر نہ تے۔ سادھو کی اپا رہی بھیرو

۳۔ سادھو کی شو بھا کا ناہی انت۔ سادھو کی شو بھا سدا بے انت

۴۔ سادھو کی شو بھا اچر خٹے اچر۔ سادھو کی شو بھا اچر خٹے اچر

۵۔ سادھو کی شو بھا سادھو بن آئی۔ مالک سادھو پر بھو بھیدہ کا ئی

ترجمہ تشریح

۱۔ اہل خدا سادھو کی شان وید بھی نہیں جانتے۔ اور صرف

اسی قدر اظہار کرتے ہیں۔ کہ جو کچھ ان میں ہوتا ہے۔

تشریح۔ چونکہ اہل خدا کے اندر خدائی صفات بدرجہ ان موجود

ہوتی ہیں اور جس طرح اس ذات مطلق کا مکمل بیان کوئی مخلوق



نہیں کر سکتی۔ اس طرح ان خدائی صفات کے حامل اہل خدا لوگوں کی شان بھی مخلوق کے کتب مقدسہ) نہیں کر سکتی ان اہل خدا کی صفات باہر از بیان ہوتی ہیں۔ ہاں کتب مقدسہ اس قدر بیان ضرور کرتے ہیں جو ان میں درج ہے جو کہ محدود ہے لیکن صفات لامحدود ہیں۔

۲۔ اہل خدا کی شان سے گوئیہ صفات سے دور ہوتی ہے اور اہل خدا کی شان مکمل ہی ہے۔  
تشریح :- نیک لوگ پہلے تو صحیح الصفات بنتے ہیں یعنی اپنے اندر نیک اوصاف پیدا کرتے ہیں۔ اور بالآخر ہر صفات (مستحسنہ)۔ جو کچھ ممکن یعنی صفات اعلیٰ۔ صفات متوسطہ اور صفات ادنیٰ اسے بلند ہو کر بری الصفات بن جاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہی ان کی روحانی شان۔ ہر جگہ اور ہر وقت موجود رہتی ہے۔۔۔۔۔ ایسے شخص کو ہی بھگوت گیتا میں ترگن تیت کہا گیا ہے۔

۳۔ اہل خدا سادھو کی شان کی کوئی حد ہی نہیں اور اہل خدا سادھو کی شان ہمیشہ لامحدود ہے۔  
تشریح :- چونکہ اہل خدا سادھو کا دل اس قدر صاف و پاک ہوتا ہے کہ اس کے اندر عالمگیر محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس عالمگیر جذبہ محبت کی وجہ سے ان کی شان بھی عالمگیر ہوتی ہے دوسرے الفاظ میں ان کے دلوں میں محدود نہیں بلکہ لامحدود محبت ہوتی ہے اور لامحدود و بیغرض محبت کے نتیجے میں شان کا لامحدود ہونا عین قدرتی ہے۔ پس ان کی شان لامحدود ہوتی ہے۔  
۴۔ اہل خدا کی شان بلند سے بلند ہے اور اہل خدا کی شان اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔

تشریح :- جیسا کہ پندرہویں آچکا ہے کہ اہل خدا کی شان لامحدود ہے اور اسی لامحدودیت میں بلندی کی بھی کوئی حد نہیں ہو سکتی اور جو چیز یا حالت بلند سے بلند ہے لامحدود ہے اسے اعلیٰ سے اعلیٰ کیوں نہ کہا جائے پس سادھو کی شان لامحدود ہونے کی وجہ سے بلند بھی ہے اور اعلیٰ بھی ہے۔  
۵۔ اہل خدا کی شان اہل خدا ہی جانتے ہیں گورو نانک دیو جی

فرماتے ہیں کہ اہل خدا اور خدا میں کوئی تفریق نہیں ہے۔  
تشریح :- اہل خدا کو اپنی نیک اعمالی کے رد عمل میں جو شان (بلند مرتبہ) حاصل ہوتا ہے اس کو صرف وہی آپ جانتے ہیں۔ اور وہی آپ ہی اس کے اہل بھی ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ اہل خدا لوگ اس قدر روحانی ترقی اور خدائی صفات حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کے اور مالک کے درمیان کوئی تفریق باقی نہیں رہ جاتی۔ یعنی یہ لوگ اپنی شخصی خودی کو مٹ کر مالک میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ (شری داگوہ اور سہم)  
(شری سنگھ منی صاحب کی ساتویں اشٹ پری سہت)

## پریم کے اوتار

از - شری امر چند جی قیس

الف نظر آنے لگی بندوں کو گراں بار۔ کافر ہوا پیار  
پھر پھول کھلا پریت کے دیران ہے گلزار۔ اے پریم کے اوتار  
نفرت ہے الفت انھیں۔ الفت ہے نفرت۔ عنقا ہے مروت  
پھر پریم کی مٹے سے انھیں کہ بنیو دوسر شارب۔ اے پریم کے اوتار  
سب بھول گئے دس محبت ہوئے گمراہ۔ مفلوہ ہوئی چاہ  
پھر ان کو تپا پریت کی ریت انکو کھیا پیار۔ اے پریم کے اوتار  
پھر دہریں انسان ہے انسان کا دشمن۔ ہاں جان کا دشمن  
پھر ان کو تپا طور یہ ہے جان کا آزار۔ اے پریم کے اوتار  
بنسی کے سر دل سے کئی جاؤ سا جگاد۔ وہ گیت سدا  
سنن کے جسے پریم کے جذبات ہوں میلار۔ اے پریم کے اوتار



# احسان مرشد

از قلم  
سوامی پری پور نات سنگ جی مہاراج

میں پاک مرشد کی خاک پا کر لگاؤں سر اٹھا اٹھا کر  
تھی اتنی مجھ میں بھری جہالت نہج میں انسان میں کچھ بھی ہو  
میں خود کو سمجھے تھا محض بندہ ہی چند روزہ پیام اس جا  
پھر ہمیں جنگل میں ایک مدت تلاش رہا کہاں ہو گا  
لگائے رینگ و الم ہجر کے سنائی غم کی کہانی ساری  
ہزار کلفت اٹھائی میں نے یہ سن کے خالی دے مسکرا  
ہے مست و بیخود بنایا مجھ کو شراب و حد پل ہلا کر  
ٹھیا صدیوں کا کل اندھیرا وہ تو ہے "دیپک جگ جگ  
بنایا مجھ کو ہے ذات ہیرواں خودی کو میری مٹا دیا  
بہ فضل مرشد ہے اب حاضر تھا کا تھا جس کو بلا ہلا کر  
تھا تب بھی میں تو بغل میں تیری کہا یہ مجھ کو سننا نہ کہ  
ٹھیا بار رینگ و الم کہ میرے گلے سے اپنے لگا لگا کر

ہے حسن جہانناں بیاں سے باہر نہ آنکھ کھلی ہے تاب دین  
ولے ہے پورن جہاں بھی دیکھوں نظر کو اپنی اٹھا اٹھا کر

## شفاف خانہ کلید صحت کی مشہور اور کامیاب دوائیاں

اشکلی سرمرہ :- دھند، جالا، پانی پینا اور خارش :- ان چار مرضوں کے لئے اکیس  
مسوڑھوں کا ورد، خون آنا، دانت لٹنا خاص کر انیوریا یعنی ماسخورہ کے لئے بہت مفید ہے ایسے  
اشکلی مشین :- پانیو ریا کے مرض میں جن کو فاکڑوں نے تمام دانت نکلوانے کا مشورہ دیا تھا۔ دس کے اشتہال سے ٹھیک ہو  
گئے۔ قیمت فی ڈوز ایک روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

پتہ جیکم دھیلہ اس مضافہ شفاف خانہ کلید صحت کنبھورہ ضلع کرناں۔



# سادھو کا آتم ایڈیشن

شری -  
جاگ مل جی  
ساشنی

ایک دفعہ ایک شہنشاہ اپنے بیٹے کو اڑھار سے دور دراز پیاروں اور جنگلوں میں شکار کھینٹنے گیا۔ راستہ میں موسلا دھار بارش برسنے لگی، شہنشاہ کو اپنے گھر کی جانب واپس لوٹنے کے سوا اور کچھ نہ سوچا۔ واپسی پر راستہ میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک برہمن تن جھانک جنگل میں ڈیرے لگائے بیٹھا ہے اس کے پاس نہ کوئی کپڑا ہے نہ چار پائی ہے نہ جھونپڑی ہے یہ دیکھ کر شہنشاہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں کیسا ہی بڑا بادشاہ ہوں جس کی بڑی مملکت میں ایسے بے سرو سامان اور نادار انسان ہیں یہ خیال کر کے اس نے کچھ روپے اپنے خاص آدمی کے ہاتھ میں لے کر بھیجے، مہاتما نے جواب دیا کہ روپے کسی حقیر اور کنگال آدمی کو دے دو، شہنشاہ نے دوبارہ یکھ روپیہ مہاتما کو بھیجا، تب بھی اس نے وہی جواب دیا۔ جو نوکر نے ان کو کہا تو شہنشاہ نے کہا کہ ابھی رقم قلیل ہے اس لیے قبول نہیں کرتا۔ بعد ازاں ایک ہزار روپیہ کی تحفہ بھیجی مگر مہاتما نے پھر وہی جواب دیا کہ کسی کنگال کو دے دو۔ تب شہنشاہ خود کئی ہزار روپیہ لیکر حاضر خدمت ہوا۔ مہاتما نے پھر پہلا سا جواب دیا۔ اس پر شہنشاہ طیش میں آکر بولا "مہاتما! آپ سے بڑھ کر کون دوسرا کنگال اور غریب ہو سکتا ہے تو آپ کے پاس تن وٹھانچے کو کپڑا ہے نہ جھونپڑی اور نہ ہی کھانے پینے کا سامان، مہاتما بولا "ہم شہنشاہ دو عالم ہیں، یہ سن کر شہنشاہ نے کہا، بادشاہوں کے پاس تو فوج ہوتی ہے آپ کے پاس فوج کہاں؟" مہاتما نے جواب دیا "مان کو خوف و خطر ہوتا ہے میں وہاں نہ جاؤں

فوج درکار ہوتی ہے۔ مجھے ڈر کہیں کا ہے کہ فوج رکھوں، دوائی بیمار کو درکار ہوتی ہے جو برہمن نہیں اس کو دوائی کی کیا طلب ہے جس کو خوف کی بیماری ہو وہ فوج رکھے شہنشاہ نے کہا "بادشاہ کے پاس دولت کا خزانہ ہوتا ہے تمہارے پاس خزانہ کہاں ہے؟" مہاتما بولے "اے شہنشاہ اس کو لڑکی دجہ سے فوج کی ضرورت ہوتی ہے اس نے وہ خزانہ رکھتے ہیں۔ نہ مجھے لڑکی بیماری ہے نہ فوج کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی میرا کوئی خرچ ہے پھر خزانہ کی کیا ضرورت؟ شہنشاہ بولا "آپ کے پاس بادشاہی کا ساز و سامان کہاں ہے؟" مہاتما نے کہا "میرے پاس رسائیں ہے جس وقت طلب ہو اور گرد کے جملہ پیادوں کا سونا بنا سکتی ہوں" یہ سن کر شہنشاہ چل دیا۔ راستہ میں رہ رہ کر خیال گردا گرد اگر مہاتما جی کے پاس رسائیں نہ ہوتی تو میرے نذرانہ کو مزدور یا لہو ورتبول کر لیتا۔ اسی واسطے اس نے قبول نہیں کیا۔ یہ مہاتما ضرور رسائی ہے۔ جب شہنشاہ اپنے بستہ پر دراز ہونے لگا۔ تو دل میں خیال آیا کہ اگر اس مہاتما سے کئی ہزار سونا مانا ہوا یا جائے تو اس کی بدولت کئی ایک اور ملک ختم ہوں آجائیں گے۔ یہ سنہری خوف ہے رات کے وقت کوئی دیکھتا نہیں لہذا شہنشاہ مہاتما کی جانب چل دیا۔ جب مہاتما نے اس کے پاؤں کی آستین کی تو دریافت کیا کون ہے شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں آپ کا غلام ہوں اس پر مہاتما نے سوال کیا کہ نبلا تو اس وقت آنے کی کیا وجہ ہے، شہنشاہ نے اپنے دل کی فوری کیفیت کہہ سنائی اور عرض کی کہ اس ہزار سونے کا سونا بنا دیں۔ مہاتما



نہ کہاکہ اب تباؤ کہ کنگال تو ہے کہ میں یہ سولہی بن کر تو آیا  
 ہے کہ میں۔ یہ سن کر شہنشاہ نے جواب دیا کہ بیشک و شبہ  
 کنگال میں ہی ہوں۔ اب کرپا کر کے دس ہزار من سونا بنا دیں  
 جہانم نے کہا تلی رکھو ضرور بنا دیں گے تو روزانہ آیا کر۔  
 شہنشاہ نے بلاناغہ جہانم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا  
 شروع کر دیا۔ جہانم نے اس کو روٹھانی تعلیم دینی شروع  
 کر دی۔ ایک سال کے اندر اندر اس کی جملہ دنیاوی خواہشات  
 دور ہو گئیں۔ جہانم نے جب بخوبی جان لیا کہ شہنشاہ  
 کو اب ویرانہ ہو کر اس بات کا محسوس علم ہو گیا ہے کہ ہمارے  
 ہوس کی بیماریاں ابوں رو پیہ یا چپ کر رہی بادشاہت سے  
 بھی نہیں دور ہو سکتی۔ تو ایک دن شہنشاہ سے کہا کہ تم دس  
 ہزار من تانبہ لے آؤ تاکہ تم کو سونا بنا کر دے دیا جائے۔

شہنشاہ نے جواب دیا کہ  
 گورو دیو ادا تانبہ سونا بن چکا ہے اب کوئی ضرورت نہیں  
 رہی ہے کائنات میں وہ کہ ہم چاہتے رہتے ہیں کہ ہم کو دائم سکھ  
 ہی ملے دکھ بالکل نہ ہو سکے ایسا نہیں ہوتا۔ دنیا میں دکھ سکھ  
 دونوں ہی ہیں غلط فہمی ہماری نظر سکھ اور راحت کی جانب  
 رہا جاتی ہے دکھ کا خیال نہیں کرتی مثلاً ایک لڑکا ان اسی  
 کو شادی خانہ آبادی کا خیال دیکھ کر سے وہ یہ تو دس نشین  
 کہنے ہوئے ہے کہ شادی کرنے سے آئندہ اور سکھ کی زندگی  
 نصیب ہوگی مگر دوسری طرف مطلق آنکھ بند کر رکھی ہے کہ  
 شادی خانہ آبادی کے ساتھ ہزاروں ذمہ داریاں والہ بندہ  
 ہیں استری اور بال بچوں کے باپن پوتن کے سلسلہ میں  
 ایک تکالیف آٹھانی پڑیں گی زیادہ کیا کہوں کائنات کے  
 جملہ سکھوں کا یہی حال ہے ہر سکھ کے ساتھ دکھ والہ بندہ ہے  
 اس طبقہ (کائنات) میں جو تکلیف دینا ہے اس لئے دکھ  
 سکھ ساتھ ساتھ چلتے ہیں خالص سکھ کا ملنا محالات سے  
 ہے انسان غلطی اور غلط فہمی کی وجہ سے سناہ کے پڑھتوں  
 کے ذریعہ خالص سکھ کی تمنا رکھتا ہے جو کوئی قبول جہرم کے

مچھے است سے بہت کی جانب لے چل  
 مچھے اندھیرے سے روشنی کی جانب لے چل  
 مچھے موت سے لانائیت کی جانب لے چل  
 جہانم اسے شہنشاہ اقم لاکھ روٹھانی کی جس پڑھ لاکھ  
 تم لاکھ مقدس نوشتہ جات کے کلام کی بار بار تلاوت اور  
 بار بار روزانہ مطالعہ کیا کر دے دیوتاؤں کی مدد کے لئے  
 دعا و پراختیا کیا کر دے گیہان اور علم کے لئے مٹیری پوجا  
 کرنے ہو شک ہے ہوشے ہر سکھ کی روح سے عذاب ناک  
 کر دیکھ کے فراتن انجام دو سب کے سب لا حاصل ہی  
 اس وقت تک اطمینان کی ضرورت نہیں پیدا ہوگی جب تک  
 تم کو اپنے آتما کا گیان نہ ہوگا۔

جب تک اپنی سمجھ انسان کو آتی نہیں  
 تب تک دلی پریشانی سمجھی جاتی نہیں  
 شہنشاہ۔ آتما کا گیان کیسے ہو؟



جہاں تک اگر سچے گیانی بننا چاہتے ہو تو آد میں نہیں رہنا  
حقیقی گیانی بناؤں گا۔ اگر تم گیانی کو جانا چاہتے ہو تو دیر  
نہ کرو میں جیٹکی بجاتے ہوئے تم کو اہل راز سمجھا دوں گا میرے  
کلام کو فوج کے کانوں سے سنو میں کر سوجھو، وچاؤ آدہ سہل  
میں اپنی اصلیت کو پہچان لو اور اس میں فنا ہو کر لقا کی حیثیت  
اس زندگی میں حاصل کرو۔ یہ میں کہہ سکتا ہوں اور کر سکتا  
ہوں کیونکہ سے

باتوں باتوں میں بنا دیتا ہوں سر معرفت

نقل عرفاں کی سر ہاتھوں میں ہے اعلیٰ کلید

جن انسان کو دیکھو کہ اس کی نظر خوشی، ناخوشی  
روشنی اور تاریکی امید اور ناامیدی کی جانب نہیں رہتی سمجھ  
لو کہ میں حقیقی گیانی ہے، سچے گیانی ہونے کی یہی علامت ہے  
سچے گیانی کو سوا حقیقت کے اور کسی شے کا  
دھیان نہیں ہوتا جیسے ادب نیچے ہر رنگ روپ میں ذات  
حقیقت کی جلوہ آرائی کے مناظر پیش نظر میں نظر، مانتظر  
اور منظور نظر ہو جاتے ہیں آنکھ اس قدر باریک میں ہو  
جاتی ہے کہ وہ سامنے کھڑے ہوئے انسان کے خط و حال  
اور اعضا و حواس پر نہیں ٹھہرتی بلکہ اس کے آنے کو  
پرانے کو کوش، منوے کو کوش، دیکھنے کو کوش اور آند  
نے کوش کے جسمانی پردوں کو چیرتی چوٹی وہاں اس مرکز پر  
جا ٹھہرتی ہے جہاں وہ پریم آند سے ہے

اصلیت میں حقیقت کا سروپ نہ سوچا جا  
سکتا ہے نہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ انسانی زبان اور ان کی  
دل کی اس تک رسائی نہیں ہوتی وہ عجیب و غریب اور  
نرالا پیش ہے جس کے خول بعد از منظر دل کے لہجے دکھانے  
کے لئے نہ شاعر کو مناسب الفاظ ملتے ہیں نہ مصور کے  
قلم کی کچھ پیش جاتی ہے بات ایسی لطیف ہے کہ زبان پر  
آنے ہی بھابھ کی طرح آڑ جاتی ہے اور دل کی چٹائی میں سما  
ہوتی بھی نہیں سمائی کیا ہے کوئی ان حواس کا پتہ لگانے  
رام ارام کہہ! یہاں عقل کے بھی پتہ جلتے ہیں عقل کا پرندہ

یہاں اگر کر آری نہیں سکتا، نہ وہاں زبان بہتی ہے جو اس کی  
بابت کچھ کہہ سکے۔ نہ دل رہتا ہے جو اسے سوچ سکتے نہ اہم  
یا اس کا رہتا ہے جو اہم پن کے نام و نشان اور شکل و  
صورت قائم کرے سے

نقو ذات حق نہیں دینی کہ تمہیں پیکر دکھائیں ہم  
نہ وہ شے ہے کوئی شیندی کہ تم آؤ اور سنائیں ہم  
نہ سرائے اس کا نہ کچھ نشان کہ پتہ کسی سے لگائیں ہم  
کہیں کیوں نہ سبک لکھائیں کیا غرض جو چھپائیں ہم  
نہ غلام ہے وہ نہ وجود ہے کوئی ہمیں نہ لگتا ہم  
(حضرت تھر)

دیکھ رشی ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں کہ اس تک دل  
زبان اور عقل کی رسائی نہیں ہے اور جب یہ کیفیت ہو تو  
پھر اس کی بابت کوئی زبان کیسے بھول سکتا ہے۔ وہ جیسی  
ہے ویسی ہے کوئی اسے کچھ کہہ نہیں سکتا اور نہ ہی سوچ  
سکتا ہے نہ جان سکتا ہے اور وہ کہے ہوئے، جانے ہوئے  
سوچے ہوئے اور سمجھے ہوئے سے بھی زیادہ ہے۔

من بانی کی اس تک رسائی نہیں پھر بھی اس کی ہی  
لگھو شخص کی زبان پر رہتی ہے، ناقابل بیان ہونے ہوئے  
کوئی شے ایسی ہے جو خود بخود زبان میں چھوٹ کر آ رہتی ہے  
بولو اور بولتے ہی وہ زبان کو گونگی بنا کر زبان کے اندر گھس  
جاتی ہے اور پھر غور ہو جاتی ہے وہ خیال کے پرے کی  
شے ہے ہم پھر بھی اس کے خیال میں غلطان و بیجاں رہتے  
ہیں۔ حقیقت کا خیال انسان کی فطرت میں داخل ہے وہ  
پوچھتا ہوا آتا ہے اور پوچھنا ہی رہتا ہے۔ کہنے والے اس کی  
بابت کہہ گئے، سننے والے سن گئے لیکن بار بار اب بھی وہی  
سب کی زبان پر ہے رکتا میں کھلی گئییں پڑھنے والے نے  
پڑھ بھی لیا۔ لیکن ابھی تک زبان بند نہیں ہوتی پوچھنے گھسنے کا  
چکر اسی زور شور کے ساتھ چل رہا ہے۔ چاہے سب ختم  
ہو جائیں لیکن حقیقت کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ  
ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ہم ہرگز کوشش کریں کہ دل خاموش ہو جائے







برقرار ہونے میں کیونکر شک لایا جاسکتا ہے —  
حالت سوشیتی میں جب آدمی جاتا ہے اس کی  
ایسی مثال ہوتی ہے جیسا کوئی خالی جنگل میں تنہا جاتا ہے،  
اور یہ نصیحت کرتا ہے کہ میں ایسے مکان میں گیا کہ جہاں  
کچھ موجود نہ تھا تو اس نقدیق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اگرچہ  
اس جنگل میں کچھ نہ تھا تو بھی قائل اس مکان میں تھا ورنہ  
صداقت سلب تمام کی کون کرنا۔ اس طرح سوشیتی میں جو  
تمام کا سلب ہوتا ہے اور اس کی نقدیق ہوتی ہے ظاہر  
ہے علم وہاں تھا ورنہ فقہانیت تمام کی نقدیق کون کرنا۔  
اس کے ساتھ ہی دئے والا کہ ہے

”مجھے کچھ علم نہ تھا“ یہ انکار ہے لیکن ان الفاظ کے  
پر دے میں لاعلمی کا پتہ ملتا ہے اور پتہ چلتے کوئی گمان کہتے  
ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوشیتی نہ محض بالکل  
جوتے اور محض چنین کیفیت ہے بلکہ دونوں کی مل جللی حالت  
ہے۔ دیانت اسے سمجھا دیتا ہے اور ہم ہر طرح (جرحین)  
کے انتہائی مراتب کے مل رہنے والا ہونے اور ایک تو پر قائم  
ہو رہے کو کہتے ہیں جب یہ دونوں (جرحین) اصلیت میں  
ملے ہو کر ایک تو پر قائم ہو جاتے ہیں تب کیا ہے۔ حقیقت  
ہی حقیقت! حقیقت ہی حقیقت! اجسم اور دل کا قائم  
ذات کے سہارے پر ہے، اظہار کی حالت میں حقیقت  
کی خبر کہ محض حقیقت ہی حقیقت ہے یا نہیں ہوں۔  
کی خبر رہتی ہے۔ ورنہ اصلیت میں کیسی خبر اور کیسی خبری  
یہ رائے ہے۔

یہ محض ایک مثال ہے اور حقیقت کو سوچنے  
سمجھنے کے لئے کافی ہے اہل حقیقت نے اس مثال کو  
دیباچہ کا بہترین ذریعہ مانا ہے۔ وہاں سوشیتی میں دینے  
کی ہمتی نہیں رہتی ہے ہر شخص دماغور کرنے سے سمجھ سکتا  
ہے۔ اس حالت میں دل جسم اور جسم کے جملہ اعضا اور حواس  
کی معدومیت ہوتی اور دنیا کوئی سامان بھی ساتھ نہیں  
رہتا۔ جہاں دو (جرحین) باہم یا ہم بنا) انتہائی منازل

ملنے نہیں اور ہم حالت پیدا ہوتی ہے جو نہ محض جوتے ہے اور نہ  
محض چنین ہے کیا یہ جھوٹا ہے؟ سوچو جب بات سمجھ  
میں آئے۔ آخر کون رہتا ہے ایک سمجھا رہتا ہے نادانوں  
کو کون سمجھا رہے۔ یہ اس حالت سے روز گزرتے اور گزرتے  
رہتے ہیں لیکن غفل و غیور کے پیچھے ڈنڈے لے پھر تہہ میں  
آخر اس سہل سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے۔ اس حالت پر  
غور کرنا سمجھو۔ تب حقیقت یا ذات کا راز سمجھ میں آ  
جائے گا۔

اس میں دلیل اور حجت سند حوالہ، پرستے مشورہ کی  
چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بات سچی اور صاف ہے لگاؤ  
لیڈ کا نام و نشان نہیں۔ اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ اور  
کچھ نہیں ہے۔ کثرت کے ساتھ خاویج بینی، خاویج لپدی  
اور باہر نکلی پتا ہے،

باہر نکلی جاگرت اوستھا میں کثرت ہے یہ سفوف دکھ  
کی حالت ہے اندر نکلی سپن اوستھا ہے دونہ ہے دوپنا ہے  
یہ سوکشم دکھ سکھ کی حالت ہے ان دونوں کے پرے اندر کے  
اندر آتی اندر نکلی سوشیتی اوستھا میں وحدت یا ایک پنا ہے جل  
میں نہ دکھ ہے نہ سکھ ہے لیکن ایک ایسی کیفیت ہے جو  
سکھ سے زیادہ سکھ ہے اس حالت میں جیسا کہ اوپر ذکر ہو  
چکا ہے کہ دل، جسم، جسم کے اعضا، اور حواس کی معدومیت  
ہوتی ہے۔ اور دنیا کا کوئی ساز و سامان بھی ساتھ نہیں  
رہتا۔ یہاں سکھ ہی سکھ، فراہی قرار اور سکون ہی سکون ہے  
اور وہ نہایت دل خوش کن حالت ہے اس حالت سے  
نکلنے پر ہم سب لوگ کہنے کے عادی ہوتے ہیں آہا! کیسی  
سکھ کی حالت تھی اگر سکھ کی حالت نہ ہوتی تو کوئی ایسا نہ کہتا  
یہ سکھ کی حالت غمخاری اپنی ذات اور روپ اور اپنی ذاتیت  
روپنا اور اصلیت کی حالت ہے وہ کسی دل جسم جسم کے  
جملہ اعضا اور دنیاوی ساز و سامان کی محتاج نہیں ہے کیونکہ  
وہاں سکھ کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے اس حالت میں ہم  
اور ہم پنا درشتا اور درشتیا ایسے ایک ہو جاتے ہیں



کہیں ان کا اس حالت میں رہتے نہیں لگتا یعنی چتین (حقیقت کا عکس یا اہم یا جویا میں ہوں) جڑ (انتر کرن) دونوں کے اصلیت میں لے ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہوں، (ہوش ابھمان) معدوم ہو جاتا ہے اس حالت میں نہ اپنے آپ کی خبر رہتی ہے نہ کسی اور شے کی۔ اظہار (جو چتین کے مطابق) کی حالت میں ہی اپنے آپ کی خبر (میں ہوں) یا کسی اور شے کی خبر ہوتی ہے ہی وجہ ہے کہ اس حالت میں تڑپتی یعنی عالم علم معلوم کے نہ ہونے کی وجہ سے اس اتنی سکھ کا بھی اس وقت علم نہیں ہوتا اور کیوں ہو! اور جب عالم علم معلوم ہوں تب ہی تو علم یا لگن ہو گا۔ لیکن ان کی سہستی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اصلیت میں کیسی خبر اور کیسی بے خبری۔

وحدت کے طبقہ میں تو خوشی اور خوشی کا احساس رہتا ہے لیکن جب وحدت کے خیال میں وحدت کا خیال تک نہیں رہتا تو وہاں خوشی کا خیال بھی نہیں رہتا وہاں درشتی اور روشیہ راہم اور اہم پنا کا خیال کا خود اور معدوم ہو جاتا ہے۔ یہی دیداشت کا مزاج تھا ہے یہ راز معلوم ہو جائے تو پھر دکھ سکھ دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اصلیت کو سمجھنے کے لئے باہر نکھٹا اور اندر نکھٹا کے راز کو بخوبی جاننا چاہئے جو باہر ہے وہی اندر ہے یہ وہی جو اصلیت کے جاننے کے لئے دونوں پر حاوی ہونے کی ضرورت ہے۔ حقیقت نہ باہر ہے نہ اندر ہے اور اگر ہے تو دونوں میں ہے۔ باہر جڑ جگت ہے اندر چتین جگت ہے لیکن دونوں ہی پر یچ ہیں اور یہ روپ یا ذات کے سہارے ہیں جو انسان بالکل انتر لکھ ہے وہ بھی باہر لکھی ہے اصلیت سے ناواقف ہے مطلب محض یہ ہے کہ جو چتین دونوں کی سمجھ آ جائے اور اچھی طرح دلی نشین ہو جائے ذات ابن دونوں کے پرے سے جس میں نہ جڑ ہے نہ چتین ہے وہاں ابن دونوں کا خیال نک

نہیں رہتا۔ جیسے سورج میں نہ رات ہے نہ دن ہے اور وہ خود نسبتی حالتوں کی قید سے آزاد ہے یہ قید ہم خود سورج سے الگ ہو کر اس کی روشنی کی کمی بیشی کے فرضی خیال سے قائم کرتے ہیں۔ اس طرح ہم غلطی یا بھرم سے اپنے آپ کو ذات مطلق سے الگ مان کر اس سنسار کا نظارہ دیکھتے ہیں جس طرح سورج میں چلے جانے سے دن رات کے دوڑ سے نجات مل جاتی یا کسی طرح ذات کے وصال اور انصال سے اس پیرنج کا خیال خود بخود دور ہو جاتا ہے ویدانت اس سوشستی کی مثال کے ذریعے اپنے اشارہ اور ہدایت کی انگلی حقیقت اور اصلیت کی جانب کرتا ہے جو اس کی مراد ہے۔ ہم کی حالت ہی حقیقت ہے یعنی جڑ چتین کی قدرتی وحدت کا نام ہی حقیقت ہے جہاں اس بات (جو چتین) کا بھی خیال نہیں ہے اور نہیں رہتا۔ جو مطلق ذات ہے وہ پ ہے ادھار ہے جو سب میں ہے اور کسی میں بھی نہیں ہے جو سب میں ملی ہوئی اور سب سے جدا ہے جو کہا جاتا ہے اور نہیں کہا جاتا ہے جہاں کچھ کچھ خیال جاتا ہے اور نہیں جاتا۔ وہ کیا ہے وہ جانے ہوئے سے زیادہ جانا ہوا ہے وہ جانا نہیں جانا وہاں دل اور بانی کی رسائی نہیں ہے جس میں نہ حد ہے اور نہ ہی بے حدی ہے۔ حد جیج کا خیال تک نہیں ہے ہاں وہ حقیقت ہے! حقیقت ہے! حقیقت ہے!!! جڑ چتین دونوں نسبتی نگاہ سے کہے جاتے ہیں ایک کا استعمال دوسرے کو لاکر موجود کر دیتا ہے اور نہ کہیں جڑ ہے نہ چتین ہے دونوں خیالی، فرضی اور فکری ہیں اس جڑ چتین کے وہی پھندے میں پھیندنا اور بار بار اسی میں اکتے اور لگتے رہنا اور جھکتے رہنا نفل طلب اور بیہود ہے کوئی شے دو نہیں ہے جو ہے وہ ایک ہے اسی ایک کے اٹھٹان سے دو کا خیال ہوتا ہے ایک کو دل سے بھلا دو تو یکتائی اور دوئی دونوں جاتی رہتی ہیں جو ہے وہ محض ذات ہے اور کچھ نہیں۔







خدا کا تصور باز ہو۔ خیال کا پرند اس کے پر سے نہیں کٹے لے اپنے پر و بال کھل کر آسمان شروع کر دے گا۔ اس سلسلہ میں اس سے بہتر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ثبوت ہر انسان کے دل میں ہے اس کی کسی کتاب کے نوشتہ میں دیکھو نہ سناؤ کسی دانشمند کی رائے سے منسوب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کسی مندرجہ حوالہ کسی دلیل یا نیکی کا محتاج نہیں ہے۔

وہ ہے اس کی حقیقت کے ساتھ اس کے سہارے ہے وہ نہ ہوتا تو نہ ورے ہوتا اور نہ پرے ہوتا۔ جب تک انسان اپنے حقیقی روپ جہل درے پرے کا خیال تک نہیں رہتا قائم نہ ہوگا۔ تب تک یہ حالت دسے گی پر دسے گی اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔

سوشلٹی کی مثال حقیقت کو سمجھنے کی مرکزی یقینی اور ہی مثال ہے اسے خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ ایک دفعہ سمجھ میں نہ آئے دوبارہ سمجھنے کی کوشش کرونا کہ روحانیت کا یہ لطیف ترین مضمون خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور فہم مکر کا مزہ آئے۔ بعض اوقات ایک مرتبہ راز سمجھ میں نہیں آتا اس لئے آئے یہ تکرار بار بار سمجھنے کی ضرورت لگتی ہوتی ہے۔

سوشلٹی محض مثال ہی اور سوچنے سمجھنے کے لئے کافی ہے اسی طرح دیانت اپنا علم دے کر حقیقت کی طرف لے جاتا ہے جسے اگر حقیقت کہتے ہیں تو پھر خود بخود بغیر حقیقت کا سوال پیدا ہو جاوے گا لیجئے ہی اگر آئے بہت جیت آند کہتے ہیں تو امتیحت اچت انا اند کا سوال پیدا ہو جائے گا اس لئے ارشاد کو سمجھو اور بس۔

اس مثال کو خوب ذہن نشین کر لو تو اچھی دم کے دم میں اصلیت سچی بجانے ہی سمجھ میں آجائے۔ نہ سمجھو

تو پھر تصور کس کا ہے؟ وہی اور لگیسانی کو ہر جگہ دم اور اکیان کا بھوت سنا رہتا ہے جسے وہم نہیں اس کے لئے نہ کہیں بھوت ہے نہ بھوت کا پوت، نہ بھوت کا پوت کا پوت، جنہوں نے حقیقت کو ہمایان رکھا ہے وہ کیا سمجھیں گے، سنی سنائی باتوں پر نہ جاتے، سچائی کو سچائی کی نظر سے دیکھو۔

اس مثال کے اندر حقیقت کے راز کا وہ پتہ مخفی ہے جسے جوگی جتی، ہاتھ، عقلاً تلاش کر رہے ہیں اور جس کی دیانت نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔

جب انسان کی جیت دینی ویراگ اور ابھاس کے در لیے ہر طرح سروپ میں قائم ہو جاتی ہے تو پھر وہ اہل مہنتی ہے پہاڑ ہے ٹوہل جاسے وہ اپنی جگہ سے ہٹے والی نہیں ہوتی، پھر ایسے شخص کو کیا خطہ ہو سکتا ہے وہ جیون مکت حالت ہے جس میں پھر آداگون یا جنم مرن نہیں ہوتا اور بھی صداقت انفاذ میں یوں سمجھو کہ خیال کی تکمیل اور گیان کے ہو جانے سے محدودیت اور غیر محدودیت کا دم جو مجرم بن کر سنایا کرتا تھا ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتا ہے اس کا نام ممکن ہے محدودیت کی خیالی زنجیروں کی کرطوبوں کے شکست ہونے کا نام اصل ممکن ہے اس کے سوا ممکن اور کچھ نہیں ہے۔ اصل اصل ہو گیا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی۔ اصل سے نقل کلاہم جاتا رہا۔

جن شخص نے عمل و شغل کرم اپنا سنا کر لیا ہے جاسے اس جنم میں چاہے پہلے جنم میں اور ان مرحلوں سے گزر چکا ہے وہی شخص اصلیت کو انوکھو کرنے کی قابلیت رکھتا ہے جس نے ابھی تک عمل و شغل کے مرحلے طے نہیں کیے وہ اس حقیقت کا ساکت نہ کر سکیں گے کیونکہ حقیقت کے ساکت کے لئے لازمی ہے کہ

انسان کا دل صاف اور شفاف ہو۔  
نشدنشاہ۔ بھگوان! آپ کا شکریہ! آپ نے کمال چرائی



سے دیانت جیسے مشکل اور قیاس کے سبب نہ ہادہ اور  
زبردست فلسفہ کو کسی طرح آسان سہل اور فہم اور دلچسپ  
بن کر دکھا دیا ہے جو دقیق باتیں اب تک سمجھ میں نہ آتی تھیں  
آپ نے نہایت سہل پرانے میں کھول کھول کر صاف واضح  
کر دی ہیں حقیقت میں سچے سادھوں کا وجود دنیا میں  
غیبت ہے۔

شکھ دیوین دکھ کو ہر دہ کرین اپرا دھ  
کہیں کبیرہ کب بلیں پریم سہی سادھ  
سادھو سادھو سے مراد جیکھ متکوں سے نہیں ہے  
جو دیراگ ابھیاں کرے وہ سادھو ہے اور تم گرمستی رہ  
کر سادھو ہو سکتے ہو۔

پریم بھاءیک چاہئے، بھیس انیک بنائے  
چاہے گھر میں باس کر چاہے بن میں جائے  
(رکیر صاحب)

جو کچھ اور کہا گیا ہے وہ محض تمہاری نگاہ کو ادبنا کرنے  
کی نیت سے کہا گیا ہے ورنہ آتما میں بات چیت بھی نہیں  
ہو سکتی وصف کا قائم کرنا تو ایک طرف رہا۔ بات چیت محض  
بھرمٹنے کی غرض سے کہی گئی ہے۔ تاکہ تم من کے ستھان سے  
دندا اپنے اٹھو اور جب حالت آجائے گی پھر کہنے سکنے  
کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔

شہنشاہ! واہ مہاراج آپ کی مہربانی سے گیان آنکھ کھل  
گئی اپنے اصلی روپ کو جان لیا اور گیان حاصل ہو گیا من مان  
گیا واہ جی واہ!! یہی سچے سادھوں کا وصف ہے۔ میں  
تسے آپ کا لافانی کلام سن گیا ہے اب میں بے نقص ہمارا  
پرستو رکروں گا۔ اور جی میری برتی ہر طرح سے اٹل ہو جائے  
گی۔ یہاں اٹل جائے تو اٹل جائے وہ اپنے سر روپ سے ہٹنے والی  
نہیں ہوگی اور پھر جب محویت کی جانب بھی توجہ نہ دے گی تو  
میں سمجھوں گا کہ میں نے منزل مراد دید کے انت دیانت کو  
حاصل کر لیا ہے۔ آپ دھنید ہیں۔

سادھو شہنشاہ کو گیان امرت پلا کر ایک طرف چل

دیئے شہنشاہ وہیں جگہ میں اپنے پنج سروپ کے مسل  
احساس کے ذریعے آندھنی استھان کا امرت پتیا رہا جیسے  
جہنمک شہد کی کھنکھچوں سے باہر رہ کر ان کے اندر کے  
شہد کا مفر حاصل نہیں کرتی وہ ادھر ادھر مختلف پھولوں کے  
آبیر ہی ادھر منڈلاتی اور جھنجھٹا کرتی ہے اور جب پھولوں  
کے اندر مٹھ جاتی ہے تو عین خاموشی میں امرت چکھا کرتی  
ہے ایسے ہی شہنشاہ گیان دوشی سے بیرونی عقائد و اصول  
وغیرہ کی کھٹ پٹ کو چھوڑ کر اپنے حقیقی سروپ کے احساس  
میں سدا مست اور سرور رہنے لگا۔

کچھ عرصہ جنگل میں ابھیاں کر کے شہنشاہ نے اپنی  
راجدھانی میں بیچ کر جگہ شاہی کاروبار اپنے ہاتھ میں لے لیا  
اور راجہ جنگ کی مانند ترغیبات و نیل کے عین درمیان رہتے  
ہوئے باقی زندگی جیون مکت حالت میں بسر کی۔

کسی مہاتما نے یہ سچ کہا ہے کہ آتم گیان سے ہی جیتے  
جی آتما کے یہاں آندھ کی کچھ بھونگ نصیب ہوتا ہے۔ جس کے  
بغیر زندگی بے معنی اور غم والی ایک لمبی داستان ہوتی ہے  
جو ہمیں اس زندگی کے ہیں وہی ہیں زندہ دل  
جان ان کی زندگی رورج رواں ہے زندگی  
مردہ دل ہیں بے خبر اس زندگی کے راز سے  
وہ سمجھتے ہیں فقط یہ جسم و جان ہے زندگی  
خاک جیسے مردہ دل ہیں موت کہو زندہ نہیں  
زندہ وہ ہیں جن کے دل پر حکمراں ہے زندگی  
گذریں دن مردہ دیوں کے جسم و جان کے فطریں  
اس لئے ہی ان کی نیم جہاں ہے زندگی  
(اوم شانتی)

امرت سرور خورد۔ پہلا ایڈیشن

قیمت دو روپیہ

رعانی - ۱۹۸۱

دفتر سارا اوم اجیری ٹیکٹ دہلی سونو گاہیں



# سی حرفی

از مہاتما رنجیت رام جی

ا۔ ایسے آپ دی سار ہوئی مست چیت آئند سروپ ہاں میں  
بر رنگ دیو جی ہے رنگ میرا سرب بدیہ اصل سروپ پائیں  
بھل آپ نفس میں سیاں جو دنیا چھوڑو پٹن ہو کر آپ میں  
دل و رام دی ہر رنجیت راہاں بھیا سدا جو سدا سروپ ہاں میں

ب۔ باجھ گیان دی روشنی ہے جو سے تر گیان جو دور ناہیں  
جدول گیان گیان نوں دور کیتا دیا نور دیاں لہ نور میں  
کوڑی دیہر دی تنہا من بیٹھا ہوا مجھ تھیں برکت حضور میں  
دینا ناخو دیال نوں رام رلدو کینہ واس رنجیت بھر پور میں

ت۔ ترک کیتا راہ دولی والا اسان اکیوتا راہ پایا  
پہنچے بار سے تھماں مکان آتے برقعہ دولی دا این اٹھایا  
ضووت اپنے آپدی نظر آئی بھر غیر و اخو چکایا  
آ۔ مدھوئے انت رنجیت راہاں نظر اپنا آپ ہی پایا

ث۔ ثباتی ہے نال چرن پوڑے گوراں اک ہی اک بتایا  
بھرم دولی داسی جہڑا ہے چکا دل و رام نے خوب بتایا  
ایسے بھرم دے واسطے بھال تھکے اوک پوڑے باروں پایا  
لکھ دار خرابان رنجیت راہاں جنہاں اپنا آپ دکھایا

ج۔ جہند جہان دی میں آپے چر سرب جہان دکھنا ہاں  
کتنے سنت گوراں دی دیہر دھار مچھا بھیرا آپ کیل دنا ہاں  
کتنے کھور گیان لے دیج تھکے تیرگیان دا کنا ہاں  
تانی شریا دی پھا ہی رنجیت راہاں کتنے دور دوراں ناہاں

ح۔ حرم ہوا سب دور کیتے بھید سخن اقرب الایا  
سروں پرے مکان سی بار والایا بار چھ آپ کوایا  
کھنڈا پوڑا کھیدی ہے کچھ والا دھول اپنا آپ دنا ہاں  
ہوئے آپ ہی آپ رنجیت راہاں مرشد فقر و بھید بتایا

خ۔ خاص تے عام سب روپ تر اھل آپ نوں جیو کھاناں  
نہیں بھالدا بھالنے ہار تاں میں تیرتہ جازا نوں دھواں  
آپے بھرمے جال نوں بنا بھیل پاپنا آپ بھینداں  
نہیں دورا کوئی رنجیت راہاں کینہ سے بھلے تے چت لاناں

د۔ دولی ہے دکھ تھیں نگہ ہو کے سرنی تنگواں دی جد دھایا  
نفسا سدا بھین سدا سروپ ہوئے اپو کم تنگ جہڑاں کینا  
نشدل پوریاں ہے باجھ صدق ناہیں بھاویں تھیں کھاشاں کینا  
ہاں مہر رنجیت ہے صبر ناہیں جان سسوی جنہاں اتھال کینا

ذ۔ ذات صفات نہ رہی ساڑی جام مشقہ نے مجھو کیتا  
کرم دھرم تے بھرم نوں جھڈ بیٹھے تن لاج مینی اسان دور کیتا  
پر وہ دولی گیان دا پڑے بیٹھے باطن اپنے نوں لورو دور کیتا  
ہوئی اپنی سار رنجیت راہاں جیو ایش ہے بھرم نوں چور کیتا

ر۔ رنج تے راجھال مصل گیاں برقعہ دولی دایا اٹھایا  
لوں جنگلاں لے دیج بھال تھکے اسان اندرون لوں پایا  
رہن آپ ہی بار سروپ ہوئے بھید بار والاجہ دل پایا  
کیتی گھال نہ جال رنجیت راہاں سنت گور سکھ راہ بتایا



ذہر ہیا راض عشق والا عاشق ہنس ہنس کے پوچھنے سے پہلے اپنا آپ فناہ کر دئے پھول نال آنڈے تھوڑے سے سدا ذات حیات ہے عاشق ہی کہے یادی طرف جو پھونکے لہندے خوف امید رنجیت راماں جہڑے تو پیراٹے پوچھنے سے

س سمجھیا غور دیناں یار و میں ہی کاف تے نوں پکارا یاسی رجنے جگت دی سی بدول ہوئی اچھیا ایک ہنگ ہوشا مقاربا لیکے ملن مہکار نوں جو بنیا نشٹ اپنا آپ میں مارا یاسی ہو یا بھرم داناں رنجیت راماں بدول اپنا آپ و جاہریا سی

نش شہر فیزی دے وچ ڈیرا یار و نال آنڈے دے لایاے اسال دوئی دواتا دے ورتے سچے ست گوارا راہ بنایاے مہن ایکٹا دے وچ لین ہوئے جھیا ایکٹا داجدوں پایاے مست پاک دیرا رنجیت راماں سوئے یا نہ سکھ دکھایاے

مں صبر سنتو کہ نام آوے سرنی عارفاں دی جدوں جائے جی نرگ سرگ سارے بن پاپ آدوں مل بھگے جھوٹا ہے جی برن آشرم تے تنے لاج تاں مٹی تے تے توں خوب مٹی ہے جی ایسے رنگ میں ہو رنجیت راماں تدوں ہنگ برہم کہیے جی

مں - صانع گئی کل عمر تیری دتو اپنا آپ بھلا یارا تیری ذات ہی ذات خدائی دی لے لوں دلی دا بھرم ویا را تینے کال تو رنگ جل روپ ہو یا وچوں نام نے روپ کھایا مست آپ میں آپ رنجیت راماں دلی ذات اصفات و بجا یارا

ظ طور محبوب و انظر آیا کچھ و ہندیاں سار بجاں ہوئے سند روپ انوپ ہی گنگ مٹی سروں دکھانے دے وچ جانی ہے مہی مذہب نہ دین دی ہا کوئی سچے بھرم وکھوت پامال ہے ٹھہرا دگ تے سوگ رنجیت راماں جدوں مہرتی گور دیاں ہو

ظ - بجا ہر ذات خدائی ہے ویر جگتاں دے کہوں بھانپا میں الٹ اپنا آپ بچان کھال توں کہوں دکھ تھوڑے جانیں وچ کے مسیے دے رت ناہیں یونی یونی کھال کھانڈا رہی کھیل اچھرج رنجیت راماں ناہیں اپنا آپ سمجھانا نہیں

ع عشق سلطان مقام کینا ڈیرا ہوش دا چا اٹھیا سوسو ذات مذہب تے بھیکھ تن مفسداں توں جلا وطن دا حکم پایا باطن غیر آو دقتیں صاف کے حکم اپنا خوب جلا یاسو مددے عشق دے جاں رنجیت راماں تاناں یار پرنکھ دکھایا

ع غیر تے خویش دی جانا میں جہڑ دیکھیا نور محبوب داجی ناسوت جبروت ملکوت اندر ذکر ستور لاہوت مطلوب داجی آفتاب مہتاب زمین تارے ہر شے ظہور محبوب داجی حرف دوئی دا دور رنجیت راماں پایاں میں یار غویا داجی

م مست الست دے بیٹھ بنال شوق پریم دے کارنا میں غرق وچ دریا غفران ہوئے رہی دو جہاں دی سارا میں لٹھا جی بہشت بیکھٹ والا جدوں سہی کیتا سچے یارنا میں مورا کھ آپ توں کھل رنجیت راماں بھال جگتاں لویج یارنا میں

ن نقد سیرا بہ عمر والا جاہل مفت دے وچ و بجا بیٹھ قاضی تشریع تشریف دے کرن مٹے پڈت ہرم دا چا دنا چاے حرف عین دیکے نہ سہی کیتا وقت غنیمت دے وچ گنوا بیٹھ پایا اپنا آپ رنجیت راماں رلد ورام دی سرن جواب بیٹھ

و واسطے پائیے سنگوراں دے آکھال مجھ دا دیکھ احوال مست گور دکھ سول فراق ملول کیتا ساعت گزری سال مثل سنگور دسوا اپنا آپ سروپ مینوں ہوا وں دیکھ نہال نہال سنگور دیکھ شدھ سروپ خوشحال مہیا کیتی مہر رنجیت دے حال سنگور



۴ ہوش میری فراموش ہوئی جدو جہد عشق نے ہوش فراموش کیا  
رت پال سنگھ میرے دیال ہوئے پھر میرے ہوش فراموش کیا  
گورو اپنے آب دی شکل دسی مست حال بھال ہوش فراموش کیا  
دھڑھاپا آپ رنجیت رامال دنیا دین تائیں فراموش کیا

۴ آب آئندہ سوپ ہوئے جلوہ نور محبوبہ نظر آیا  
نکلتے جھال دے جھال سے یازا پس اور کھانے توں یار پایا  
اندو باہر سر رنگ ہر طرف اندو برو لاسکان نے خوب لایا  
مہلی مہر رنجیت دی سمجھ آئی جہاں نال محبوب سے پیار پایا

سی

۴ لکھنؤ کر کر برساں بھاویں جنگلاں وچ گزار دیئے  
ونے رات وچ نیند لی وہیاں کر کے گھر بار تمام دسار دیئے  
یکے گوری جگت نوں سے دھوکا گورو جہاں نوں تار دیئے  
باجھ مہر رنجیت نہ لے رستہ بھاویں لپٹے آپ نوں مار دیئے

یار محبوبہ دا جمید پایا جنہاں مست گوزاں داد وار اہلیا  
اوسے راہ دیوچ فنا ہوئے مرشد راہ جینا حکم کھلیا  
سی من رضا محبوب والی سرتے بنی توں خوشی اٹھیا  
مدقول مہر رنجیت غنیں پار پیرا ہوا سہ سوپ دہلیا

م

# ایشیا کا بہترین سفید بالوں کو سیاہ کرنے والا



— سول ایپلٹ —  
ایم - ایم - کیمیا وائی -  
دلتاد احمدی

۲۵



شری سخی چند جی  
دھیر بھیر سیر

# لوگ ستر

## گوروتنا

پرنام ہو بنگالی بابا تجھ کو صد پرنام ہو۔ پرنام ہو  
صد آفریں اس مکان کے جہاں تم پیدا ہوئے  
صد آفریں اس گرام کے شہر کے اور دیش کے  
چھ درختوں کو درشایا تو نے ایک ہی زینے کے قدم  
گو تم کنا دھبہ نہ کیوں۔ ساتھ کیل اور پانچل منی  
شکر نے چھوڑا جس کام کو تھا تو نے مکمل کر دیا  
سادھن برہم گیان کا ہے یوگ ادھیا تم کرم بس  
پرنام ہو پرنام بابا تجھے میرا ص۔ پرنام ہو  
خام ہے یہ دنیا ساری درکان اتیت وانا گتم  
انجان ہوں اکتیہ ہوں لاکسم سادھن ہین ہوں

صد آفریں اس جاکے بابا جہاں تیرا قسیم ہو  
صد آفریں اس کل کے جس کا کہ تم پرنام ہو  
بھارت کے سبوت ہو۔ کل عالم میں تیرا نام ہو  
اتو کو دستوتو میں ملانا۔ بس تیرا ہی ایک کام ہو  
مطلوب تھا لیجانا جہاں ویاس کا اوج دھام ہو  
ویاس کے ادوش کا شہدہ اس کا پرنام ہو  
سمادھان کر دیا خواہ جھکتی۔ گیان نشکام ہو  
عاجز ہوں جاہل ہوں خواہاں کہ تشکا میرا خام ہو  
ایسا بس سکھلایا تو نے دھبہ ہو۔ پرنام ہو  
چندیں کلمہ صدائے دل لکھتے در قدیم تو مقام ہو  
دھیر

سانکھ اور یوگ دیا کے بارے میں شریک بھاگوت کا اپدیش ۱۱ سکندھ ۲۰ ادھیائے

सांख्येन सर्व भावानां प्रति लोमानु लोमतः । भवाप्यथावनुद्ययायेन्मनो यावत्  
प्रसीदति ॥ २१ ॥ निर्विणस्य विरक्तस्य पुरुषस्योक्तं वेदिनः । मनस्त्यजति  
दौरात्म्यं चिन्तितस्यानु चिन्तया ॥ २३ ॥ यमादिभिर्योगपथैरात्वीक्षिकया  
च विद्या । ममार्चापासनाभिर्वा नान्यैर्योग्यं स्मरेन्मनः ॥ २४ ॥

ترجمہ :- سانکھ شاستر میں پر کرتی سے لے کر شری پرینت سرشتی کا جو کرم  
امد جس کرم سے شری رادی کا پر کرتی میں نے بتلایا گیا ہے اس پر کار لے چنتن کرنا چاہئے۔ یہ کرم تب تک جاری رکھنا چاہئے جب تک  
من ثابت نہ سمجھتا ہو جائے۔ شلوک ۲۲۔

جو پریش سندھ سے دیرکت ہو گیا ہے اور جسے سندھ کے پلار تھوں میں دکھ بڑھی ہو گئی ہے وہ اپنے گور و جنوں کے پیش کو

ر نوٹ: کھٹ دوشن ۱۱۱ جینی ممان دہرم منور ۱۱۱ گوتم۔ نامے درشن کے رہی کنا۔ و ششک درشن کے رہی کنا۔ ر ایک شاستر کو



بھلی بھانتی سمجھ کر بار بار اپنے سر وپ کے چینٹن میں محو رہتا ہے۔ اس ابھیاس سے جلد ہی اس کا من اپنی وہ چنچلتا جوانانیتا  
شیر آدی میں آتم دھمی کرنے سے ہوتی ہے۔ چھوڑ دیتا ہے۔ شلوک ۲۲

یکم، نیم، آم، برابا، برتیا، دھارنا، دھیان، سادھی وغیرہ لوگ بارگوں (سادھنوں) سے دست و تنو، کا  
نکشی پرکشی کرنے والی آتم دھما سے اور میری پرستار (مردنی) کی پاسنا سے۔ یعنی کرم لوگ، گیان لوگ اور بھکتی لوگ یعنی  
(سمگر کرم، بدھ کرم، یادھی، ادھیاتم کرم، دوارا، امن پرمانی کا چینٹن کرتے لگتا ہے اور کوئی آپاٹے نہیں ہے۔ شلوک ۲۲/۱  
مسو جین:۔ لوگ دشمن کے دیاس بھاشیہ کا ارد ترجمہ شری بنگالی بابا کے ہندی اور انگریزی انباو کا سہارا لے کر کیا جاتا ہے  
مزید بھی سوچت رہے کہ یہ ترجمہ ان کی کراپ سے ان سے صحیح اور تصدیق بھی کرایا گیا تھا، شری بنگالی بابا ایک اوج کوٹی کے انوبھی  
عملی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ابھیاس انوبھو دوارا اس بھاشیہ کے دقیق مسئلوں کو حل کر کے عوام ان اس کے لایچہ کے لئے طریقہ  
کی ہے۔

۱۔ ترتیب میں پہلے لوگ سوتر لکھے گئے ہیں اور ان کا ہندی ترجمہ نیچے عین دہی دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد میں دیاس بھاشیہ  
کا ترجمہ بموجب بنگالی ہندی بنگالی بابا دیا گیا ہے۔ دیاس بھاشیہ کا ترجمہ کسی بریکٹ کے اندر نہیں ہوگا۔

۲۔ شری بنگالی بابا نے دیاس بھاشیہ کے الفاظ یا جملوں پر اپنی رائے نہی یا تبصرہ کیا ہے وہ بریکٹ کے اندر دیا گیا ہے جس  
کے شروع میں صرف B-B لکھ دئے گئے ہیں جس کا مطلب بنگالی بابا کا نوٹ ہے۔

۳۔ جہاں کہیں مزید تشریح الگ بریکٹ کے اندر درج کی گئی ہے وہ مترجم اردو کی جانب سے ادم کے پریسوں کے ذہن نشین کرنے  
کی غرض سے ایذا کی گئی ہے۔ اس میں جو بھی نقشہ جات چتر اور جا بجا اختصار سوتر یا مفہوم سوتر

بیاں کردہ دئے گئے ہیں وہ ایذا کی تصور کی جائے۔ محض مصنف کو آسان بنانے کی خاطر ایسا کیا ہے کیونکہ موجودہ زمانے کے تعلیم  
یافتہ لوگ اس مصنف کو نہایت ہی سخت اور ناقابل گرفت عقل تصور کرتے ہیں۔ اس ایذا کی تشریح میں مترجم نے کئی جہاں پرشوں  
اور دواؤں کے لیکھوں کا سہارا لیا ہے۔

۴۔ کہیں کہیں ہندی الفاظ کی ترجمانی علیحدہ کر دی گئی ہے۔ تاہم اہلی لوگ سوتر کے بھاشیہ اور ہندی ٹیکا کا مطالعہ کرنے میں  
سہولیت بہم پہنچ سکے۔ ہندی کے مشکل الفاظ اور جملوں کو خطوں (دیکھو) سے نمودار کر دیا گیا ہے۔

ॐ मो मगवते वासुदेवाय ॥

پہلا ادھیائے سما دھی یاد

प्रथम योगानुशासनम् ॥ १ ॥

ترجمہ:۔ اب یہ لوگ کا اتم آپدیش ہے۔ سوتر (۱)

प्रथम "اب" شبد کا استعمال (اس سوتر کے شروع میں) کیا گیا ہے جو تکرار کرتا ہے کہ لوگ دویا کا لایچہ اس موقع پر  
اٹھایا جائے گا

B.B. فٹ نوٹ (۱) یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ لوگ شبد باہر کرم کے آغاز سے لے کر سادھی پرگی کے خاتمہ تک تمام کرم بھوگی کو  
مطلوع کرتا ہے، بھوگ کی تکمیل کی خاطر لوگ سوتر کے پہلے کا گرنتھ دہرم سوتر ہے۔ لہذا اس سوتر میں "اتھ" "اب" شبد کا  
استعمال ادھیاتم کرم کا آخر لینے کی یوگیتا دکھانے کی غرض سے ہی ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں (یہ کہہ سکتے ہیں) کہ دہرم  
سوتر وہنت فرائض کی تکمیل یعنی بھوگ کی تکمیل ہی چیت کو مکتی (نجات) کی غرض سے سادھی کی طرف جانے کے قابل بناتی ہے۔



"یوگ کے انتم ادیش" (ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ یوگ دنیا کا پہلا حصہ (پہلے نمبر) حال ہی میں جا چکا ہے۔  
 B-B ڈنٹ نوٹ ۱۹ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جھگوان یا پتھل یوگ کے کرتا نہیں ہیں۔ اسے سرشتی کرتا نہ بتایا ہے۔ پتھل  
 جھگوان نے اسے محض کرم بدھ بدھی میں ہی سپنٹ کیا ہے۔ (۱) یوگ (۲) کا آخری نتیجہ (۳) سماجی ہے۔ یہ جیت کا وہ دہرم ہے جو  
 اس کی تمام بھومیوں میں دھرموں میں سما یا ہوا ہے (۴) B-B ڈنٹ نوٹ (۱) (۲) (۳) یہ یوگ کے پادشاہی وصف کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ  
 دہرم جیت کی تمام بھومیوں میں داخل ہونے کی طاقت رکھتا ہے جیسے راجہ اپنی ریاست میں تمام جگہ جا سکتا ہے لیکن عام آدمی  
 بادشاہ کے محل میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے ایک اگر جیت نیچے کی سہ منزلوں میں گھوم سکتا ہے؟

(۱) کمبشت چنچل (۲) موٹر (پہوش) (۳) ایکہشت (دو لاکھ سال) (۴) ایک کر۔ اور ۱۵ زردھ۔ یہ پانچ جیت کی بھومیاں  
 ہیں۔ B-B ڈنٹ نوٹ (۱) کمری میند یعنی موٹر چھا وغیرہ میں جیت کی حالت دوسری بھومی ہے جہاں تھپان کا ابھاء  
 ہوتا ہے (۲) کسی خاص دلیل میں مشغول جیت کو کمبشت کہا جاتا ہے۔ یہ کامیابی اور ناکامیابی کے دونوں میں ڈالوں  
 ڈول رہتا ہے اور کام کرتا ہے جیسے حساب دان اور سائنسدان وغیرہ کا جیت ایک اگر نہیں ہوتا۔ ایسے جیت کو کمبشت کہتے ہیں  
 اس کمبشت جیت میں (۱) جیت کی برقی (۲) گن اور (۳) ایک خاص دلیل میں مشغول ہونے کے حامل یوگ کے زمرے  
 میں نہیں آتی۔ بلکہ ایک اگر جیت میں جیت کی برقی سماجی (۴) نتیجہ (۵) کو پرکاشت کرتی ہے B-B ڈنٹ نوٹ (۱) اس سے یہ مطلب  
 ہے کہ پہلی دو بھومیاں تیسری بھومی کے اندر ہیں (۶) کلیشوں کو مارتی ہے۔ کرم بدھن کو ڈھیلار کرتی ہے اور زردھ کو پیدا کر نیوالی ہے  
 اسی کو ہم اسم پرگیت زردھ موکھی برقی کے ہمارا سماجی کہا جاتا ہے، مزید یہ ترک (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)  
 اور (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰)  
 موکھی برقی کے پار) سماجی سب بڑیوں کے خاتمہ (زردھ) ہونے پر آتی ہے۔

### خط دار مشکل الفاظ کا مفہوم :-

- (۱) یوگ و دنیا کا ابھاء :- یہ یوگ کی سائنس کا مطالعہ
- (۲) یوگ سوتر کے پہلے گرتھ دہرم سوتر :- سنگھ کرم (۱) یوگ میں دہرم سوتر پور دھیماسا (جینی ہرشی) کا تصنیف کردہ) کی تکمیل کرنی چاہیے  
 لازمی ہے تب ہی تو یوگ سوتر کے ادیش کا ادھیکار پاتا ہوتا ہے
- (۳) ادھیاتم کرم کا قرآنینہ کی یوگیتا :- یوگ سوتر کی تقسیم ادھیاتم کرم ہے اس تعلیم کو حاصل کرنے کے لئے یوگیت یعنی  
*Intensification of preliminary qualification* کی ضرورت ہے۔ لہذا یہ ادھیاتم کرم چاری جگیا سو کی قابلیت  
 ظاہر کرتا ہے۔ (دیکھو دیباچہ نمبر ۱)
- (۴) دھرم سوتر و ہست کرقرہ :- دہرم سوتر یعنی سوتری آدمی میں بیان کردہ فرائض جن کی تکمیل اور تعمیل قبل از ادیش یوگ و دنیا لازمی ہے
- (۵) کرم بدھ بدھی :- ترتیب دار یعنی مسلسل طور پر مرتب (۱) *Codification* جیسا کہ تیزات ہندیا (۲) دیگر کتب قوانین (۳)  
 گیان کا ابھاء :- علم کی حدود میں یعنی سوتے والے کو کرم قسم کا گیان (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰)
- (۶) خاص دلیل میں نیکت :- پیشینگی یعنی جب جیت کسی خاص و شیر یا مضمون کو پرکھ کر اس میں مشغول ہو جیسے حساب کے  
 پروفسر یا سائنس کے لیسر سکا لری جیت کی صورت ہوتی ہے۔
- (۷) سماجی کو پرکاشت کرتی ہے :- سماجی شبد نتیجہ تو یعنی حقیقت ادبی کو ظاہر کرتا ہے ایک اگر جیت یوگ کی ادستھا،







رو دھادی گن (Rudhadi Gana) دھاتو سے سجوگ " اس طرح لے گئے ہیں۔ لوگ شبہ سمادھی یج دھاتو سے چن پرتیاہو کر بنا ہے لہذا اس کا ارتھ: **योग: سماधि**۔ ہوا لہذا سمادھی "کو نیا سے ویشیشک کے آچار یہ یوں بیان کرتے ہیں۔

**योग: سماधि: سद्धिविध: सम्प्रज्ञातोऽ सम्प्रज्ञातश्च सम्प्रज्ञातो धारकेण प्रयत्नेन क्वचिदात्म प्रदेशे वशीकृतस्य मनसः तत्त्वबभूत्सा वि-  
ष्टेनात्मना संयोगः ॥** **प्रसा-प्रज्ञातश्च वशी कृतस्य मनसो निरभि-सन्धि-  
निर-युत्याना-क्वचिदात्म-प्रदेशे संयोगः ॥**

ترجمہ: لوگ سمادھی ہے۔ جو دو قسم کی ہے۔ سم پرگیات اور اسم پرگیات جس ویشہ میں تو مزید کی خواہش ہو اس کے اندر یہ (یعنی اندریوں کی طاقت سے باہر) ہونے پر چھپتا تو دور کرنے والے تردد کے ذریعہ قابو کرو من کا اس خواہش سے مل کر (یکت) اپنے آتما کے ساتھ کسی ایک انسان میں سجوگ بننا سم پرگیات سمادھی ہے (یعنی من کا انشی سجوگ سم پرگیات سمادھی ہے اور اسی کا بیشیش روپ سے من کا سجوگ اسم پرگیات سمادھی ہے) یہ **سंयोग: मनः** ابھیوتھان اور دیوتھان کے ابھاو کے کارن ابھی سندھی سمبندھ **प्रमिसन्धि सम्बन्ध** سے رمت اور اپنے کسی آتم پر ویش میں اتن ہونا ہے لہذا رو دھادی گن **युज** دھاتو سے بنا ہوا **योग** شبد "سمادھی بودھک" یعنی سمادھی کے معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ نیائے والوں کے مدت میں **युजिर योगे** یہ رو دھادی گن دھاتو "یوگ پرکش" ورن میں صاف طور سے لیا گیا ہے "یوگ پرکش" دو قسم کا ہوتا ہے، اول یجنان **युजान** اور دوسرا یکت **युक्त** یجنان شبد **युज समाधि** اس **युज** دھاتو سے نہیں نکل سکتا اس سے تو **युज्यमान** "یجنان" لفظ نکلے گا۔ لہذا پاتنجل یوگ ویش میں ویاس بھاشہ میں **युजिर योगे** رو دھادی گن نہیں لگتا اور نہ ہی **युज समाधि** یجنان شبد **युज** دھاتو ہی لگتا ہے جدیداً ذکر ہو چکا ہے۔

(۵) **संयमन** سنن "ارتھ والی جو راوی گن **युज** دھاتو کا سمبندھ بھی: **वशी कृतस्य मनसः (قابوہ من)** (جس کا ذکر نیماک الوں کے شلوک مذکورہ بالا میں آیا ہے) اس جز کے ذریعہ عائد ہوتا ہے۔ من کو قابو میں کرنا ہی من کا **संयमन** ہے۔ پاتنجل ورن میں بھی سمادھی میں **संयमन** کے بیشیش سمبندھ کی سوچنا ہے: "संयमन त्रयमेकत्र संयमः" کہتا ہے اس طرز سے یتا بت ہوتا ہے کہ اس سمبندھ مفہوم والا (تری بردھ) **विविध** دھاتو ہی "لوگ" شبد کے قول میں قائم ہو سکتا ہے۔ جہاں عام فہم معنوں سے کام چل سکے وہاں گہرے مفہوم کی کھوج کرنا بیحد ہوتی ہے مگر یہاں عام فہم معنوں سے کام نہیں چل سکتا۔ جدیداً کہ قانون اور سائنس کی کتابوں میں عام فہم معنوں سے کام نہیں لیا جاتا ہے اور کہیں کسی حوالہ فیصلہ پریم کو رٹ سے لینے پڑتے ہیں اور کہیں آدین کلارز ایکٹ کے تابع مفہوم لینا پڑتا ہے اور کہیں اسی قانون کے اندر الفاظ کی تریف اور معنی مقرر کر دیے گئے ہیں لہذا پاتنجل یوگ ورن بھی قانون روحانی سائنس ہے اس کے مفہوم عوام کے مفہولت معنی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دیگر تعلیمات (جوٹش، یوگ، یا جی) کے مفہوم لے جاسکتے ہیں بلکہ دیگر مفہوم لفظ یوگ (योग) پر کچھ ایسا بطالعظا ہر کرنا چاہتے ہیں تاکہ ناظرین "اوم" اس سے متعبد ہو سکیں۔ ایک زمانہ تھا جب سنکرت زبان بولی جاتی تھی گرتھ "مرکوٹش" میں یوگ "کے رارتھ تحریر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے **योग: सन्नहनोपायध्यान सङ्गति यक्तिषु** لوگ شبد پانچ طرح کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا ۱) **सन्नहन** یعنی ہتھیار بند ہونا **योग: यौगो** یعنی **Be yam eol**







لہذا اس سوتر کا "اب لوگ (شاہنشاہ) کا آتم اپیش ہے" درست اور بالکل صحیح مفہوم ہے اب ایک سوال پرسنگ ورتن یہاں اٹھتا ہے لوگ سوتر (یا بھل سوتر) کتنا پرانا ہے، کھٹ ورتنوں میں کون ورتن سب سے پرانے ہے؟ اس کا اپیش کس سے چلا؟ لوگ شاستر کی پراچینا شوتیا شوتر اپیش کے مطالعہ سے ہی پرسدھ ہے اس کو اگر وید رجت لوگ ورتن کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا بحوالہ چٹا ادھیان شوتر ۱۵/۱۶

नित्यो नित्यानां चेतनश्चेतनानामेको बहूनां यो विदधाति कामान् ।  
तत्कारणं सांख्य योगाधिगम्यं ज्ञात्वा देवं मुच्यते सर्व पापैः ॥ १३ ॥ श्वे. ६/१३

(ترجمہ - جو نیتوں میں نیت، چیتوں میں چیت، اور ایک ہی ہتوں کو بھوک پران کرتا ہے۔ سنا کھ لوگ دوارا جانے لوگ اس مردگان کو جان کر (پریش) تمام قیدوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔)

स विश्वकृद्भिर्बुध विदात्म योनि तैः कालकारे गूणी सर्व विद्यः ।  
प्रधानक्षेत्ररूपतिगुणेषः स पृष्ठारमोक्षस्थिति बन्धहेतुः ॥ १६ ॥  
श्वे. ६/१६

(ترجمہ - وہ شوتیا کا کرتا، شوتیا، آتم یونی (سو بھوک) گیا، کال کا پریرک، گئی اور سمیون دیاؤں کا آشر ہے اور وہی پردھان اور پریش کا ادھیکش گنوں کا نیا کم اور سندار کے مکھش، سختی اور بندھن کا ہینو ہے) بحوالہ ادھیان کمال شوتیا سوتر

ते ध्यान योगानुगता प्रपश्यन् देवात्म शक्ति स्वगुणैर्निगूढाम ।  
यः कारणाणि निखिलानि तानि कालात्म युक्तान्यधितिष्ठत्येकः ॥ (۳)

(ترجمہ - انہوں نے دھیان لوگ کا انودرتن کر اپنے گنوں سے اچھاوت پرانما کی شکتی کا ساکت تکار کیا۔ جلا پرانما، کو اکیلیہ کال سے لیکر آتما پرغیت سمت کاروں کے ادھیان میں) شروتی ۲

اپیش میں یوگر ویدی شوتیا شوتر کی پراچینا تو سچی کو مقبول ہے یا اس میں جب سرشٹی رجنا کے کارن معلوم کرنے کی تلاش میں رشیوں نے شوتیا شوتر مہرشی سے جواب سوال کئے تو انہیں اس مسئلہ نظر اس کا کارن دھیان لوگ، دوارا، دیو آتم شکتی، کو دیکھا، بھلا اس وقت سنا کھ ویدانت اور وشیشک بنائے آدی کی ویدیا کہاں چھپ گئی تھی۔ رشیوں کو کیوں "وھے پریم" کی پراچینا دوارا لگئے پریم، کا پتہ لگانا پڑا۔ تو اس سے پریشک اور اس سے پراچین ویدیا آتم زودین کے لئے کوئی نہیں ہے، دیوتاؤں میں اول پرہاجی جسے ہرنیہ گرہو، کہا جاتا ہے اپن ہوئے۔ تو سرشٹی رجنا میں انہوں نے دو اکتیوں Pat کا پریرک کر کے: तपः کہہ کر سرشٹی کی رجنا کر دی۔ تب "کی گیتی بڑی فوقیت اور عظمت ہے۔ لوگ ورتن میں اس کی گیتی نہایت سادھان روپ میں پائی جاتی ہے لہذا لوگ اشد انگ سے زیادہ شکتی کس کی ہو سکتی ہے جس کے ایک انش ماتر سے بہانے سرشٹی رجنا کر دی یعنی لوگ ویدیا کے ساتھ ہی آئی۔ میں شاستری تشریح میں نہیں جانا چاہتا رہتا ہے کہ لے لیا بھل سوتر سے دیگر سوتر کاروں یعنی گوتم، گنا وادی نے اپنے سوتر بنائے۔ یہ بات زودین کے بالمقابل مطالعہ سے پائی جاتی ہے۔

پانچیل سوتروں کے بہت سے بھاشیکار ہیں چند کے نام دوج سالہا کرتا ہیں۔ راء شری وید وایس تصنیف کردہ وایس بھاشیہ، وکیان بھیکشوی، پشنگ وارتک، "و، مھر واپستی کی وایس بھاشیہ ویاکھیا، "۱۴، بھوج دیو کا موارج مارتیہ، "۱۵، انگیش بھٹ



کرت کی یوگ سوتر برتی " ایسے ۲۲ سنسکرت میں بھاشیہ ہیں۔ یوگ دوہا کا ساتھ بہت بڑا ہے یعنی اس کے طریقہ میں ۱۷ آہستہ درتہ ادیار لائبریری ADVAR LIBRARY مدراس نے بتلائے ہیں۔ حلہ ہی میں پندت جگن ناتھ پر بھاکر نے ٹاپ " میں کچھ فرست اور دو خان کے لئے چھپوائی ہے مزید معلومات PAUL DEYESSEN PHILOSOPHY کی پینک فلاسفی آف آہستہ میں ملاحظہ کریں۔ ان سب بھاشیہ کا دل کی ایک رائے ہے کہ یا تمہیں یوگ درشن کا دیکھا اس ہر منہ پر کچھ شائستہ نظر سے لکھا ہے ان بھاشیہ کا دل نے لکھا ہے کہ یوگ سوتر " آہستہ یوگ کا نو شائستہ " سے یا تمہیں مہاراج کا یوگ سوتر میں ساکت شائستہ شائستہ ہونے پر انوشان अनुशासन ہی ہے اس لئے بھواریکھ وکلیہ

हिरण्यगर्भो योगस्य वक्ता नान्यः पुरातनः

(ترجمہ: ہرنیہ گرہ ہی یوگ کے وکتا ہیں۔ ان سے پراشن اور کوئی وکتا نہیں ہے۔) یہ یوگ یا گیدہ کی سمرتی کا پرمان ہے یہ درست ہے لیکن جس طرز سے دیگر درشن کے مصنفوں کے اتھاس (LIFE HISTORY) دیگر پورا ان دیگر میں ملتے ہیں شری ہرنیہ گرہ جی کا کوئی بھی اتھاس پورا ان میں نہیں پایا جاتا نہ ہی اس مضمون پر کسی وودان نے کوئی تکلیف اٹھائی ہے اور کسی کو ضرورت بھی کیا تھی کہ بیرونی آزمائش کے پیچھے پیچھے گھومے۔ لیکن مہاراج سے کچھ پرمان مندرجہ ذیل ملتے ہیں جس سے ہرنیہ گرہ کا نسخہ ہوتا ہے۔

हिरण्यगर्भो योगस्य

सांख्यस्य वक्ता कपिलाः परमर्षिः स उच्यते ।

वक्ता नान्यः पुरातनः ॥ महा०

ترجمہ: سانکھ کے وکتا کیل آچاریہ پر مرمی کہلاتے ہیں۔ اور یوگ کے وکتا ہرنیہ گرہ " ہیں جن سے پرمان اور کوئی شائستہ کا دکتا نہیں

हिरण्यगर्भो द्यातिमान् य एष छन्दसि स्तुतः ।

योगैः सम्पूज्यते नित्यं स च लोके विभः स्मृतः ॥

ترجمہ: یہ دیوتی مان (امثال) ہرنیہ گرہ وہی ہے جن کی وید میں شائستہ گائی گئی ہے۔ ان کی یوگی لوگ ہمیشہ پوجا کرتے ہیں اور سنار میں انہیں "بھو" کہتے ہیں۔ آج کل کے وودان پندت اب "ہرنیہ گرہ" کو کیل دیو ہنی راج جنک، برہم رشی و شیشو، مہان یوگی داتا، یہ ہرنیہ جے گیشو یا گیدہ وکلیہ اپنا تنجلی آری کی شری میں شائستہ کرتے ہیں جو کہ غیر واجب ہے جیسا کہ اوپر دیئے گئے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے ہرنیہ گرہ

हिरण्यगर्भो भगवानेष बुद्धिरिति स्मृता । महानिति च योगेषु विरीच्यति

ترجمہ: "ان ہرنیہ گرہ" بھگوان کو سمجھتی ابھی کہتے ہیں۔ انہیں کو یوگی لوگ مہان اور وینچر اور اراجوا اجنا ابھی کہتے ہیں۔ (یعنی ان تین پرمانوں سے یہ ثابت ہوا کہ ہرنیہ گرہ "یوگ کے پراشن وکتا ہیں جس کو وید ہی کہتے ہیں اور بھوا اجنا" ہیں اور یہ یوگ جس کا ذکر ہے کیا وہی ہے جس کو بھگوان "ہرنیہ گرہ" نے برگٹ کی۔ بھوا ہرنیہ گرہ کا وکتا

इदं हि योगेश्वर योगनैपुण

हिरण्यगर्भो भगवानजगदयत् । 5-19-13

ترجمہ: ہے یوگیشور۔ یہ یوگ کوشل وہی ہے جسے بھگوان ہرنیہ گرہ نے کہا تھا۔

हिरण्यगर्भो जगदन्तरात्मा

हिरण्यगर्भः सर्गेऽस्मिन् प्रादुर्भूतश्चतुर्मुखः ॥

ترجمہ: ہرنیہ گرہ جگت کے انشا آتی ہیں " اس سرگ میں ہرنیہ گرہ چاروں طرف پرکٹ ہوئے "۔







بھارت ویش کی یہ وڈیا جو سب دو یاؤں سے انفل ہے دنیا کے تمام لوگوں نے گرہن کی۔ جس کو ہم آج بھولتے جا رہے ہیں، لوگ وڈیا بھارت ویش کی بے بہا دولت ہے، ویش شاستر کے مہرشیوں کی لوگ وڈیا کے ہی سمرتی، پران اور چکیت اور جیوش وغیرہ ایک چنگار ہیں۔ جن کو انہوں نے لوگ ابھیا سے پیدا شدہ رستم پر گیا ادھیاتم پرساد، زویا پر سہا پتی کے بیٹے اور ذالند وارسل کے طور پر دنیا میں نمودار کیا۔

ناظرین اوم سے ملتے ہیں کہ جیسے ایک کو اچھت بہ چھت پر ماز کر کے ایک ایک ٹکڑا نان اٹھا کر پیٹ بھرتا ہے ایسے ہی میں نے اپنا پیٹ بھرا ہے۔ جیسے ایک ایک سلیب مانگ کر بھیکاری اپنی پھیل بھرتا ہے۔ ایسے ہی میں نے بھی ایک ایک شبد مانگ کر اور وارچت پڈلوق اور وڈاؤں کے لامحدود بھندار میں سے لکھا کر کے آپ کے پیش نظر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ کیوں؟ اس نے کہ ہمارے بزرگوں تری کا لکھ مہرشیوں نے یہ ایک بڑا بھاری خزانہ دولت و دھانی شاستروں کے صندوقوں میں بند کر کے ہمارے لئے ہماری ہستیوں کے لئے کہ ہمارے ویش اور جاتی کی برہمن کی خاطر چھوڑا ہے۔ تاکہ جو اشخاص اپنی عقل و دانش اور محنت کی جہاں اس خزانہ کی گین کو لگائیں گے وہ دولت ابدی سے ہمیشہ کے لئے بالامال ہو جائیں گے، ہمارے بزرگوں مہرشیوں کا ہمارے لئے اور مانو جاتی کے لئے کس قدر بہت تھا۔ آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔ اس واسطے آپ مجھے اس الزام سے بری رکھیں گے کہ میں نے آپ کو کہیں گرامر کہیں تواریخ کہیں پالیٹکس کہیں نفقہ میں ڈال دیا ہے۔ میں بذات خود نہ لوگوں میں نا یوگیوں میں شمار ہوں ہاں لوگ ویش اور یگ وید کا طلب علم ہوں لہذا آپ کو بھی مطالعہ کا شوق ڈالنا چاہتا ہوں کیونکہ بعض آسان نظموں اور لہائیوں کے پڑھنے سے منہ جہنم کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ ناظرین میں تجربی جانتا ہوں کہ آپ خاکسار سے کیوں زیادہ ہر نیار۔ بدھی مان عقل مند اور ذی فہم ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے۔

خودی سے لاچار جب ناپا خود اپنے آپ کو  
اگیا جب ماپ میں نے دیویروشی ناظرین اوم کو  
ترجمہ: لوگ (کا اتم لکشیہ) جیت برتوں کا رودھ ہے (2)  
اس یوگ کا بیان کرنے کے لئے یہ سوتر شروع ہوتا ہے

اس یوگ الفاظ کا مطلب "لوگ کا اتم لکشیہ" ہے۔ جس کے بیان میں یہ سوتر بنایا گیا ہے۔ وہ یوگ کیا ہے؟  
لوگ (کا آخری پھل) "جیت برتوں کا رودھ" ہے۔ سرب سب شبد استعمال کرنے سے سم پرگیات بھی لوگ ہی کہلاتی ہے (۱)  
جیت "جیت" شبد کے پہلے سوتر کا بھگوان پانچہلی نے "سرب" کا شبد استعمال نہیں کیا۔ "سرب" کے

معنی "تمام" کے ہیں (۲)  
(B.D) فٹ نوٹ (۱) "جیت برتی" شبد کے پہلے "سرب" شبد کا استعمال ہوتا تو سم پرگیات سماجی یوگ کے ذمے میں نہ مانی جاتی، کیونکہ اس سم پرگیات (انترکھی برتی بہت) سماجی میں جیت دیوتھان (باہرکھی) برتوں کو چھوڑتا ہمارا زودھ کھی برتی میں کام کر رہے۔ بھواریوگ سوتر ۱۲ - ۱۳/۹ کے پرکاش میں۔ پروتی واسیر کے سہاوا والا جھٹنے سے جیت (ستر، رجو، تو) نین گتوں والا ہے۔ بلاشبہ پرکاش میں جیت ستو (بھی) رجو اور تو گن سے ملا ہوا کیثوریہ (دیباوسی یطسنت) اور وشیہ پر یہ ہوتا ہے۔ جیچہ گوگن دوا اکرانت ہو کر اپنے سروپ بھان کا اٹھاؤ۔ گیان کا اٹھاؤ۔ اور کیثوریہ کے اٹھاؤ وہی جیت جب ہو گن دوا اکرانت ہو کر اپنے سروپ بھان کا اٹھاؤ۔ گیان کا اٹھاؤ۔ اور کیثوریہ کے اٹھاؤ



کی سختی کو پراپت ہوتا ہے (۱۷)

وہی مودہ اولن سے مکت اور تمام طر سے روشن ہوا محض رجوگن سے لکراپنے سروپ بھان، گیان، ویراگ اور ایشوریہ کی طرف جھکتا ہے (۱۸)

وہی چت رجوگن کی مزید میل (غلطی) سے برابر ہوا اپنے سروپ میں قائم ہوتا ہے اور وہی ستو کے درمیانی فرق پر بنیم کر کے دہرم میگہ سداھی کی سختی حاصل کرتا ہے (بجواز ادھیائے ۴/ سوتر ۱۱۱) (۱۹) دھیان کرنے والے یہاں پرش سے اسے آخری قرضہ سے نجات کہتے ہیں (۲۰)

(B-B) فٹ نوٹ (۱) گذشتہ سوتر میں بیان کردہ یہ بالترتیب چت کی پانچ بھومیوں میں ہیں۔ [۱] پانچویں بھومی کا ذکر اگلے اگلے (B-B) فٹ نوٹ (۱۷) چت کی دوسری بھومی کے بیان میں نہیں یہ سمجھنا ہے کہ اس سختی میں چت پانچویں وغیرہ کی پیدائش سے تعلق نہ رکھنے والی اسکر یہ عموماً صفاً مکمل لاکھل صورت کو اختیار کرتا ہے کیونکہ یہ پانچویں محض رجوگن کی مدد سے ہی حاصل کرتے ہیں۔]

(B-B) فٹ نوٹ (۲۰) سوامی شنکر آچاریہ کی فلاسفی کے مطابق یہ سادھن چٹھٹ سنہین (نیت ایت دستو وریک۔ اس لوک و سورگ لوک کے چل بھوگ سے ویراگیشتم دم آدی چھ سمپتی اور برہم نروان کے لئے تینبر اچھا) صورت قیام (یعنی تھتی کرم کی آخری حصہ اسے کار یہ بھکتی بھی کہتے ہیں۔

بھگوت گیتا میں اسی کے مختلف بالمساوی الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ جیسے دھیر، برہم بھوت، تشہہ پرگیہ، برہی سختی، سناکھ، گمانیت پرگیہ وان [چیت ری پ شکتی پریش، غیر متیز (پرنامی) ساکن (اچل، غیر متحرک) ویشیوں کو دکھائے جانے والی شدہ اور انت ہے۔ اور ستو سختی (بھی) تین گون سے بنی ہوئی ہے لہذا اس پرش سے الٹ ہے۔ اس فرق کو پرکاشت کرنا ویک جنباتی ہے (بجواز لوگ سوتر ۱۱۱/ ۱۷) اس کے بعد چت اس سختی سے بھی متنفر ہو کر اس پرکاشت سے (زردھ مکھی برتی) کو بھی زردھ کرتا ہے اس صورت میں چت آخری سنکار میں پورچ جاتا ہے، لیکن تریج سداھی ہے (۱۹)

(B-B) فٹ نوٹ (۱۷) یہ چت کی آخری بھومی ہے۔ گیتا میں اسے برہم نروان، امرت، تھو، پریم وھام، سد بھکتی، رفیوہ الفاظ سے کہا جاتا ہے۔ یہ کاردن بمبھکتی نامی برہم سوتر کا مضمون ہے۔ یہ بذات خود روشن ہے اور کرم کے تابع نہیں ہے [وہاں کچھ بھی نہیں جانا جاتا۔ اس لئے یہ اسم پرکیات (یعنی بھی برتی کے پار) ہے۔ چت برتوں کا زردھ روپ لوگ دو قسم کا ہے۔ خط دار الفاظ کا مضمون (۱) ایشوریہ اور ویشیہ پریم غلط دنیا اور سدھیوں اور لذات جو اس جسٹ کو چاہنے والے یعنی کہشت چت، (۲) تھوگن دوا را کرانت ہو کر تھوگن کے زیر اثر یعنی تھوگن پر وہان (غالب) ہوتا ہے "موٹر" چت۔

(۳) سے (۶) تک: سر بھان کا اعباد، گیان کا اعباد، ویراگیہ کا اعباد، ایشوریہ کا اعباد۔ اپنے اصل سروپ یعنی حقیقت کے احساس کی معدومی، لاعلمی، دنیا سے بے لگاؤ کی کائنات ہونا ایشوریہ کا نہ ہونا، یہ سب موٹر چت تھوگن پر وہان کی خاصیتیں ہیں۔ (۷) مودہ اولن سے مکت، تھوگن گیان جن کا نشٹ ہو گیا ہو، ستوگنی پر وہان، بکشت چت کا خاتمہ۔

(۸) یہاں پرش اسے آخری قرضہ سے نجات کہتے ہیں۔ لوگ لوگ اس دہرم میگہ سداھی کو انتم دن یعنی آخری قرضہ سے بھکتی ہے یعنی جو کچھ دنیا تھا سہایت ہوا یعنی پتر جنم کا خاتمہ ہوا یعنی آخری سنکار جو پتر جنم کا کارن بن لکھتا تھا اس کا بھی خاتمہ ہوا۔

(۹) متنفر سرندی میں اوریت 3478 کا شبہ آیا ہے۔ (۱۰) کارن بمبھکتی، مکتی دو قسم کی ہے اول کار یہ بھکتی دوم کاردن بھکتی۔ کار یہ بھکتی تو من کا لئے ہوتا ہے یعنی یہ چت بھکتی ہے



یہ لوگ درشن کا وشید ہے۔ اور کارن بکھی بکھی کانے ہونا ہے یعنی برہم سوتر کا وشید ہے۔ دھیانا، دھیان، دھے کی ایکنیا، کار یہ بکھی اور گیانا گیان گئے کی ایکنیا کارن بکھی۔

۱۱۔ وہاں اس کا مطرب اسم پر گیات سماجی ہے جس اوستھا میں یوگی سمیک درشی ہونے کی وجہ سے کچھ بھی جاننے کی اچھا نہیں رکھتا۔ بڑی جو جاننے کا امر ہے لے ہو چکنا ہے کس سے جاننے کس کو جانے کیا جانے؟ وہ اپنے ہی سروپ میں مقیم ہوتا ہے۔ لاشمال ہوتا ہے۔ جھید بدھی رہت اور تیر ہے۔

### مزید تشریح سوتر ہذا۔ جنید اعتراضات کا رفع کرنا۔ از جانب مترجم

مہرشی پانچجلی پہلے سوتر میں یہ سوچنا دے چکے ہیں کہ وہ اب یوگی کا نام اپیش دے رہے ہیں "اوشاسن" "شیدہ ستال کر کے" یوگ "شاستر کا نام اپیش مفہوم ہے اور وہ شاستر "ہر نہر گھو" کا بنایا ہوا ہے جس نے سرشٹی رچنا کے ساتھ ہی یوگی دیا بھی پر گت کر دی، اول سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس "ہر نہر گھو" یوگ کا لکشن کیا ہے؟ اس کا لکشن سوتر کا دوسرے سوتر میں درشائے ہیں، یعنی یوگ کا نام لکشید (جیت بری نرودھ ہے) "اس میں چار شید ہیں ۱، یوگ ۲، جیت ۳، برتی رہ، نرودھ۔ ان چاروں پر مزید تشریح کی جائے گی۔ دوسرا بڑا اہم سوال ہے جس نے اکثریت اوجھا تم طلباء کو سنکٹ میں ڈال رکھا ہے اور جس کی تشریح عام ہندوؤں کے حوصلے سے باہر ہے اور جس نے اوجھا تم کرم چاریوں اور دوت ادویت وادیوں میں سخت پھوٹ ڈال رکھی ہے وہ ہے بھگوان دیو ویاس کا وہ سوتر ۲/۱/۳ برہم سوتر: **प्रत्यक्तः योगः तत्र त्रिभिः योगैः** اسے تین یوگا پر تیا وگا، "جس کے کارن دنیا و پانت دارا یوگ، "کاکھٹن نظور کر گئی ہے اور وہ خزانہ کے لئے تو نامکھن سی بات ہے کہ اس سوتر کے اثر عظیم۔ دینیسے غریبی کے اندر انقلاب صنفین کا اندازہ لگائیں۔ تو بھی سادہ اوجھا تم دیا کے چاروں نے اپنی دنیا جینی علمیت اور جانا بھو کے زور سے اس کو کل کر نکال کوشش کی ہے یکھک ادم کے پاسکوں کے پیش نظر آن وروانی کی چیر و پل اسقہ مارے اول سوال۔ پانچجلی یوگ درشن میں بیان کردہ یوگ کا لکشن اور سروپ کیا ہے؟ جیت کی بارہ بھومیوں (اوجھا تم) کا ذکر بھگوان دیو ویاس نے پہلے سوتر کے بھاشید میں کیا ہے اور جیت بری نرودھ نامی یوگ کو ہی پہلے سوتر **प्रथम योगः** میں یوگ شید سے کہا ہے اور وہ یوگ جس کا نرنے **शासनम्** اسے یوگا شیت سے کیا ہے؟ وہ یوگ ایسا ہے جس کی خاعت تمام جیت کی بھومیوں پر عادی یا تمام صورتوں میں موجود ہے **सच सावि भौमचित्तस्य धर्मः** یعنی چہ کے تمام بھومیوں کا مہم ہے ان جیت کی بھومیوں کی دوبارہ اس سلسل میں تشریح کی جاتی ہے ہر یوگ نقشہ ہذا

| نام بھومی   | ۱، اکھشیت اوستھا                                                     | ۲، موہڑ اوستھا                                                         | ۳، ویکھشیت اوستھا                                                | ۴، ایکار اوستھا، اسم پر گت                                               | ۵، نرودھ اوستھا                                                      |
|-------------|----------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------|
| گن ویا کھیا | اٹوا آدی البوریہ اور شدہ آوی وشید میں انورکت دیسچار دان رجوگن پروھان | ادہم، اگیان۔ دیراگیہ رمت اور ندرا وغیرہ میں غلطان دیسچار بہن غنوپروھان | دہم۔ گیان، دیراگیہ اور البوریہ کو پر یہ سمجھنے والا ستوکن پروھان | دھیانا دھیان یوگ کے دارا دھے ویتو میں جیت کو کھڑے کرنا پرتین دوکھ خضیاتی | جیت سروپ کا اپنے کارن میں لے ہو جانا۔ روا کلپ سماجی۔ گنا انیت اوستھا |
| مثالیں      | دیت، والو۔ میں پچھلتا                                                | پنچر، راکش، موہڑا جیے                                                  | ویژنا، مہانتی، بھگیا سوتل                                        | کھول سوتر، جیت، نرودھ                                                    | نرودھ مہانتی لوگ                                                     |







پراسیت = پراپت ہوتا ہے۔ **प्र-या** اس سادھن کے دوارا یہ آپاٹنا ہے۔ یعنی جن سادھنوں سے پرماتما اپنے پیٹھا رتھ سروپ میں یوگ ہو جاتے ہیں اور جیو پرماتما کے یوگ ہو جاتا ہے۔ انہیں کو آپاٹنا کہتے ہیں۔ لہذا ادھیکار پر اپنی گتے اوتھا چاہئے کوئی گتسی راستے سے ہی چلے، مگر لوگ شائستہ کی تباہی ہوئی ایک لاکھ بھوتی سے زودھ بھوتی میں پونچنے کا نام سادھن ہے۔

مہرشیوں نے "جت برتی زودھ" کرنے والی کر یا بھی کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ اول۔ یہ سنہار نام روپ اٹھ ہے یعنی دکھائی دیتی ہوئی دنیا کا کوئی بھی انک نام روپ سے بچا ہوا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے نام روپ میں چھن کر ہی جیو بدھ (مغیر) ہو جاتا ہے،

جت کی پرتیاں بھی نام روپ کے ہی اولمبن، **प्रवलाभन** سے انتر کرن کو سچل کیا کرتی ہیں۔ لہذا جہاں من گنا ہے۔ اسی جیو کو یوگ کر لینی اسی استھان پر ہاتھ ٹکا کر اٹھتا ہے۔ نام روپ کے اولمبن سے جت برتی زودھ کی جتنی کر یا نہیں ہیں ان کو حشر لوگ **मन्त्र योग** کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔ دوم استھول شری سوکشم شری پرکاشی پرینام ہے۔ اس کا رن استھول شری پرکاشی سوکشم شری پرانترین برابر ہے۔ لہذا استھول شری کے اولمبن سے سوکشم شری پرانترین وال کر جت برتی زودھ کرنے کی جتنی ترکیبیں ہیں ان کو سمجھ لوگ **हठ योग** کہا گیا ہے۔ سوم۔ جیو شری روپ کی بند اور سہشی روپ پر ہاتھ یہ دونوں سہشی ویشی رشتہ سے ایک ہی ہیں۔ لہذا دونوں کو ایک سمجھ کر اپنے بھتیجہ جو پرکاشی شکتی ہے اسے اپنے شری میں مقیم "پرش" ہیں لے کر یوگ کرنے کی جو ترکیب ہے اور اس کے بارے میں جو سادھن ہیں

لے لوگ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چہارم من کی کر یا من کو چھناتی ہے۔ اور بدھ کی کر یا من کو مکت کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے من اکین سے بندھن کو پراپت ہوتا ہے اور گین سے مکت ہوتا ہے۔ لہذا بدھ کی کر یا روپ دیما پر دھارا جت برتی زودھ کی جو پریرا ہے اس کو راج لوگ " **राज योग** " کہتے ہیں۔ اس راج لوگ کے آٹھ انگ ہیں۔ جن کو آگے دیکھنا سے بیان کیا جائے گا۔ آٹھواں انگ سادھی ہے۔ جو دھیانا۔ دھیان۔ دھے کی ایک کارا دستھا ہے۔ اس استھا میں جب اودیت، زو ویکلپ بھاو استھا ہو جاتا ہے تو ہی اکسم پرکاشات نزہج سادھی ہے جس کا کشن سوتر کارا دوسرے سوتر میں کرتے ہیں۔ جیو آتما اور پرماتما کا ایک کرن ہر سروپ کی پراپتی ہوتی ہے، جب تک جت برتیوں کا زودھ نہیں ہوتا ہے، تب تک "جیو" کی ایک ہستی (پرہشک ستا) موجود رہتی ہے۔ جت برتی کے مکمل طور سے زودھ ہونے پر جیو کے جیو (جیو بھاو پن) کا موجب نشٹ ہو جاتا ہے۔ تب تدارتھو سروپے استھانم " (سو تر ۳) کے مطابق ورثا اپنی سروپ میں مقیم ہو جاتا ہے۔

منتر لوگ کی سدھا استھا کو مہا بھاو سما دھی۔ اور منتر لوگ کی سدھا استھا سادھی کو مہا بودھ اور لے لوگ کی سدھا استھا کو مہا سا لے سما دھی کہتے ہیں۔ ان تینوں سو بکاپ سما دھیوں میں سادھک (۱)، لوک پرشارتھ دوارا (۲)، سٹھ پور دک (۳)، انوشٹھان دوارا یعنی (۴)، منتر اور انشٹ دلو کے ایک کرن سے (۵)، دایو زودھ سے (۶)، ناد اور بندو کے ایک کرن سے (۷) بالترتیب جت برتی زودھ میں سرمتھ ہوتا ہے مگر گین سمندھ سے رہیت ہونے کے کارن جت برتی کا مول سے اوچھید نہیں ہوتا۔ لہذا ان تینوں قسم کے سما دھیوں میں برتیوں کا منتر اور حقان ممکن ہے۔ جب سادھک ان تینوں میں سے ایک کی پراپتی کر لیتا ہے تب وہ راج لوگ کا آرمہ کوٹا ہے۔ اس لئے یہ ان سب سے سرلیٹھ جان لوگوں کی دستار سے دھناحت مناسب موقع پر کی جائے گی۔







اس پر کارکن راجیہ Instrumental case میں بوجھ + کتن بوجھ دوارا نشین نیپتر  
 بدھی "شبد کا ارتقہ بھی من ہوتا ہے" من "کو زور دینے کرنے کے لئے بدھی" شبد کا پرتیگہ نیائے سوز مند جوبل میں ہوا  
 ہے: प्रवृत्तिर्वाग बुद्धिः शरीरा रम्भः (سوز ۱/۱/۱۷) اس پر بھاشیہ کار تحریر فرماتے ہیں اور بدھی  
 کو واضح کرتے ہیں (ترجمہ پروردنی بانی بدھی اور شریر دروارا ہوتی ہے)  
 मनोऽत्र बुद्धिरित्यनेन प्रभिप्रेतं - बुध्यते प्रनेनेति बुद्धिः "

(ترجمہ - من یہاں بدھی کا واحد ہے (بدھی کا لکشن) جس کے دوارا سمجھا جائے (لودہ ہوا) اسے بدھی کہتے ہیں)  
 (نوٹ - یہ اس قدر مشکل تشریح کیوں پیش نظر کیا جا رہا ہے؟ نیائے و ششک مت وادی حیت زودہ یعنی حیت  
 کا مکمل ناسخ کے معنوں میں تسلیم نہیں کرتے اور سادھی شبد کو محض جت سنجوگ یعنی منو سنجوگ کے معنوں میں تسلیم  
 کرتے ہیں اس واسطے نیامگ یہ بھی ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ من، جت آنتہ کرکرن اور بدھی ایک ہی ہیں۔ ان میں جہاں تک  
 منو سنجوگ کا سمجھنا ہے ایک ہی ہیں لہذا اس مرحلہ پر من اور بدھی کی ایک تباہی ہے۔ اور اس کے من یعنی آنتہ کرکرن اور  
 آتما شبد کی ایک تباہی ہے۔ اور بدھی جہاں آتما شبد کے اس کے منو سنجوگ جس کا پر نام موکھن ہے تباہی کے اور اسی کو جت  
 برتی زودہ "نام لوگ کہا جائے گا۔ لہذا نیامگوں کی دلیل کو بقوہ مطالعہ کریں، سب دلائل کے بعد ہی آپ اپنا فیصلہ کر سکیں گے)  
 ارتھات प्रवृत्ति پروردنی شبد کا ارتقہ یہاں واحد، کائک اور مانسک (یعنی بانی دوارا، شریرک اور فنی) اکروں  
 کا مجموعہ ہے پرین روپ In the form of effort پروردنی کی پروردنی شکل مذکورہ مجموعہ کرم ہے اور بدھی "شبد  
 ظاہر کردہ جس آنتہ کرکرن کو نیائے کے عقیدے کے مطابق من मन کہتے ہیں۔ اس کا ایک اور اجدید ہائیک نام  
 رواجیک نام آتما بھی ہے۔ یہ آتما برہم نہیں ہے یہ صاف ظاہر ہے اور نیامگ مت میں تسلیم کردہ حیو آتما اور براتما بھی نہیں  
 ہے۔ آنتہ کرکرن میں بھی اس طرح سے آتما "شبد کے استعمال سے مختلف جگہوں میں استنادہ کیا گیا ہے  
 बुद्धिरात्मा महान् परः । महतः परमव्यक्तम व्यक्तात्पुरुषः परः "

یہ کچھ آنتہ کرکرن کا حوالہ ہے۔ یہاں پرش "ہی برہم اور نیائے مت میں تسلیم کردہ آتما ہے اس آنتہ کرکرن میں اولی آمدہ "آتما"  
 "شبد پرش" نہیں ہے، مہر تو ہے۔ یہ بات منتر مذکورہ میں صاف نمودار ہے، "مہر تو" کا مسئلہ سانکھدویشن میں ہے، مگر  
 نیائے کے مت میں اس کو من "ہی تسلیم کیا ہے۔ اب بحوالہ مندرک آنتہ ۲/۲/۲

प्रणवो धनुः शरो ह्यात्मा ब्रह्म तद्ब्रह्ममुच्यते ।  
 प्रप्रमत्तेन वेद्ब्रह्म शरवत्सन्मयो भवेत् " "  
 (ترجمہ - پروردنی وشنش (سویا وھک) آتما بان اور برہم اس کا لکشیہ کہا جاتا ہے۔ اس کا سادہ ہائیک پودوک بندھن کرنا  
 چاہیے۔ اور بان کے سمان تن میں ہو جانا چاہئے) مندرک آپ ۲/۲/۲  
 پروردنی کے اثر سے یہاں لوگ کا آپدیش دیا گیا ہے پروردنی (وشنش) وشنش روپ ہے آتما ارتھات آنتہ کرکرن  
 بان سروپ ہے۔ برہم کو نشانہ بنا کر اس بان کے استعمال سے تن زنگانے سے تن شہیدتال کجمان ہونا آجاتی ہے۔  
 لکشیہ دیدھ شبد کے ذریعہ سنجوگ وشنش (ایک خاص طرز کا سنجوگ) کا ہی علم ہوتا ہے۔ یہاں آتما شبد کا "آتما

یہ مختلف صورتیں اور اس کے بتلا کر آتما جی میں وہ سنجوگ



کرن، کے معنوں میں لینا متفق رائے نہیں ہے۔ محض نیائے ست کے پروکاروں کا ہی ترجمہ ہے لیکن اس میں "سجوج" مفہوم ہے۔ وہ تمام دوست و اذیب کو منظور ہے گی ان حاصل کرنے کے لئے جو خاص خاص (نامک) سجوج بنانگول نے تسلیم کئے ہیں ان کے حذیر ذیل تفصیل شرر سمجھنے کی تشریح دی جاتی ہے۔

من انوریان ہے لیکن بجلی کی مانند نیز رفتار ہے، خاص نامی کے ساتھ "سجوج" ہونے پر وہی ایک من گیان اچھا سکھ، تو کھ ضرور وغیرہ مختلف اوصاف کو یاد کرتا ہے، بنیائی کو نمودار کرنے کے لئے من کا سجوج ایک خاص نامی ہے۔

اسی طرح سے جس نامی سے من سجوج ہونے سے بنیائی نمودار ہوتی ہے اسی کے منو سجوج سے قوت ساح (سننے کی طاقت) نمودار نہیں ہوتی۔

طاقت (نمودار نہیں ہوتی) اسی طرح سے جس نامی سے من سجوج ہونے سے شروں نمودار ہوتا ہے اسی کے منو سجوج سے بنیائی آنکھوں میں نہیں آسکتی، کیونکہ ہر ایک منو سجوج میں الگ الگ نامی ہیں اور ان کے الگ الگ پرنام ہیں۔

ایک اگر جت سے کسی کی شکل دیکھتے وقت کسی کی بات جلدی نہیں سن پڑتی۔ پاک سنتے وقت دوسرا علم نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیونکہ جسم میں ۷۲ ہزار نامیاں ہیں۔ ان میں دس نامیاں (MAIN) اعظم ہیں (۱۲) ایڑا (۲) پنگلا (۳) شومنا (۴) گندھاری (۵) ست جیہا (۶) پوشہا (۷) میٹھنی (۸) امبوش (۹) کوہو (۱۰) شنگھنی۔ ان کے ساتھ علیحدہ علیحدہ من کا سجوج الگ الگ مختلف نتائج پیدا کرتا ہے (۱۱) شنگھنی کے اندر پوری نت نامی (۱۲) شومنا کے اندر چترنی نامی، مندرجہ نقشہ میں نامیوں کے منو سجوج کے پرنام :-

| نام نامی            | ایڑا             | پنگلا                         | شومنا                      | گندھاری                                        | ست جیہا                                        | پوشہا                                                |
|---------------------|------------------|-------------------------------|----------------------------|------------------------------------------------|------------------------------------------------|------------------------------------------------------|
| من کے سجوج کا پرنام | ان ایڑا اور دوری | تین کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے | اس سے منو سجوج یوگ کا آغاز | اس میں من پریش سے بائیں آنکھ کی بنیائی آتی ہے۔ | اس میں من پریش سے دائیں آنکھ کی بنیائی آتی ہے۔ | اس میں من پریش سے دائیں کان میں سننے کی طاقت آتی ہے۔ |

| تبشہتی                                          | امبوش                                                                          | کوہو                                 | شنگھنی                                  | پوری نت                                                    | میدھیا                                           | چترنی                                                                         | لوٹا                                                                              |
|-------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------|-----------------------------------------|------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------|
| اس میں من پریش سے بائیں کان میں طاقت ساح آتی ہے | اس کے اودھ سخان میں منو سجوج سے بوجھ شونک اور دو میان سے سجوج سے فالتہ کی طاقت | اس منو سجوج سے Sexual desire ہوتی ہے | اس سے منو سجوج سے ٹی وغیرہ خارج ہوتی ہے | من کا اس نامی میں پریش کرنے پریشتی اور تھا طاری ہو جاتی ہے | اس میں من پریش سے نمودار اور سوچیں درشن ہوتے ہیں | اس میں من کا پریش سماجی پیدا کرتا ہے جو دوسرے کی قسم کی اچھا دریش مختلف جہانی | شومنا اور چترنی کے سوا دیگر نامیوں میں من کا سجوج کی قسم کی اچھا دریش مختلف جہانی |

دیش مختلف جہانی



مندرجہ بالا سدھانت جو نیا ملک مت میں تسلیم کیا گیا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ آج کل کے Psychologist کا ہے۔ ان کے سدھانت کے مطابق Mind governs the Brain یعنی منو سنجوگ کے تابع شریک دوستھا قائم رہتی ہے۔ بھید صرف اتنا ہے کہ موجودہ زمانے کے Psycho-Biologist سشومنا اور اس کے انترگت چرنی ناری Nervous کو تعین نہیں کر سکے اور نہ ہی اس کے عمل Function کی تصدیق کر سکے ہیں۔ لہذا نیانوں کے سدھانت کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ پائنجل یوگ درشن کا بیان کردہ "چت رتی نرودھ" سشومنا انترگت ناری میں من: سयोग سے ہوتا ہے یعنی یوجن دھاتو سے "یوگ: سماپو" اسی گہرے سنجوگ کا بودھ کرتا ہے (دیکھو صفحہ گذشتہ B)

اس مرحلہ پر ہم کو یہ کہنا پڑے گا کہ جیسے Psychologist کو ہم بڑا دوی Materialist کہتے ہیں، چونکہ وہ کسی ایسی شے کو قبول کرنے سے انکاری ہیں جو سوئم پرکاش اپنے ہی گیان سروپ میں سمجھتا ہو، نیانوں کے اس منو سنجوگ روپی سماجی گومن اور چرنی انہو سشومنا ناری انترگت منو سنجوگ سے آپن ہوگی مانا ہے۔ وہ جو دستوؤں یعنی من اور ناری سے پیدا شدہ مان کر اس سے گیان اتیتی کا مہیتو یعنی کیولیہ استھیا کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ اسی طرح کی دلیل ہے جو کہ آج تک بھی سائنیدان Chemico-Biologist-Physiologist کو کیمیکل و طاکر چٹین آپن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لہذا چت رتی نرودھ، "چت کی جینھلتا روپی نرودھ" نہیں ہے بلکہ "چت نرودھ" روپی مکمل "چت نباش" ہے۔ جو پائنجل یوگ درشن اور اس کے بھاشیہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ جب ہم پیسے اور چوتھے ادھیائے کے سوتروں کی تشریح میں جا میں گئے۔ تو اس کے متعلق مزید ثبوت بھی بھاشیدا دستروں سے ملے گا۔ نیانک والوں کا نظریہ "نرودھ" "شبو کو کیول" "روکنے" کے مفہوم میں لیتا ہے، مگر یہ نظریہ یوگ درشن کے بھاشیہ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ درست نہیں ہے۔ پہلے ہی سوتر کے بھاشیہ میں "ایکاگر چت" کی برتی رسما دھی کے بارے میں بھگوان دیدیاس क्षिराणि کا شبد استعمال کرتے ہیں یعنی سماجی کلیشوں کا ناس کر تی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ کلیشوں کو روکتی ہے۔ اگر سم پرگیات میں تمام کلیشوں کا ناس نہ ہو تو سوئم پرگیات کیسے آئے گی۔ پھر دوسرے سوتر کی دیا کیسا میں بھگوان دیدیاس اسم پرگیات سماجی کے بارے میں کہتے ہیں:-

नतत्र किंचित्संप्रज्ञायत इत्यसंप्रज्ञातः "

"وہاں کچھ بھی نہیں جانا جاتا۔ اس کا دن یا سم پرگیات (ارتھات بھی برتی کے پار) ہے "یعنی دھی برتی کی سمپتی پر ہی تو اسم پرگیات ہوتی ہے، ورنہ نہیں۔ اگر بھی برتی پر ہی تو وہاں کچھ بھی نہیں جانا جاتا" یہ بات بھاشیہ کا بھی نہ کہنے مزید بیکر اہوں نے یہ بات اپنے سوئم انو بھودارا بتلائی ہے۔ کیونکہ یہ انو بھو یرودھان و کشیہ ہے۔ اس بات کی سوچنا ہم پہلے سے آئے ہیں، مزید اسی سوتر سے مشرے ہے کہ سم پرگیات استھیا کی آخری صورت ادی پلوا و ویک حنیاتی (آ مہنگ گراہیہ پر گیا) میں کیول نرودھ بھی اتم سد کا رورہ جاتا ہے اور اسم پرگیات میں کیا ہوتا ہے؟ بھاشیہ کا کہتے ہیں:-

तदवस्थं चित्तं सस्कारिणं भवति स निर्विजं समाधिः "

"تد استھیا میں چت اتم سدھکار میں پونجنا ہے۔ یہی نریخ سماجی ہے" اگر نرودھ شبد کا مفہوم کیول برتیوں کا روکنہ ہی ہوتا۔ ان کا ناس نہ ہوتا تو سم ان لوگوں سے پہچتے ہیں ایسے یوگیوں نے وہ کو لسا، "چت برتی" DAM (دیم) جاگر رکھا جس سے برتیوں کے دیر با کو بھاکر دیم کی طرح ایک پہلو میں روک رکھا اور وہ خود اسم پرگیات میں بھی پونج گئے؟ برتیوں کے روکنے سے چت کی ہستی قائم رہی مگر پھر بھی ان کا پتر امتحان نہیں ہوا۔ جب تک چت قائم ہے پتر امتحان لائی ہے



لہذا بھاشیہ کا مصنف طور سے بتلاتے ہیں کہ اس اوستھا میں برتوں کا ناش ہوتے ہوئے کیوں انتہ سنسکار (آخری یوج) آہنگ  
گراہیہ میں لبقایا ہوتا ہے جو کہ اسم پر گیت پراپتی یعنی کیولیہ پراپتی پر نشٹ ہو جاتا ہے لہذا نرودھ کے معنی چیت برتی ناش  
ہے اور دیگر مفہوم نہیں ہو سکتا۔

ایک دودان ایک اور شد کا اٹھاتے ہیں کہ چونکہ لوگ "نر سادھن" ہے اور جیو اتما پر ماتما کا ابھید کیولیہ سادھ  
ہے، مگر لوگ سوتر بھاشیہ میں جیو اتما پر ماتما کے ابھید کی چاہی نہیں کی ہے۔ تو کیوں چیت برتی نرودھ "روپنی تشیدھ  
آہنگ" تو محض سیشتی ندر اور سٹھا مانہ ہوتا ہے اس لئے یہ لکھن ناممکن ہے۔ اگر یہ دودان لوگ کے شیتہ کا اچھی طرح سے  
نشر کر پاتے تو یہ شد کا نہ کرتے، لوگ کیوں کرم بھومی ہے اور نرودھ روپنی پر کیا دھرم میٹھ سادھنی تک من نرودھ بھی برتی دوارا  
کرم ہی کرتا جاتا ہے۔ ات میں نرودھ سنسکار بھی سمیت ہو جاتے ہیں۔ تو کیولیہ کی پراپتی ہوتی ہے جو کرم بھومی کے پار ہے۔ لوگ  
درشن بھاشیہ میں بھگوان دیدیاس کرم بھومی کی دیا کھیا کر رہے ہیں لہذا اس میں جیو اتما اور پر ماتما کے ابھید کی چاہیے ہو  
سکتی تھی۔ اور نہ ہی اس درشن کا دیش ہے۔ جیسا کہ آرتھ میں ہی بتلایا جا چکا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ایک کا نرودھ، دوسرے  
کا نرودھ، برتوں کا درشیدہ کا نرودھ اور درشنا کا نرودھ۔ ایک طرف سے مہنا۔ دوسری طرف لگنا۔ ویکار دل کو جھوڑنا اتما  
کو پکڑنا وغیرہ روچک دیا کھیاں فضول ہے۔ **एतन्न इति** کے ساتھ **प्रहम् इति** کہنا۔ اس قسم کی  
دلیل درست نہیں ہے۔ اس میں ان کی ایک اور غلط فہمی ہے وہ یہ کہ "چیت نرودھ" کے بعد ایک کرم باقی رہ جاتا ہے  
یعنی "اتما کو پکڑنا" وغیرہ۔ یہ کرم نہیں ہے "ند اور شد سروسپے اوستھا تم، کرم نہیں ہے، مزید وہی دودان  
اعتراض اٹھاتے ہیں کہ (چیت برتی کا نرودھ کرنے والا کون ہے؟ سوئم چیت ہی ہے یا پرش؟ اگر پرش کہیں تو یہ بات  
مبتی نہیں۔ کیونکہ پرش نکر یہ ہے۔ چینی شکتی ہے۔ اگر چیت کہیں۔ تو چیت خود اپنا گھات کیسے کرے۔ اگر اس میں ایسی سرخف  
ہے تو پھر وہی چیتن سے سر شکتی مان سمجھ لینا چاہئے کیونکہ کیوں نرودھ نرودھ نہ رہتا ہے اور اسم پر گیت میں بھید بھاو مروتھا  
غروب ہو جاتا ہے تب ہی وہ یہ کیولیہ پراپت ہوتا ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دودان نے "چیت برتی نرودھ" کی  
پرکریا Proceed جس کی تشریح تیسرے ادھیائے میں آئے گی کو درست طور پر نہیں کیا۔ دیونن خان سنسکاروں  
کو نرودھ سنسکار نشٹ کرنے جاتے ہیں اور نرودھ سنسکار ایک اگر برتی سے آئین پر گیا سے پیدا ہوتے جاتے ہیں انت میں  
کیوں نرودھ سنسکار ہی رہ جاتے ہیں اور دیونن خان کی مکمل سمجھتی ہو جاتی ہے، اس کے بعد نرودھ خود ہی سمیت ہو جاتا ہے،  
یعنی سنسکار کو سنسکار مانا ہے اور خود مر جاتا ہے اس میں کیا مشکل بات تھی۔ اس واسطے اسم پر گیت پراپتی کے لئے لوگ  
سادھن کا انوشٹھان لازمی ہے اور مزید کچھ درکار نہیں ہے، "چیت برتی نرودھ" لوگ کا عین درست لکھن ہے، شری  
بھاگوت میں بھی کہا ہے ۱۱/۱۲/۱۲

"अहमेव न मत्तोऽयत्" "अहमेव केवलः"

(ترجمہ یعنی جب چیت برتوں کا نرودھ مکمل ہو جاتا ہے تو یہی کیولیہ ہے (بھگوان کہتے ہیں) مجھ سے بھن کچھ نہیں ہے وہ سب  
میں ہی ہوں۔

اس سوتر کی تشریح میں دوسرا سوال یہ ہے کہ بھگوان دیدیاس نے برہم سوتر میں "एतेन योगः प्रत्युक्ता" دوارا یا سنجل لوگ درشن کا کھنڈن کیا ہے؟ یا لوگ شیتہ سے ان کا کوئی دیگر مفہوم ہے؟ لہذا پہلے دیانت کی پرمانی پر ویچار  
شروع کر کے اخیر میں اس بات کا نتیجہ کریں گے کہ اس سوتر سے بھگوان دیدیاس کا دعا اعظم کیا ہے۔



سب اس تک راہنہ کو ماننے والے (درشنوں کا یہ سدھانت ہے کہ "انیندریہ ارتھ میں وید ہی برہمن ہے۔ جس میں کھل و نشوونما کی حالت ہے۔" لہذا جو تمام لوگوں سے رہت اس تک چلتی ہے اس کو جانتنا چاہئے۔ اتنا ہی کہہ کر دیو خانوش نہیں ہو جاتے بلکہ حقیقت کا انکشاف کرنے والے چار قسم کے نتیجے یعنی پڑھی (ترکیب) بتاتے ہیں جس سے ارتھ تو کی پڑھتی ہوئے وہ ہے :-

"आत्मा वा अत्रे द्रष्टव्यः श्रोतव्यो मन्तव्यो निदिध्यस्तव्यः" इत्यादि ।

اس میں چار व्यादि پر تیار دارا پیش کیا گیا ہے۔ اول श्रोतव्य یعنی شروں روپ ہے، تمام ایشندوں کا ادبیرہم میں تات پر یہ ارتھ انکھول نیائے و چار سے متو کے وشید میں شبد بدوہ روپ انتہ کران کی خاص برائی کا نام श्रोतव्य ہے۔ دوسرا श्रुति ہے۔ اگر روپ کے بے غلات (انکھول) ترک کر روپ (نکتہ چینی) اور ترقی کی اومنی روپ انتہ کران کی خاص برائی کا نام مانت मन ہے

سوم شریچہ اپدیش یہ ہے، دیجاتیہ پر تیار پڑھتی سے पूनन्तरित سماتیہ پر تیا کے پرواہ کا نام نیندھیدھیا سن निदिध्यासन ہے۔ اور چارم نتیجہ اپدیش برہم سروپ کا ساکت تکار ہے۔ اس ترتیا ساکت تکار روپ برائی کی انتہ کران میں نیندھیدھیا سن ہے۔ انادی اودیا کی تورتی سے اوجکنت، زمیشہ اودے آند سروپ ادستھی، چینی سنگتی روپ کیولیہ سروپ ساکت تکار کا پھل ہے۔ جھگان شکر آچار یہ ہے نیندھیدھیا سن، کا ارتھ द्यातव्य یعنی دھیان ہی کیا ہے اور نیندھیدھیا سن روپ دھیان کی منتقل صورت

کا نام ہی سما دھی ہے اور لوگ درشن میں ہی تیرے ادھیائے میں سما دھی کی تریف یہا ہے، اس پریشمار پرمان یرالوں، سمر پوتل آدمی سے دئے جاسکتے ہیں جس کی یہاں جندراں ضرورت نہیں ہے۔ یہ نیندھیدھیا سن ہی وقت پا کر اھیاس سے پختہ ہو کر پرسنگھیاں، ہم پرگیات، دہم میگھ، رتمبرار گیا۔ پرویرا گیا، ادھیائے پرما د، پرسنگھیاں پرکا شٹھا، اسم پرگیات، نوکاپ سما دھی، جیون مکتی وغیرہ کہا جاتا ہے۔ لہذا دھیان لوگ ساکھتات موکش کا ہیتو ہے اور اسم پرگیات سما دھی تو موکش کے برابر ہی ہے، وشٹ شری مہاراج نے اسی کو براہ تھا بھوانی परार्थाभाविनी اور ترپاکا

توریاگا کہا ہے اس پرشٹکا یہ اٹھائی گئی ہے کہ (برہم ساکت تکار کے لئے جلی سو کو प्रभाकरण کرنا دیو یار روپ इति कर्तव्यता) اتی کر تو یہ تان دولوں کی ضرورت ہے۔ یعنی شروں، مانت بہت ہی الشٹ سروپ کے ساکت تکار کی کامیابی ہو سکتی ہے لہذا نہایت مشکل دکھ دہ نیندھیدھیا سن سما دھی لوگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اسی واسطے جھگان دیدویاس نے یہ سوتر प्रत्यक्त योगः तिन کہا کہ لوگ کا کھنڈن کیا ہے)

اس شٹکا کے سما دھان میں ہم دیدانت درشن کے لیے بحث مباحثہ میں نہیں پڑیں گے، مختصر سے ناظرین کے پیش یہ بات کریں گے کہ دیدانت درشن میں جھگان دیدویاس نے دھیان لوگ (یعنی دھارنا، دھیان، سما دھی) کی خود تائید اور اسے تسلیم کیا ہے جو اس سوتر ادھیائے چوتھا ॥ ۱۲ - ۸ - ۱

प्रवृत्ति रस कृदु पदेशात् -

ترجمہ ادھین کی ہولی آپس کا بار بار اھیاس کرنا چاہئے کیونکہ شروں میں انیک بار اس کے لئے اپدیش کیا گیا ہے۔



ترجمہ۔ آپسنا کا سروپ دھیان ہے اس لئے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بیچھڑ کر آپسنا کرنی چاہئے برہم سوتر ۵-۱-۱۴

त्रा प्रायणात्तत्रापि हि दृष्टम् " 4-1-12 " ॥  
(نوٹ۔ دیکھنا مختلف دیانت درشن میں دیکھو)

اس کی تائید میں بیشمار آئندہ پرمان، سمرتی پرمان وغیرہ موجود ہیں۔ یعنی یوگ درشن میں یوگ سادھنا کے آٹھ انگ میں ان میں سے ایک بھی کی تردید نہیں کی گئی۔ دھارنا دھیان سادھی تو دھیان یوگ میں شامل اور یکہ نیم آدی پارکھ برونئی سادھن سترم دوم آدی میں شامل ہیں اور یوگ درشن کے پہلے ادھیائے میں بتلائے ہوئے ویراگیہ، ابھیاس اور یویراگیہ دیانت کے چند شرط سادھن میں شامل ہیں۔ لہذا کوئی خاص حصہ یوگ درشن کا اس سوتر سے کھنڈن کیا گیا؟ درحقیقت یہ شنگھائی غیر واجب ہے نیز یہ کہ نیدھیہ دھیان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شرون اور من سے ہی ساکت نگار ہو سکتا ہے اب اس کا جواب دیتے ہیں، سروپ کی ابھیویکتی یعنی برہم ساکت نگار میں جو روکا دھیں آتی ہیں وہ جارہم کی ہیں:-

۱، ۱۰۔ شیشہ بھوکوں کی دانسا، ہمیشہ آگ کی طرح جلاتی ہے، تلوار کی طرح کاٹتی ہے، رسی کی طرح بانہ مٹتی ہے، شب کی طرح نامینا بانی ہے، بچھو کی طرح دُستی ہے اس واسنا کو آئندہ دل کے شرون کے انگ یکہ نیم، دو یکہ ویراگیہ آدی سے نشٹ کرتے ہیں۔  
۲، پرمان گت اسنبھا دنا ہے، آئندہ ادوتیہ برہم میں پرمان ہیں کہ نہیں؟ یہ سنسنیہ روپ ہے اور آئندہ دل سے ادوتیہ رنگ برہم کا بودھ ممکن نہیں ہے۔ یہ پرمان گت اسنبھا دنا ہے۔ پرمان گت اسنبھا دنا شرون سے نشٹ ہوتی ہے۔

۳، برے گت اسنبھا دنا دیر سے گت سنسنیہ۔ اتنا دیرہ وغیرہ سے الگ چیز ہے یا نہیں؟ اور الگ ہونے پر بھی کرتلم یا اگر تا؟ اگر تا ہونے پر بھی چتین ہونے پر بھی آند سروپ ہے یا آند گن والا۔ آند سروپ ہونے پر بھی برہم سے اتنا بھن ہے یا بھن؟ یہ برے گت سنسنیہ میں اور آبادھت برہم میں بھی بادھتسویر کی کلپنا روپ پر سے گت اسنبھا دنا ہے۔ لہذا پرے گت سنسنیہ اور اسنبھا دنا من سے نشٹ ہوتی ہے۔

۴، ۱۱۔ ویریت بھادنا کی اوبرتی  
برہم کے پریشکھ تو جانے پر بھی برہم ساکت نگار پرمان میں ساکت نگار نہ ہونے کی ویریت بھادنا کی اوبرتی یہ چوتھا پرتی نیدھک ہے، جب تک یہ موجود ہے تب تک دیکھ کچھ بھی نہیں دے سکتی۔ آئندہ دل سے بودھت سچا آند سروپ برہم ہی نہیں ہوں۔ یہ ادوتیہ سوکھ پریشکھ کو سدا ابرو کش ہے۔ اس قسم کے ذاتی اوبھو کے لئے یعنی برہم ساکت نگار کے لئے نیدھیہ دھیان کی پختہ منتقل صورت یوگ کی لازمی شرن تسلیم کرنی پڑی لہذا اس سوتر سے بھگوان وید ویاس نے یوگ کا کھنڈن نہیں کیا ہے۔ یہ تو عبطا بنی دیانت و سچا دھارا کہا گیا ہے نواب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رشتہ کا پر یوگ "یوگ" کیا کچھ اور تو نہیں سوچت کرتا؟

یوگ شبد युग دھاتو سے بنا ہے اور اس کا پر یوگ پونگ Masculine gender میں یا لنینگ لنگ Neuter gender میں ہوا ہے۔ یونگ میں پر یوگ ہونے سے اس کے معنی (A) بھوک و شیش مذکورہ (B) سادھی ہوتے ہیں اور لنینگ لنگ میں اس کے پر یوگ کے معنی (A) شتا ستر دیکھا یا (B) یوگ وکنا پریش کا دیکھا ہوتے ہیں جیسے  
योगमाचरे यत् "योग + اچ + پرتی + یوگ  
پر یوگ کے معنی میں لنینگ لنگ میں پر یوگ ہوا ہے۔  
Exeuted یوگ شبد شتا ستر دیکھا یا

دیانت کے سوتر "एतेन योगः प्रत्युक्तः" میں یوگ شبد پونگ میں پر یوگ ہوا ہے۔ لہذا



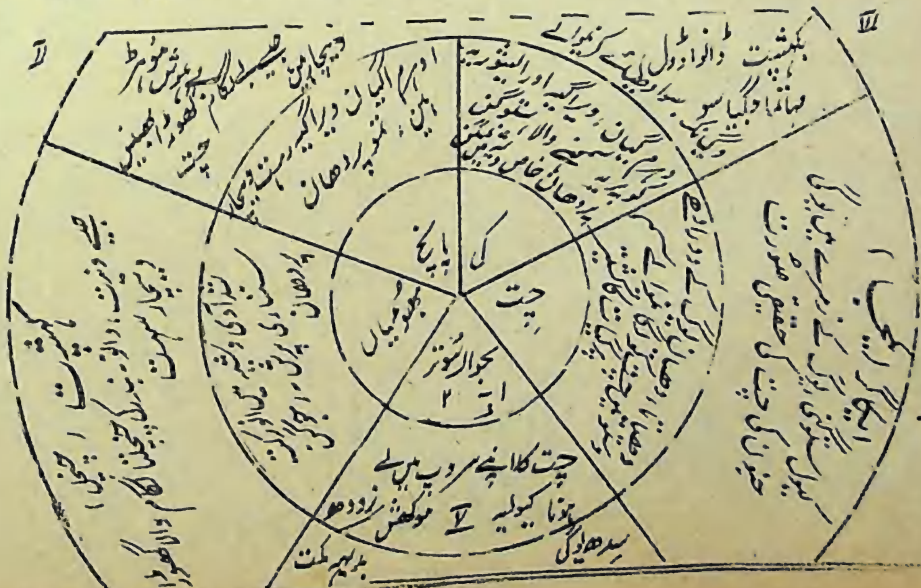
لو لنگ کے معنوں کے مطابق سنجگ و شیش سادھی ہو سکتا ہے جس کا کرم پہلے کھنڈن نزدیک کر چکے ہیں یعنی وہ جو پیدائش کے سنجگ سے چلتے روپ گیان آئین نہیں ہو سکتا، ہو سکتا ہے جھگوان ویدویاس نے اس کا کھنڈن کیا ہو، مگر لنگشہ اور خفہ میں لوگ کے معنی ششاستر، اس سوتر میں لے گئے ہیں تو بھی اس کا کھنڈن پر سادھ ہے کیونکہ شیش لنگ میں لوگ، ششاستر واپک نیائے اور دوشیشنگ کا واپک ہے اس میں تمام ویدوان متفق رائے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ "ابھیدھان چنٹامنی" اور دیگر اشاعت شدہ پرچہ میں جن گرتھوں میں نیامکوں کے بالمساوی ششیدل شکل میں لوگ ششید آبا سے اپنی نیائے (لوگ) اس شکل میں آیا ہے۔ لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "योग: پرتیوکت:" سوتر سے نیا نکل کا کھنڈن مطلوب ہے نہ کہ پانچل لوگ درشن کا۔ نیز اس کی ثابت دلیوں بھی ہوتی ہے کہ نیا نکل مرت اور دیت گیان کا حامی نہیں ہے اور ان کے مت میں لوگ، شک کثت کا رن مکتی کا نہیں ہے۔ نیز ششکان پر کرتے ہیں کہ جھگوان

ششکان آچار یہ کے متا نو سار برہم سوتر: **योग: پرتیوکت:** میں لوگ، ششید ہرنیہ جھوگت لوگ ششکان سوتھیک ہونے پر بھی سوتر کا جھگوان ویدویاس نے اس ششید کو نیا سے "کا بووھک بریکت کیا ہے یا نہیں کون کہہ سکتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں لپچ کر سکتا۔ اس مرحلہ پر ہم اپنی حقیقت بھی سے یہاں کہیں گے کہ جس جھگوان ویدویاس نے ششید جھوگت کو رچا اور اس میں ہرنیہ گھر جھوگت تمام لوگ ریا دھن اور اس کے انتم پھل آدمی کو بیان کیا ہے۔ کیا انہوں نے اسی کو اس سوتر دوارا کھنڈن کیا ہو یہ ممکن نہیں نیز جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ برہم سوتر میں دیگر سوتروں سے دھیان لوگ اور اس کے سمبندھ میں دیگر سادھوں کو چشت سادھن کے انترگت برہم دیا کا انگ مانا گیا ہے۔ لہذا ہم یہاں کہیں گے کہ یہ ویدانت کا سوتر جس نے نہت متا ستر میں چھوٹ ڈال رکھی ہے نیا نکل خاص کر جن مارگ والوں کا کھنڈن پسے ہی کر کے رکھ دیا ہے۔ اسی کا رن سے ممکن ہے جینیوں کے رہنماؤں نے اور بووھوں نے ویدمت کی خلاف کی، مذکورہ بالا نظریوں کے علاوہ ایک نظریہ پر سنگ و ش یہ ہے کہ یہ

ہے۔ اس کے پہلے دو سوتروں کا پر سنگ برودھان کو جگت کا سوتر کا رن ماننے کی تردید ہے۔ اور نیا نکلوں نے یہ بھی ساتھ ہی رائے ظاہر کر دی کہ پانچل لوگ درشن کا برودھان کے بارے میں یہی نظریہ ہے۔ لہذا جھگوان ویدویاس نے سوتر میں لوگ درشن کا کھنڈن نہیں کیا محض برودھان کا سرشتی رچا میں سوتر تو یہ کو ہی کھنڈن کیا ہے۔ برودھان "کے متفق لوگ درشن میں کیا مفہوم ہے آئندہ پر سنگ و ش لوگ درشن کی دیا کھیا میں وضاحت کی جائے گی۔ محض اس موقع پر اتنا بتلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے سماج، سوسائٹی اور تمام دنیا کا نظام یعنی *Nature's World* سانچہ اکت فلسفہ یعنی پرش پرکرتی روپ ویت کے آدھار پر مبنی ہے۔ ویدانت برہم سوتر کا ایش یعنی پر پادیت پرش پرکرتی روپ ویت کے آدھار پر مبنی ہے۔ اور اودیت برہم کا انوہو یعنی ویت کی تردید ان جگیا سوتر کے لئے ہے جنہوں نے لوگ کے انتم سے یعنی آہنگ گراہ پر گیا کی پراپتی کر لی ہو۔ اس سقھی میں ہی برودھان کا رن باد "کی تردید انوہو میں آتی ہے ورنہ نہیں۔ اس صورت میں پانچل لوگ درشن کا کھنڈن نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ بات اور یہ سوتر اس کی تصدیق ثابت ہوگی۔ لوگ درشن اور برہم سوتر کیوں شتر فلسفہ نہیں ہے۔ یہ انوہو گیان کے ششاستر ہیں۔ ایک کے انوہو کے بعد ہی دوسرے کا انوہو ہوتا ہے۔ اس سوتر کا مطالبہ ختم کرنے ہوئے ایک انتم سوال جو نہت لوگوں نے زیر بحث رکھا مول ہے وہ جھگوان ویدویاس کے متعلق ہے کیا پانچل لوگ درشن کے بھاشیہ کار ویدویاس "وہی تھے جو شریک جھوگت پران آدمی، مہا بھارت اور برہم سوتر کے رچا ہوئے ہیں یا دیگر دیاس" ہیں؟ اسی بارے میں ایک ویدوان نہت اخبار ملاپ اردو مورخہ ۱۱/۷ میں تبصرہ کرتے ہیں کہ مہرشی



پانچویں نے لوگ کا صرف اوشاسن (ایک قاعدے یا سوتروں میں مرتب کیا۔ یہ واقعہ ۲۰ برس پہلے کا بکرم سے ہے بکرم کے بعد تیسری صدی میں ویاس نے ان سوتروں پر بھاشہ کیا۔ یہ بھاشہ کارپرائوں کے لکھنے والے ویاس نہیں ہو سکتے۔" مجھے ۵ برس پہلے کی بات اب تک یاد ہے جب کہ آریہ سماج کا لاہور اور پنجاب میں زور تھا۔ بھگوان وید ویاس پر حملہ درجہ ہو کر تا تھا آدی بھگوان وید ویاس پر اشتر مہرشی کی سفنان جن کو مہرشی بادی بھی کہا جاتا تھا کے واکہ آدی پستکوں کی پرمانیتی تمام بھارت ورش میں زبان زد تھی۔ وہ تری کال لکیر، سر و گید وید ویاس ہے۔ ان کا آج تک نہ کوئی ہمسری کرنے والا ہوا ہے نہ ہوگا۔ اوتاروں میں ۲۲ ویں اوتار شمار ہوتے ہیں، وید و دیاک رکشا رتھ ان کا اوتار ہوا تھا۔ جس کو انہوں نے پورن کیا۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے بھگوان پانچولی کا یوگ ورش کا بھاشہ کیا جس ویدیا کی اس وقت بھی کزوری نمایاں ہو گئی تھی۔ پانچولی کو راج بکرم سے ۳۰۰ برس پہلے اور ویاس بھگوان کو بکرم سے ۲۰۰ برس بعد کہنا ایک کیول ہنسی کا مقام ہے۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ بھاشہ کار ویاس "کا دوسرا نام کیا تھا جیسے کہ آدی بھگوان ویاس کا نام مہرشی بادی تھا۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ بھاشہ کار ویاس "کے پتا کا کیا نام تھا۔ ان کا استھان کہاں تھا کیا انکی کوئی پریم پر اسے گدی چلی آری تھی کیونکہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ "ویاس" تو گدی کا نام ہے جو بھگوان وید ویاس آدی رتھ پران آدی سے چلی تھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو بھگوان وید ویاس کی گدی کے بعد کھنڈو سوامی ان کے پتر کا نام اور اس کے بعد گوڑ پاد چاریہ اور بعد گوڑ پاد چاریہ اور بعد میں آدی سوامی شکر آچاریہ آتا ہے۔ شری شکر آچاریہ نے چار مٹھ شکر مٹھوں کے نام سے چلائے مگر ان کے بھی سوامی کے نام الگ الگ ہونے ہوئے بھی شکر آچاریہ نام ایک خطاب کے طور پر اب تک چلا آتا ہے بکرم کے بعد "ویاس" بھاشہ کار کے نام سے نہ تو کوئی گدی اور نہ ہی کوئی مٹھ اور مٹھ ادھیش ہوئے اور نہ ہی اب تک ایسے چھلے کارے ہیں، مزید اس "ویاس بھاشہ" کے علاوہ اس "بھاشہ کار ویاس" نے کوئی اور رتھ رچ کر بھارت میں دکھات کیا؟ ایسا بھی نہیں ہے۔ لہذا ہم نامنن ادم سے اتھاس کرتے ہیں کہ رسا دھوا لگ کی شر دھا کو نشٹ کرنے والا یہ اعتراض ناقابل پذیر ہے اس کو نظر انداز کر کے "ویاس بھاشہ" کو آدی بھگوان وید ویاس کا ہی بھاشہ تسلیم کریں "لوگ" کی آدینی سے آدینی پرنا شر دھا سے شر دھ ہوتی ہے "شر دھا، ویر یہ ہسرتی، سما دھی پرگی" ادا پائے پرتیا کا اتم سے اتم بارگ پانچولی لوگ ورش تائے گا۔ شر دھا ہیں شخص رکھیتن کرنے سے بھی گیان حاصل نہیں کر سکتے۔





مختصر یا تفصیل یوگ درشن منظم، بمطابق وضاحت مندرجہ بالا

سوتر ۱/۱ اب ہوتے ادھیکا ریکت ہوتا پیش انتم ایک  
چیت بھومی جو پانچ ہیں کہشت موت پر کہشت  
ایک گر سے زودھ تک یوگ مارگ نور جان  
سوتر ۱/۲ چیت رتی زودھ کو یوگ کا انتم کشیہ پچان  
ایک گر رتی کے مدھ میں چار سما دھی دکھیا ت  
کل برتیوں کے ہاش تے پادت زودھ الکشیہ  
منو سنجوگ جو نامی سے ہوت نگیان دیکاس  
الیو سنجوگ نہ جانو سما دھی سادھت بھول  
سسم پرگت بھول کے پچا اسم پرگت بھول  
گوروا، الیور اور دیاس میں رکھ اٹی رتواس

تانون یوگ ہرنیہ گہر پیرگٹ یا تخیل لیکھ !  
تینوں سناری صورتیں دو دھائی گز زودھ نورشت  
ایک ہی مارگ کل سناری میں جاتے بے بھوگان  
کرم بھومی کے پار جو دھی زودھ سروپ گیان  
زودھ رتی سہت جو دھی سے سسم پرگت  
تالے کہیں مہرشی دیاس اسم پرگت پر تخیل  
دو دھائی پادھ مشن نے زودھ چنن اوکاس  
رلیور وادی و گیان یہ کالے سمان ترسل  
سسم پرگت دیاسے روپ ہے اسم پرگت آد ایل  
دھیرج دھکر دھیر نے کو منو دیکاس

سوتر ۳ ترجمہ : اس سختی میں درشتا کا امتحان اپنے سروپ میں ہوتا ہے ۳ " तदा दृष्टुः स्वरूपे ऽवस्थानम्"  
چیت کی اس سختی میں جب کہ ذہنوں کا عدم وجود (ابھاد) ہوتا ہے، تو بھاشید کا سوال اٹھانے ہیں کہ پرش کی کیا فطرت (سجھا)  
ہوتی ہے؟ جو کہ بدھی کے بودھ کا آتما روپ ہے؟ تو بھاشید کا جواب دیتے ہیں کہ اس سختی میں درشتا اپنے  
سروپ میں مقیم ہوتا ہے اس وقت چیتی روپ شکتی (یعنی پرش) اپنے سروپ میں قائم ہوتی ہے۔ جب کہ کیولیدہ (سجھا)  
میں ہوتا ہے۔ دیو یوتھان یعنی باہر شکتی چیت میں گویہ چیتی روپ شکتی (پرش) ایسی طرح سے مقیم ہے تو اسی پرکار اس کا احساس نہیں  
ہوتا تو اپنی زودھ کھی چیت میں جیسا ہے وہی ہی بھاشتا ہے؟ شکل الفاظ کی تشریح :-

(۱) اس سختی "یہ کا مطلب ہے جس کا ذکر سوتر ۲ میں ہو چکا ہے یعنی "زودھ اوکھا" (یعنی اسم پرگت سما دھی) میں  
(۱۱) بدھی کے بودھ کا آتما روپ ہے یعنی بدھی پرش کا یعنی آتما کار ہوتی ہے، پرش کی سستا سے ہی بدھی میں بودھ کی شکتی ہوتی ہے  
دور نہ بدھی نور پادھت ہے۔

(۲) درشتا اپنے سروپ میں مقیم ہوتا ہے، درشتا کا امتحان اپنے سروپ میں ہوتا ہے یعنی درشتا اپنے سروپ کے سوا اور انہی  
دستور نہیں دیکھتا،

(۳) دیو یوتھان = سنسکار و دھم کے ہونے ہیں دیو یوتھان یعنی باہر کھی، درشتیہ پر تپنی کی جانب، ددم زودھ کھی یعنی از تیکھی پرش  
کی جانب، دیو یوتھان کے درودھی

(۴) اس بطور - جہاں تک پرش روپ چینی شکتی کی سختی کا سوال ہے۔ دوزہ دیو یوتھان اور زودھ کھی چیت میں ایک برابر ہے کیونکہ  
پرش ایرنامی

(۵) اسی پرکار نہ کر یہ ہے۔ اور جو اس کے سروپ کا انو بھو کا سوال ہوتا ہے تو دیو یوتھان سختی میں اس کے سروپ کا انو بھو نہیں  
ہوتا اور زودھ کھی سسم پرگت - آہنگ گراہیہ پرگی میں اس کی اصل ماہیت (سروپ) نظر آنے لگ جاتی ہے اور اسم پرگت اوکھا  
میں کیول "پرش" بھی ہوتا ہے۔

مزید وضاحت از مختصر جم - اس سوتر میں تین الفاظ قابل توجہ ناظرین ہیں (۱) درشتا (۲) سروپ (۳) اوکھا - مہرشی



پانچلوگ کاکشن تبتلنے کے بعد اب یہ بتلاتے ہیں کہ جب **योग: سماچی** یعنی جس لوگ کا انہم لکشیہ سماچی "یعنی زودہ" ہے اس کا چلن کیا ہے؟ لہذا اس سوز میں یہ بتلاتے ہیں کہ درشت جو مل از زودہ اپنے سروپ میں مقیم نہیں تھا یعنی قبل از زودہ اپنا سروپ نہیں دیکھتا ہے جو آٹھ غیرت کو دیکھتی تھی اب حقیقت پہچانتی ہے درشتا سے درشتہ دور ہو کر کیول درشتی ہی مانتی ہے

یعنی درشتی یعنی روپ رس پر گندھ اور شبد اور ان کی اندریوں اور پنج بھوتوں کا مکمل طور پر عدم وجود ہوتا ہے۔ یہ کیولیہ کی موت کہلاتی ہے۔

۱۱) درشتا کی تشریح :- اس کی تریف دوسرے ادھیائے سوز ۲۰ (۲۰) میں کی گئی ہے لہذا مفصل ذکر تو وہاں کیا جائے گا درشتا اس اوتھا میں یعنی زودہ اوتھا میں کیا صورت اختیار کرتا ہے؟ کہتے ہیں (بجوالہ ۲۰) کو درشتا ساکشت درشتی مانتے "ساکشت درشتی مانتے" کا مطلب ہے **Perceptivity itself** یعنی محض دیدیاک، اس کا مطلب یہ ہے کہ زودہ اوتھا میں درشتا اپا دھی روپ منظر سے رہت یعنی برا ہے۔ درشتا یعنی پرش "چت برتی زودہ کے بعد بھی میں پرتی عبت یعنی منعکس صاف اوتھو ہونے لگتا ہے اور منعکس پرش **Reflected Purush** "درشتا" کہلاتا ہے (بجوالہ سوز ۱۲/۲) (نکورہ گذشتہ) جب اس طرح بدھی میں پرش پرتی عبت ہوتا ہے تو بدھی کا پرتی عبت گیتا "کہلانے لگتا ہے" (بجوالہ سوز ۱۱/۶) زودہ اوتھا (۱۱/۶) میں کلش کشن ہو جاتے ہیں۔ چت برتیوں کا ناش ہو جاتا ہے۔ انت میں بدھی برتی بھی سمایت ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام اپا دھی سے رہت ہوتا ہے یعنی اسی کو ساکشت درشتی مانتے "کہتے ہیں۔ یعنی اب اس کا اپنا ہی سروپ قائم بالیقین ہے، وہ سروپ کیا ہے؟ یہ دیانت کا مضمون ہے، بھاشیہ کار اس مضمون کو لوگ سوز میں وضاحت نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ اس کا مضمون نہیں ہے۔ جب "پرش" بدھی میں پرتی عبت یعنی منعکس ہوتا ہے جیسے جل میں سورج۔ تب چت برتیوں کے ساتھ اوتھا یعنی **Adentia** ہوتا ہے جیسے سورج کا عکس پانی کی ہروں کے ساتھ یکجا ہوتا ہے تب ہی "درشتا" بدھی کا بودھا "کہلاتا ہے" (بجوالہ سوز ۱۱/۶) بھاشیہ کار یعنی ایک اگر اوتھا تک اور اس کے نیچے کی چت بھومیوں میں درشتا بدھی میں پرتی عبت ہو کر چت برتیوں کے ساتھ اوتھا ہوتا ہے۔ اور اس لئے ساکشت درشتی مانتے "نہیں ہوتا۔ بدھی کی اپا دھی دور ہونے سے ہی محض درشتی یعنی کیولیہ سروپ ہوتا ہے، چکنو اندری کے لحاظ سے اسی کو یعنی پرش کو "درشتا" دیگر اندریوں کے سمبندھ سے بھوگتا "اور بدھی" کے سمبندھ سے بودھا "پرتی عبت گیتا" "شبد دل سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ یعنی درشتا پرش ہی گیتا "بھوگت" کرتا "ہو کر جسم مران کے چکر میں آتا ہے" (بجوالہ بھوگت گیتا ۱۸ ادھیائے شلوک ۱۸) (دیکھو اودم "ماہ اکتوبر گیتا نمبر ۲۲) "سروپ" "کشن دو پرکار کا ہے۔ ایک سروپ کشن۔ دوسرا **तरुष** کشن۔ سرت۔ چت، آند تو برہم کا سروپ کشن ہے اور اپنی سختی، لے یہ برہم کا ٹپتھ کشن ہے۔ جن زودہ اوتھا "یعنی ارم برگیت کیولیہ موکش کا کشن دوسرے سوز ۱۲ میں آچکا ہے بعد اس سوز میں اس کا پرنام کہا گیا ہے۔ دو برہم کے ساتھ ایک سروپ کشن ہے، جیسے انگوٹھی کو گلانے کیولیہ سونا ہی سونا سمجھتا ہوتا ہے اور انگوٹھی بن اس میں ہے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح چت برتی زودہ کے بعد کیولیہ سروپ "شدہ پرش" اپرنامی قائم ہوتا ہے، اسی واسطے مہرشی "پانچلوگ سروپ" کا شبد پر لوگ کرتے ہیں۔

۱۳) "اوتھا" :- قیام کو کھار کتا ہے گتی کے اوجھا کو بتلاتا ہے "پرش" تو اپرنامی اس کے ہونے کے کارن گتی شیل یعنی متحرک نہیں ہے۔ گتی تو کیولیہ درشتی پریش یعنی چت برتیوں کی تھی۔ لہذا اوتھا "شبد سختی کو بتلاتے ہوئے چت برتیوں کے اوجھا کو سوچ سکتا ہے جلیا کہ بھاشیہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس سختی میں وشیلوں یعنی شبد۔ روپ، رس، رتج، گندھ، ان کی



اندریاں اور بصوت آدمی کا ابھار ہوتا ہے۔ یعنی درشتا بھی برقی کے پار ہر منتقل طور پر بغیر متغیر صورت میں ساکن ہوتا ہے۔ لہذا جنم مرن سے رہت۔

بھگوان پانچل نے سوتر اول میں یوگ کا آدھ دوسرے سوتر میں یوگ کا خاتمہ اور تیسرے سوتر میں یوگ کا انتم پھیل بیان کر دیا۔ لہذا جس یوگی یہاں پرش کو اس کی پراپتی ہوگی اس کے لئے کچھ تقابلاً نہیں رہتا، مگر جن یوگیوں کا سادھن ناممکن ہے۔ اور ابھی چت برتیاں زردہ نہیں ہوئیں ان کے لئے اولیٰ آگے مسلسل جاری ہوتا ہے کہ برتیاں کو کسی کو کسی ہیں اور ان کو لٹٹ کر کے کیا پائے ہے مسلسل منظم یوگ سوتر بمطابق بھاشیہ بیان کر دہ بالا :-

سوتر ۱۱۲ ہوسے دگدھ کلش جب زیج پریانا انان  
تب درشتا سروپ اپنے میں ہے کرتا امتحان  
عین ست چت آند اس کا سروپ لوجان  
نگہا تا بھوگتا بودھا، نہ کرتا درشتا درشیماں  
وشیہ اندر بہ انتیت ساکت درشتی ماز کیویدرل  
بہاں کرتے چلے آئے ہرشی جن وہاں بھوگوان  
”چیتی روپ شکتی“ گو پرش کا نام ہوتا ہے  
”نرودھ چت“ میں ہی مگر بھاتی ہے اسکی حقیقت  
لو بھتھان میں بھی گو اس کا نہ پریمام ہوتا ہے  
لکھن گلانے سے جیسے نکلتی ہے سونے کی ماہیت

ترجمہ: ”انیمہ اوستھیا اول میں برتوں کے ساتھ ایک رہتا ہوتی ہے“ ”۴“ **वृत्तिसारूप्यमितरत्र**  
سوتر ۱۱۲ میں بھاشیہ کا سوال اٹھاتے ہیں کہ تب کیسے ہے (یعنی) دیگر صورتوں میں زردہ اوستھا سے پہلے پرش کی کیا صورت ہوتی ہے ”پریش“ کو وشیہ دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ پرش کا سبھاو ہے۔ زردہ میں وشیہ دکھلائے جانے بند ہو جاتے ہیں۔ اور باقی صورتوں میں یہ بھاد قائم رہتا ہے (جو اب میں فرماتے ہیں) وشیوں کو کھامے جانے کا بھاد رہنے کے کارن انیمہ اوستھیا میں برتوں کے ساتھ ایک روپ پتا ہوتا ہے (یعنی اس بھاد کے موجود رہنے کے کارن پرش تمام صورتوں میں برتوں سے متشکل ہو کر رہتا ہے) (باہر مٹھی) دیو بھتان اوستھا میں چت کی جو جو برتیاں ہوتی ہیں۔ ”پریش“ ان (برتوں) سے اکٹھے ہوتا ہے مزید اور سوتر کا حوالہ دیتے ہیں (ایک میو درشم جنیاتی دیو درشم) درشن قبول ماز ایک ہی ہے۔ پرکاش سنے برقی ہی درشن ہے ”چمک پتھر کی مانند چت پرش“ کے ”قریب“ برتن ہونے اور درشیہ کی خاصیت والا ہونیکی وجہ سے سوامی روپ ”پریش“ کا دھار دوست بن جاتا ہے لہذا پرش کا چت آزادی سمبندہ ہی چت برتوں کو بودھ کرنے کا کارن ہے (چت سونم پرکاش نہیں ہے پرش کے سمبندہ سے اس کی برتوں کا بودھ ہوتا ہے۔ بحوالہ ۱۹ II یوگ سوتر)

**مشکل الفاظ کی تشریح :-** (۱) انیمہ اوستھا اول، دیگر چت بھومیوں میں یعنی زردہ اوستھا سے نیچے کی چت بھومیوں میں (۱۲) ایک روپ۔ متشکل۔ یعنی ایک اگر اوستھا میں ایک اگر روپ یکہشت اوستھا میں یکہشت روپ وغیرہ (۱۳) اکٹھے۔ بلا فرق، یکجا (۱۴) ساکت۔ تکرار سمیپ قریب ترین Direct proximity (۱۵) درشیہ کے بھاد رکھنے کے کارن، درشیہ کی خاصیت والا ہونے کی وجہ سے **itself** درشیہ **Having the qualification of being**۔

تشریح مزید از مترجم :- پہلے سوتر (۱۱) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ چت کی پانچ بھومیاں ہیں، موٹر، کھپت، یکہشت، ایک اگر اور زردہ، آخری زردہ کی صورت میں پرش ”جو کہ چیتی روپ شکتی“ ہے اپنے سروپ میں مقیم ہوتا ہے (بحوالہ سوتر ۱۱) مگر جو زردہ سے قبل کی چار چیت بھومیاں ہیں اس وقت پرش ”اپنے سروپ کی بجائے ان چار چیت برتوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے“ موٹر اوستھا میں موٹر، کھپت اوستھا میں چھل اور یکہشت اوستھا میں ڈولا سمان بن جاتا ہے اور ایک اگر اوستھا میں یوگ



سادھن میں تندرہ روپ ہو کر آہنگ گرایہ پر گیا روپ ہونا ہے مگر اپنے سروپ سے ابھٹتا زودھ اوستھا میں ہی پراپت ہوتی ہے اس سے بچے نہیں۔

سوتنرم منظم مسلسل لوگ سوتنرم بطریق تشریح مند رجہ بالا :-

انیزاوتھاؤں میں "پرش" کی حالت جبر ہوتی ہے کہشیت چت میں بندر کی سی چال چلتا ہے بکشت میں گو سادھن کی طرف ہوتا ہے جوڑا جتیک پر گیا اوی پٹا کھیتی تک پچھتا نہیں چیک پچھ کی مانند چھپکتا ہے چت "پرش" سے "پرش" کی بدولت پاناس ہے چت پورہ اپنی بڑوں کا اناری سمند ہو یہ چلا آتا ہے پرش چت کا نام اس کے سوا پرش کے پاس دھیر کوئی چارہ نہیں سوتنرم ۵ ترجمہ

वृत्तः पञ्चतयः विष्ठाक्रियाः "५"

ادل (دبا ہر بھی) برتیاں پانچ پرکار کی ہیں : دکھ والی اور دکھ نہ دینے والی :-

چت کی ان باہر بھی برتوں کے کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے ان کا زودھ کرنا مزدوری ہے چت کی باہر بھی برتیاں پانچ قسم کی ہیں۔ دکھ والی اور دکھ نہ دینے والی، دکھ والی برتیاں وہ ہیں جو کرم آئیشیر کی ترقی کے لئے بطور زمین میدائش کھیشوں کا موجب ہیں اور دکھ نہ دینے والی برتیاں وہ ہیں جو پرکاش کے کثیر والی دینی ستوگی ہیں۔ اور گوں کے جو پار کے مختلف ہیں، دکھ کی روانی میں (یعنی جس وقت برتیاں دکھ دے رہی ہوں) پڑی ہوئی اور دکھ کے وودھان میں اوشیخہ دینے سے ہی دکھ نہ دینے والی برتیاں دینی ہی ہوتی ہیں (۴)

۱- B-8 ڈٹ نوٹ :- تپسیا یعنی وزن اشرم کی تقسیم کے مطابق خرائق - سوادھیا سے یعنی برہم جو یہ اشرم کے کر تو یہ وغیرہ کے عرصہ تک میں یہ دکھ والی ہونے سے بھی متقبل میں دکھ نہ دینے والے ہوتے ہیں :-

دکھ نہ دینے کے وودھان میں زمین تک کے وقت میں اتانم رہنے پر بھی دکھ والی برتیاں بھی دینی ہوتی ہیں (۵) (B-8) ڈٹ نوٹ (۴) تک دینے والی برتی (یعنی انوری بھوگ کے وقت تک ہوتا ہے) دکھ نہ دینے والی ہونے پر بھی آجیہیں دکھ دیکھ ہوتی ہے : دکھ نہ دینے والی یعنی ۱- پراکریا نفع میں سوز کار مہرشی پاتھنلی نے اس واسطے لکھا ہے کہ برتوں میں مثبت (Plus) میں تو سکھ ہے ہی نہیں، دکھ اور سکھ محض بھوگ کال کا ہی ہے کیونکہ برتیاں بھوگ ارتھ ہی ہیں ۲- برتوں سے کم ذات سنسکار پیدا ہوتے ہیں اور انہیں سنسکاروں سے برتیاں پیدا ہوتی ہیں ایسی پرکار برتی اور سنسکاروں کا چکر تیسرے وقفہ کے سدا ہی گھومتا ہے اس قسم کا چت اپنے دونوں (بھوگ - اپ ورگ) مدت ہو کر اپنے سروپ (۴) میں شتھ ہوتا ہے اور پرلے (۴) کو جانا ہے

(B-8) ڈٹ نوٹ (۴) یہ قسم پرگیات زودھ کھی برتی سہت (سادھی کی سختی ہے) (۴) یہ اسم پرگیات (زودھ کھی برتی کے باہر) سادھی کو سوچت کرنا ہے

مشکل الفاظ کی تشریح : پانچ کرم آئیشیر Vehicle of actions عملوں کا ذخیرہ (۲) آئین کرنے والی بھومی کے



روپ میں بطور زمین پیدا نش *Breeding ground* (۳) دکھ کے درہان میں ادیتھ - عرصہ تکلیف میں قائم  
*at the interval of season* (۴) اپنی جاتیوں کے - سہم ذات سنسکار (۵) بنا کسی دشرام کے بغیر  
 کوئی وقفہ کے یعنی بغیر بچنے کے -

مزید تشریح اور ترجمہ - جب پریش دیگر اوستھا دل میں برتی سروپ ہوتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ برتیاں کس قسم کی ہیں ،  
 پانچ قسم کی برتیاں بتلا کر ہر قسمی بتلائے ہیں کہ وہ بھی بر لحاظ اوصاف دوسم کی ہیں اول دکھ سہت دودم دکھ رہت ، برتیوں کے بارے  
 میں شکھ کا شبد استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ برتیاں تو بھوک روپی ہوئی ہیں اور بھوک دکھ اور اندری شکھ روپ ہوتا ہے اور  
 اندری شکھ بھی دکھ روپ ہی ہوتا ہے ، زمانہ تعلیم میں جو محنت کرنی پڑتی ہے وہ دکھ روپ ہے مگر اس کا پرینام شکھ ہے اور جو برتی  
 بھوک کال میں تکلیف دہ نہیں ہے اور دکھ دیتی ہے وہ متابع دکھ دانی پیدا کرتی ہے - ایک قسم کی برتی کے موجود رہنے پر  
 دوسری قسم کی برتی عدم وجود نہیں ہو جاتی وہ غائب نظر موجود ہوتی ہے -

جو کرم آستہ کو طاقت و رہنمائی ہے اور کلکتیوں کو پیکار کرتی ہے ان کو *Prakriti* کہاجاتا ہے اور جو سنوگنی  
 شدہ ہیں اور دیگر تنوگن اور رجوگن کے مخالف جاتی ہیں وہ *Prakriti* ہیں - برتیوں کا کام خواہ کسی قسم کی مہل  
 سنسکار پیدا کرنا ہوتا ہے - جیسی برتیاں ہوتی ہیں ویسی ہی سنسکار پیدا ہوتے ہیں - سنوگن سے سنوگنی سنسکار اور تنوگنی سے  
 تنوگن سنسکار پیدا ہوتے ہیں - یعنی برتی اور سنسکار دل کا چکر کھوتا رہتا ہے اور انسان برتیوں کے پیچھے بھاگتا رہتا  
 ہے ، یعنی جنم جنمانتر کے سنسکار برتیاں پیدا کر کے منش کو دنیا میں چین ہیں - لیتے دیتے اور انسان اپنی طبیعت اور فطرت  
 ان سنسکاروں کے مطابق ہی دنیا میں نمودار کرتا ہے اس کی رغبت اور نفرت ان سنسکاروں کے تابع ہوتی ہے دلوٹ  
 دکھ سہت = *Prakriti* دکھ رہت *Prakriti*

### منظوم لوگ سو تر مسلسل سو تر ۵/۵

پانچ پرکار کی برتیاں دکھ سہت اور دکھ رہت  
 حرم آشد کی بروہی کریں اور اتین ہوئیں کلکتیں  
 سنوگنی پرکاش مئے اکلکت دکھ رہت تو جان  
 برہم چرہ اور تپسیا ، سوا دھمائے اور الشور پریندھان  
 دکھ سہت کے دو درہان میں دکھ رہت بھی ودیمان  
 برتی ہر پرکار کی اتین کرے سوے جاتیہ سنسکار  
 برتی اور سنسکاروں کا جلتا رہے سدا یہ چکر  
 بھوک اپ درگ سے جبتک وہ مکنت ہو کر  
 شکھ کا شبد نہ پرکوت ہوت دکھ روپ منی کہت  
 کلکتے تاکو جانور جوگن اور تنوگن کا پریش  
 جان کا پھل شکھ روپ ہے کہیں سرورشی دزدان  
 اور لوگ سادھن جو سب ہیں جالتے ہوت گیان  
 دکھ رہت کے دو درہان میں ہوت نہ دکھ سہت اور بیان  
 ان سنسکاروں سے پرکٹ ہوئیں برتیوں کے چمنکار  
 منش اس چکر میں کھوتا پھر سے سدا عطر پھر  
 ہوتا نہیں ستھ سدا اپنے رخ سروپ میں جا کر

رغبت و نفرت ، امارت و غربت کا دم بھرتا ہے  
 سنسکاروں کی تختی میں و صیر کس کو ہے خود مختاری

سنسکاروں کے تابع ان ان عمر اپنی لبر کرتا ہے  
 سو تنوگنتر جے کہتے ہیں ہوتی ہے مکمل تالیف داری



سوتر ۶۔ ترجمہ: پرمان۔ پیر، ویکلپ، اندرا۔ سمرتی (یہ) **प्रमाण विपर्यय विकल्प निद्रास्मृतयः**

باہر نکھی) برتیاں ہیں۔  
تشریح از مترجم۔ یوگ کو چیت برقی نروودھ۔ دوسرے سوتر میں کہا گیا ہے۔ لہذا سوتر کا اس جھٹے سوتر میں ان برتیاں کے نام بتلاتے ہیں۔ جن کے نروودھ سے چیت نروودھ استھا میں پوختا ہے۔ یہ پانچ برتیاں جیسا کہ موخر الذکر سوتر میں بیان کیا گیا ہے ۱) پرمان ۲) پیر ۳) ویکلپ ۴) اندرا ۵) سمرتی کے نام سے پکاری جاتی ہیں، داستان میں برتیاں بتلائی ہیں۔ چیت سوئم برقی روپ ہی ہے۔ مگر تمام برتیاں اس تقسیم کے اندر شمار ہو جاتی ہیں۔ یہ انہی تقسیم اعظم یعنی اقسام ہیں ان کو الگ الگ مفصل طور پر چند رج ذیل سوتروں میں واضح کیا جائے گا۔

منظوم یوگ سوتر مسلسل :-

سوتر ۶۔ پرمان۔ پیر، ویکلپ کہیں برقی بکھان  
برتیاں تو انت میں چیت ہے سوئم برقی روپ  
”برقی نروودھ“ کو یوگ کہیں۔ نروودھ انہیں کا جان  
اور اندرا اور سمرتی کریں پانچوں کو بیان  
تو بھی پانچوں کے انترگت آتے سرو کے سرو روپ  
تائخے نروودھ سے ہو جو دھیر بخ سروپ دھیان

سوتر ۷۔ ترجمہ: پرکش۔ انومان اور (شبہ سمبندھی) دیدت نر کا گیان **प्रत्यक्षानुमानागमः प्रमाणानि**  
ہی ستیہ گیان ہے۔

دکھ دینے والی اور دکھ نہ دینے والی پانچ قسم کی (باہر نکھی) برتیاں یہ ہیں ۱) ستیہ گیان ۲) الگ گیان (ویر) ۳) منو کلپنا (م) اندرا اور (ہ) سمرتی۔ پرکش۔ انومان اور (شبہ سمبندھی) دیدت نر کا گیان ہی ستیہ گیان ہے (یعنی پرکش۔ انومان۔ الگ ہی سقم کا ستیہ گیان ”پرمان“ کہلاتا ہے) پرکش پرمان بریولی اشیا ئے (وشیوں) کے متعلق چیت کی برتی ہے۔ یہ برتی اندریوں کے ذریعے بریولی اشیا ئے کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ اور سامانہ (عام) اور بشیش (specific) سروپ والے وشیوں کے بشیش سروپ کو ظہور میں لانے والی پردھان برتی ہے (وشیوں کے دوسروپ ہونے میں سامانہ generic اور بشیش specific پرکش پرمان ان کے بشیش سروپ کو ظہور میں لاتا ہے) (A) اس کا کل پرش کے سمبندھ میں چیت برتیوں کا بھن بودھ ہے (یعنی پرش چیت برتیوں کے ساتھ بھن یعنی لاتیر identical ہو کر چیت برتی روپ ہو جاتا ہے) (نوٹ ۱) وشیوں کے سامانہ اور بشیش سروپ کو مفصل سوتر ۱۰/۳ میں ذکر کریں گے) (انومان برتی پرمان کی دوسری قسم ہے۔ باہر برتی ہے) اس برتی کے ذریعہ انومان کرنے کے قابل ایک جسمی اشیا ئے میں باہمی تعلق اور مختلف اقسام کی اشیا ئے میں جو علیحدہ علیحدہ فرق ہے اس تعلق اور اختلاف کے متعلق جو سامانہ (general) عام قسم غلو کو بتلانے والی پردھان برتی کو انومان کہتے ہیں مثلاً حیدر اور تاروں کو چتر نامی ایک شخص کی طرح بوجہ تبدیلی جگہ متحرک انومان کیا جاتا ہے اور بندھیا پہاڑ کو اچل ہونے کی وجہ سے غیر متحرک انومان کرتے ہیں۔

دگم برتی پرمان کی تیسری قسم ہے) دوسرے شخص کو بودھ یعنی ذہن نشین کرانے کی نیت سے ایک وویکی پرش اپنا دیکھا ہوا اور انومان کیا ہوا اجرا نے بندوں سے (ستیہ) گیان دیتا ہے وہ بھی ستیہ ہوتا ہے۔ شبہوں یعنی بانی سے حاصل کیا ہوا ستیہ گیان الگ کہلاتا ہے جس سے نہ ستیہ کو دیکھا اور نہ ہی ٹھیک انومان کیا اور جس کی بانی پر یقین نہیں لایا جاسکتا اس کا الگ یعنی شبہ سمبندھی گیان کہلاتا ہے نہیں ہوتا۔ لیکن مول وکتا (۱۱) کے سمبندھ (یعنی ایثار کے مضمون پر) انومان کیا ہوا یا دیکھا ہوا (یعنی سمرتیوں، ویدیوں، شروٹیوں



کے ذریعہ (تفہیم) ثابت ہو سکتا ہے۔

(B-B) فٹ (ٹ) (ٹ) مول وکتا، ایشور ہے۔ اس کو دیاں بھگوان دیدت استر کی پرمانگی کو مضبوط کرتے ہیں۔ لہذا ہمیں حق حاصل ہوتا ہے کہ موجودہ گورنریں۔ چھوٹے موت وادوں کو کھٹن کر سکیں۔  
مزید تشریح اور مترجم در اس سوتر میں "پرمان" روپی بڑی تشریح کی گئی۔ پرمان کے تین اقسام پرکش، انومان، اگم سنلا کر یہ بتاتے ہیں کہ پرکش، تو Simple perception جو بزرگوں کی انذریاں ہوتا ہے اور انومان Inference یعنی جو گیان اشیائے کا general character سامانہ گیان حاصل ہوتا ہے جیسے دھواں دیکھ کر آگ، اور اگم شرودی یعنی دید پرمان کو کہتے ہیں۔ پرکش پرمان سے اشیائے کا Specific Character بتانے کیان حاصل ہوتا ہے جیسے شیر دیکھنے سے اس کا خاص علم اور انومان یعنی Inference سے محض سامانہ سمجھنا معلوم ہوتی ہے، اور دو بکے بہانوں کا بتلایا ہو گی ان جنہوں نے ایشور کا سناٹا تکار کر دیا ہو وہ بھی اگم یعنی پرمان کے برابر ہوتا ہے جنہوں نے زائیشور کا دشمن کیا ہے۔ اور نہ ہی ٹھیک انومان کیا ہے ان کی بانی قابل یقین نہیں ہے۔ جتنا کہ ہوشیار رہنا چاہئے۔ لہذا زائیشور بھگوان دیدویاں کرتے ہیں بڑی اور سب سے آدی کے پرمان کے ساتھ جن لوگوں کی بانی کا اتفاق نہیں ہے وہ وشواس یوگیہ نہیں ہیں۔

### مستطیل منظم لوگ سوتر۔ بمطابق تشریح مندرجہ بالا

سوتر ۱/۱ پرمان ستیہ گیان ہے جاننے میں بکھا نو روپ  
بہرہ وشیوں کے سمجھنا میں چت برتی پرکش  
پرکش کو باندھے جسم میں وشیوں سے کرت اچھن  
ایک جیسی اشیائے میں سمجھنا بھی ایسا ہوت  
نشیت کرے سامانہ روپ جو اسی سمجھنا ہوت  
جیسے استھان تبدیلی کارنے خدنا سمجھی گئی  
شبد وارا آپت پرکش کا پرکش یا انومان  
بغیر دید یا عین انومان کے جو وکتا کرے بکھان  
ایسو وکتا زوشواس یوگیہ کبھی نہ دیکھو دھیان  
مول وکتا جگدیشور کے شرودی، سمرتی اور پران

پرکش۔ انومان بے جانے اگم دید گیان سروپ  
نشیت سروپ کو نشیت کرے یہی اس کا کثیت  
بدھی میں پرانی ہمت ہوئے درشا روپ اچھن  
پرکش پرکش سمجھنا ہوت جب چھن پرکش  
انومان اسی کو جاننے پر دھان برتی تب لیت  
گئی ہم سب کہتے جب جہاں کیجئے اچھن  
شرودنا کو اگم روپ ہے کہیں ویاس بھگوان  
اگم کی بانی ستر نہیں، استیہ تا کو بھی تم جان  
وہم ہیت نہ ذیت تم دھیوں کو استھان  
سد استیہ اور ستر رہیں دھیر پر تو پر گیان

विप्रययो मिथ्या ज्ञानम तद्रूप प्रतिष्ठम्

॥ ८ ॥

سوتر ۱/۸ ترجمہ: "پرپر وہ متھیا گیان ہے جو اپنے سروپ کے اٹل دکھا دے میں رہتا ہے"۔  
کے اٹل دکھا دے میں رہتا ہے۔  
بہرہ وہ متھیا گیان ہے جو اپنے سروپ کے اٹل دکھا دے میں رہتا ہے (علم باطل کو بہرہ کہتے ہیں۔ بہرہ کے معنی ہے اٹل یعنی اپنی شکل کا جو گیان ہے یہ اس کے اٹل (متفاد) ہے) (بھاشیکہ کار سوال اٹھاتے ہیں کہ) یہ ستیہ گیان یعنی پرمان کیوں نہیں ہے؟ (جواب دیتے ہیں کہ) اس کی دلیل یہ ہے کہ ستیہ گیان یعنی پرمان سے تو بہرہ (علم باطل) نالو ہوتا (یعنی جو جس سے نشیت ہوتی ہے وہ اس کے اٹل ہوتی ہے) کیونکہ وکیان دروہ (ظہور موجودہ) کی ستا (استی) بھی پرمان گیان کا کثیر ہے (پرمان گیان سے ثابت ہوتی ہے یعنی اس کا مضبوط ہے) پرمان (ستی گیان) سے ہی



پیر (اٹلیگان) نابود ہوتا مشاہدہ میں آتا ہے (جیسے سانپ، رسی، چاندی، اسپرپی والی مثالیں عام ہوتی ہیں) مثلاً دو چند مال کا دیکھنا اصلی روپ ایک چند مال کو دیکھنے سے نشٹ ہو جاتا ہے۔ اسی کو پانچ پر والی ادویا کہتے ہیں۔ اور ادویا، اسکتا، راگ، دولیش، ابھینولیش یہ سب کلش کھاتے ہیں ان کے اپنے نام مندرجہ ذیل یہ ہیں: تم، موم، مہال موم، تامیر، اندھ، تامیر، ان سب کا ذکر جمل کے باب میں آئے گا (۱۵)

(B.B) ڈٹ ڈٹ (۱۵) اس پیر کے دائرہ میں ایک ودیکان و ستو ہے، لیکن اس و ستو کے اصلی سروپ کو گرفت نہ کرتے ہوئے یہ علم باطل (پیر) اسے اسی دکھا دے میں ایک اٹلی سروپ والا درویدہ پاتا ہے۔ یہاں رسی، سانپ، چاندی اور اسپرپی کی مثالیں عام ہوتی ہیں) مشکل الفاظ کی تشریح۔ (۱) ودیکان درویدہ (۲) Existing Matter (۳) پیمان گیان کا کشیر ہے۔ ودیکان درویدہ یعنی تمام Physical Existence ظہور دیا یعنی سچوں جگت کو ہم بذریعہ پرکشش پرمان ثابت کرتے ہیں یعنی اس کی ہستی Direct Perception سے ثابت ہے۔ کسی دلیل دیگر کی ضرورت نہیں ہے اور اسی پرمان ستیہ گیان اگر اور زمانہ دار اس ودیکان درویدہ کو متضیا ثابت کرتے ہیں (۴) "ودیکان و ستو" و ستو کا اصلی سروپ تو بھی میں گرن نہیں ہوتا، مگر و ستو کا اٹلی سروپ گرن کیا جاتا ہے۔ اسی کا نام "درویدہ" ہی پیر ہے۔ اور پیر کو ہی "ادویا" کہا جاتا ہے۔ اسی کے مختلف نام اور شکلیں دی گئی ہیں۔ اس "درویدہ" روپ پیر گیان کو نشٹ کر کے "و ستو" گیان حاصل کرنا ہی دیانت کا کشیر ہے۔

### منظم لوگ سوتر مسلسل :-

ستیہ گیان سے ہوتا کافر فورنا جس کا وجود علم  
ستیہ گیان سے ہی ثابت کرتے سچی شاد کام  
جیسے دیار یک چاند کرتا ہے شک دو کار فوع  
ادویا، اسکتا۔ راگ، دولیش و ابھینولیش  
چت مل کے پر سنگ میں مہیر، اسی کے ہی نام دیگر

سوتر ۱/۸ - ہے ستیہ گیان کا اٹلی پیر یہ علم باطل کا نام  
ظہور عالم جسے ودیکان درویدہ کا دیتے ہیں نام  
نابود ہوتا ہے یہ جب ستیہ گیان ہوتا طلوع  
ادویا اس کو کہتے ہیں جس کے ہیں پانچوں کلش  
تم، موم، مہال موم، تامیر، اندھ، تامیر

سوتر ۹ - ترجمہ :- مشبہوں کے گیان پر ہی ادھار رکھتی ہوئی منو کلپنا (ویکلپ) و ستو سے  
" ۴ "

(یعنی جو گیان کسی کو محض الفاظ کے سننے سے ہوتا ہے مگر جس اشیا سے کہ متعلق وہ علم ہوتا ہے اس کا وجود نہیں ہے ایسا علم یعنی بیان۔ ویکلپ (و ستو شونیر) یعنی منو کلپنا (اختراع دماغ) کہلاتا ہے) ویکلپ یعنی منو کلپنا محض من کی اختراع ہے جس کا وجود نہیں ہے اس لئے یہ نظریہ مان یعنی ستیہ گیان اور غری پیر یعنی اٹلی گیان کے زمرے میں آتا ہے۔  
(B.B) ڈٹ ڈٹ (۱۵) پیمان (ستیہ گیان) ودیکان و ستو کے ستیہ سروپ کو ہی رکھتا ہے۔ پیر ہی (اٹلی گیان) ودیکان درویدہ کو اسی دکھا دے کے اٹلی سروپ میں گرن کرتا ہے۔ لیکن ویکلپ یعنی منو کلپنا کے بارے میں کئی ودیکان



دروید اکتھوا و ستھپس، کیول مارشید دی پر ہی ترجمہ کرتا ہوا یہ ایک ماز کلپنا کے بل سے کچھ بنا جاتا ہے۔ خرگوش کا سنگ بندھیا تیرا آکاش کا بھول وغیرہ مثالیں عام ہوتی ہیں)

دستور سے شونیر جوئے پر بھی شد گیان کے بل پر ترجمہ کرتا ہوا اس کا وہاں دیکھا جاتا ہے (ان دونوں میں دو بیان درج ہے جس کی بنا پر بیان اور میریہ قائم ہیں۔ ویکیپ کے اندر کوئی شے نہیں ہے جس کی ہستی ثابت ہو مگر تب ہی اس کا استعمال ہوتا ہے۔) مثلاً پرش چتین کے سروپ کو رکھتا ہے (بجائے کار سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر جب چتینی (سگن برہم) ہی پرش ہے تو ان الفاظ سے (یعنی) پرش چتین کے سروپ کو رکھتا ہے) (کون کس کو مطلع کرتا ہے) (یعنی کیا مفہوم ہے) (۱۲)

(B.B) ڈٹ ڈٹ ۱۲ :- ارتھ سوچنا میں کچھ سمندھ لازمی طور پر ہوا کرتا ہے، سمندھ یعنی تعلق دواشیائے کے درمیان ہوتا ہے۔ (اگر وہ ایک ہی تعلق نظر نہیں آتا چاہئے) پرش سمندھ سے رہت ہے یعنی لا تعلق ہے مگر پھر بھی پرش پر تعلق آدوپ یعنی لازم کیا جاتا ہے جو محض ویکیپ کی مثال ہے)

اسی طرح سے نسکریہ پرش "یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ پرش ایسا دہرم یعنی گن رکھتا ہے جس کی تردید دستور" (یعنی برہم) کے مضمون میں کی گئی ہے (۱۱)

(B.B) ڈٹ ڈٹ ۱۱ :- حالانکہ پرش میں کوئی گن نہیں ہے مگر شکنتی پر دھان میں گن رہتے ہیں اور ان کو "پرش" سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ ویکیپ ہے)

مزید اگر یہ کہا جائے کہ "بان نامی ایک پرش ہے۔ تھا اور رہے گا" تو ہونا "مصدر کا مطلب حرکت (گتی) کے بند ہونے (ورٹی) میں ہی مفہوم ہے (۱۱)

(B.B) ڈٹ ڈٹ ۱۱ :- پرش میں کوئی گتی یعنی حرکت نہیں ہے مگر سمیر یورتن سمندھ کا اس میں آدوپ کیا جاتا ہے (ان الفاظ کے استعمال سے یہ شے ہو جاتا ہے کہ پرش وقت سے پابند یعنی کل کے تابع ہے۔ یہ ویکیپ کی مثال ہے)

اسی طرح مزید مثال "پرش جنم دہرم والا ہے" ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ جنم لینا آدوپ دہرم کی عدم موجودگی ہے (B.B) ڈٹ ڈٹ ۱۲ :- پرش کا کوئی ایسا نیٹھا رتھ دہرم نہیں ہے جو "ہے" شبد سے کہا جاسکے۔ تب ہی اس میں بغرض زریہ دہرم منسوب کیا گیا ہے یعنی وہ اجنا ہے (یعنی جنم رہت ہے) یعنی نہیں ہے "کے استعمال سے پرش میں کوئی دہرم آدوپ کیا جاتا ہے (جو کہ غیر واجب ہے) یہ ویکیپ ہے۔ پرش کے ساتھ سمندھ رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہے اس لئے دہرم کلیت ہے محض دنیا کا کام چلانے کے لئے لیا ہوتا ہے۔

(B.B) ڈٹ ڈٹ ۱۲ :- ویکیپ کے سروپ کو بھی طرح سے سمجھنے کے لئے گیان اور بھگتی کے سمندھ میں آج کل کے شکید و بیچارہ ٹھیک مثالیں ہیں کئی لوگ بلاشبہ یہ لے بیٹھے ہیں کہ گیان و بھگتی دوا علیحدہ ستا ہیں۔ ایک پرش دوسرا استری ہے۔ یہ دونوں مختلف جاتی کے ہیں لہذا یہ ایک دوسرے سے نہایت برفلان ہیں۔ لیکن یہ حقائق پر حقیقت ہے۔ کہ

شایدونگ Masculine نہیں۔ بلکہ کلیپ Neuter ہے۔ انگریزی زبان میں بھگتی شبد کا

کوتی بالساوی لفظ نہیں ملتا۔ گیان (ज्ञान) مصدر سے بنتا ہے جس کا مطلب جت آدھین Mental کرم ہے۔ بھگتی (भक्ति) رسیو کرنا دھاتو سے بنتا ہے جس کا مطلب ادھیاتم کرم Spiritual action سے

ہے۔ دونوں کا مصدر کی رو سے مفہوم ایک ہی تو (حقیقت) یعنی ادھیاتم کرم کو مطلع کرتا ہے۔ ویکیپ (منو کلپنا) کی یہی خوفناک پرانی ان کے خلاف ظہور رکھ دھاتی ہے بحوالہ ۱۵/۱۱



نوٹ از جانب مترجم :- ویکلیپ کی جتنی بھی مثالیں تشریح میں آتی ہیں مثلاً پرش کا چیتن سروپ لکھیا پرش "فلان ہے تھا اور رہے گا" اجنم دہرم والا پرش "یہ سب جھگڑان ویدو یاں نے اپنے بھاشیہ کے آئندہ دیکھو اس کا جواب وضع کیا ہے اس میں پرش پر اروپت کیا دہرم نشیدھ روپ سے ۔ اور سمبھدھ کا ہونا اور کال کی گئی وغیرہ کا ظاہر کرنا ویکلیپ کی مثالیں ہیں ۔ اور قابل غور ناظرین اوم ہیں ۔ بنگالی بابا نے مزید چھکتی شبہ کی بھیج "مصدر سے تشریح کرتے ہوئے اس کو گین شبد کے مفہوم میں ادھیاتہ لکھ دیا ہے مگر لوگوں نے موجودہ زمانہ میں جھکتی اور گین ان کو استری اور پرش تصور کر کے کسی قسم کے ویکلیپ پیدا کر کے دنیا کو گمراہ کر دیا ہے ۔ اسی لئے یہ سوچنا دی ہے ۔ ان برتوں یعنی یرمالن ، ہیرہ ، ویکلیپ آدی کی تشریح بھاشیہ کار اسی واسطے کرتے ہیں کہ بھولے ہوئے سنساری لوگ باطل گیان کو ستیہ گیان سے پہچان کر اپنا کلیان کریں ، شتر گیان اسی کارن لازمی امر ہے ۔ اسلئے ہم سوتر وار شتر کو ناظرین کے پیش نظر کر رہے ہیں ۔

### منظم لوگ سوتر مسلسل بمطابق تشریح مندرجہ بالا ۔

سوتر ۱/۹

ویکلیپ کہیں لوگ ورتن کے رچتا بابا منو کلپنا اینکوں اوواہرن دیتے ہیں بھاشیہ کار اس پر بھلا "جتنی" "سگن برہم کیے پرش" ہوتا ہے تب؟ سمبھدھ دھت ہے "پرش" پرنواروپت وکلپت ہے یہ وشتوں کرنے نشیدھ ویدی جو جانے اس مرم کو ملو کیے جاتے ہیں اروپت سب "پرش" گین "ہونا" "مصدر کا مطلب حرکت سے خالی یعنی ساکن بننا یہی ہے ویکلیپ جو اس میں اروپت کیا جاسکے گا "اجنم لینا روپ دہرم کا ابھاد" یہی مطلب نکالے گو "پرش" رکھنا نہیں اپنے میں الیا کوئی بھی مرم اروپت ہیں یہ سب دہرم "پرش" جس کے زیر بار ہے بابا بتاتے ہیں "جھکتی دیکھیں" سمبھدھی منو کلپنا

شبہ گیان ہے بنیا جس کی وشتوں سے نشونہ یہ بھٹکنا یہ نہ یرمالن پر دھتی نہ ہیرہ کے شتر گیان پر زہر تیجھا چیتن پر نشیدھ روپ "کہتے ہیں جب کس رشتہ سرشتہ سمبھدھ کو سوچت کرتا ہے "لکھیا پرش" شبد کرتے ہیں سوچت کر یا دہرم کو کر یا دہرم گن "رہتے ہیں بچم شکتی پر دھان میں مثالیہ دھرتے ہیں جب ہم "فلان ہے تھا اور رہے گا" گئی ہیں "پرش" میں مگر گئی سے سمبھدھت کال لکھیا "پرش" اجنم دہرم والا ہے "مہر شتی دیتے جتنا ہے" "سوچت ہے کرتا تو بھی پرش میں نشیدھ دہرم مگر ویکلیپ سے چلتا سدا دنیا کا دوبار ہے گرنی زمانہ مثالیں چاہتے ہو دھیر خوب کھوجنا

पापेह  
यथा चैत  
पुरुषस्य  
स्वरूप

سوتر ۱۰ - ترجمہ :- ابھاد روپ گیان کو انہیں کرنے والی چیت کی برتی اندرا ہے "لعلی کے علم کا سارا لینے والی چیت کی برتی کا نام اندرا ہے (۱۰)

(B.B. نوٹ ۱۰) اس سوتر میں پانچویں مہرشی "برتی" لفظ کو خاص کر کے دم لاتے ہیں ۔ اس کا مطلب لازمی طور پر کوئی خاص مفہوم ہے ۔ اور یہ محض ہندو لفظ لوگ ان کے ایک "لشیش پرکا" کے معنوں میں ہیں علم کی ایک خاص قسم کو ظاہر کرتا ہے مگر جیسا ایسی شکتی نہیں یعنی وہ مقام نہیں جہاں چت تمام بیرونی برتوں سے آزاد ہو جاتا ہے ۔ یعنی اندرا میں باہر کبھی برتوں کا بیج قائم رہتا ہے)

प्रभाव प्रत्ययाहभना वृत्तिर्निद्रा १०



مزید جاننے پر غور کے بعد یہ علم ہوتا ہے کہ میں سکھ سے سویا تھا۔ میرا من خوش تھا، یہ میرے علم کو صاف کرتا ہے۔ یہ ساڑک ندر اکھلاتی ہے (B.B) جس ندر میں ڈکھ یاد آئے۔ دل سنت ہو، سر گھومنے (یہ راجن ندر اکھلاتی ہے B.B) اور جس ندر میں گہری نیند ہو اور اعضا بھاری ہوں چت تھا کا ہوا ہو۔ یہ لاعلمی جیسی حالت آسید سے گہری ہوتی ہو (یہ تاس اکھلاتی ہے B.B) اگر اس قسم کا گیان نہ ہوتا تو ندر سے جاگرت بیشہ کو دوبارہ سمن (یا درہانی) نہ ہوتی۔ اور اس علم کے سہارے اس کے متعلق یادداشت (سمرتی) نہ رہتی لہذا ندر ایک خاص قسم کا علم ہے، سدا صی کے حاصل کرنے کے لئے دیگر باہر بھی برتنوں کی طرح اس کا زور دھ کر لازمی ہے (30)

(B.B) فٹ نوٹ (3) ہم اسی دستو کا سمن کر سکتے ہیں جس کا انھو پہلے ہو چکا ہو لیکن جس کو انھو نہیں کیا۔ ایسے کسی بھی دروید کا انھو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم اگر گھبریتا سے ندر کو دیکھا یا تو ندر اوستھا میں گیان کے درویدوں کو صاف طور سے دیکھتے ہیں۔ ایک نو ہم بیوش ہیں۔ دوسرے ہم بیوشی کا علم رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اپنی بیوشی کیسے یا راتی جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک منن اتنا ہے اور دوسرا اوچ اتنا ہے، منن اتنا جاگرت سوین۔ اوستھی ان اوستھاؤں کے تابع رہتی ہے، دوسری طرف اوچ اتنا سدا ہی تریا (مکت) اوستھا میں رہتی ہے۔ اسے کشتہ (انجامی) کہا جاتا ہے کلش ارم، دیک (پھل لٹھتی) کے کارن روپ تین گنوں کے دیوار کی دشتا (تحتی) کے طول سے منن آتی **चित** چت کو مکت کرنا ہی وگیان کے اس سدھانت (یعنی لوگ سوز) کا منق (تات پر یہ) ہے اس لئے بھاشیہ کا یہ کہنا ہے کہ ندر چت کی ایک نشیش ریکار (خاص قسم) کی باہر بھی برتی ہے، جسے بہت لوگ برتی روپ میں نہیں سمجھتے لوگوں کا یہ دشو اس ہے کہ ندر اوستھا کی مانند من کی اگر ندر (بے حرکتی، بے حسی) ہی کیولیہ لٹھتی ہے۔ داسنوں میں نیز برتنوں کی طرح سدا صی کے لئے ندر برتی کو بھی لازمی طور پر زور دھ کرنا ہے، اس غلطی سے سمجھتے پھر ہادی منن آتی جس سے سختی کو حاصل کر لگی وہ رسم سوز کا مضمون ہے)

وضاحت مزید از مترجم: یہ مہنگوان پانچجی نے سوز کے اندر ندر کی تزییف کرنے ہوئے "برتی" کا شبہ استعمال کیا ہے، مگر دوسرے سوزوں میں یعنی پرمان، میریہ اور ویکلپ اور سمرتی کی تزییف کرنے ہوئے یہ شبہ استعمال نہیں کیا کیوں؟ اس واسطے کہ مہرشی تیلانے جب کہ اچھا سی لوگ اچھا سی کرتے سم کہ جب چیت کی اگر دنیا اوستھا کو پراپت کر لیتے ہیں تو ایک غلط فہمی میں پھنس جاتے ہیں اور سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انہوں نے چت کو جیت لیا ہے اور کیولیہ کو پراپت کر لیا ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے انہوں نے سپنٹ طور سے بتلایا کہ ندر روپ اگر منسا بھی باہر بھی برتی ہے۔ جس سے چت کا پیرا پھان ہو سکتا ہے اس لئے اس کا زور دھ کر نا بھی لازمی ہے لہذا اچھا سی میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ رنگا کی بابا نے اس کی اچھی طرح سے تشریح کر دی ہے، مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

منظم لوگ سوز مسلسل

اچھا و برتی جاں میں ہوئے ندر اسے ہی کہت  
باہر بھی رشی کہت ہیں وہ بھی چت برتی ہو  
سکھ کو ستو گئی تم جانو، دکھ سے روکن کی بارھ  
آسید سے پورن اٹھتے زجب، تو گئی کہے سوئے  
ستہ جانو ایہ اچھا و گیان انھو کھو کرنا  
سدا صی پراپت کرنے زور دھ کر کیس دیاں مہنگوان  
ایک اور ہم موٹھ ہیں ولی اور موٹھ میں پھپھان

سووتر ۱۰/۱۱ انرا اس سنار میں سویا جاگا دو اوستھا بہت  
سمن اوستھا میں زکرت گیان اچھا و آسیدن جو  
ندر این پرکار کی وہا سے روپ سکھ دکھ اور کار بھ  
گیان کشوئیک کی بنائیں جب انگ بھی بھاری ہوئے  
ایو گیان کا جاگرت میں جب سمن کرتا ز  
ورن (لوگ شن) ندر کو کہت ہے ورن ویر نشیش پرکار گیان  
ندر اوستھا میں بھی ہوت و دروہ کو گیان







اور جس میں گھر میں کرن " سے پہلے گراہیم و شہ آتا ہے۔ وہ سمرتی ہے (۱۲)

(B.B) ڈٹ نوٹ (A) سمرتی بھگ پر تکشہ " ہے یعنی پرائیمن کرنیوٹی چٹ شکتی جیسے کہ پورنفل کا دہی ہاتھی امرت میں ہے وغیرہ اس کا سمندر غنیمت یعنی ادب و دھکا کا دہی ہے (پرائیمن بھگ پر تکشہ جہاں پہلے کوئی و شہ یا شہ بطور ادب و دھکا کام کرتا ہے اور کیا یعنی علم اس کے پیچھے آتا ہے جیسا کہ امرت میں پہلے ہاتھی دیکھ کر پورنفل کا ہاتھی یاد آگیا۔ امرت کا ہاتھی ادب و دھکا ہوا اور پورنفل کا ہاتھی سمرتی ہوئی)

سمرتی (پرائیمن بھگ پر تکشہ) بھی دو قسم کی ہوتی ہے ۱۱، بھاوی سمرتو یہ یعنی پیدا کر کے سمرن کرنے یوگیہ پارنفل (۲) اچھاوی سمرتو یہ یعنی نہ پیدا کر کے سمرن کرنے یوگیہ پارنفل۔ خواب کے وقت بھاوی سمرتو یہ (چوہ و ارا سترشی پرائیمنٹ) اور جاگت کال میں اچھاوی سمرتو یہ (ایٹور و ارا ہاٹے کے پرائیمنٹوں کو سمرن کرنے والی ہے (۱۱)

(B.B) ڈٹ نوٹ (A) بھاوی سمرتو یہ کو پرائیمنٹ بھاسک ستا یعنی خوابی یا جیو سترشی کہا جاتا ہے۔ اور اچھاوی سمرتو یہ دوہارک ستا یعنی ایٹوری سترشی، درشان جگت کہا جاتا ہے، ویدانت فنا سنی اس دوہارک ستا یعنی ایٹوری سترشی کو فوقیت نہیں دیتی۔ کیونکہ ویدانت میں کرم بھوئی کے بارشہ متو، وستو، کاوشن ہوتا ہے، اس میں سدا دھیان میں رکھنا چاہئے کہ برسم جلیکا سا کے لئے یوگتا روپ سدا دھن چنٹنٹ سنہنٹ ہونا ہی ویدانت درشن کی بنیاد ہے۔ باہر موکھی سنکار دل کو با ترکیب نشٹ کر کے زودہ سنکار کی بدھی (ترکیب) یعنی اس کا سروپ دکھانا ہی لوگ سوتر کا لکشہ (مقصدا) ہے۔ اسی وجہ سے یہ شاستر دوہارک ستا سے شروع ہوتا ہے)

یہ سب سمرتیاں پرمان، پریر، ویکلیپ، ادرا اور سمرتی کے انوجو سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سب چٹ کی برتیاں کچھ دھکا موہ کے روپوں والی ہیں، کچھ، دھکا اور موہ کا کلیشوں کے مضمون میں ذکر آئے گا، "سکھا نوہو" کے پیچھے راگ، اور دھکا نوہو کے پیچھے دولین رہتے ہیں۔ اور موہ اویا ہے۔ ان سب برتوں کو زودہ کرنا ضروری ہے۔ ان کے زودہ کرنا پرسم پرگیت اور اس پرگیت سدا دھی آتی ہے،

از مترجم :- ویدانت میں پہلے دویت یعنی پرنج کو سدھ کر کے بعد ازاں ادویت کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اور ادویت کو ثابت کرنے کے بعد ویک کی زودید کی جاتی ہے۔ یہاں بھی پہلے درشان جگت کو مان کر اور برتوں کی تشریح کر کے پھر بدیر زودہ اسم پرگیت تک پونچنے کا اپدیش ہوتا ہے جس میں درشہ پرنج کا اچھا دھوتا ہے۔

مشکل الفاظ کی تشریح :- ۱۱، گراہیم و شہ۔ انا سے دیا۔ ۱۲، Receivable object، گھر میں کرن :- انتر کرن  
Productive Faculty، گیان کرم گھر میں کرن۔ ۱۳، اچھا پر تکشہ۔ گیانا کا بدھی کرم۔ ۱۴، Intelligence is Productive، سمرتی پرائیمنٹ بھگ پر تکشہ ہے۔  
Memory is Reproductive faculty، ۱۵، Produced Memorabilia، اچھاوی سمرتو یہ۔ ۱۶، Creation of mind, Visionary phenomenon، دوہارک ستا۔ ۱۷، Creation of ego, The Worldly phenomenon، پرائیمنٹ بھاسک ستا۔

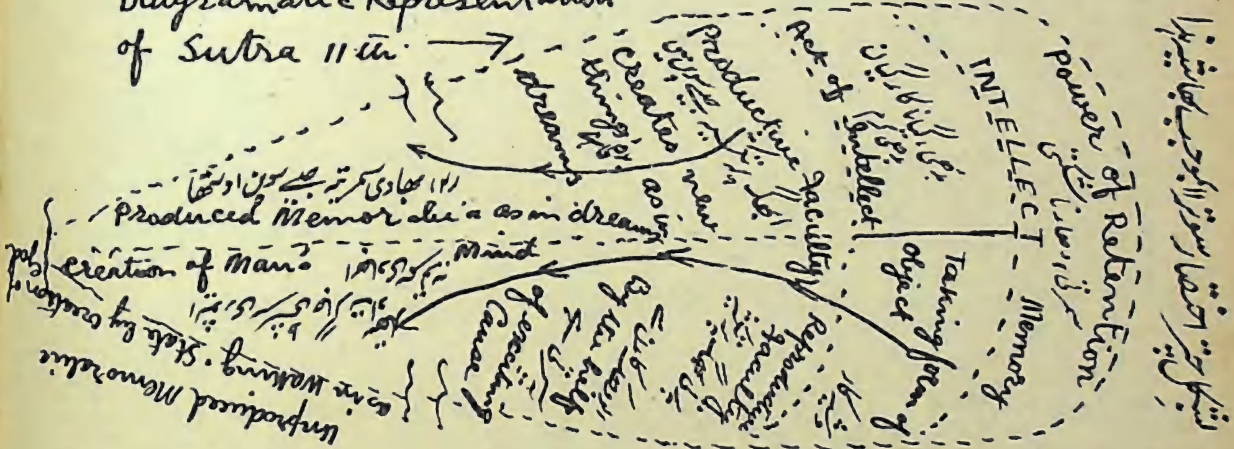
لوگ سوتر منظم مسلسل مطابق تشریح مندرجہ بالا :-  
لوگ سوتر ۱/ چٹ شکتی جو جوہر سے نہیں گت و شوں کا انوجو  
چٹ جب سمرن کرے تو کیا دھیر یا اس کا گیان؟  
دھارن کی اس چٹ شکتی کو سمرتی کہیں منی سب  
مہرشی پرشن کرت ہیں تیر کی کیا پہچان؟



یہ سنسکار آئین کرے سدا اسی جاتی کے خاص  
گراہیہ وشبہ اور گرن کرن کے رنگ کا دیکھیں روپ  
تت کال تم جانیا بہر بھی رم ہے گیسان  
سمرتی تیں کہت ہیں گیسانی جن او دھوت  
جیو دوارا سرشت پارتھ دیکھیں بھی جب سوئے  
چت شکتی کا گیس ہے یہ گیانی نہ دھوکہ کھائے  
چت برتی پور آئین کرے وشبہ کار سمیت  
سجھا و سمجھت برکتی سے اس کا ہے میل  
لکھ دکھ اور موہ سرپ کلش آدی کے انگ  
تال تے اتم اسم پرگیت بھل دھیر سکت ہو

گراہیہ گرن کے رنگا کار میں چت گیان کا بھاس  
انا دی سنسکار کے بل سے پورے پرکٹ کریں سرپ  
۱۔ ابھگ برتہ (۱) جہاں گراہیہ سے پہلے چت برتی گرن کرن ہے آن  
۲۔ برتی بھگ برتہ (۲) جہاں گرن کرن سے پورے گراہیہ وشبہ انو بھوت  
۳۔ بھادی برتہ (۳) ابھگ برتی دہر کار کی ایک سو بن کال میں ہوئے  
۴۔ بھادی برتہ (۴) ابھگ برتی دہر کار کی ایک سو بن کال میں ہوئے  
۵۔ برتی بھگ برتہ (۵) ابھگ برتی دہر کار کی ایک سو بن کال میں ہوئے  
جب موت سرور دھوا وشبہ اسم پرگیت پر اپت ہو

Diagrammatic Representation  
of Sutra 11th



ناظرین اوم کی سیوا میں اتنا س ہے کہ ان کو سمرتی "سوتر ۱۱ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کیونکہ سمرتی " برتی  
ہی ان کو جنس مرن کے جبکہ میں گھاتی ہے۔ بار بار یونیوں میں دانتی ہے سمرتی " ہی ان کو اپنے عملوں کا ذمہ وار ٹھہرا کر اس کے بھیل  
روپ بھوگ بھوگاتی ہے۔ اگر سمرتی " فائدہ اعظم بھوگوان عائد نہ کرتے تو دنیا میں نہ پائی کی سزا اور نہ پائی کا بھیل کسی کو ملتا، گویا قانون سمرتی  
برتی کو استعمال کر کے عدالتیں مجرموں کو سزا دیتی ہیں یا وہ فیصلہ جات دیوانی بھی اسی پر مبنی ہیں۔ قانون شہادت محض سمرتی برتی کو روک  
پہن لانے کا دستار ہے سمرتی، برتی سے ہی جنم کا ثبوت شہادت کا روٹلے دیا ہے۔ دوسری جانب سمرتی " برتی بھوگاتی " برتی بھوگاتی  
کے ذریعہ ہی منش موکش پرتک پہنچتا ہے تمام سارھن " سمرتی " کو پٹ کرنے کی خاطر پرلوگ میں لائے جاتے ہیں۔ اگر نرد دھ بھوگاتی  
دیویشن سنسکار روٹلے کی سمرتی نشٹ کرتی ہے۔ تو دوسری جانب پرگیا روٹلے دیویشن سمرتی آئین کرتی ہے جب تک سادھک اپنے سرپ  
کی سمرتی کو پراپت نہیں کر لیا۔ الیا کر جاری رہتا ہے گویا سمرتی " ہی منش کے او دھار کا کارن بنتی ہے۔ اس لئے سمرتی " کی  
احلیت (تمنا) کو سمجھنا از حد ضروری ہے، اس کے چل کر ۲۰ دیں سوتر میں سمرتی " اپائے برتیا روپ سادھن کا ایک خاص جو  
ہے جس کی سادھن پراپت کی جاتی ہے۔







مسئلہ شری اے آر۔ ڈاور  
از قلم شری سوامی گوپند انند جی مہاراج

# پتھے سادھو کی پہچان

بیغرض، بے مرغن، بے فرض ہووے  
بے مذہب، بے غضب، بے کذب ہووے  
بے راگ، بے لاگ، بے واگ ہووے  
بے سر، بے ڈر، بے زر ہووے  
بے اس، بے پاس، بے واس ہووے

بے سوچ، بے مویج، بے پونج ہووے  
بے نام، بے کام، بے دام ہووے  
بے رنگ، بے ڈھنگ، بے ننگ ہووے  
بے پرواہ، بے چاہ، بے آہ ہووے  
بے فکر، بے ذکر، بے مکر ہووے  
بے شک، بے جھک، بے تھک ہووے

بے تان، بے شان، بے مان ہووے  
بے کار، بے یار، بے نار ہووے  
بیدھڑک، بے رڑک، بے کڑک ہووے

م۔ مزہ فیکری دا اوہ چکھے  
بچا ہی شرح والی توڑ تاڑ ڈا لے  
دُنیا نال نہ بھل کے ہتھ بھیرے  
من تن تے دھن قربان کر دے  
لاطمع، لاجع ہمیش رہے

جیسی ائے بنے تس تے رہے رانی  
پت پر ت ساری گھول گھال پیوے  
نخرے نخرے دی بو نہ رہے ماسا  
ف. ق. ی، ر. نوں یاد رکھے  
داغ دوئی والا دل توں دھوئے  
شک شبے جھوٹے موٹھے دور کر دے  
جسم و جان دی کچھ نہ رہے رتی  
وانگ الف ہے سدا الف ہو کے  
گو بند دار چڑھ کے انا الحق بولے



# مہاتما اول کے جیون پرتر

شری سوامی  
رام لال  
اکھی کشن

سرم دشی بھاؤ، پرانی ماتر میں انوراک اور  
درکت پنا مہاتما اول کے بھوشن بتلائے گئے ہیں۔  
انتر اکھنڈ مہالیہ کے پرسیدھ مہاتما برسم بنیشی، برسم  
شرورتی، ویدانت کیری شری سوامی نیوہم جی مہاراج نے سمکھ  
بکرمی ماہ ماگھ پورنماشی پرانتہ کال برسم مہورت کے سے کبیر لیبھاچی  
لے ل۔ ارتھات اتر اکھنڈ کی ایک دربیہ جوتی است ہوئی شری  
سوامی جی کا جنم استھان مدراس پرانت بتلایا جاتا ہے۔ جہاں  
شری سوامی شکر آچاریہ جی کا جنم اسی پرانت کیرل دیش  
میں ہوا تھا۔ سوامی جی کے پتوئے درشن سے انوان ہوتا تھا کہ  
کیا یہ آدمی شیورول میں سے کوئی ایک منیشور تھے۔ یا بھگوان  
شری شکر آچاریہ جی کے ہی سرورپ تھے۔  
شری سوامی جی مہاراج کا جنم ایک سرلیٹ کل میں ہوا  
تھا۔ ویراک کی مورتی جہوں نے سندھ کے سوت بھوگوں کو  
تجلیا بجلی دے کر آتم و شیک گیان پرانتی نعت برسم پر اشرم سے  
ہی بنیاس لے کر آتم انجھوہوہ پر اچین بھارت منکرتی کو  
پر جلت کر دیا۔ انھوں نے ۱۹۳۲ء سے پہلے کیلاش مانسروہر  
کی یانزا پر کھنم بار تبت کے راستے اور دوسری دفعہ موڑہ کے  
راستے کی تھی۔ اس کے مابعد ان کا نواس استھان اتر کاشی  
گنگوتری ہوگئے تھے اور کھی کشن بنا رہا۔ اور سدھ کے لئے اپنے  
پرانت کو خیر باد کر دیا۔ سوامی جی مہاراج انگریزی اور سنکرت  
بھاشا کے دارشنگ و دروان تھے۔ اور بھگوان شری سوامی  
شکر آچاریہ جی کے ادویت واد سدھانت کے اویال تھے  
سادھو، مہاتما، راجے، مہاراجے، جگی سو جن، بپتی لوگ  
ان کے ست سنگ میں شامل ہو کر برسم و چار میں منگن ہو کر انت  
کارس پان کرتے تھے۔ ایک نیول میں شرومنی سوامی جی مہاراج

آپنے ہنس نکھنچوی چہرے، آتم کرشن شکتی، انجھو کے  
پر بھاؤ شالی و جنوں و دارہ جگی سول پرانت ورتا کرتے  
تھے۔ ان کا کھن تھا کہ سنیاس (نیاک) اور ویدانت سنا تھ ہی  
ساتھ چلتے ہیں۔ کیونکہ تیاک کے بنا ویدانت اور ویدانت  
کے بنا سنیاس زار تھا کہ ہی ہوں گے، سوامی جی مہاراج ویدت  
آچاریہ ہوتے ہوئے بھی عام سنجھا میں گرہستوں کو ان کی یوگتا کے  
انوسار نشکام، الشورارین کرم اور بھگتی مارگ ارتھات برمیرا  
مریاد کے مطابق گرہست اشرم سے وان پرست تھے۔ شری  
سنیاس اشرم میں پرولین کرنا بتلاتے تھے۔ اسی لئے سال کو  
بھی ۱۲ سچاس سال کی آلو کے سے وان پرست اشرم  
میں پرولین کرنے کی آگیا دی تھی۔  
برسم پرانتی کے ونسے میں ان کا کھن تھا کہ رنگن میں  
درتی کا رہتا ہی سب سے بڑا ابھیا س ہے۔ انجھوی مہاتما اول  
کے سہام دوارا ادھیاتم نزوین کا بن کر کے سے سرورپ سختی  
مارگ کے کو اڑ کھل جاتے ہیں۔ ارتھات سرورپ میں درتی  
لگانے سے درتی ہمز دیا کا رہ جاتی ہے۔ ارتھات تذکار  
ہو جانے پر سادھک اندکارس پان کرنے کا ادھیکاری  
بن جاتا ہے۔  
سما دھی اور تر یا او متھا اول میں آمنگ درتی سوئے  
سرورپ میں ولین ہو جاتی ہے۔ تب آتم جوتی پرکاش سے  
اتی رکت انیر (دوسری) کوئی بھی دستو و دھیان نہیں رہ  
جاتی۔ تر یا او متھا میں گیان پرکاش کے پر بھاؤ سے باہر کھ  
او متھا میں بھی سادھک کا چہرہ تخیوی دکھائی پڑتا ہے۔  
تر یا او متھا میں ورنول کا ابھاؤ نہیں مانا گیا۔ بلکہ ورنول کا  
نرودھ ہو جانا بتلایا گیا ہے۔ کیونکہ ورنول اگر لوٹ کر واپس نہ

آچاریہ ورنول میں نہ آئے تو ان کا لکھا کہ ان کا لکھا ہے۔



مسئلہ شہری اسے آرڈر اور

## پچھے سادھو کی پہچان

از کویراج سرداری لال ٹیڈ

ح - عرض میں کراں فقیراں اگے  
 جھنگڑے فقیراں ہن تے چھڈ دیتے  
 پچھ جسم والی جدوں ہٹ جاوے  
 پچھای پچھای مذہب جدوں کٹ جاوے  
 فقیراں والا جنہاں ایم اے پاس کیتا  
 جنہاں سب لوں اپنا روپ جاتا  
 چاروں طرف گو بند جنوں نظر آوے  
 جنہاں دلاں وچ پر بھوپر کاش ہووے  
 جنہاں کام تے کرو دھ لوں مار لیتا  
 کپڑے پٹے تاں تن نوں ڈھک لیتا  
 جنہاں دھڑے وچ کپلا گئو بنھتی  
 جیڑے بر پچریہ دی کرن پوچھا  
 ہور وکھری کرنی ارداس کی اے  
 پھیر کرنی جگت دی اس کی اے  
 پھیر کرنی جگت وچ واس کی اے  
 پھیر کرنی اونہاں گل خاص کی اے  
 انوں ہور کسے دی اس کی اے  
 پھیر ہونا اونہاں او داس کی اے  
 پھیر اوس نے کرنی تلاش کی اے  
 کرنا اونہاں نے ہور پرکاش کی اے  
 کرنا اونہاں نے ہور سنیاں کی اے  
 اونہاں کتنی پھر کپاس کی اے  
 اونہاں ڈھونڈنا چارہ تے گھاس کی اے  
 کرنا اونہاں نے بھوگ بھاس کی اے



جناں دلال وچ ایجنٹا سدا رہندی      اونہاں کرنا پریم پرکاش کی اے  
 پھل سنگھیا جناں توجید وچوں:      ہو رہی پھلاں دی باس کی اے  
 جھگڑے جناں نے جگڑے چھڑوتے      جانا انہاں پھیرن باس کی اے  
 جھپڑے پہنچ گئے تیاں سماناں اتے      کرنا اتہاندا کال نئے ناس کی اے  
 جھپڑے کال دے کال اکال ہو گئے      کرے اتہاں واکال بناس کی اے  
 کراں کی تیں اپناں یوگیباں دی      کمن واسطے میرے پاس کی اے

امرت گیان والا جنس پان کیتا  
 کوہ راج پھر مجھکھ تے پیاس کی اے

GOOD LUCK

GOOD LUCK

خوبصورتی کاراز

سنو کریم پوڈر

گڈ لک

تیار کردہ: گڈ لک کیمیکل ورکس صدر بازار دہلی



وہی بھوشن پنڈت رام گوپال شاستری ویدک سکالر کی تیار کردہ

# چند ادویات

۱۔ کا سہا - یہ کالی کھانسی کی دوائی ہے۔ جب بچوں کو کالی کھانسی ہوتی ہے تو کھانسنے لگھانے لگتی ہو جاتی ہے، منہ پیدا اور لال ہو جاتا ہے سانس رکھنے لگتا ہے اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ تین تین ماہ تک رہتی ہے یہ کھانسی ایک بچے سے دوسرے بچے کے ساتھ کھینے سے بھی ہو جاتی ہے کا سادہ دوائی کے استعمال سے یہ بیماری دور ہو جاتی ہے مکمل آرام کے لئے تین ٹمبو کافہ میں قیمت فی ٹمبو ۱۱/۱۱ - ۲ - سفوف وحشی کریم - جوانی کے قبل، مہاسے دور کرتی ہے چہرے کو سداور ملائم بناتی ہے بچت فی ٹمبو ایک روپیہ - ۳ - برملینو دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک تحفہ ہے دماغ کی تھکاوٹ اور یادداشت کی کمی کو ٹھیک کرتی ہے بڑھتے والے دویا بھینوں اور دماغی کام کرنے والوں اس کا استعمال ضرور کرنا چاہئے یہ دوائی برسی بولی، ٹھنڈی، دھج، وغیرہ کمی بڑھانے سے بنی ہوئی ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنے - ۲/۸ - ۴ - مال تشکشی بچوں کو تندرست بناتی ہے اور بنا تکلیف دانت نکلنے میں مدد دیتی ہے قیمت ایک شیشی ایک روپیہ - ۵ - دھول گولیاں اور تیل - جن لوگوں کے بال چھوٹی عمر میں سفید ہو جاتے ہیں انہیں دھول گولیاں اور تیل استعمال کرنا چاہئے۔ دھول، تیل اور گولیوں کا استعمال بالوں کو پیش از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے قیمت ۴ گولیاں ایک ماہ کے لئے چار روپے تیل فی شیشی ایک روپیہ ۱۱ آنے کل ۱۱/۱۰ روپیہ - ۶ - شکل ولی - بیماری خود آک کی وجہ سے جب ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے تو دماغی بیماری شروع ہو جاتی ہے کھٹی دکھائی آتی ہیں، منہ سے بانی بہتا ہے اور جھاتی میں جلن ہوتی ہے اس وقت شکل ولی عمدہ وقت بخشی ہے قیمت فی شیشی ۲ گولیاں - ۱۱/۱۰ روپیہ

۷۔ لوہہ چندریکا - جن بچوں بڑھوں اور نوجوانوں میں فولاد اور حور کی کمی ہو جاتی ہے ان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے بخوری دیر چنے سے ٹانگیں سختک جاتی ہیں، بخورڑا لوجھ اٹھانے سے کڑھتی ہے ایسی حالت میں لوہہ چندریکا آئرن کیلیم کمپوٹنیا خون پیدا کرتی ہے اور بڑوں کو مضبوط کرتی ہے قیمت فی شیشی ۱۱ روپیہ - ۸ - آئیڈی سائیس کورس - پٹ میں اندھی انت کی سو جن کو تخریزی میں اینڈی سائیس پتھریں - بڑی خطرناک بیماری ہے جب اس کے دورے پڑتے ہیں تو آتشی تکلیف ہوتی ہے کہ مریض اچھل کر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے اور آنت پھٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس بیماری کو دور کرنے کے لئے ۱۱ دن کا کورس استعمال کریں قیمت پورا کورس ۱۱ دن چالیس روپیہ آدھا کورس ۲۰ دن بائیس روپیہ ۱۱/۱۱ - ۹ - کوکھلا - اسجکل گلوں کی سو جن کی بیماری عام گھٹی ہے زیادہ تر بچوں میں یہ بیماری پھیل ہوئی ہے گلیک گلیٹیل کوٹائل کہتے ہیں اس کے پڑھنے سے صحت دن بدن گر جاتی ہے اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے اگر بچہ علی میں اپریشن کے بغیر اس کا کوئی علاج نہیں ہماری ایجاد شدہ کوکھلا پڑے دن میں ہی بچہ اپریشن گلوں کو ٹھیک کر دیتی ہے اور جسم کو پوری تندرستی دیتی ہے یہ دوائی ۲ برس کی آزمودہ دوا - قیمت ایک شیشی ۱۱ گولی - ۱۱/۱۰ روپیہ - ۱۰ - یاچک - دماغی ک اعلیٰ دماغی بیماری کھانا کھانے سے پتھر کی طرح رت کے ہوسے صحرہ کو ذرا ٹھیک کرتی ہے قیمت فی شیشی ۳۲ گولیاں - ۱۱/۱۰ روپیہ

(نوٹ) مندرجہ بالا ادویات کی قیمت کے علاوہ ڈاک خرچ بذمہ فریاد ہے، فہرست ادویات کا ڈاک کھراعت شواہیں

فون نمبر 51946 - 52532

سدھاکر اوشدھالیہ اریہ سماج روڈ قزولب غنئی دلی



# ادھر سے یار و امٹھاؤ دل کو

اتخفہ درویش

ادھر سے یار و امٹھاؤ دل کو کہ ہے یہ عالم سرے پہانی  
 کہاں کا تاج اور کہاں افسہ کہاں کا تخت اور کہاں کا کشور  
 سنیگا ہانگ دل کہاں تک کریگا جنگ و جدل کہاں تک  
 گیا سکندر مٹوا وہ وارا رہا نہ دنیا میں کوئی بچہ را  
 کہاں وہ خسرو او تخت زریں کہاں وہ مندر کہاں تالین  
 نہ زور باد و یہاں دکھاؤ نہ تپائیں بڑھڑھکے تم سناؤ  
 بناتے ہو کیوں بڑی عمارت دکھاتے ہو تم کسے امارت  
 یہاں جو آیا اسے فنا ہے لگا اکن نہیں بقا ہے  
 کہاں کا غنچہ کہاں کا گل اور کہاں ریحاں کہاں کا سنبل  
 کہاں کا عارض کہاں کا عشوہ کہاں کی چشم اور کہاں کا غمزہ  
 کہاں کا محبوب کہاں کی لیلیٰ کہاں کا نجد اور کہاں کا صحرا  
 بتوں کو ناحق کہو نہ کا فیر طہور حق کا ہے انہیں آخر  
 کہاں کی دولت کہاں کی حشمت کہاں کا لہر کہاں کی رانی  
 کہاں کی فوج اور کہاں کا لشکر کہاں کی شاہی کہاں کی خانی  
 رکھیں گا طول عمل کہاں تک کہ چار دن کی ہو زندگانی  
 اہل نے اک اک کو اچھا پڑا پہلی نہ رسم کی پہیلوانی  
 کہاں وہ فریادیا شیریں رہی جہاں میں فقط کہانی  
 نہ روپ سج و سج بہت بناؤ بڑھاپا آیا گئی جوانی  
 فنا نے سب کو کیا ہے غارت کسی کی باقی رہی نشانی  
 لگاؤ اس سے کہاں روا ہے نہیں جو باقی و جاودانی  
 کہاں کا بلبل کہاں کا عشوہ کہاں کی قمری باغ ہو گا نہ باغبانی  
 کہاں کا سن اور کہاں کا جلوہ نہ دل رہیگا نہ دل ستانی  
 کہاں کی گنگا کہاں کی جینا کہاں کا تلہ کہاں کا پانی  
 جو حق چھپا ہے تو ہو گا ظاہر اگر ہو مرشد کی مہربانی

نسنیتی کا مذاق لوٹے جو قیدِ مستی سے اپنی چھوٹے  
 تراب کا دل جو سب سے ٹوٹے طے خدا سے بنے وہ گیانی



پٹت مہاراج نارائن  
اردو

# بھسماستر کی کتنی آادھیا مک شکل

اس طرح انہوں نے یہ پوری طرح ظاہر کر دیا کہ وہ اس پر دل و جان سے عاشق ہو گئے ہیں، بھگوان کی ان حرکات کا بڑا اچھا اثر اُس پر پڑا، بھسماستر بھی ان پر دلچسپ گیا اور جس طرح بھگوان نہ جیتے تھے ہوئے ان کی نقل کر کے نہ اپنے لگا۔ بھگوان جو جو حرکات کرتے جاتے۔ بھسماستر بھی وہی کرتا تھا۔ جب بھگوان نے دیکھا کہ ان کا پورا جادو اس پر چل گیا ہے۔ تو رقص کرتے کرتے انہوں نے سر پر ہاتھ رکھ کر ناچنا شروع کیا اور جیسے ہی بھسماستر نے بھی یہ حرکت کی سہ

پل مارنے کی ہوئی جو دیریں  
سبحان اللہ کیا شان تیری

بیکایک ایک شعلہ نمودار ہوا اور دوسروں کو بھسم کرنے والا خود بھسم ہو گیا۔

جو لوگ دوسری کو ایذا پہنچاتے ہیں، دعا بازی کرتے ہیں۔ جو ان کو جہنم دینے والا پرمانہ سہاس کے بناتے ہوئے قاعدوں کو ٹھکراتے ہیں۔ جن میں رحم اور امنہاری بھر جی نہیں ہوتی۔ جو اپنے مالک کل کے ساتھ عذاری کرتے ہیں ایسے ہی لوگ بھسماستر کہلاتے ہیں۔ جو انسانی جسم آتم گیان کے ذریعہ محنت و آنا ہے اسے پار جب انسان عذاب کے لالچ کی طرف ہمارے پتہ نہ ہو جاتا ہے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اچھے درد ان پار اس کا بے جا فائدہ اٹھانے لگتا ہے تو جس طرح بھسماستر اپنے ہی ہاتھوں بھسم ہوا اسی طرح کئی نیک کارناموں کے بعد میں ممکتی حاصل کرنے کے بجائے یہ جسم انسانی کبھی اپنی اگیتا کی وجہ سے مایا میں بھسم کر بد فعلیاں اور مظالم کر بیٹھتا ہے اور اس طرح اپنے تیش برباد و نیست نابود کرتا ہے اس لئے ہم کو ہمیشہ چاہیے کہ لاکھوں جہنوں کے پتوں کے

شکوئی اُس کے فرزند دلکا ستر نہ برہما، وشنو اور شوان تینوں دیوتاؤں میں بھگوان شیو کو بہت جلد خوش ہونے والا سمجھ کر ان کی پرستش طری بھگتی کے ساتھ شروع کی، شیو جی نے ان کی تپسیا سے خوش ہو کر اس کو اس کی مرضی کے مطابق درد ان عطا فرمایا کہ جس کے بھی سر پر ہاتھ رکھ دے وہی بھسم ہو جاوے، شیو جی کے اس درد ان سے متفیض ہو کر دلکا ستر کو تکبر ہو گیا۔ اور اس نے اس کا بیجا فائدہ اٹھانا شروع کیا۔ یہ ساتا کی شکنی کو فراموش کر کے ظلم و جور و جبر اور ستم پر کمر باندھ لی اس کے مظالم یہاں تک بڑھ گئے کہ ان سے زمین آسمان اور پاتال خطر اٹھے، تینوں جگہ ہا کار بچ گیا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس کی نگاہ جگت جینی مال پاروتی پر جو پڑی تو اس نے بھگوان شیو جی کو بھی مار کر پاروتی جی کو ایذا پہنچا دیا۔ اس شخص بات کا مقصد ارادہ کر لیا اور ایک دن شیو جی کے پاس پہنچا کہ ان کے سر پر بھی ہاتھ رکھے، بھگوان شیو جی اس راکشش کی اس دیرہ دیکھ کر کو دیکھ کر بہت گھبرائے اور ڈر کر وشنو جی کے پاس بھاگے بھاگے پھرے کہ یہ بھگوان کو خود اپنے دھن کا پاس تھا، بھگوان وشنو کو اس کا یہ تکبر اور غلاری بالکل پسند نہیں آئی اور انہوں نے اس کو اس بدعاشی کی قرار واقعی سزا دینے کے لئے ایک مایا رچی بھگوان وشنو تکبر کے جانی دشمن ہیں۔ انہوں نے یہ کسی کا روا نہیں رکھا۔ پھر مھلا اس عدا ستر کا تکبر وہ کیسے روا رکھتے یہ تو انہیں ایک آنکھ بھی نہ بھایا۔ انہوں نے خود ہی ایک خوبصورت نازنین کی شکل اختیار کی اور چل پڑے اس کو اس کی سزا دینے وہ بھسماستر کو بھسم کیو تب زسے بیٹھے نارای۔ وہ اس کے سامنے ہمارے رقص کرنے لگے اس کے اوپر انے نینوں کے تیز بلن چلا کر بے حد سروا میں بھرتی شروع کیں۔ مارکشش پر



پتاپ سے جو یہ جسم انسانی عطا ہوا ہے اس کو یوں دعا بازی  
غدا ہی اور زنا کاری کے سے ذلیل کاموں میں نہ لگا کر اسے  
اچھے اچھے نیک کاموں میں لگائیں۔ جس سے خود کار قسم کا  
سوسائٹی کا اور ملک کا فائدہ ہو۔ اور بعد میں اسے مالک کی

جھگان کے سری پوجیہ مقدس چروں میں لگا کر اور بکھر سے بچتے  
ہوئے اس دو جہاں مالک کی یاد میں خود ہو جائیں جس سے حق  
کا راستہ کھل جاوے۔ یہی ہے تمام پوجاؤں کا مقصد  
(ادوم شانت)

# بابا جاگ

(از قلم لالہ دولت رام جی پوری)  
بی اے بی ٹی

یہ وقت نہیں ہے سوئے کا اٹھ نیند کو جلد مہا بابا  
تو مایا کا ہے جاپ کرے یہ بابا ساقدانہ جانی ہے  
اس جھوٹی دنیا داری کے چھند و گن پیش بھوئے سر  
جہدم کہ پران نکلتے ہیں اُسد جو نے سہائی ہے  
دکھ دور ہو تیرے روز کرے جو یہی تیرے پتھر ہے  
تو عاشق بن مشوق وہ ہو تو عابد بن مجبور وہ ہے  
جو یاد پر بھوکو کرتا ہے اُند ہمیشہ پاتا ہے  
یہ تھی مثل خواب تیری ملے جاے مثل جہاب کبھی  
جو رتب نے تجھ کو بخشا ہو تو بخش نام نہ ہو بھوکو  
موہ مایا کے جو پھند ہیں بیویا یہ سار کھنڈے ہیں  
اٹھ مضطر جلدی موش میں آ۔ تو ایشور سے تو جلد لگا

جینم تجھے انمول ملا اٹھ رتب سے پریت لگا بابا  
جس کام ہمیشہ آتا ہے تو اُس کی اکھ جگا بابا  
یہ دیش پر آیا ہے دنیا تو اپنے دیش کو جا بابا  
اُس ایشور کو پریشور کو نہ من سے مٹی بھلا بابا  
اُس رازق کے دن رات سدا گن سے مل سحر کا بابا  
گھر عشق ہی تو نے کرنا ہے تو اُس سے عشق جتا بابا  
کر یاد ہمیشہ اُس کو تو اور جینم کو سچل بنا بابا  
جو مہشتی داما چاہے تو دل ایشور سے تو ملا بابا  
جو بھوکے ہیں ناوا البشر تو اُس کو خوب کھلا بابا  
تو ایسے جھگڑوں دھندل میں مرکز بھیل کے آ بابا

ہے تیری بھلائی اس میں نہاں تو ایشور کو اپنا بابا



رحمۃ اللہ علیہ

# سوانح زندگی منصور ابن حلاج

سید اقبال احمد  
چونپور

**حالات زندگی :-** حضرت منصور ابن حلاج کی شخصیت دنیا کی ان شخصیتوں میں ہے کہ جس نے جان تو دیدی مومنین یہ کہنا گوارا نہ کیا ہو کہ یہاں غیر حق کا بھی وجود مجازی ہے اور یہ توحید کا بہت ہی اعلیٰ مرتبہ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے حضرت عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے مقام شترجین علم حاصل کیا اس وقت آپ کی عمر ۱۸ برس کی تھی۔ اس کے بعد آپ لبرہ تشریف لے گئے اور کچھ روز وہاں قیام کیا بعد آپ لبرہ تشریف لے گئے اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا اور حضرت جنید سے آپ کو خلوت و سکوت کی تعلیم دی آپ کچھ روز صحبت میں رہ کر حجاز کو روانہ ہو گئے وہاں دو سال تک مجاہد رہے اور پھر اس کے بعد صوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد آئے اور حضرت جنید سے ایک مسئلہ دریافت کیا جس کا جواب آپ نے دیا اور فرمایا کہ تو بہت جلد لکھی کا سترج کر لیا یعنی توسلی پر چڑھایا جلو سے گا اپنے یہ سن کر فرمایا کہ جس دن میں سولی پر چڑھوں گا حضور ہی اہل ظاہر کا لباس زیب تن کریں گے اور حضرت جنید صبح کے عدم جواب سے آپ بہت ہی ملول و رنجیدہ ہوئے اور پھر مقام شتر تشریف لائے اور ایک سال قیام کیا آپ کی زندگی غفلت و ریاضت و دیگر بہت لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ آپ کی آزادی کا یہ حال تھا کہ آپ اہل نماز کا پاس دلچسپی نہ کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے بہت لوگ آپ کے حاسد اور دشمن ہو گئے۔ اور جب بغض و حسد آگ بہت روشن ہوئی تو آپ کو بہت رنج ہوا کہ اپنے صوفیوں کا لباس اتار کر دنیا داروں کا لباس زیب کیا اور وہ برس تک مفقود الحجاز پر مگر اس زمانہ میں آپ کا قیام خراسان تو کبھی مارو انہتر تو کبھی

ایران و توران رہا اس کے بعد آپ پھر لبرہ میں رونق افزہ رہے اور دنیا داروں کا لباس ترک کر کے صوفیوں کا لباس پہنا اور بہت سے صوفیوں کے ہمراہ مکہ معظمہ پہنچے تو حضرت یعقوب نیر جو رہی نے کہا کہ یہ تو جادوگر ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ لبرہ میں تشریف لائے تو یہ خیال و انگیز ہوا کہ اب ان مخلوق کی طرف ہٹنا چاہئے جو مشرک ہیں یعنی خدا کے ساتھ عبادت میں وہ رسول کو شریک کرتے ہیں۔

ان کو صرف ایک خدا کے عبادت کی دعوت دی جائے اور اس کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے اور کچھ روز قیام کیا اور مخلوق خدا کو توحید خالص کی تعلیم دی پھر خراسان مارو انہتر ہوئے ہوئے چین میں آکر پھر سے اور لوگوں کو صرف ایک خدا کے ساتھ مصروف کرنے کی کوشش کی اور اس بار سے میں کہیں لکھیں اور لوگوں کو دیں اور جب آپ اپنے مقام کو واپس گئے تو ایشیا کے مختلف شہروں کے لوگوں نے آپ سے متاثر ہو کر آپ کو خطوط لکھے اور نئے نئے خطابات سے آپ کو نوازا، ہندوستان کے لوگ آپ کو ابوالفیث (مکتھے تھے۔ اور اہل چین ابوالمعمین) اور خراسان والے ابوالمعمین، اور اہل فارس (ابوالفضل زاہدا) اور اہل خوزستان حلاج الا سرا، اور بغداد والے مفسر اور لبرہ والے مجزی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ہر ملک کے لوگوں نے آپ کو ایک الگ خطاب دیا تھا اس کے بعد پھر آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہاں قیام کیا آپ کی مرتبہ آپ کی حالت متغیر تھی آپ لوگوں نے ایسی باتیں بیان کرتے تھے کہ کسی کے سمجھ میں نہ آتی تھیں۔

آپ کو حلاج اس وجہ سے کہتے تھے کہ آپ اپنی کرامات گزرا ایک روٹی کے ڈھیر کی طرف ہٹا آپ نے







کی قید میں ہوں اور شریعت کا لحاظ کرنا ہوں اگر چاہوں تو ایک اشارے میں ساری بیڑیاں ٹوٹ جائیں مگر اس کے بعد اپنے قیدیوں کی طرف ایک اشارہ کیا تو سب کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ قیدیوں نے کہا کہ دروازہ بند ہے ہم لوگ کدھر سے جائیں۔ کہیے ایک اشارہ کیا تو دیواروں میں کھڑکیاں نظر آنے لگیں آپ نے قیدیوں سے کہا کہ لو اب جاؤ قیدیوں نے کہا کہ اب آپ بھی چلئے اپنے فرمایا کہ مجھ کو اپنے ملک کے ساتھ ایک راز ہے جس کا حصول بغیر سولی چڑھے ممکن نہیں۔ صبح جو لوگوں نے دیکھا کہ قیدیوں کا پتہ نہیں آئے پوچھا کہ قیدی کہاں گئے اپنے فرمایا کہ میں نے رات سب کو رہا کر دیا۔ جب یہ خیر خلیفہ کو پہنچی تو حکم ہوا کہ اب اگر جلدی آپ کو قتل نہ کی تو خناد عظیم تجی جا ہو گا۔ پس آپ جیل خانے سے باہر لائے گئے اور تین سو درے آپ کو لنگے لگے مگر آپ نے ذرا بھی آٹ نہ کی۔ اس کے بعد جب آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو ایک لاکھ آدمی کا حج تھا آپ سب کی طرف دیکھ کر کہتے تھے حق سبحانی الحق ایک درویش آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ عشق کیا ہے اپنے فرمایا کہ تو آج دیکھ گا۔ اس کے بعد آپ کے خادم نے اس حال میں وصیت چاہی آپ نے فرمایا کہ اپنے نفس کو خدا کے ساتھ مشغول رکھو ورنہ وہ تجھ کو کسی ایسے کام میں لگا دینگا کہ جو تو کسی کام کا نہ رہے گا۔ آپ کے فرزند نے کچھ وصیت چاہی تو اپنے فرمایا کہ اسے فرزند اہل جہان نیک اعمال میں کوئی نال ہیں تو دلیسے کام میں کوشش کر کہ اس کا ایک ایک ذرہ جن والہ کے تمام عملوں سے بہتر ہو اور کچھ نہیں ہے بجز علم حقیقت کے۔ اس کے بعد آپ کو سولی پر چڑھایا تو آپ نے دعا کی اور کہا کہ جو کچھ ہم نے چاہا یا اس وقت جذم بیوں نے کہا کہ میرے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں اور اپنے مخالفین کے بارے میں۔ اپنے فرمایا کہ تم کو ایک ثواب اور ان کو دو ثواب حاصل ہوں گے اس لئے کہ تم کو میرے ساتھ محض ایک حق نلن ہے اور وہ توحید کی قوت اور شریعت کی سختی سے لرز رہے ہیں اور شرع میں توحید اصل

ہے۔ اور حق نلن فرع، پھر لوگوں نے آپ پر پتھر برسانا شروع کیا مگر آپ نے ذرا بھی آٹ نہ کی مگر جب علما کے اصرار سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹا سا ڈھیللا آپ کی طرف پھینکا تب حضرت نے ایک آہ مردہ پھری لوگوں نے دریافت کیا کہ اتنے پتھر برسے پر تو آپ نے آہ نہ کی اور چھوٹے سے ٹمبیلے پر ایسی آہ سرد۔ آپ نے فرمایا کہ اوروں نے ان جان میں مارا اور اپنے توجہ ان کے مارا۔ اس کے بعد سولی کی طرح پر آپ کے ہاتھ پائوں کاٹے آنکھیں نکالیں۔ ناک کان و زبان کاٹی جس کو دیکھ کر لوگوں میں ایک قیامت برپا ہو گئی اور عین نماز مغرب کے وقت آپ کا سر حق سے جدا کر دیا گیا اور ہر عضو جسم کو پارہ پارہ کر دیا اور دوسرے روز تمام اعضا کو جلا کر رکھ دیا۔ جسے دھلے میں ڈال دیا تو دریا میں ایسا جوش و خروش ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سارا بغداد دھوپ جاتے گا مگر اپنے اپنے خادم کو پوشیدہ وصیت کر دی تھی کہ جب ایسا صورت پیش آوے تو ہماری گدھی دھلے کو دیکھا دینا چنانچہ خادم نے ایسا ہی کیا بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اہل طریقت میں کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں منصور کے معاملے سے حیران کہ قیامت کے روز ان بدلتوں اور خود غرضوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ میں اس رات کو تمام رات نماز میں مشغول رہا اور اخیر میں ہم نے بارگاہ الہی میں مناجات کی اور کہا کہ اے الہی یہ ایک مومن بندہ اور عارف تھا اور موحدا اور محبوب صادق پھر اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا گیا۔ آواز آئی کہ میں نے اس کو انارازدان بنایا تھا اور ان رازوں کو دریا سے دھلے میں ہم سے کہنا چاہتے تھا، مردہ غیروں سے کہتا تھا اور یہ لغات ہے جس کی یہی سزا ہے اللہ کی رحمت ہو اچکی روح پاک پر آمین

وہ دنیا تھی جہاں تم روک لیتے تھے زبان میری  
یہ محشر ہے یہاں نفی پڑی راستان میری  
راٹھار جیال (گو بظاہر حضرت منصور کے حالات ایسے



حشمت بہ رہا ہے اور ہر سمجھ دار انسان دنیاوی کاموں کو اپنی عقل و سمجھ سے کرتا ہے تو کچھ مذہب ہی نے کیا فساد کیا ہے کہ ہم دوسروں کی عقل و سمجھ سے کچھ و اختیار کریں جب کہ یہی ہماری دوسری دنیا کو کامیاب و شاندار بنانے کا ضامن ہے اس لوں محشر میں آؤ اور دنیا کے ہر اس معلم بہرہ راہی کی تعلیم کو اپنا دھسے تمہاری دوسری زندگی کے کامیاب بنانے کی کوشش کی ہو تعصب کو چھوڑ دو اور پوپ یا دوسری بندت و مولوی غازی کی غلامی کی زنجیروں کو ٹوڑ دو ورنہ اس غلط کاری کی پاداش میں تمہارے علم و عقل سب وائیکل جاؤں گے یہ یاد رکھو کہ مذہب ایک الہامی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ہے اور عقل بھی خدا ہی کی دی ہوئی ہے تو اگر مذہب کی باتوں میں خارجی طور پر کوئی سلاوٹ نہیں اور عقل بھی کامل ہے تو دونوں میں ٹکراؤ نا ممکن ہے اور جو یہ آواز ہر طرف سے بلند ہو رہی ہے کہ مذہب کو عقل کی کھلی برہنہ کیا جائے اور نہ عقل سے سمجھنے کی چیز ہے ، جاے کوئی بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے بس مان لو یہ محض شیطان کا ایک فریب ہے اور جس مذہب کے پیلیٹ خاتم سے یہ آواز بلند ہو اس کا دعویٰ غلط ہے گو کہ ہر مذہب میں کم و بیش ایسے لوگ ہیں مگر وہ مذہب کسے نادان و مست ہیں

میل کر گئی تہا اول و چون و چرا کی گنجائش نہ ہو، مگر جس قدر ہر حسی  
سختی و بیدردی آپ کے ساتھ کیجی گئی وہ اور کسی بات کا نتیجہ  
حقانہ تاریخ عالم کے اوراق ایسے صد ہا دہرا ہا واقعات سے  
نہیں ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر ان واقعات کے  
پس پشت علماء سواد و خلیفہ و بادشاہ وقت کی تعظیم و  
تکریم اور بجا خواہش سے انحراف تھا کیا امام اعظم شیخ  
اکبر، امام غزالی، شیخ الاشراق، امام احمد، علامہ ابن تیمیہ، شاہ  
ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، سید محمد جوہری، علامہ بنیادی و  
علامہ علانی شیخ سرمد وغیرہ کے ساتھ بھی اس سے کم و بیش  
برتاؤ نہیں کیا گیا۔ کیا کفر والی دلی قویں علماء دنیا کے فلک  
بوس مکانوں میں نصب نہ تھیں۔ ہزار ہا واقعات قتل و  
قتلے کے ہیں مگر یہاں گنجائش نہیں حقیقت کو جب عیاں  
ہو کہ جب ان شریعت کے پرستاروں کو آئینہ شریعت میں  
دیکھا جاوے کہ خود انہوں نے شریعت کا کہاں تک پاس  
و لحاظ کیا۔ یہاں تو شور و انطاع تھا مگر مذکورہ بالا بزرگوں کے  
ساتھ جو نواز و مبتلاؤں و سلوک کیا گیا وہ کس بات کا نتیجہ تھا  
ہمیشہ لیب، یادری، پست اور علماء سواد کی جب مطلب  
راہی نہ ہوئی تو اس قسم کا الزامی مقدمہ قائم کیا گیا اس میں  
کلام نہیں کہ سب ہی ایسے تھوڑے ہیں مگر انھوں کی تعداد بہت  
ہی کم ہے جیسے والی میں تمک، ادرنی زمانہ تو بہت ہی  
ناگفتہ بہ حالت ہے ہر طرف پارسیاں قائم ہو گئی ہیں اور گرام  
کے ذہن کو اس قدر تاریک و خراب کر دیا گیا ہے کہ حق  
و باطل کا کوئی معیار ہی نہ رہا اپنے تمام باطل خیالات کو حق اور  
دوسروں کے تمام حق خیالات کو باطل تصور کیا جا رہا ہے  
گو یا کہ سچ و جھوٹ دونہیں بلکہ ایک ہیں۔ اپنے غلط  
نظریات کی تائید کے لئے بے سرو پا سینکڑوں دلیلیں  
اور دوسروں کا حق سننے کے لئے تیار نہیں  
دوسروں کے عیب کی تلاش و جستجو میں سب سرگردان و  
پریشان ہیں اور اپنے عیوب و غلطیوں کو نظر نہیں  
آج کی دنیا عقل و فکر کا دنیا ہے ہر طرف علم کا

حکیم فلسفی رشاد اگر وال علی گوشتی

مالک

بچوں کے ہر مرض کی اکسیر ملے

卷之四

اصلی آبجیات

مفتی ابو۔۔۔ دہلی معزز اشخاص کے نام و پورے چیتے

یہ ہے پتہ معلوم کیا ہے کہ کون کون سے مفت ہیں۔

مجاناً کا پتہ۔ مال بیون کار یا لہو علی کریم



# پیر ماتا کے نام

از قلم پیر ہم لین سوامی امرانند جی مسر سوتی

تو شاید برا بھی نہ مانے اسے مالک جو کہو لوں فراسی زبان آج اپنی  
اسے خالق، یہ مخلوق تابلہ ہونے پر یہاں تجھ سے کیا کوئی کچھ چھینتا ہے  
اگر مرد ہے آکے سکہ جھانے وقت فلاں فلاں گیت پڑھ کر تو نہیں ہے  
وہ کیا چیز ہے کوئی سمجھ کو بتائے کہیں بھی نہیں مگر سب جاہی ہے  
فلاں فلاں اسکا ہے چاند تارے اسی کے پتھر کی تری آگے زبردستی ہے

خدا یا مجھے حوصلہ دے کہ تجھے کروں چند باتیں بیاں آج اپنی  
خدا یا اگر واقعی تو خدا ہے تو دنیا میں آئیے کہیں کا نہیں ہے  
اسے میرے خدا تو جو پروردہ نہیں ہے یقیناً کوئی بد بخت ناز نہیں ہے  
بتاتے ہیں وہ تو مگر ہم کیا دیکھیں جسم جو نہ ہنر نہ مرد نہیں ہے  
چلو مان لینے دلائل کی خاطر کہ کوئی خدا آسمان کا نہیں ہے

شفا ہنشاہ کون دیکھا ہے۔ خزا میں بہاری اسی شمس میں جھوکے  
غریبی امیری اسی نے بنائی اوپر ہوتے فاقے اوپر مال حلوے  
خدا یا تو پھر اس کے معنی تو یہ ہیں کہ یہ ساری دنیا تیرے رحم سے ہے  
تو ڈکھڑکی کر رہا ہے جہاں پر یہ جو کچھ ہے تیرے حکم سے ہے

غریبوں کی تقدیر ایسی نہ ہوتی نہ انہیں جہاں کا استفادہ غریب نہ ہوتا  
یہ اکثر ہے ہونے سمجھتے تھیں کہ غلاموں کو نہ دلاؤں کہ سونا

میں سچ کہہ رہا ہوں، خدا تو نہ ہوتا تو ماضی میں ظلم و ستم کبھی ہوتا  
یہ بدلتی چہرے یہ کچھ زندہ لاشیں یہ بے صحت فروکش یہ مجبور ہونا

یہ مجبور و مظلوم انسان ہر سو۔ زیں پر رہے ہیں پرستے دیکھتے ہیں  
ادھر تیرے اجنبٹ ہر اک کے کھنڈے سے ڈالے چھپائے ہوئے چھپتے ہیں

تو اسے کاش، خود کہو مگر دیکھ لیتا تجھ سے خدا کوئی کیا کیا بتا  
تو بے رحم و جبار کا پاساں ہے تو انصاف کا خود کلا کا تار ہے

یہ لٹے ہوئے کار و ال چار جانب یہ پھیلے ہوئے قمار کھانا  
خدا یا تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تو جابر و ظالم کا خدا ہے

غریبوں کا سہارہ خوار بننا۔ تیرے جی میں یہ بھول کر بھی نہ آیا  
تو عیاں ہے، جو ظمن ہے، رشتہ ہے۔ میں لگا کر کہہ رہا ہوں خدا یا  
یہی اب تقاضا ہے حالات تو کا اسی غمزدہ دل کا ایمان بن جا  
اچھی وقت ہے سوچ لے اور سمجھ لے۔ زیں پر پہنچ اور انسان بن جا  
وگرنہ خدا یا وہ دن آچلا ہے تیری ناؤ کو کھینچنے والے نہ ہونگے  
تو ڈوبے گا منجھڑھاریں اس طرح کہ زبیر نام تک لے لے ہونگے

ضروری نوٹ :- یہ پیر جنوری فروری ۱۹۵۵ء دو ماہ کا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی  
عالمیہ پرچہ شائع نہ ہوگا۔ نوٹ فرمادیں۔  
/ منیر



# مایا اور جیو برہم کا رشتہ

(بھگوان رام اور لکشمی کی گفتگو)

از سوامی رام اس جی و اس برندان دھام

اسی انداز سے رہتے ہوئے ہے ذکر اک شب کا  
 مشاغل معرفت کے وہ گذر جن تک نہیں سبکا  
 تو میں بھی جان لوں کیا جیو مایا برہم کا رشتہ  
 نظر آتا ہے ہر جاندار ان تینوں سے وابستہ  
 منہ سے گھوہر خوش آیا سوال لکشمی اُن کو  
 نظر آیا رہ حق میں کمال لکشمی اُن کو  
 لب نازک سے منہ مایا میں اس تحقیق پر قربان  
 یہ ستر خاص جو سب سے فرشتہ ہے نہیں انساں  
 سنو اے لکشمی پیارے کہ جس کو مایا کہتے ہیں  
 وہ ناپید اکنا بحر غم میں آب بہتے ہیں  
 ہوس کے دام میں لا کر یہ انساں کو بھنساتی ہے  
 چھلاوے میں جو آیا تھر دوزخ میں گراتی ہے  
 یہی ہوتی ہے موجب اس خرابے میں خرابی کا  
 یہی باعث ہے نفس بد کے کاربے حجابی کا  
 یہ وہ علت ہے خطکارہ کہیں گراس سے ہو جائے  
 سکون قلب ہو آغوش میں عرفاں کے سو جائے  
 یہی زردار کو زر کے لئے در در بھراتی ہے  
 ہوس میں جاہ و منصب کے کنوئیں لاکھوں بناتی ہے  
 جبریم حسن کی یہ جستجو ہے فوجاؤں میں  
 یہی حب وطن کی قید مٹی کے مکانوں میں  
 رنج و آہ و توجہ اس کے دو جاسوس ہیں بھائی  
 جو لے ہوتے ہیں اس کے فیض صحبت سے وہ سودائی  
 اسی کے شہدے ہیں۔ یہ نیکر نفس اور کینہ  
 اسی کی مشعل کردہ حسد کی تار و پیرینہ  
 اسی کی ذات سے لچھن "جہاں کارنگ قائم ہے  
 جوان و پیر مرد و زن یہ قبضہ اس کا دائم ہے



نہ صرف انسان ہی زیر اثر اسکے ہوساں ہے  
 دے مغلوب اس کا بس خسارہ ہی میں دایم ہے  
 کہاں تک میں کہوں اس کے فنا نے عجب شے ہے  
 جہاں میں جس جگہ سینے ہی نفس ہی نے ہے  
 رہا آبِ جیو کی اور برہم کی تفریق بتلانا  
 تعلق اک شعاع مہر کا نیر سے سمجھانا  
 وہ ریشہ قطرہ آبی کا اک دریا سے دکھلانا  
 وجود وزہ خالی سے سطح خاک بن جانا  
 طلسم قدرتِ قادر کے اندازِ عجائب ہیں  
 نظر سے مادی آنکھوں سے جو نہاں ہیں نمایاں ہیں  
 غلابِ عنصری میں جو نہاں ہے گوہرِ یکیتا  
 ہیں جس کے نور سے روشن منور مدامِ زیبا  
 ضیائے پاک کا جس کے ریح انسان میں جلوہ  
 ہے جس کے دم سے متحرک پریشیت خاک کا چھلا  
 سما یا جن بن کر گلِ رخوں میں مسہ جبینوں ہیں  
 کششِ جس سے ہوئی پیدا اداسے نازِ بینوں میں  
 سماعت جس نے بخشی کان کو آنکھوں کو بینائی  
 زباں کو ذائقہ کا جس دیا اور لطف و گریائی  
 جسد میں خون کی حرکت و دست و پاکی زبائی  
 دماغِ دل نے تخلیقِ تجلی کی صفت پائی  
 پھینکا خاک کے تپے کو ہے گائے رونانا ہے  
 پھینکا کروام میں پایا کے وہ غم کوں چھانا ہے  
 کوئی کہتا ہے اس کو روح تو کوئی جان کہتا ہے  
 اسی سے زندگی ہے بوتا انسان کہتا ہے  
 سرائے دہر کا اپنے کو اک جہان کہتا ہے  
 جو اس کی ماہیت ہی پنے لے عرفان کہتا ہے  
 توفیقِ ابد و شد سے جو رہا وہ مست ہو جائے  
 وہ قطرہ نور و نور میں پیوست ہو جائے  
 حقیقت میں وہ عارف ہے وجودِ اپنا جو بجائے  
 یہ ہر اک جاندار کو سرچشمہ نور ازل مانے  
 یہ نیزنگ جہاں گو پر وہ ظلمت وہ گروائے  
 جس میں کسی کے خاک کوئے عارفاں چھائے  
 وہی ہے برہم کیسانی اور اسی کو رستگاری ہے  
 دہی ہے جو وصل سے شاداں یہ طرزِ جاں نثاری ہے  
 سرنورہ نہ جائے جب تعلق دامنِ دنیا سے  
 اٹھالے آرزو اپنی نمود و نامِ دنیا سے  
 تجلیل گو نہ ہو احساسِ غمِ الامِ دنیا سے  
 مزہ دلدار کے دیدار کا لے نامِ دنیا سے  
 کہے وہ ترکِ تینوں گنِ دل بے مدد ہو کر  
 چلے گا کو چہ برآگ میں وہ باصف ہو کر  
 حقیقی عشق کی لیکن کششِ سب سے زیادہ ہے  
 جو میرے بھگت میں بس اُن کو انیکا استفادہ ہے  
 سرورِ بخودی بخشے جو سالک کو وہ بادہ ہے  
 رسائی کے کھار سے ہیں پر سیدھا یہ جادہ ہے  
 بھٹکتا کوئی جو بندہ نہیں اس راہ میں بھائی



میں کرتا رہتا ہوں ہر دے اپنی ہمت افزائی  
 تعلق سے مرے لبریز جب ہوتا ہے یہاں  
 یگانہ اس کا اک عالم نہیں کوئی بھی بیگانہ  
 رواں آنکھوں سے آنسو خیز الفت سوزِ دلانہ  
 اوّل سے عیاں مستانگی اندازِ زندانہ  
 ترا نہ ملے جو کہ میرے لبِ افسوں فساں چھڑے  
 وہ بیکل کیوں نہ اترائے جسے خود باغباں چھڑے  
 ہو بس غز اس کا منداشی مئے گلِ فامِ کامیرے  
 زباں پر تند کرہ ہو اس کے لطفِ نامِ کامیرے  
 مری فرقت کے دوا آنسو ہوں زینبامِ کامیرے  
 محبتِ عشق کے درجہ یہ پہونچے بیخودی آئے  
 تصور کرتے کرتے وہ میرا مجھ میں سما جائے  
 یہ راہ معرفت مجھ کو بہت مرغوب ہے بھائی  
 تیرا یہ عشق و دلکشی کی ہیں اس کی تپشانی  
 تیس اس کا چہرہ رہتا ہوں جو بھکتی کے ہر شیدائی  
 طلب کے رنگ پر ہوتی ہے میری جلوہ آرائی  
 ہزاروں روپ بھرتا ہوں میں بھگتوں کے رکھ جانے کو  
 سمجھتا ہوں میں اپنے روٹھوں کے مٹانے کو

## از قلم سلم شاستری

## مہرشی گوتم

اکٹھا کر کے دیا، یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ کی رچنا نید سے  
 شاستر جو کہ چھ شاستروں میں سے ایک ہے آپ کا ہی بنایا ہوا  
 ہے۔ آج ساری دنیا میں جس کے بل پر بھگتی چل رہی ہے۔ اور کوئی  
 بھی شاستر جیوا اور برہم کو دہ نہیں مانتا۔ پرتو آپ نے جو اور برہم  
 دو مان کر بھگتی مار گئی اور ہر م کی شدہ یو بھارت میں رکھی اس  
 سے پورے شاستر سے بھی شاستروں کا بڑے ترک کے آداب پر  
 کھنسل کرنا آپ کا بدھی کو شل تھا۔ اور آج کل جو اوجھا اس دنیا  
 کے اندر چل رہی ہے اس کے سب سے پہلے بھاری و توان اور ان  
 کے اب و ٹہ بنانے والے مہرشی گوتم کا نام دہتی دنیا تک اس  
 رہے گا۔ آپ سے بہت سی گھنٹائیں سمجھ رہے تھے ہیں۔ جن میں  
 سے بہت تو نہیں دی جا سکتی، تھوڑا سا مختصر و متن ہی کر دیا جاتا

و حصہ ہے پیاری بھارت مہموی۔ جس میں وقت کے  
 مطابق کوئی نہ کوئی دویہ شتر آ کر اس میں الٹا پر کاشت  
 کر کے چلا جاتا ہے دنیا کے کسی اور بھاگ کو یہ سو بھاگ کبھی نہیں  
 ملا۔ یہ ایک ہماری جنم بھوی ہی ہے۔ جہاں پر برہم بھی ہمارے  
 پیار کا پاتر بن کر اس بھارت میں اذیرن ہو کر اپنے کو دھندلانا ہے  
 وہ یوں اگر کسی کا پیہ پر بھاد ہے تو ہمارے ان پور و جوں کا تپ اور  
 تناک اور نیک اوصاف تھے۔ جن سے البتہ بھی دوش ہو کر آجاتا  
 تھا۔ آج ایسے پرش کا پرتو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، جو ایک  
 تپ دنیا کی سلاک کو مودتی تھے اور سفار میں ہمارے کے ات  
 تک جن کا نام سورج کی طرح چمکتا ہے کہ وہ تھے مہرشی گوتم مہرشی  
 ایک ایسی دویہ و بھوتی تھے، جنہوں نے بھارت و ریش کو ہر پر کا کا آنا



ہے۔ ایک گھٹنا تو بڑی پرسیدھ ہے۔ کہ اندر کو شاپ دینا، تہی کو پتھر کر دینا، چند روپو رانہ ہونے کا شاپ، بیگ کا پلٹ دینا آوی آوی دیکھئے، ہر پتھر کا کہ شہ آج تک دنیا کے سامنے ہے مہرشی اتنی سمر تھو رکھتے تھے کہ وہاں کو بے بس کر دیتے تھے، دیکھئے گوتم جی نے مراد جو کہ دو بار بیگ پہلے آنا چاہئے تھا نہ اگر تیرتا پہلے سے آئے۔ چند جو سدھ لوہن رہتا تھا، کہاں میں ایک دن پورا ہونے کا شاپ دیا۔ اندر کو پ ہو کر بھاگ گیا۔ جو کہ آج بھی دنیا کے سامنے جیونیت ادھامن ہے۔ اس کے بعد مہرشی نے جن میں دیا وہ آج جسے گوتمی ندی کہتے ہیں اور دوسرے شہدوں میں جسے گوتم گنگا کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کے پارے میں گھٹنا ہے۔ کہ آپ ناسک کے جنگلوں میں آشرم بنا کر رہا کرتے تھے۔ ایک بار بھارت میں کال پڑ گیا جس کے کلان و شش سب بھارت کے بڑے بڑے مہارشی گوتم کے آشرم چہال کر ہر پرکار سے دھن دھیان پورن تھا گئے۔ مہرشی نے اپنے ششوں کو کہا کہ دیکھو ان مہرشیوں کی سیوا بڑے اور سے کرنا کال کا وقت گذر جانے کے بعد سب مہرشیوں نے گوتم سے آگیا مانگی۔ کیونکہ پراچین بھارت کا یہ اصول تھا کہ جس کے گھر میں کوئی جاوے۔ اور پھر واپس ہونے کے لئے گھر والے کی آگ سے واپس لوٹنا اچھا مانتے تھے۔ مہرشی کے ادھار پر انہوں نے آگیا مانگی۔ لیکن ان کو مہرشی نے یہ کہہ کر یہاں پر ہی بھجن پاٹھ پڑھو کا دھیان کر دو۔ آپ نے واپس جا کر کیا کرنا ہے طال دیا۔ ایسے ہی ان کے بار بار کہتے پڑا لا، سب مہرشی وہاں رہ رہ کر تنگ آ گئے۔ جو جس پر ان لوگوں نے آپس میں مل کر ایک سازش کی۔ ایک مایا کی گائے بنا دی جو کہ گوتم آشرم کے دھان کو اچاڑنے لگ گئی۔ گوتم جی بیٹھے تپ سندھیا کر رہے تھے۔ کہ دھان اچاڑتی ہوئی گائے ان کے پاس تک پہنچ گئی۔ گائے مارنے کے لئے دوڑی گوتم جی نے پانی کا چھینٹ دیا۔ تو گائے مر گئی، سب مہرشی وہاں اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے۔ کہ آپ سے گوتھیا ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کا پرستشیت کر دو۔ گوتم جی نے پوچھا کہ آپ تباؤ میں کیا کروں۔ تب انہوں نے کہا کہ یہاں پر اگر گنگا کا جل آ جاوے

اب ہونا ملک ہے آپ کا بنانا

تو پھر ٹھیک ہو جاوے گا۔ مہرشی وہاں سے چلے اور بھوگان شکر کی پتیا کر کے گنگا کی دھارا کو لے کر وہاں آئے۔ تو وہاں لگائے کا کوئی پتھر نہ تھا۔ اکاش بانی و دار یہ بات سنی گئی۔ کہ اسے گوتم جی آپ جیسے دھارما دیکھی تھی گوتھیا نہیں کر سکتے۔ یہ تو ان مہرشیوں نے مایا کی گائے بنائی تھی، پھر بھی سندھ کا کلپان ہوا کہ ایک بڑی پو تر جل دھارا یہاں پر آگئی۔ ایسی بانی کو سن کر مہرشی کو بڑا کر دودھ آگیا۔ اور وہ ان کو مخاطب کر کے بولے کہ اسے براہمنو امی نے آپ کی سیوا کی اور آپ لوگوں نے میرے پر گوتھیا کا الزام لگایا جو کہ مجھے ساری دنیا کے اندر بدنام کر سکتا ہے۔ یہ ایسا الزام ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑا پاپ نہیں ہو سکتا، مہرشیو تم نے مجھے اچھا لالچ دیا جاوے میں تم کو شاپ دیتا ہوں گوتم ماض بھگتی اور کمہن بن جاوے انہوں نے کہا تو گنگا منڈل سے پھر اواز آئی کہ اسے مہرشی آج سستیکہ کلپک میں یہ مہرشی پورا کریں گے۔ دیکھئے یہ ہے مہرشی کی شکتی جس نے کلپک کے اندر رہن بھائی کو ہی نہیں بلکہ ان مہرشیوں کو بھی پھر سے سندھ کے گرت میں گرا دیا۔ انہوں نے کہ آج کا بھارت اپنے ایسے تجویر تپدی کو بھلا بیٹھا ہے۔ جن نے دنیا کو ظالمی کا درشن کرایا ہے پچ پوچھو تو بھارت کے سب سے پہلے بڑے بھاری دودھان ریشہ رسکاروں کے سرتاج اور دارشونک کے مکھٹ منی گوتم میں جن کے گائے آج کا سائیند ان بھی سر جھکا دیتا ہے اور ان کے پیائے شاستر کو آج بھی بڑے بڑے دودھان سمجھتے تھے۔ تاہم رہے ہیں اور رہیں گے۔ مہرشی کی دین گوتم گنگا دن رات ہر مہرشی کے نام کا گنگا گائے کہ ہر بھارت و اسی خصوصاً براہمن کو چتیا دلی دے۔ مہرشی سے براہمن اٹھ اور جاگ۔ آج کے اس نراشا واد میں اٹھ کر سارے سندھ کو جگا دے۔ اور پھر سے دنیا کو براہمنیتو کے سدھانوتل کو بنا کر ان کا کلپان کر۔ اس کی ایک ایک ہر پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اسے براہمن سوا بھمان کا جیون ہی جیون ہے اسے آج یا زدی کے چند مکھٹل کے پیچھے اپنے آپ کو بیچنے والے ان دن دیکھو، تمہارے ایک انگ نے کبھی دیوار ج جیسی طاقت رکھنے والے کا بھلان چوڑ کیا تھا۔ مہرشی کے سینہ آگے چل کر شتا ندھو سے میں جو کہ مہاراجو جنک لکے پر وہنت تھے تیاگ اور تپیا ہی براہمن کا سچا جیون ہے



# ساکھی منی گوتم سے خطاب

شرعی  
نوبت رائے  
جی سنو خ

ریاضت کی تجلی نے عطا کی وہ نظر تجھ کو  
بہت گہرا تھا استغراق یکسوئی کے عالم میں  
دل و جان و جگر اپنے گھڑا لے ریاضت میں  
رہے محروم جنت تک ایک بھی فرشتہ اس سے  
تیرا وہ جذبہ الفت تھا جو ہر پاکبازی کا  
ترب تھی دردِ عالمگیر کی بیتابی دل میں  
کئے ارم سارے ترک تو نے قصر شاہی کے  
شب پر خواب میں لی راہن کی جی بٹا کر کے  
تیری روشنی میری ضوئے خلق ہو نکلی  
اہنسا کی اشاعت تو نے کی اطراف عالم میں  
آذیت میں سگوں پیدا ہوا روحانی قوت سے  
رہے سارا جہاں امن و امان کا جہاں ہو کر

اہنسا میں نظر آئی نجات ہر بشر تجھ کو  
رہی کب محبت میں تن بدن کی کچھ خبر تجھ کو  
ہوئی فکر نجات خلق لاحق اس قدر تجھ کو  
نجات دائمی اپنے لئے تھی بے اثر تجھ کو  
تیری مشق ریاضت کے کیا پاکیزہ تر تجھ کو  
بنایا بڑھ کے خود در وہاں نے چارہ کر تجھ کو  
زن و فرزند کا غم رکھ سکا کب باندھ کر تجھ کو  
ریاضت کی چمک سے روشنی آئی نظر تجھ کو  
کہا ال نظر نے امن کا پیغامبر تجھ کو  
سر آنکھوں پر لگے لینے ادب سے بخرو بر تجھ کو  
دوائے درد کا نسخہ ملا کیا کارگر تجھ کو  
جوار باب جہاں رکھیں سدائش نظر تجھ کو

تیری تقلید کرتے ہم جوالے ساکھی منی گوتم  
تیری تعلیم اعلیٰ سے بناتے راہبر تجھ کو



# بھگوان کیل منی

بھگوان دشنو کے پانچویں ولنا ونامہ  
از قلم: پندت کم سنگھ جی دیوگن

کے ساتھ تم سے ملنے کے لئے پرسوں ہی یہاں آئیں گے۔ ان کی ایک روپ، دون شیل اور گنوں سے سمین شیاں لوچا کنیا اس سے دواہ کے یوگ ہے۔ پر جاپتے اتم سرو تھا اس کے یوگ یہ اس لئے وہ تھی کہ وہ کنیا اپن کریں گے۔ برہمن آچھلے نیک ورتوں سے تمہارا چمت جمی بھاریہ کیلئے سہا مرت رہا ہے اور شیا گھر ہی وہ راج کنیا تمہاری ہی اپنی ہو کر بیٹھتی ہے تمہاری میلا کر لگی۔ وہ تمہارے مینوگ سے نو کنیا میں آئین کر گیا اور لوگ تیری کے انوسار آپ ان کنیاؤں کو مرتیجی آدی رشیوں کو دواہ دیں گے جس سے وہ پتر آئین کریں گے۔ پھر تم میری آگیا کا اچھی طرح اپن کرنا، شیا گھروں کا چھل بچھا اپن کر کے مجھ کو پراپت کرو گے، تمہارے میں بھی اپنے انش کلا روپ سے تمہارے دیر یہ کا اثر ہے کہ تمہاری تینی دیوتی کے گرج میں اور ترن ہو کر سا نکھ شاستر کی رچنا کر دے گا اتنا دروان دیکر بھگوان شری ہری اپنے لوگ کو چھپے گئے۔

## وندو سمر میر مٹھ

مہرشی کر دم جہاں پر تپتیا کر رہے تھے اس کا نام وندو سمر ہے، ہوان میں اس کی اتنی شو بھا ورن کی گئی ہے۔ کہ یہاں اتنے ایکھ کے گنجائش نہیں، اشرم کے سمیپ سر سوئی کے پوتھل سے بھر لو، سرو ورجو امرت کے سمان دھر ہے۔ انیک پرکار کے پکشی، بڈو چھل پھول دینے والے انیت سندر برکش، کو دھب چمپک، اشوک آدی ہر تو میں چھل دینے والے، جل بترنے والے پرند، سارس، سنس، کرر، بکل، بطخ، جل مرغ، چکوا اور چکوا آدی پکشی اس بن کو اتنا شو بھا ایمان کے ہوئے تھے کہ یہاں ورن نہیں ہو سکتا۔ بھگوان کے بتا ہے ہوئے سمر انوسار بھگوان منوجی اپنی تینی اور کنیا دیوتی کے ساتھ پرتھوی پر وجرن کرتے ہوئے

پورانوں میں مہاتما ودرجی اور منیر یہوشی کے سنوا دیں بہت ریک اور سا نکھ شاستر کے مغول کی گیان کی پری پورن کتھا ملتی ہے۔ برہما جی کے ایک پر جاپتی مہرشی کر دم تھے برہما جی نے بھگوان کر دم کو آگیا دی کر تم سنان کی آیتیں کر دو۔ تو انہوں نے آگیا یا کر سر سوئی نڈی کے تپ پر دس ہزار ورتوں تک گھوڑ تپتا آرتھ کر کے بھگوان شری ہری کی ارادھا کرنے لگے تب ست جگ کے آرتھ میں بھگوان شری ہری ان کی تپ سے پرین ہو کر اپنے منہ پریم منی سورو پ سے مورتی مان ہو کر ورتن دینے بھگوان کی وہ معنی سو ریک کے سمان تجوڑی تھی۔ پر جاپتی کر دم شری نے سا شٹا نگ ڈنڈوت پر نام کے لکشیات ادبھت منتی کی بھگوان اجس پرکار مکرطی جالابھی اور اس کی رکشا کرتی اور انت میں اسے آپ ہی نکل جاتی ہے ماسی پرکار آپ اکیلے ہی جگت کی دچھا، پالسا اور منگھار کتے ہیں۔ پر بھو آپ کلپ برکش ہیں آپ کے جرن سمت منو پھول کو پورن کرنے والے ہیں، میرا سر سے کام پھوشت ہے۔ میں لینے ہی سمان سو بھا والی اور کر مٹھ دم کے پالنے والی شیل وتی کنیا سے دواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کے چروں کی شرن لیتا ہوں بھگوان تو اس کے مردے کی بات پہلے ہی جان چکے تھے کہنے لگے جس کے لئے تم نے اتم پیغم آدی کے دواہ میری ارادھا کی ہے، تمہارے ہرے نے اس بھا کو جان کر میں نے پہلے سے ہی اس کی دوستھا کر دی ہے۔ پر جاپتے میری ارادھا تو کبھی بھی لٹھلی نہیں ہوتی، پھر جن کا چت زمر تر روپ سے مجھ میں ہی لگا رہتا ہے ان تم جیسے مہا تامل دواہ کی گئی ارادھا کا اقرار بھی ادھک چھل ہوتا ہے اس لئے پر مدھ تسوی سمرٹ سو بھو منو برہما ورت میں رہ کر سات سمندر والی ساری پرتھوی کا ساتن کرتے ہیں۔ وپر ورا اسے چرم دھر چکے تمہارا راج مہا والی شست روپ



مہرشی کرم کے آشرم پر پہنچ کر دیکھا کہ مٹی وراگنی موٹر سے  
 نورت ہو کر پیچھے ہوئے ہیں۔ بہت کال تک تیزیا کرنے کے  
 کا لہذا ان کا مشریر بہت عجیبی اور کافی تھی دیکھ کر مہرشی نے کل  
 ول کے سمان و شال اور منور ہے، ہنونا ہار ج کو کٹی میں آکر بزم  
 کرتے دیکھ انہیں اپنی آئینہ بادوسے کو پرین کیا۔ اور آئینہ رتی  
 سے ابن کا سادگت ستکار کیا۔ جب منجی ان کی پوجا آگن  
 کر سو ستھ جیت ہو کر آسن پر بیٹھ گئے۔ تب مٹی در کرم جی کو  
 جھگو ان کا وروان سحرن کر اس پر کار کہا، بھگو ان آپ وشنو  
 بھگو ان کی پالین شکتی سو روپ ہیں۔ اس لئے آپ کا کھم  
 پھر کر سجنوں کی رکتا اور دشوں کا شٹھا کر کے پر جا کو سکھ دینے  
 کا مہنت ہے آپ کو سکھار ہے۔ آپ سورن جڑت اور  
 فیوں سے جڑے ہوئے ہے داک رتھ پر سوار ہوا اپنے پرچہ  
 دھنر کی ٹنگا سے ہی پامیوں کو بٹھکتے کہتے ہیں بدی  
 آپ ایسا نہ کریں تو دوشٹ جن ت کال ہی مدن و مہر آشرم کی  
 مراد ا کو لٹ کر دیں۔ تو بھی وید ورمیں آپ سے پوچھتا ہوں  
 کہ اس سے آپ کا آگن بیہاں کس پر وجی سے ہوا۔ ہمارے  
 لے ہو گیا ہوگی۔ اسے میں نشکیٹ بھاؤ سے پرکاش سو یکار  
 روں گا۔ بھگو ان منجی نے کہا، سنئے ا وید مورتی بھگو ان  
 پر ہاجی نے اپنے ویدی وکر کی رکتا کے لئے تپ دیا اور  
 لوگ سے سمین تھنا وشیوں سے رہمت براہمنوں کو اپنے  
 مہ سے پرکٹ کیا ہے۔ اور میر اس خزا دل چروں ولے دراک  
 پرش نے اپنی سہسدر ل بھیجاؤں سے آپ لوگوں کی رکتا کے  
 لے ہم کشتیوں کو آئین کیا ہے اس لئے براہمن ہر دے  
 اور شتری شری کہلاتے ہیں۔ آپ کے درش ماتر سے ہی میر  
 سارے مندیر ہر دور ہو گئے ہیں، میرا بڑا بھگہ ہے جو مجھ آپکا  
 درش ملا ہے، میرے بھگہ اور دوسے ہو گئے۔ آپ براہمنوں نے  
 ہی مجھے راج و مہر کی رکتا دیکھ مجھ پر جہاں اگر دیا ہے۔  
 سنے ا میری یہ لیا اوستھا، شیل اور گن آدی یہ اپنا  
 لوگیت یانے کی اچھا رکھتی ہے جب سے اس نے نار دجی سے  
 آپ کے بوجہ شیل، ویدا، روپ اور گن کا درش ملا ہے

تجھی سے یہ آپ کو تپ بنانے کا نشکر چکی ہے۔ وفتح دراجی  
 بڑی شردھ سے یہ کنیا آپ کے سحرن کو تا ہوں۔ آپ اسے  
 سو یکا رکھیے۔ یہ گہست اچت کار دیں کے لئے ہر پر کار  
 آپ کے یوگہ ہے۔  
 مہرشی کرم نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کنیا کا کسی کے  
 ساتھ واگ وان نہیں ہوا۔ میں وواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے  
 ہم دونوں کا سر و سر لٹ پرسم دجی سے وواہ ہونا اچت ہوگا۔  
 پرنو میں ایک شرط کے ساتھ آپ کی اس سا دھوی کنیا کو  
 سو یکا کر تا ہوں، وہ یہ ہے کہ جب تک اس کے نشان نہ ہو  
 جائے گی تب تک گہستہ در بانو سار میں اس کے ساتھ رہوں گا  
 بس وہ اتنا ہی کہہ کر مہر دے میں بھگو ان شری ہری کا دھیان دھر  
 مون ہو گئے۔ اس سے کے بیج کو دیکھ کر دوسری بہت ہر شانی ر  
 تب بھگو ان منجی نے جان لیا کہ مہارانی شت و دیا اور راجی کی  
 وروں کی اس دشتے رانو مٹی ہے اس لئے انہوں نے ایک  
 گنوں سے سمین کرم جی کو انہی کے سمان یوگہ کنیا کا وان کر دیا۔  
 بیٹی کو بڑے پریم پور وک ہو مولیا بھوشن وستر۔  
 آدی جہیز میں دیگر نشچت ہو گئے اور جی با پریم وشنو مٹی کو  
 گلے لگایا اور اشر و دھارا بہر لگی۔ تب مٹی جی کی آگیا نے کرکھ  
 پر سوار وہ سرستی ندی کے تپ پر شتی بیوں کے درش کے اور  
 اپنی راجہ ہالی کو چلے گئے۔ برشتی نکوی بہا ورت کی راجہ ہانی  
 بھی۔ مانا پتا کے چلے جانے کے پیشات تپ کے ابھرائے کو جان کر  
 راجہ ہوی دیوتی کرم جی کی پریم پور وک سید کر گئے تھی۔ وہ  
 جان گئی تھی کہ یہ دیو دی سے بھی رتھ کر شکتی بان ہیں۔ وہ ان  
 سے بڑی بڑی آٹا میں رکھتی ہوئی رت آدی پالین کے ساتھ ان کی  
 سیدو کرتی رہی۔ بہت سے میتیک، رشی جی تو سار اسے تپیا  
 میں ہی لین رہتے۔ ایک دن رشی نے دھیان سے دیوتی کو دیکھا تو  
 وہ بہت ڈرل اور کھین سی اوستھا میں دیکھ پری اور سر کے بالی  
 حنا جڑ بن چکے ہیں۔ کرم جی نے کہا مہنڈانی اتم نے میرا ر  
 آور کیا ہے۔ میں تمہاری اس اتم سمیا اور پریم بھکتی سے بہت  
 سفت ہوا ہوں۔ اپنا شری سمی جیو دل کو پر یہ ہوتا ہے۔ پرتو



ہو گیا۔ ہینکروں و ارباب و ماں پر ہاتھ جوڑے اس کی آگیا کی پریشانی  
کر رہی تھیں۔ پریم آمد میں گمن گڑھتھکھ کو بھوکے گئے ہمسروں  
ورش بیت گئے۔ پراستھا کشور ہی رہی۔ رشی نے نو بھاکوں میں دھکت  
ہو کر ویرہ دان دیا،  
کنیاؤں کی اپنی کیلئے اس سے دیوتی کے گرجے سے ایک ساتھ  
نو کنیاؤں اپنی ہوئیں۔ وہ سبھی مردانگ سندری تھیں، تب دیوتی  
نے جان لیا کہ اب اپنی پرینکیا اوسار میرے بیٹی سنیاں آخرم لے  
کر بن میں جانا چاہتے ہیں۔ اس نے آستوں کو روک کر کہتے ہوئے  
کہا :-

بھگوان! جو آپ نے پرینکیا کی مٹی - وہ تو پلن ہوئی اور  
آپ نے نبھادی۔ تو بھی ہیں آپ کی سزائت ہوں۔ ایک ابھی  
دان دیکھئے۔ ان کنیاؤں کے یوگ ورکھو جنہ کی اوکنتا ہوئی اور  
آپ کے بن کو چلے جانے کے بعد میرے جنم من کے شلوک کو  
دور کرنے کے لئے بھی کوئی مونا چاہئے۔ میں اندریوں میں ہی  
رم کر سب بھول سٹی اور میں بھوک ان کی بابا میں ٹھکی گئی۔ حکومت جی  
نے جب یہ ویراگ کی باتیں سنیں۔ تو انہیں بھگوان وشنو مہاراج  
کا تھن سمن ہوا۔ اور بولے راجہ ری تم اپنے وشے میں اس  
پر کارکھید میں پڑو، تمہارے گرجے میں بھگوان وشنو تھکھ رہی  
پدھاریں گے۔ پر یہ تم نے انیک پرکار برتوں کا پالن کیا ہے تمہارا  
کلیان ہوگا۔ تم شرو پوہاروک بھگوان کا بھجن کرو۔ یہ کنیا میں انیک  
پرکار کی سنتان پیدا کر کے جلوت کو ٹرہا میں گی، تمہارے گرجے سے  
بھگوان اوتیرن ہو کر میرا پیش ٹرہا میں گئے اور آپ کو برہم گین کا  
اپدیش دیکر تمہارے ہر دے کی امنکاری گنتھی کا چھیدن کریں گے  
دیوتی نے مہرشی جی کے آدیش کا پون وشواس کے ساتھ اوسرن کیا  
اور مہرشی ہری پرشونم کی ارادھا کرنے لگی۔ کچھ سے متینے پر بھگوان وشنو  
نے مہرشی کرود کے ویرہ کا آشریہ لے کر دیوتی کے گرجے میں پرولین  
کیا، مینکھوں نے گرج گرج کر اور دیوتاؤں، گندھروں، افسروں نے  
شنا دیا نے بجائے سبھی سرور زل اور برکن تھان ان پر نئی بہار لگی  
سبھی لوگ آمدت ہو گئے، تب مہرشی اوی رشیوں سمیت برہما جی  
کرود مہرشی کے پاس آئے بولے بھیا کرودم تو نے جو میری آگیا کا پالن

آپ نے اس کی بھی پرواہ نہ کر اپنا دہرم پالن کرتے رہنے سے میرے  
تپ تپسیا، سادھی، اپاسنا اور یوگ کے دوار ابھکت پرشاد  
سور دپ جو ستھیاں بچھے پراپت ہوئی ہیں۔ تم اس میں حصہ دار  
ہو گئی ہو۔ میں تمہیں ویرہوشی پر دان کرتا ہوں۔ تم ان سدھیں  
کو دیکھ کر تم میری سیول سے کرنا رخت ہو گئی ہو۔ تپ ورت دہرم  
پالن سے تمہیں یہ ویرہ بھوگ پراپت ہو گئے ہیں۔ اس سے  
دیوتی یہ جان کر کہ تپ دیو سیمون یوگ مایا اور دیوتاؤں میں شل  
ہیں۔ اس کی ساری چیتا دود ہو گئی۔

دیوتی نے کہا۔ دوج سرلشٹ سواسن میں جاتی ہوں  
کچھ نیشیں نہ ہونے والی لوگ شکتی اور تگن آتک مایا پرا دھیکار  
رکھنے والے آپ کو یہ سب البتہ ویرہ پراپت ہے، گنتھ پر بھو وادہ  
کے سے جو آپ نے پرینکیا کی مٹی کو گرجھا دان ہونے تک میں تمہارے  
ساتھ رہوں گا۔ اور گہست سکھ کا بھوگ کروں گا اب اس کی پورنی  
ہوئی چاہئے کیونکہ سرلشٹ تپ وادہ استان اپن تپ رہنا استری  
کے لئے آمنت لا بھدائک ہے۔ اس لئے ہم دونوں کے ساگم کے  
لئے رشا ستر اوسار جو کر تو یہ ہو۔ آپ اس کا اپدیش دیکھئے گندھلشٹ  
وستر آ بھوشن اوی سب ساگر میں بھی جتا دیکھئے، تاکہ جس ملن  
کی اچھیا سے دل ہوا میرا شریر آپ کے انگ سنگ کے یوگہ ہو  
جائے۔ اور اس کا یہ کہ لئے ایک امیکت بھون بھی تیار ہو جائے  
یہ سب وچار کیجئے۔ یہ باتیں سن کر کرودم جی نے اس کی کھن یوگ  
میں ستھت بھوگ سکھ پروان کرنے والا سب پرکار کے اتوں  
سے شکیت سب پرکار کی ویرہ ساگر یوں سے بھو پور بھنا۔ یعنی  
ٹرہیا سے ٹرہیا پریشی وستر، رتن جوت آ بھوشن ادرا ہی میں بھولاری  
باغیچے، سرور نسا میں ہر زو میں کھنے والے لیشٹ، ہنس، سارس،  
بھنورے سب موجود تھے، پلنگ، مینکھ، آستوں مونکے کی  
دید باں بنی تھیں، میرے کی دیواروں پر بڑھیا ہال جوڑے تھے۔ یہ  
سب کچھ دیکھ کر بھی دیوتی پر پھلت نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس کا شریر  
تو کھین ہو رہا تھا۔ اس بھاد کو جان کر مہرشی کرودم نے کہا۔ پر یہ  
تم اس دندہ سرور میں سن کر اس دمان میں چڑھ جاؤ۔ دیوتی  
سنان کر کے دمان پر چڑھ گئی ماس کا شریر سون کی طرح کانٹائی



کہا ہے۔ میں اس سے بڑا پرس ہوں۔ تہوں کی اپنے پتا کی تین ہی  
طبری سید ہوتی ہے۔ کہ جو آگیا ..... بیٹن تم دھن ہو۔ تھاری  
یہ سندری کنیا میں اپنے دیش سے اس شری کو ایک پرکار سے  
بڑھا ہی گی۔ ان کے سو بھادانوسار اب ترکی ادی ریش کو سرین  
کرو پھر دیوتی سے بولے۔ راجا کی دی تھارے گریہ میں کل جیے دشاں  
نیر کو مارنے والے۔ گیان دگان دوار اکمل کی داسناؤں کا  
مول اچھبان کرنے کے لئے شری ہری نے پرویش کیا ہے سدھ  
گنوں کے سوامی پل نام سے ادیران ہکر پتھری پر دھریں گے۔ اور

سانکھ ستر کے ترقی کا زمان کریں گے اور سانکھ آچار یہ دکھیا  
ہوں گے۔ برہمن دوکوں کو اسائن ویکر سنک آدمی اور نار دجی نیوں  
سہت چلے گئے۔ گردم نے شا ستر دھی انوسار کنیاؤں کو ترکی  
ادی ریشوں کے اپن کر دیا۔ گردم شری نے جان لیا تھا۔ گریہ میں  
ساکشات شری ہری ہیں۔ تب ایکانت میں ان کے سانکھ جاکر  
ستھی کی اور آگیا مانگی بھگو ان نے آگیا دیدی۔ اور وہ بن گئے  
گئے۔ اور کل مہی جی پرگٹ ہو کر تاتا کے ساتھ دوسر میں ہی رہنے لگے  
(باقی پھر)

## موت کے فرشتے سے — شری امر چند جی قیس

اے فنائے دل نوازا اے پیکرِ حسن و جمال  
تیرا حسن رُوح پرورد ہے مئے گل گوں کا جام  
رنگ تیرا پرکشش ہے مثلِ ابر بر شگال  
تیری چشم پر سکوں ہے موجبِ لطفِ نجات  
روئے پر شوکت سے ظاہرِ تیری شانِ کمال  
تیرے دامن میں نہاں ہو راحت و لطفِ دھام  
خوں فشاں ہیں ہاتھ لب تیرے ہرے لال  
بانتا ہے بے غرض تو موت کا آبِ حیات

پہل درویش مصنفہ منشی سورج نارائن مہر صاحب دھلوی مرحوم کی نایاب کتاب  
جو گیان و بگتی لوگ کی چالیس و لپٹ پکھانیوں کا مرقع ہے۔ قیمت فی جلد - ۶/۸ بے ڈاک فرج  
بلنے کا پتہ :- دفتر رسالہ "ادوم" بازار اجیری گیٹ دلی



# خمنخانہ وحدت

از قلم  
ڈاکٹر راہی

تُو اپنے درد کی خود ہی دوا بن جا  
خود ہی کو چھوڑ کر خود آشنا بن جا  
خدا میں اور تجھ میں کیا تفاوت ہے  
یہ نکتہ پا کے بندہ سے خدا بن جا  
خود آگاہی و خود پہچان ہی تجھ کو  
غمِ ہستی سے چٹکارہ دلائے گی  
تو بن جائے گا مالک اپنی قسمت کا  
وہی ہوگی جو تیرے دل کو بھائے گی  
ہوا و حرص و کینہ چھوڑ کر دل میں  
فروغِ عشق لا محدود پیدا کر  
دوئی کی تیرگی کا نور ہو جائے  
چراغ و شمع وحدت سے اجالا کر  
جگائے کون تجھ کو خوابِ ہستی سے  
ٹھائے کون تجھ کو خود پرستی سے  
تو جب خود ہی کوئی کوشش نہیں کرتا  
اٹھائے کون تجھ کو قصرِ پستی سے  
مے خمنخانہ وحدت میں آ تجھ کو  
پلاؤں ساغرِ مہربانی سے رو حانی  
اے پیتے ہی تجھ پر تیری ہستی پر  
کھینچیں گے معرفت کے رازِ پنهانی  
اے مدہوشِ شرابِ غفلتِ ہستی  
مٹے عرفاں کو پی کر مہوش میں آ جا  
تُو اپنے بحرِ دل میں غوطہ زن ہو کر  
دُرِ مقصود و رازِ زندگی پا جا



# سستی سادھی اور برہم روپنا

شرکمان چو ہمدردی ہے زائن سنگہ  
ریشا نرود و پٹی کشتر

ترجمہ :- مجھے زمین اور ہر معمولی نظارہ روحانی نور کا لباس بنے ہوئے جیسے کہ سوپن کے پداختہ سندھ اور شاندار ہوتے ہیں نظر آتا تھا۔

ہر ایک چیز سادھی کے بعد آئندہ اور سادک بھادوں سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اگاس پر بھی کوئی یکے کو سستی اور سادھی کا آئندہ کیا ہے تو پریم تو روشن آئندہ کا بالکل دشتہ آئندہ سے بھی کم آئندہ والا ماننا پڑے گا کیونکہ کوئی بھی اگر دماغ نہ خٹکے تو دشتہ آئندہ چھوڑ کر سستی میں نہیں جاتا جانتا، نیز یہ بھی اوجھو سادھ ہے کہ سستی اسودا میں کسی بھی سکھ یا بے جری کا بھان نہیں ہوتا۔ بلکہ خود سستی کے ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا اور آدمی انکار کر دیتا ہے کہ میں بالکل نہیں سویا۔ حالانکہ اس کا سامنی اس کے خراٹے سن کر اس کو کہتا ہے اور جانتا بھی ہے کہ یہ سو گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سستی۔ ایک گمان شونیک کا دشتہ ہے۔ زندگی تو سستی میں بھی ہے۔ پر نرو دشتیش کیان اور سکھ ضروری نہیں، ضروری دیر کی سستی میں اس کو جاگرت کا اوجھو ہی نہیں گیا۔ بلکہ کہتا ہے کہ میں نہیں سویا یعنی جاگ رہا تھا جب دیر تک کی سستی ہو تو جاگ کر انکار نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ خوب یا اور ہلکا ہو گیا یعنی جاگرت کے دکھتھپ سے جو دکھ کا احساس تھا اس کے دور ہونے کو ہی سکھ روپ ورن کر تا ہے، میری رائے میں تو سادھی یا برہم گیانی کی اسودھا جاگرت جیسے درڑھ اوجھو والی اور سستی جیسے دشتہ دیت اوجھا والی اور سوپن جیسی سکھ ورن والی ہونی چاہئے۔ من کی برتی میں آروڑھ چتین دشتہ دارن کو ہٹانے میں جب کامیاب ہوتا ہے۔ تو ایک ایسی اسودھا کو پرات ہوتا کہ جس ن بات وہ خود ہی جانتا ہے اور اس کو بڑے آئندگی اسودھا کہتا ہے، بقول غالب سے

سستی سادھی اور برہم روپنا صرف سستی کا شریع سے گہری بے خودی واسے انش کے ایک حصے کو لے کر کہی ہے ورنہ سستی کا اور برہم گیانی اسودھا کے آئندہ کا کیا مقابلہ سستی تو سکھ روپ اس واسطے اوجھو سادھ ہے کہ جاگرت اور سوپن اسودھا میں کام کرنے سے من کا یہ اور دار دماغ خٹک جاتا ہے اور اس لئے ان اسودھاؤں کا اوجھا وچا ہوتا ہے اگر سستی دانتو میں آتم گیانی برہم اسودھا کی طرح پرمانند روپ ہوتی تو اس سے اٹھ کر پیر اسی میں جاتے کی اچھا ہوتی اور ریتن بھی ہوتا۔ پر متوالیا نہیں ہے، من سستی سے اٹھ کر پیر اس میں نہیں جاتا جانتا۔ دوسرے سادھی سے آخر کر یہ پرش ہمیشہ بے حد آئندہ اور سادک بھادوں کو اوجھو کرتا ہے مگر سستی سے اٹھ کر یہ ضروری نہیں جیسے بعض شرابی گہری منید سے گالی دیتے یا جھگڑتے ہی اٹھتے ہیں۔ یا گھر اسے ہوتے سے اٹھتے ہیں۔ یا کسی دکھ پر سوپن میں بڑبڑاتے اور چلاتے ہیں۔ میں نے خود ایک مورڑا پر اور گہری منید میں کسی کو سخت فحش گالی دیتے ہوئے پہننے کو کہا۔ جو غالباً اس کو کوئی کھیلہ وغیرہ سوپن میں دکھائی دیا ہو گا جب جگا کر پوچھا تو اس کو کچھ یاد نہ تھا۔ سادھی سے اسودھا اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہاں بقول شاعر درڑھ ورنہ۔ جو کہ اس نے اپنی نظم میں ورن کیا ہے

Ode on Immortality of Soul.  
The earth and every common sight  
to me did seem.  
Appalled in celestial light  
The glory and freshness  
of a dream.



ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو کبھی کبھی ہماری خبر نہیں آتی  
 اُننا مزدور ہے کہ پھر ذرا سی غفلت سے یہ دشتے آئند کی  
 اوستھا کی طرف گر بھی جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ دراصل یہ کبھی  
 حالت کی وجہ ہے۔ گو آئند بہت زیادہ ہے لیکن دشتے آئند  
 بہرہ مند کے مقابلہ میں آسانی سے پراپت ہونے والا ہے

اور اس کا اچھا سا بھی ہے۔ چونکہ بہرہ مند بڑے بڑے بڑے بڑے اور  
 کوشش سے سیدھے ہوتا ہے اور وہ بہرہ اور عیاس کیا نہیں اس  
 لئے اس سے گر جاتا ہے۔ بار بار پرین کی ہمت نہیں چڑتی،  
 ہاں اگر اچھا سا لگتا تو کرے اور دیر لگ سہانی ہو۔ اور شری  
 لا پر وہی ہو تو نہیں کرتا۔ یہی سیدھے تھا، (ادوم شانتی شانتی شانتی)

## ایک کو پی کے جذبات

از شری کیا نچند منظور

سندر شام مراری رے  
 سندر شام مراری رے

کچھ سندیش نہ کوئی پاتی

ایسی سار باری رے  
 سندر شام مراری رے

سونا ہے جتنا کا پن گھٹ

ویا کل ہیں زرداری رے  
 سندر شام مراری رے

سینا ہو گئے سادوں ہولی

سب جھوٹے بھکاری رے  
 سندر شام مراری رے

اب تو پتھر اچھی گئیں آنکھیں

اتنی باٹ نہاری رے  
 سندر شام مراری رے

اب تو آجا۔ آجا اب تو

تو جیتا۔ میں باری رے

## ایک گیت

پریم ہنس نزل  
 ویدانت یجین

سُر ملی موہن اتری تان  
 سُر ملی موہن اتری تان

بانس کی یہ سادہ سی پوری  
 گیتوں کی ہے کان  
 سُر ملی موہن اتری تان

وایو منڈل گوبخ اٹھا ہے  
 من میں کر یہ گان  
 سُر ملی موہن اتری تان

جاؤ سا کرتی ہے من پر  
 سُر ملی موہن اتری تان  
 مسکان

رام ورن : - مصنفہ بھگت رام چندر جی۔ یہ لنگ  
 رام بھگت کے لئے ایک تحفہ ہے کلج میں بھگوان رام کے  
 پیکش ورن لنگ اور بھگتی کی لاشن لنگ شاندار تصاویر سے  
 مزین قیمت - ۱۰/۰۰ روپیہ لیکن اس ماہ کیلئے سفائی قیمت - ۱۱/۰۰



# سری گورو دتارے جی مہاراج

## مہرشی شیوبرت لال ورمین

### آغاز داستان

شری دتارے جی مہاراج مسرت اور گھڑ اور مجنوب لکھوری تھے۔ چتر کوٹ کے پہاڑ پر رہتے تھے۔ نہ دین سے ربط نہ دنیا کا جذبہ۔ اٹھارہ مہینوں میں آسن جھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ سانسے دو چار کھوپڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ انھیں الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔

چتر کوٹ کا راجہ بھیم دیو اور سے گزرا۔ انھیں دیکھ کر آپس آیا پوچھا۔ کیا ہو رہا ہے۔

دتارے نے جواب دیا۔ یہ دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے کون سی کھوپڑی تیرے باپ کی ہے، کونسی میرے باپ کی ہے۔ کون دو تھم رہا تھا۔ کون غریب تھا اور اب ان کی کیا کیفیت ہے۔

بھیم دیو نے پوچھا اس مشاہدہ سے کیا فائدہ آتا ہے۔

کیوں تھا ان میں ایک شاہ مجرور جس کے سر پر تھا کلاہ سیم وذر کیوں ہوا مسرت برج و منسل دوسرا راز قدرت کا ہے کیا اس میں چھپا

بھیم سیم نے پوچھا۔ اس سے کیا فائدہ ہے؟ دتارے نے اپنی مسرت آنکھوں کو اوپر اٹھایا اور زور سے تہمتہ لگایا۔

نخط ہے یہ نخط کا ہے نخط یہ میں موا نخطی ہے اس کا ربط یہ

بھیم سیم نے آرزو کی۔ کیا اچھا ہوتا اگر موت نہ ہوتی زندگی نہ ہوتی! کیا اچھا ہوتا کسی کو بیماری نہ سستی! صفت ہی صفت بہتی!

کیا اچھا ہوتا کسی کو محتاجی اور افلاس نہ ہونے دولت سی دولت رہتی اس وقت یہ دنیا نام کدہ، حسرت کدہ اور غم کدہ نہ بنتی! دتارے نے کہا۔ بادل ہوا ہے۔ بے محنتی بن کی باتیں کر رہا ہے۔ موت نہ ہوتی تو تیرا باپ کیسے مرنا اور تو راجہ کیسے ہونا۔ بیماری نہ آتی تو کسی کو صحت کی خبر اور قدر کب ہونے لگی تھی۔ سب کے سب بالدار ہوتے تو تو کس کو نوکر چاکر رکھتا لشکر اور فوج کیسے اکٹھا ہوتی! شاہی لذت کا فائدہ کرنا کی دشوار اور غیر ممکن نہ تھا؟

نظام مہر ہے اس شکل میں یہاں قائم یہ سلسلہ ہے جو چلتا ہی رہتا ہے دائم سوال تیز ہے بیجا جواب کیا دلوں میں غلاب دل نہو دل کو ثواب کیا دلوں میں

### دتارے کے گورو

دتارے کی ماں کا نام انوسیا تھا۔ باپ اترے کہلاتے تھے۔ دبھائی اور تھے۔ چند را اور در باسا۔ شیون کے مزاج مختلف تھے۔ دتارے کو ان کی ماں نے پڑھایا لکھایا۔ خبر نہیں کیسے تعلیم دی۔ کیونکہ اس وقت تک (ظاہر) تحریر و قلم کا فن ظہور میں نہیں آیا تھا۔ وید کے منتر تھے اور وہ زبانی یاد کئے جاتے تھے۔

دتارے اپنی ماں ہی کو گورو سمجھتے تھے اور اس کی ذات بابرکات کو محیط عام عنصر خطاب دیتے تھے۔ ماں نے کیا ہدایت کی تھی۔ قدیم نوشتہ جات میں اس کا پتہ نہیں ہے بہر حال چاہے جو کچھ بودہ اپنی ماں ہی کے چیلے تھے لیکن چیلے سچ معنی میں تھے اور وہ اسے محض کل جوہر سمجھ کر جہاں



السنوٹیا نے کہا۔ ہاں! یہ لوگ ہے۔ چت کی دہریوں کی روک تھام اور دل کے متحرک کرنے کے شغل کو لوگ سمجھتے ہیں اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں، ریچک پورک کنبھک، ریچک ریزش کہتے ہیں۔ چت کی دہری سانس کے ساتھ باہر آتی ہے۔ پھر سانس اندر کی طرف واپس جاتی ہے۔ ان دونوں کیفیتوں میں کش ہے اور ان کے بیچ جو ٹھہراؤ کی حالت آتی ہے وہ کش ہے جو شخص ان دونوں حالتوں کی سمجھ رکھ کر ان کے درمیان دل کے پھڑانے کا سادہ صحن کر لیتا ہے اسے دونوں کش اور مکش سے نجات دہتی ہے اور اسے دکھ نہیں گھیرتا۔ اور دُعا ترے نے اپنی ماں سے لوگ کے اس عمل کو سیکھا اور اس کی شاگردی اختیار کی۔

### ماں بیٹے

ایک دن دُعا ترے نے اپنی ماں سے پوچھا۔ یہ لوگ تو نے کس سے سیکھا ہے؟

ماں بولی سنو! تمہارے باپ اترے رشی تپ کرتے تھے۔ میں جنگل میں جا کر کندھوں کھود لاتی اور پانی کے کنڈیل بھرتی اور ان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک سال چتر کوٹ میں قحط پڑا خشک سالی آگئی۔ بہار کے تمام جھرنے اور چشمے سوکھ گئے۔ مجھے پانی لانے کے لئے دور دور جانا پڑتا تھا۔ میں یہ سب کرتی تھی۔ ایسا مواد نزدیک اور دور کے مقامات تک کے تالاب، نالے اور چشمے بھی خشک ہو گئے۔ ایک دن میں نے میدوں کا سفر کیا۔ پانی کہیں بھی نہیں ملا۔ تب میں میٹر کے چٹانوں پر بیٹھ کر رونے لگی۔ برہما، شنو، ہیش تینوں دیوتاؤں سے گزرے، میرے رونے کا باعث ہو چھا۔ میں نے کہا میرے پتی دیوتپ کر رہے ہیں۔ میں کندھوں اور پانی لے جا کر انھیں کھلائی پلائی دیتی تھی۔ آج کہیں پانی نہیں ملا اب آشرم میں کیا منہ لے جاؤں۔ اس دکھ سے دھکی ہوں، تر مورتی بنے۔

جس سے نکات روحانی سن پاتے اسے بھی گورو سمجھ لیتے تھے، فقیر کا مرشد پرستی دین ہے اس کا ہے یہ رسم اور آئین ہے ذات مرشد میں محدودیت شاذ انسان میں ہے محدودیت ظل مرشد سارے گستر دہریہ وہ محیط وشت و کوہ و شہر ہے بے مد مرشد کے گیمانی ہو گا کون جب نہ ہو مرشد تو دھبائی ہو گا کون دل ہوا سا کُن ملامت و قرار مرٹ گئے دل سے بھی گرد و غبار فک کے جانے سے بھڑکی ملی صبر آیا اس سے با صبری ملی السنوٹیا انھیں پیار کرتی تھی اور یہ پیار روحانی تھا۔ زمینی یا نفسانی نہیں بلکہ نیرالدنی، حقانی اور آسمانی تھا۔ ایک دن دُعا ترے نے السنوٹیا سے پوچھا۔ ماتا جی! اونی کش مکش کی جگہ ہے یہاں سب دکھی ہیں تو نے مجھے کیوں پیدا کیا؟ نہ پیدا ہوا ہوتا تو اچھا ہوتا۔

درد ہے رنج اور مصیبت ہے یہاں

خزن ہے اندوہ و کلفت ہے یہاں

جس کو دیکھا دکھ سے رہتا ہے دکھی

کون ہے دنیا میں جو ہو گا سکھی

السنوٹیا نے جواب دیا۔ یہ دنیا کسی خاص مصلحت کو نظر رکھ کر پیدا کی گئی ہے۔

دُعا ترے نے پوچھا۔ وہ مصلحت کیا ہے؟

السنوٹیا نے جواب دیا کش مکش

دُعا ترے نے پوچھا۔ اسی کی تو شکایت ہے اور تو اسے مصلحت بتاتی ہے۔

السنوٹیا نے سمجھایا کش مکش کہتے ہیں کھپا دکھ، مکش کہتے ہیں غیر کھپا دکھ۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ ایک حالت انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے دوسری کو ان اور قرار میں رکھنا چاہتی ہے انسان وہ ہے جو ان دونوں حالتوں کو ذہن نشین رکھتا ہو ان کے درمیان اور بین بین اپنی نشست قائم رکھے پھر اسے دنیا میں تکلیف نہ ہوگی۔

دُعا ترے نے پوچھا۔ دل کو ایک مرکز پر قائم کرنا لوگ کا طریقہ ہے۔ میں نے ایسا نہیں رکھا ہے۔



گھٹ میں ہے ست سو جتنا وہ کیوں نہیں  
گیان من میں بوجھتا وہ کیوں نہیں  
اس جگت کی کلپنا میں من میں  
وہ نہ یرت نگر میں اور بن میں ہیں

اے دیوی! تو جس چٹان کے اوپر بیٹھی ہے اسے چھپا  
طرف سے کھود اٹھا دے اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو  
جادے گا۔

اے بیٹے! میں نے کھود کر جس وقت چٹان ٹوٹا بھارا  
کر دوڑا بھیا بھلا تے ہوئے پانی کی دھار پھوٹ نکلی اور  
میرے ارد گرد پانی ہی پانی پھوٹ گیا۔ دیوتاؤں کا شکریہ  
ادا کیا۔

وہ سن کر کہنے لگے۔ تو بتی ورتا رشی بیوی بتی اردھنگی ہے  
چیتھر کلجگ تک برابر جاری رہے گا۔ یہ تیرے نام سے  
انسو بھاگلا دے گا۔ کوئی کوئی اسے چاہو گی بھی نہیں گے  
اور یہ چتر کوٹ کی گز کا جی کھلائے گی۔

میں پانی بھر کر لے آئی۔ اترے رشی تب سے اٹھ  
بیٹھے تھے۔ میں نے کت مول ابا لے، پتوں کی تھالی میں  
رکھ کر پیش کیا۔ کندل کا پانی آگے رکھا اتنے میں زردیو بھی  
آہنچے۔ اتفاق کی بات اس روز میں کندمول زیادہ کھود  
لائی تھی۔ ان کو تعظیم سے بٹھایا۔ چاروں نے مل کر کھانا  
کھایا۔ خوش ہوئے اور دعا دیج کر مجھے لوگ دیا کھائی جس کا  
سبق میں نے سچے دیا ہے وہ تینوں میرے لوگ گورو ہیں گورو  
تو میرے ہی دیو ہی ہیں۔ انھیں دیا سیکھنے کی وجہ سے  
میں گورو کہنتی ہوں اور انھیں اپنے پتی کا عکس تصور کرتی  
ہوں۔

### دوتا ترے کی پیدائش

دوتا ترے نے ایک دن پوچھا تو میری اس قدر  
تعریف کرتی ہے اور کہتی رہتی ہے کہ مجھ میں طبعا اور  
فطرتاً لوگ کا سنسکار موجود ہے کیا تو یہ بتا سکتی ہے  
کہ یہ طبعی اور فطرتی اثر کہاں سے آیا ہے؟

انسو بھاگلا نے جواب دیا، سنسکار اور اثرات کی طرح  
پر حاصل ہوتے ہیں۔ باب کی طاقت روحانیت باں کی  
قوت مادیت کا ورثہ لڑکے کو ملتا ہے، اور یہی اس کی  
طبعی فطرت کی گھڑت کا باعث ہوتا ہے میں نے زردیو  
سے لوگ بیکھا۔ اس کی تعلیم تیرے باب نے مجھے نہیں دی  
زردیو میری دلی یکسوئی اور پتی کے سیوا بھاو کو دیکھ کر مہربان  
ہوئے اور اس کا علم اور عمل بختا۔ یہ سنسکار پہلے مجھ میں آئے  
اسے سیکھ کر میں اکثر سچویت میں رہتی تھی۔ برہما دشمنو،  
مہیش اکثر میرے پتی سے ملنے آتے تھے۔ وہ طبیب اور  
دیو بھی ہیں۔ ان کو ان سے طبعی مشورہ لینے کی ضرورت لاحق  
ہوا کرتی تھی۔ انھوں نے دیکھا کہ میرے چت کی درتی میں  
یکسوئی بہت آگئی ہے خوش ہو کر کہنے لگے دیوی تیرے اولاد  
نہیں ہے ہم تینوں خوش ہو کر صدق دل سے تجھے دعا دیتے  
ہیں کہ تیرے تین اولاد ہوں اور سب سے بڑے لڑکے کو  
تیرے لوگ کی تحویت کا اثر اسے بطور ورثہ کے ملے اے  
دوتا ترے! تو میرا بڑا لڑکا ہے اس سے یہ سنسکار تجھے  
بطور ورثہ مجھ ہی سے ملے ہیں۔

### انسو بھاگلا کی اولاد

دوتا ترے نے ایک دن سوال کیا، ہم تین بھائی  
ہیں، میں جندرا اور دہاسا، ہم تینوں کی پیدائش کیسے ہوئی؟  
انسو بھاگلا نے جواب دیا۔ زردیو ایک دن اترے  
رشی سے ملنے آئے کہنے لگے اے رشی جس مرد کی شادی  
نہیں ہوئی وہ ادھورا کہلاتا ہے اور اس کی زندگی غیر مکمل  
سمجھی جاتی ہے۔ پرش میں دو انگ ہیں۔ پردہ سستی گھراؤ  
جسم اور اس (ہونا زندگی اور پران) پرش وہ ہے جو  
جسم کے پر کے اندر رہتا ہے اگر پر جسم نہیں ہے تو  
پرش کیسا؟ اس کے فطرتی جذبات بالو غیر فطرتی طریقہ  
میں مغلوب رہیں گے یا وہ اپنے لئے غلط راستہ نکال  
لیں گے۔ تم نے بہت اچھا کیا جو شادی کر لی، دیکھو برہما



کے ساتھ پایا، برہما کے ساتھ ساوٹری، وشنو کے ساتھ لکشمی اور شتو کے ساتھ پاروتی بنتی ہے لیکن افسوس ہے کہ تمہارے اولاد نہیں ہے۔ یہ بھی سخت کمی ہے۔

اترے مقررہ ہوئے۔ دنیا میں آخر برہمچاری بھی تو ہیں تر دیو نے جواب دیا۔ برہمچریہ انسان کے لئے آئندہ زندگی کی منزل ہے جس میں وہ پڑھنا لکھنا، علم دہن سیکھتا اور آئندہ زندگی کی منزل میں قدم رکھنے کی تیاری کرتا ہے، ساری عمر برہمچاری بنا رہنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ اگر اس کی وجہ سے متعدد اور مختلف عوارض لاحق ہوں گے۔ آدمی کچھ دنوں برہمچریہ کرے، کچھ دنوں تک گرمی بنے۔ کچھ دنوں کے لئے بن پرستی ہوا اور کچھ دنوں کے لئے سنیاس دہرم اختیار کرے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن تمام عمر کنوارا رہنا طبعاً اور فطرتاً، طبعاً اور اصولاً اچھا نہیں ہے۔

اترے بولے۔ لیکن دنیا میں سچلے بھی پیدا ہونے ہیں۔ اسی طرح کوئی کوئی فطرتاً برہمچاری بھی پیدا ہوتا ہے۔ تر دیو نے کہا۔ یہ سچا پانا قدرتی نقص ہے۔ ناقص کی نسبت ہم کچھ نہیں کہتے۔ وہ تو دھورے کے دھورے ہی ہیں۔ اگر انسان کامل ہونا چاہے اور انسانی کمالات سے محروم نہ رہنا چاہے تو وہ شادی فرزندوں کے، منشیات کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔

اترے نے پوچھا۔ اگر شادی نہیں ہوئی تو ہرج کیا ہوا؟ تر دیو بولے۔ اولاد نہ ہوگی۔ پتر نہ ہوگا۔

اترے نے پوچھا۔ تو نقصان کیا ہوگا؟

برہما نے کہا۔ پت ایک نرک ہے جس میں بے اولاد ٹھیکے مہاتے ہیں۔ نرک جتنے ہیں تارنے والے کو جو پت نامی نرک سے تارے وہ پتر کھاتا ہے، شراذہ ترین بھی کون کرے گا۔ یہ فرض بیٹا ہی ادا کر سکتا ہے۔

وشنو بولے۔ بھائی میں نے بے اولادوں کو اکثر دیکھا ہے کہ بڑھاپے میں جب بوڑھے آدمی کو امراض گھیر لیتے ہیں تو کوئی شخص دوا دارو اور پانی تک دینے والا نہیں ہوتا۔ یوں ہی جیتے جی اسے نرک ہوتا ہے۔

شوچی نے زبان کھولی۔

دنیا میں نہیں کوئی سہے فرزند سہے پتر آرام کوئی تخت جگر سے نہیں بڑھ کر

اترے نے کہا۔ میں نے ادھر تو جہ نہیں کی، ساری عمر جب تپ میں گزار دی۔ اب کیا کرنا چاہئے۔ تر دیو نے بتلایا۔ اولاد پیدا کیجئے۔

اترے نے پوچھا۔ کس طرح؟

تر دیو نے اشر واد دیا، انسویا کو دوا اور دعا دیتے ہیں ہم تپ میں ہیں تمہارے تین رٹ کے پیدا ہوں گے۔

اس قدر قصہ سن کر انسویا نے دنا ترے سے کہا۔ بیٹے تر دیو کی دوا اور دعا سے یکے بعد دیگرے میری کوکھ سے تین تین رٹ کے پیدا ہوئے۔ دنا ترے، چندر اور دد باسا۔

## ”وگیاں جوتی“

(مہندی)

نرمان کرتا۔ شری سوامی رام لال۔ کھیکیش

وگیاں جوتی لپٹک میں کرن کرن سادھوئی پر دھار کیا گیا ہے۔

۱، پراچین بھارتیہ سنسکرتی کا دکاش کیسے ہو سکتا ہے

۲، آواگون کا چکر کیسے کٹ سکتا ہے

۳، بھگتی اور گیان میں کیا بھید ہے

۴، کرم سنیاس اور کرم تنیک میں کیا امتز ہے

۵، پایا داد کے گرداب سے چھٹکارہ پانے کے سادھن

۶، جیوت کال میں جیون منکشی پرانی کے سادھن

۷، جیو، برہم کے بھید، ابھید کا نرنے

۸، یوگ سادھن دوا سے آتم انوشو کے چھٹکارہ

دقت رسالہ ”اوم“، اجیوریتک بازار دلی

دہلی کی لپٹک بھٹکار چاندنی بازار دلی

پتر شری سوامی رام لال۔ رکھی کیش



# کشمیر پر اچین سے ساوہروں کے تپسیا کی مہوی ہے یہاں انیک ساوہرو ہندو مسلمانوں کا جنم ہوا ہے کشمیر کے ہندو مسلمان ساوہروں فقیروں کا سلسلہ از قلم شری۔ دی یان دلی شری روپ مہواری لکھنؤ الکھ شوری

یہ کھتا تقریباً ساڑھے تین سو سال پہلے کی ہے۔ جب کہ اس دیوی کا جنم ۱۶۴۵ء بمبئی میں کشمیر شری نگر کے جیسے محلہ خاٹقاہ سوختہ میں شریبان مادھو جو درگی درہنہ پنی سے ہوا تھا اس کے جنم کے عجیب و غریب حالات یہ کہ فلم کرنے سے پہلے ناظرین کی نگاہ میں آج سے پچاس سال پہلے کشمیری گھڑلو تربیت و پکوں کے طریقہ سے ہمارے طرف دلانا مناسب سمجھتا ہوں جس وجہ سے ایسے ایسے ساوہرو سنتوں، درویش عابدوں کے حالات سینکڑوں سال سے سینہ بند چھپے آتے ہیں۔ تقریباً اتنا ہی عرض گزار جب کہ راقم کے پیچھے کا دور تھا۔ عام طور والدین اپنے بچوں کو دھار رکھ کر لکھتے ہیں، ساوہرو سنتوں کے سوانح غریب اور ان کے زمانہ متذہب معجزات کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ اس سے اولاد میں استغنیاء، دہریشی اور دھار پوجا تپسیا کا شوق موجود ہوتا تھا۔ تاکہ وہ بھی کسی پرکار سے مدد حاصل کر کے بالکل بن سکیں۔ وہ زمانہ آج کے زمانے سے بالکل مختلف تھا۔ آج کے بچوں کو فیشن پرستی، سینما، ٹیلی ویژن، ایکسٹرنل کے نام و حالات سے پوری پوری علمیت کے طرے جھکاؤ اور بلکہ ہے۔ اور اس زمانے میں رشیوں مینیوں کے حالات زندگی اور دھار رکھ لکھنا تو مثلاً رامائن مٹھکھا گوت وغیرہ سے بچوں میں یہ بھلا بھاتا تھا۔ ان دنوں اس سلسلے کا بہت چرچا ہوا کرتا تھا۔ اور اس دیوی کا نام معجزات زبان زد عام و خاص تھے جو اس طرح بیان کیے جاتے تھے۔ کہ

سناوہروں صدی بکری میں کشمیر کے ایک پنیہ آتما شریبان پندت مادھو جو درایک گڑھستی آدمی محلہ خاٹقاہ سوختہ دیور سری نگر میں سکونت پذیر تھے۔ ان کا نہت نیم صبح سویرے بڑے پریم اور شردھا بھاؤ سے اسٹھارہ بھی ہاری پرست کا پرکار کرتا تھا۔ ہاری پرست سری نگر کے درمیان ایک چھوٹی سی خوشنما بھاری ہے۔ جو سارے سری نگر سے دکھائی دیتی ہے خاص کر ہر ایک بل سے اس کو دیکھ سکتے ہیں عہد خلیفہ کا بنا ہوا ایک قلعہ اس کی اونچی چوٹی پر موجود ہے اس سے بھی اس بھاری کی شو بھا بڑھتی ہے اس ہاری پرست نام کی وجہ سے کشمیر شریبان میں اس طرح لکھا ہے کہ رشیوں مینیوں کے زمانے میں یہاں ایک بلوان راگشس سلاسنامی رشیوں کی تپسیا بھنگا کرتا تھا۔ رشی جو دھار بھادانی کے شرن ہوئے اور دیوی نے ان کی تسلی کر کے مینا (پرنڈ) کا روپ دھارن کیا۔ جو پک میں ایک ریت کا دانہ لاکر اس پر گرایا کشمیری زبان میں مینا پرنڈ سے کوہاری کہتے ہیں۔ اسی لئے اس مینا کے چوڑے میں لائے ہوئے ریت کے دانے کو ہاری پرست کا نام مشہور چلا آتا ہے، لکھا ہے کہ جب وہ راگشس بہت بلوان ہونے کے کارن اس کے نیچے بنے لگا۔ تو جگت امبالے اٹھارہ بھیا والے روپ میں بھار ڈر دیوتاؤں کے سمیت اس پرست پر اس کیا۔ آج بھی بھارات کے ہر ایک پرنڈ اور دیوتا کی پرستھا اس پرست کے کسی نہ کسی حصے میں موجود ہے اور واقف آدمی ہر ایک دیوتا کے نواس کا مقام اس پرست



پر جانتے ہیں۔ اور اس مقام پر دیوتا کا کسی نہ کسی پرکار سے نشان موجود ہے۔ اس پر بت کے سامنے ایک چھٹا سا میدان موجود ہے جس سے دیوی آنگن کا نام مشہور ہے ایسے تو پر بت کی سڈنا، دفنا اس کے ایک طرف جمیل دل کے نظارے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ناقابل بیان ہیں۔ اس کے ارد گرد عہد منگی کا بنا ہوا ایک بھاری پتھر کا بچھڑا دیوار جس کی چوڑائی بہت کافی ہے، خستہ حالت میں موجود ہے۔ اس دیوار کے اندر بے شمار بادامی و خشک کے باغ نمونہ ہیں اپنے تنگ و سے پرکار کرنے والوں کے من میں ہر ش اور شادی پیدا کرنے والے ہیں۔ اور ایک مشدھالو برج مرج جانتا ہے کہ اس نے ہمارے در دیوتاؤں کے برج میں جگہ اسیبا کے پرکار مائے ہیں کہی کشمیر میں آنے والے نیاج کے لئے یہ نظارہ قابل دید ہے۔

اسی طرح اپنے زندگی کے بہت درشل میں شریمان مادھو جو در روز ہی بھارت سے ہاری پر بت جایا کرتے تھے اتفاقاً ایک دن انہیں کچھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیویتی و دیہ کے سے سورج دیوتا نصف النہار پر تھے۔ اور یہ دیوی آنگن میں مورتی کے سامنے اپنے دھیان میں محو تھے کہ بیکایک ان کے نظروں میں جی کا جو ذسی پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے دیکھا کہ سکتا بھگوتی (اٹھارہ عجبا والی دیوی) اپنے چورن روپ میں زرد دیورات پہنے، سفید دستروں سے آراستہ اپنے ہتھیاروں بھوشنوں سے پیرائے نورانی شکل سے جگمگ جگمگ کرتی ان کے سامنے موجود ہے یہ نظارہ دیکھ کر وہ از خود سنبھوئے دیوی کے پرگٹ ہونے پر ہمہ رکھت ہوئے اور خاتمت کلام نہ رہا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد اپنے بھگت کا مرش اور حالت دیکھ کر دیوی نے سندردانی سے ارشاد کیا کہ کچھ چہنہ ہونا گ۔ اس سے بھگت کا حوصلہ بڑھا۔ اور کرنی کرتا سے سنبی کیا۔ کہ آپ ہمیں لڑکی مجھے ملے جس سے میرا بلوک اور دوسرا لوک سدھر جائے، بھگت کی خواہش سن کر دیوی نے کہا کہ مجھ جیسی تو کوئی نہیں ہے۔ اس لئے خود ہی تمہارے ہاں لکنا بن کر آئی گی۔ بردان دیکر جگ امبا

انتر دھیان ہوئی۔ اور بھگت اپنے حالات پر دجا کر کٹے لگا گھر بچ کر اس خوشی میں جگہ دان اور منکھپ کئے۔ پورے نو ماہ کے بعد اس کی پتی سے ستمبر ۱۹۵۹ء بمقامی مذکورہ ۱۹۹۹ء سبت رشی میں لڑکی کا جنم ہوا جس کا نام روپی دیوی رکھا گیا کہا جاتا ہے کہ اس کیبا کے پرگٹ ہونے پر اس مکرے میں ہر ان سورج کے سمان پرکاٹش پھیل گیا۔ والین کے زیر پرورش یہ کیبا سات سال کی ہوئی۔ اس عرصے میں اور اس سے بہت بار مجھے رو نما ہوئے۔ جو متعلق کے توجہ کا مرکز بنے رہے وقت پر اس لڑکی کا بواہ سپنری خاندان کے ایک لڑکے سے ہوا دیوی کے اچھا اور زمانے کے ضرورت نے ایسے حالات پیدا کئے کہ اس کیبا کو اپنے ہی اور اس سے بہت تکلیف پراپت ہوئی۔ اور اس کو بات بات پر تنگ کرتے رہے، مثل مشہور ہے کہ کسی اتو کے سلسلے میں اس کے بتا جی کے گھر سے چلے ہوئے کیر کا ایک دیگچہ اس کے سسرال بھیجا گیا کہ دیگچہ پیتل کا ایک ٹرا رتن ہوتا ہے۔ جس میں پندرہ بیسیر کیر آسکتی تھی) دیگچہ دیکھتے ہی اس کی ساس نالائی کا اظہار کرنے لگی۔ کہ اتنی تھوڑی مقدار رشتہ داروں اور سنبھوں میں کیا تقسیم کروں گی۔ دیوی کے عاجزانہ انداز سے پرلھٹنا کی کہ آپ تقسیم کرتے رہئے۔ جب ختم ہوگا تو میرے مانا تپا کو کو سنا شروع کیجئے۔ اس بات سے اس کے (ساس کے) دل میں زیادہ جلیں پیدا ہوئی۔ اور اس نے اندھا دھند کیر کی تقسیم شروع کی مگر دیگچہ خالی رہا، منوں کیر تقسیم کرنے کے بعد جب ہ متفک کسی تو مصداق تہر و رویش بر جان و رویشی وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ اور تھوڑا سا کیر بطور پرشاد کے اس دیوی کو بھی ملا۔ اس کے بعد دیگچہ خالی دیکھا گیا۔ اس سبب سے بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ اور بدستور اس کو تنگ کرتے رہے۔ اس کے دوسرے دن صبح جب یہ دیوی دریا پر اٹھتے دھونے کے لئے گئی۔ تو خالی دیگچہ ہاتھ میں لے کر دریا میں ڈال دیا۔ اور جیسے سے زبانی کہا کہ اس وقت میرے بتا جی دریا پر انسان نہ دھیا کرتے ہیں۔ تو جاکر ان کے پاس پہنچنا۔ دیگچہ ان



کے تپا کے پتہ پر پہنچا۔ جہاں شریکان باد ہو جو رونے لگے  
پراپنا نام کفہ ہوا دیکھ کر پہچان لیا۔ اور اپنے گھر لے گئے۔  
ان دنوں ایسے ہی بہت سے معجزات رونما ہوئے  
جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر کی ضرورت رہی ہے اور  
گذرتا گیا دیکھو اس کے سچی اور سچی کے پلوار کے خیالات میں  
فرق نہ آیا۔ آخر الامر وہ اس گھر سے کھلم کھلا فقیرانہ طریق سے  
نکلے۔ اور موضع سنگام و موضع لاریں عرصہ دراز جنگل کی ایک  
جھاڑی میں لوگ سمادھی لگا کر بیٹھ گئی۔ کئی سال کے بعد ایک  
دن اس کاٹوں کا ایک باشندہ بڈت اتھارام آلفافا جنگل کی  
اس جھاڑی سے گذرا۔ اس نے جھاڑیوں کے بیچ ذرا نی شکل میں  
چھپتے ہوئے اس دیوی کو دیکھا گھبراہٹ سے اس کے سامنے  
ہاتھ جوڑ کر منیختی کی۔ کہ وہ آبادی میں آئے۔ جہاں وہ رات دن  
اس کی سبوا اور پوجا کرتے رہیں گے۔ اس کا سچا پریم اور بھاؤ  
دیکھ کر ارشاد ہوا کہ وہ اپنے گھر کے پھلوادی باغ میں ایک انت  
کی جگہ ایک چھوٹی سی تنگ وناور کیا بنا دے۔ اس ارشاد کی  
فدا قبول ہوئی۔ اور بہت عرصہ دیوی نے اس استھان پر اس کی  
ان دنوں موضع لاریں ایک مسلمان فقیر شاہ صادق قلندر رہا کرتے  
تھے۔ اس کے ساتھ بارہا دھیان گیان کی باتیں ہوتی رہیں۔ اس  
قلندر کا اتنا آج بھی موضع لاریں موجود ہے۔ اس کاٹوں کے  
زیچ میں دریا سے سندھ کا ایک نالہ گذرتا ہے۔ اور بمقام شادی  
پورہ دریا سے جہلم کے ساتھ ملتا ہے۔ دیوی اکثر گھاس سے بنے  
ہوئے ایک گول چٹائی اور جسے کٹیری زبان میں چانچی کہتے ہیں  
پر بیٹھ کر اور نالے کے اوپر کشتی کے موافق اس چٹائی پر  
بیٹھ کر اوپر آکر جابا کرتی تھی۔ ایک دن قلندر نے دیوی  
سے کہا کہ اگر تم اس پار اونگی۔ تو روپا دیوی کا نام سے سونا  
بن جاوے گی۔ جواب میں دیوی نے کہا کہ تم اس پار آؤ گے  
تو موخنہ رموٹی اور موخنہ کو کہتے ہیں۔ بن سکو گے۔ اس بھار  
پر انہیں اپنی اپنی طاقت کا ظہور کیا۔ دونوں دھیان میں لیکن  
کہتے ہیں کہ دیوی نے حضرت کو حضرت منیر صاحب کے سامنے  
حاضر پائی میں دیکھا۔ اور قلندر نے دیوی کو رتن جڑت سنگھ

میں جسے برہما، دش، ہمیش اٹھائے ہوئے تھے۔ دیکھا ہوا  
عرصہ بعد نالہ سندھ سے شادی پورہ اور دریا سے جہلم سے مولخ  
واکوہ (میری نگر سے تقریباً ۱۲ میل دور) پہنچی۔ اس کاٹوں میں  
بانی کی قلت تھی ایک اندھا کھار دیوی کے پاس آیا۔ دیوی  
نے اس اندھے سے ایک کنواں کھورنے کا ارشاد کیا۔ اور کہا  
کہ کنوئیں میں پانی آئے گا۔ اس وقت بھاری آنکھیں میٹ گئی  
سے منظور ہونے لگی۔  
کھار نے کھوڑی شروع کی۔ جس وقت کنوئیں میں پانی  
آیا اس کی آنکھیں بھی نور سے مسرور ہوئیں۔ کنوئیں آج بھی موجود ہے  
اس کا پانی معتقدین اور شرعاً لو سال سال تک گھر میں رکھتے  
ہیں۔ روزانہ اس کا جرن امرت پیتے ہیں۔ پانی کھیں غراب نہیں  
ہوتا۔ اس پانی میں کسی اچھے چٹے کے پانی سے زیادہ اچھا ذائقہ  
اور مٹھاس ہے۔ اس کاٹوں میں کنوئیں کے منقل ہی استھان موجود  
ہے، دھوک کے ساتھ بیانات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ان نالہ سکر  
من میں یہاں بیٹھے ہی شادی آجاتی ہے اور اتنی دیر کے لئے ایک  
انسان دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا ہے۔ استھان ہونے کے لئے  
یا کسی دوسرے کاروبار کے لئے یہاں آج بھی منقل مانی جاتی  
ہے اور سینکڑوں آدمی مراد پاتے ہیں۔ راقم کو بھی اس دیوی کے  
الوکرہ سے ایک لڑکا عطا ہوا ہے۔  
یہ دیوی روپ بھوانی کے نام سے پھر شری الیکٹری  
صاحب کے نام سے سارے کشمیر کے ہندو گھرانوں میں مشہور  
ہے۔ سینکڑوں معجزے ان سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ عمر کے  
آخری حصہ میں انہوں نے بوزوید واکوں کا ایک بھندار کشمیری زبان  
میں مرتب کیا ہے اور درخاندان کے ہر ایک گھر میں اس لپٹک  
کی نقل موجود ہے۔ اپنے بھگتوں اور شرعاً رکھنے والوں کے لئے  
سارے بارال کا نذر مقرر کر کے رکھا ہے یعنی سارے بارال  
پیسے آنے یا روپے جیسا کہ استعداد ہندو پیش کیا جاتا ہے  
اور اعتقاد رکھنے والے اپنے مشکلوں کا آسان حل سمجھتے ہیں  
مشہور ہے کہ انہوں نے ۲۰ سال چشمہ صاحبی سڑی نگر میں پیریا  
کی۔ اس چشمے کے نام کے ساتھ صاحبی کا نام اسی وجہ سے لکھا



شیشیل اور بھگت جیول کا اپنے رشتہ پریش سے ادھار کیا ایک شملوک اس طرح کہا ہے۔ شری پر ابھار کا ہاشکتی: تراوا و نراہم مینا و اتر جاپنی شجہ پتنگیا کے الو سار بھگت کے کلیان کے کا دن سے سے پر شرن میں آئے ہوئے جیوول کے کل ہرم جاتی دہرم، تنقا دیش دہرم کے دکھشا کی خاطر انتر بھو تک روپ میں اپنے شرم برک کا دیہ لرم سے دیش کو شکشا دیتی ہوں بھگت جیول کا اپنے رشتہ ادھار موتا ہے۔

شری الکھ ایشوری صاحبہ کا بیگہ سال میں روبا رماگ کرشنہ پنشن کے دن (انتر دھیان ہونے کا دن) سری نگر میں واسکورہ منایا جاتا ہے۔

چشمہ کشمیر سری نگر کے مشہور شاہی چشمہ کے متصل نہایت ہی خوشنوار اور لذیذ پانی کا منبع ہے، تنقا ۲۰ سال موضع منگام میں ۲۰ سال موضع لار اور آخری ۲۰ سال موضع واسکورہ میں رہ کر انٹر دھرم ہے۔ وہ فرقہ بندی سے بالاتر تھیں۔ اور ہندو مسلمان، سکھ سب کو ایک نظر سے دیکھتی تھیں۔ اس لئے سارے مذہبوں کے لوگ ان کے لئے مسادی طور پر بھگتی اور شردھار رکھتے تھے کہا جاتا ہے کہ انتر دھیان ہونے کے بعد وہ ہنگام دیدہ سری نگر مقیم تھیں۔ اس لئے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ وہ جاہ چشمہ کے ساتھ انہیں دفن کریں۔ ہندوؤں کو یہ ناگوار کہ راہ دہری کی اچھیا سے مسلمانوں میں آپس کی کوئی بھلا ہوئی اور وہ جھگڑے میں مشغول ہو گئے۔ اس اثنا میں ہندوؤں نے انکی اچھیا ٹھکانی

ادواہ منسکار کے لئے مشتاقان بھومی لے گئے۔ راستے میں عید گاہ نامی ایک میدان آتا ہے۔ اس میدان میں گاؤں سے آئے ہوئے گوجری لوگ جو درود کے شکر سری نگر لاتے تھے۔ من سے لے۔ اور دربارت کیا کریس کی اچھیا لئے جاتے ہیں حقیقت حال سننے پر گوجری کہنے لگے کہ انہوں نے ابھی الکھ صاحبہ کو واسکورہ جاتے ہوئے دیکھا ہے، وہ پیدل کھڑا دل پہنے اور دھما دھما میں لے جاتی تھی اور فرمایا کہ درخاندان والوں سے جوار تھی لئے راستے میں پلیس کے کہہ دیا۔ کہ میں واسکورہ جاتی ہوں، تھنے کا داہ منسکار کریں اور جو کچھ تختے سے لے، واسکورہ بھیجیں، یہ سن کر انہیں محسوس ہوا کہ اچھیا کا دزن کچھ ہلکا ہوا ہے تختہ نیچے رکھ کر دیکھا تو خالی پایا صرف ان کے سر کے بال یعنی جھپائیں موجود تھیں۔ یہ ماگ کرشنہ پنشن سفیدی سنہ ۱۹۶۷ء کو متی تنقا سنہ ۱۹۶۷ء میں کا دن تھا۔ اس دیوی نے پورے ایک سو سال سند میں وہ کرانچی بال لیلکا کا لکھ تپا کو دکھایا۔ بڑے بڑے سیدھ، ہمانی جو شرن میں آئے، تنقا شردھالو



دانش پیش

اف شملک کر چور ہو گئے!

دانش پیش کی ایک خوراک کا کر تازہ دم ہونا چاہیے۔

آپ کے دل پر کام کا زیادہ بوجھ پڑا ہے۔ تو آپ کو نائل دانی طاقت کی ضرورت ہے۔

نورہ زکام چھٹکیں۔ دور دورہ دیکھیں ہی نامہ مندرجہ

تحت ماحہ بیل خوراک دور دورہ دیکھیں  
تحت پیش ورن خوراک دور دورہ دیکھیں  
(دعا کا مصلحت نامہ)

کاندھی دوا خانہ کلا نگر سبزی منڈی دہری



بشری روگنا تھ چہر سفیر

# جوش جنوں

نوٹ - خمسہ برغزل شری امر چند جی تیس  
یہ غزل جوش جنوں کے عنوان سے پشاپ میں شائع ہوئی ہے

اس بوڑھو دی میں بہر جا ہے تو موجود  
پھر کس طرف سجدہ ہے وہاں میرے مسجود  
بہتا نہیں جو صافئے دل کو ہر مقصود  
وہ محفل جمشید ہو یا محفل نزود  
دونوں کے لئے راقیہ گھر کی ہے مسدود

سہتے ہیں حقیقت کی تجسس میں جو صدے  
حل کرتے ہیں وہ راز حقیقت کے معے  
باتوں پہ فقط اکتفا کرتے ہیں نیچے  
دیکھے کوئی اس آتش عرفاں کے کرشمے  
شعلہ بھی ہے کافور تو ہے دود بھی مفقود

ہے منزل عرفاں پہ رسانی کا یہی ڈھنگ  
دل پر نہ رہے رنگ زمانہ کا کوئی رنگ  
اس ہو شربا شور و شر دہر سے دل تنگ  
ہو روح اگر سازِ خموشی سے ہم آہنگ  
پھر صُور سرفیل بھی ہے بر لبِ داوود

اک عشق کا جذبہ ہے جدا مکر و ریا سے  
محفوظ ہے اندیشہٴ اسیب و بلا سے  
بندہ کو یہ جذبہ ہی ہلاتا ہے خدا سے  
خالی ہیں دل و جان اگر مہر و وفا سے  
تقریب کی گلباری پیہم بھی ہے بے سُو

توجید سے مُنکر میں جو غمخوار خودی کے  
کلفت میں گرفتار ہیں بیمار خودی کے



محرّم حقیقت ہیں پرستار خودی کے کھل جاتے ہیں آدم پر جب اسرار خودی کے

رہتا نہیں ترتیبِ عناصر میں وہ محدود

دُنیا ہے عدد رنگ نہیں جائے اقامت حاصل ہے یہاں رسمِ محبت سے ندامت

معدوم ہے تسکینِ دل اور امن و فراغت وابستہ تغیر سے ہے عالم کی حقیقت

دم بھر میں ہے موجود تو دم بھر میں نابود

تحقیق صداقت میں جو ہیں رات دن مشغول کرتے ہیں دل و جان اسی شوق میں مگن

تحصیلِ خرد سے وہی دُنیا میں ہیں معقول معذور صداقت ہو تو ہے فقر بھی مقبول

محرّم صداقت ہو تو شاہی بھی ہے مردود

ویدانت نے توحید کی تفسیر بتا دی وحدانیت کی دلنشین تعلیم بنا دی

سادے جہاں میں ہے اسی عرفان کی مناد پندار کے پردہ نے ہی دیوار بنا دی

ورنہ یہ حقیقت ہے نہ عابد ہے نہ معبود

انساں کا عبث تب تک ہے دُرس اور تدریس جب تک نہ خود احساس کی تحقیق سے ہو لیں

ہستی ہے سفر ایک یہاں مختلف ہیں دیدار سے روشن یہ حقیقت ہوئی اے قیس

مشہود بھی شاہد ہے تو شاہد بھی ہے مشہود

سادھوانک دو ماہ کا پرچہ ہے، ماہِ فروری کا کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا



# ایک مہاتما کا پرستار

از قلم  
شری جگن ناتھ جی کھنہ  
بی. اے. بی. لی

گویا کہ ہمیں ان کے کھنہ مجھنگھرنے کا نسخہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نسخہ ہو جائے اور ہم ان کی اصلیت کو دستک دیتی سے سمجھ لیں تو ان میں ہمارے اسکتی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں، ہمیں شری میں اتنی اسکتی ہے کہ دوسرے جیوں کو مار کر بھی اس کی پستی اور روشن کا تین کرتے ہیں۔ اسی طرح سے اور چیزوں کے سمجھنے میں سمجھ لیجئے، دستوں میں ہمیں ان دستوں کے ت ہونے کا معلوم ہو رہا ہے ہم ان کی اصلیت کو کدالی نہیں سمجھتے اور ہم میں پڑے ہوئے ایسا اطمینان و تیرت کر رہے ہیں کیونکہ ہم اپنے جیوں میں اسٹھ دستوں سے ہی پریم کرتے ہیں اور ان میں ہی ہماری اسکتی ہو جاتی ہے جس کے کادان ہمیں طرح طرح کے دکھ بھوکے پڑتے ہیں۔ اصلی شاشوت یا اسٹھ، قائم بالذات، رہنے والی دستوں کا ایک پرانتا ہے اس لئے ہمارے آج ہی ہے کہ دنیا اور اس کی اسٹھ دستوں کو چھوڑ کر ایک پرانتا سے پریت لگا لیں، ایسا کرنا ہی غیث کی سچی بدھی کی دلیل ہے۔ ایسا نہ ہونے کے کارن ہمارا دیوار بالکل پاگلوں اور دیوانوں جیسا ہے جو اپنی بھلائی اور برائی کو سوچ ہی نہیں سکتے۔

جیو کا سمجھاؤ ہے کہ وہ کہیں نہ کہیں راگ اور اسکتی میں ضرور چھس جاتا ہے اور پھر وہاں سے چھٹکارہ پانا اس کے لئے مشکل ہو رہا ہے، پھنستا تو کھک کی تلاش میں ہے کیونکہ راگ ہی ایک ایسی دست ہے جس سے پرانی کے ہر دے میں پرستہ ہوتی ہے۔ لیکن ان دستوں سے لگاؤ یا راگ ہی اس کے لئے دکھ کا ہتھیو ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ سرب کا سامنظر ہی ہے جیسے ہرن باقی سمجھ کر اس کی طرف دوڑتا ہے لیکن وہاں اسے سوائے دیت کے کچھ نہیں ملتا اور وہ

منشیہ کے نیز و شمال و جنوب کی ہر ایک دست کو دیکھ سکتے ہیں، کوئی چیز بھی ان سے نہیں بچ سکتی، چھوٹی سے چھوٹی، بڑی سے بڑی، دستی کو جبر ہوتے ہی منشا نہیں پہچان لیتا ہے اور ذرا گہری نگاہ ڈالنے سے اُٹنی پرکھ بھی کر سکتا ہے۔ پرتو ایک چیز ہے جو اس کی نگاہ میں نہیں آتی۔ وہ ہے جگت کی دستوں کا استھانی پن وہ جھن جھن میں بدلتی رہتی ہیں لیکن ہمیں اس پر یو رتن کا بھان نہیں ہوتا۔ آم کے پھل کو روز دیکھتے رہیں تو اس کا دن پرتی بڑا ہونا ہمیں پر تیرت نہیں ہوتا، گنگا ہمارے سامنے بہ رہی ہے لیکن اس کا پرواہ کھن کھن میں بدل رہا ہے۔ جو آج ہے وہ کل نہیں، ہم سر و ہٹا لوین دھارا میں ہی سناں کرتے ہیں۔ اسی طرح سے دیکھ کی لوین پر یو رتن ہوتا رہتا ہے لیکن ہم اپنی آنکھوں سے اسے محسوس نہیں کر سکتے پرتے تب جلتا ہے جب تیل سمایت ہونے سے دیکھ ا جا تک بچھ جاتا ہے یہی حال منشیہ کے اپنے شریر کا ہے۔ وہ ہمیں سے لیکر بروہا دست تک کئی حالتوں میں گزرتا ہے لیکن دن پرتی ہونے والے پر یو رتن کا ہمیں بھان نہیں ہوتا۔ ماں اپنے بچے کو دلیرا کا دلیرا ہی دیکھتی ہے لیکن اس کے شریر کا بڑھنا اس کو محسوس نہیں ہوتا۔ کچھ سے کے بعد ضرور وہ سمجھ لیتی ہے کہ اب بچہ بڑا ہو گیا ہے، دستوں میں سنسار میں ہر طرف بھی نگاہ دوڑائیں اور ذرا غور کریں تو ہم محسوس کر لیتے ہیں کہ اس میں تبدیلی آ رہی ہے۔ اور سچ پوچھو تو وہ کھن کھن میں بدل رہا ہے اور اس کی سب چیزوں میں شے سے تبدیلی آ رہی ہے، کوئی دستوں ایک رس نہیں رہتی لیکن اتنا سوکھتم سا کیوں ہونے ہوئے بھی ہم سمجھتے ہیں کہ جن چیزوں سے ہمارا پیار ہے وہ جی دیکھی



پہلے سے بھی دکھی ہو جاتا ہے۔ یہی حالت دنیاوی حیویوں کی ہے۔ دنیا کی سب چیزوں کو وہ سچا اور ٹھکانی سمجھ کر ان سے لگاؤ پیدا کرنے میں ہی اپنے جیون کی ٹھیکتا سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ ان کی امیدوں کے خلاف ہوتا ہے لیکن جب یہ حقیقت کھلتی ہے تو وہ بالکل بے بس سے ہوتے ہیں۔ کچھ بن نہیں آتا، کچھ تو فانی کے ایک نشانے کے ہے۔

ابن جہاں نقشے برائے پیش نیست  
موج ابے، یا سرا بے پیش نیست  
اونچ گردوں جز جہا بے پیش نیست  
ابن ہر جوش و خروش ہر دو گون  
جز خیالات و خوابے پیش نیست

جس کا بھاء اور فیر ہے کہ یہ سنسار ایسی اسار اور بے بنیاد چیز ہے جیسے پانی پر کھینچی ہوئی لکیر، یا پانی کی ہر یا مستحل کا در شیعہ جس کو پانی سمجھ کر ان کی طرف مچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر جھگڑ یا سنسار کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آسمان کی بنیادی بلے سے بڑھ کر نہیں ہے اور دونوں جہانوں (لوک پر لوک) کا شور و غل (ہائے ہو) کلینا مائے یا سوچیں ہی ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ انیہا ہستے ہوئے ہی ہم تو اسے سچا سمجھ کر انیہا دیوار کر رہے ہیں جیسا کہ سوچیں اور سمجھیں ہوتا ہے۔ سہاگے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو ایک بے حقیقت و متوہی، مہنک و براگ کی بھانوا در دھ نہیں ہوتی، سنسار سے چھوٹا جیو کے لئے بالکل اسمبھو ہے۔ اگر براگ کرنا ہی ہے جیسا کہ جیو کا سمجھا تو ہے تو کیوں نہ بھگو ان کے چرن کلوں سے ہی کیا جائے۔ اگر ان سے راگ ہو گیا تو سنسار سے سوتے ہی دیواراگ ہو جائے گا جو ان جوں پر بھو پریم کا بس آنے لگتا ہے دنیاوی چیزیں بھکی معلوم دینے لگتی ہیں۔ اگر یہ بھانا اپنی سنساری پدارتھوں سے راگ دور نہیں ہوا تو سمجھ لیجئے کہ ابھی بھگوان کا بھجن کرنے کے لئے ہم میں واسٹوک اچھا ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ڈھونگ ہے جس کو دنیا میں بہت سے لوگ پورا کرنے دکھائی دیتے ہیں لیکن

اس سے کچھ لایم نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی پتن ہو جاتا ہے، دھبہ کو چھوڑ کر کچھ ہر دے سے بھگوان سے ریت لگانا ان کے چرن کلوں کا ہی دھیان کرنا جیون کا آدرش ہونا چاہئے، باقی سب چیزیں سچ اور سچی سمجھ کر ہی چھوڑنا چاہئے۔ یہی سمجھ دہم نے مٹیوں اور ٹھکانوں میں اور تھکات، جاگرت، مسوین اور ششکلی میں ایکسا رہا ہے، ذرا بھی فرق نہ پڑے دیکھ تو مٹیوں اور تھکات میں بھجن ہیں پر غور جو جاگرت کو جانتا ہے، وہی سوچیں کو اور ہی ششکلی کو جانتا ہے۔ دیکھنے والا ایک ہی ہے، انبھو کرنے والا اور سرن کرنے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے جو ہم جاگرت میں دیکھتے ہیں وہی سوچیں میں بڑھکیش کرتے ہیں اور اس کی یا اسی طرح کی جانا کرتے ہیں، اس لئے یہ سمجھ لینا مشکل نہیں ہے کہ جاگرت کا انبھو کرنے والا ہی سوچیں کا انبھو کرتا ہے، پرانا کا سر دپ سمجھ لینے پر ہی پرانا کا بھجن بن سکتا ہے، انبھو نہیں۔ اس کے سر دپ کی کبھی دسمرتی نہ ہو تب ہی اس کا بھجن ہو سکتا ہے۔ اس بھجن کا رد پ کیا ہے کیوں بھگوان میں بدھی کا لگا رہنا چاہئے، جیسے چلتے، پھرتے، انہیں میں مونا اور بتوں کا لگا رہنا بھگوان کا سر دپ سمجھ لینے سے ہم انہیں کسی ششکلی یا اندر کے اندر قید ہر کر بیٹھنے والا نہیں سمجھیں گے ان کے بھجن روپ میں دتار کو بھلی بھاتی سمجھ لینا ہی ان کے سر دپ کا گیان ہے۔ ویسے تو ہم دعوے کریں بھجن کا یہ فرق جو کسی دین کو دیکھیں تو اس کی سہاٹا کرنے کی بجائے اس کی اپیکشا کریں۔ لوگ اور کشما کھتے ہوتے بھی ان کی میوا ذکر نا بھگوان کے بھجن کے بالکل در دھ ہے بھگوان نے اپنے بھجن کا مادہ سوچیں ہی بنا دیا ہے۔ سر دہر مان پر ہی با مایکنگ شرننگ درج اور گیتا، جس کا سر دپ بھو دیسہ کہ ہم جو کچھ بھی کریں بھگوان کی سیوا اور پرستنا کے غرت کریں، اگر ہم ان کی شرن کریں کریں تو پھر ہمارے لئے اور کئی دہم بھی نہیں رہے گا۔ اسی میں سب دہموں کا سمارش ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم کوئی کام ان کے پرائن ہو کر کرنا ہی نہیں جانتے۔ یاد رہے کہ جو جس کا دہم ہوتا ہے وہ اس سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ گئی اور ششکلی نہیں چھوڑ سکتی، اگر الیا کرے تو وہ گئی نہیں رہتی، برف نشینا نہیں

یہی دہم ہے جو ہر دے سے بھگوان سے ریت لگانا ان کے چرن کلوں کا ہی دھیان کرنا جیون کا آدرش ہونا چاہئے، باقی سب چیزیں سچ اور سچی سمجھ کر ہی چھوڑنا چاہئے۔ یہی سمجھ دہم نے مٹیوں اور ٹھکانوں میں اور تھکات، جاگرت، مسوین اور ششکلی میں ایکسا رہا ہے، ذرا بھی فرق نہ پڑے دیکھ تو مٹیوں اور تھکات میں بھجن ہیں پر غور جو جاگرت کو جانتا ہے، وہی سوچیں کو اور ہی ششکلی کو جانتا ہے۔ دیکھنے والا ایک ہی ہے، انبھو کرنے والا اور سرن کرنے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے جو ہم جاگرت میں دیکھتے ہیں وہی سوچیں میں بڑھکیش کرتے ہیں اور اس کی یا اسی طرح کی جانا کرتے ہیں، اس لئے یہ سمجھ لینا مشکل نہیں ہے کہ جاگرت کا انبھو کرنے والا ہی سوچیں کا انبھو کرتا ہے، پرانا کا سر دپ سمجھ لینے پر ہی پرانا کا بھجن بن سکتا ہے، انبھو نہیں۔ اس کے سر دپ کی کبھی دسمرتی نہ ہو تب ہی اس کا بھجن ہو سکتا ہے۔ اس بھجن کا رد پ کیا ہے کیوں بھگوان میں بدھی کا لگا رہنا چاہئے، جیسے چلتے، پھرتے، انہیں میں مونا اور بتوں کا لگا رہنا بھگوان کا سر دپ سمجھ لینے سے ہم انہیں کسی ششکلی یا اندر کے اندر قید ہر کر بیٹھنے والا نہیں سمجھیں گے ان کے بھجن روپ میں دتار کو بھلی بھاتی سمجھ لینا ہی ان کے سر دپ کا گیان ہے۔ ویسے تو ہم دعوے کریں بھجن کا یہ فرق جو کسی دین کو دیکھیں تو اس کی سہاٹا کرنے کی بجائے اس کی اپیکشا کریں۔ لوگ اور کشما کھتے ہوتے بھی ان کی میوا ذکر نا بھگوان کے بھجن کے بالکل در دھ ہے بھگوان نے اپنے بھجن کا مادہ سوچیں ہی بنا دیا ہے۔ سر دہر مان پر ہی با مایکنگ شرننگ درج اور گیتا، جس کا سر دپ بھو دیسہ کہ ہم جو کچھ بھی کریں بھگوان کی سیوا اور پرستنا کے غرت کریں، اگر ہم ان کی شرن کریں کریں تو پھر ہمارے لئے اور کئی دہم بھی نہیں رہے گا۔ اسی میں سب دہموں کا سمارش ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم کوئی کام ان کے پرائن ہو کر کرنا ہی نہیں جانتے۔ یاد رہے کہ جو جس کا دہم ہوتا ہے وہ اس سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ گئی اور ششکلی نہیں چھوڑ سکتی، اگر الیا کرے تو وہ گئی نہیں رہتی، برف نشینا نہیں



# عہد حاضرہ کا ایک مردِ حق

شہری  
امرتیندجی  
تقی

قارئینِ آدم "سے معذرت کے ساتھ سطور سطور سناؤ ہوائیک" کے لئے کہنے کی گستاخانہ عزت کا  
ہوں۔ اس لئے کہ یہ وقت اتنا قریب ہے کہ نونوں نہ تھا۔ بلکہ آئندہ نسلوں کا جن ہے

آج سے کم و بیش اسی سال پیشتر پنجاب کے ایک  
مقتدر اور محرز برہمن خاندان میں دیرپا سے راوی کے کنارے  
ایک مردِ حق کا جنم ہوا۔ جو روحِ زمانہ کی اہم ضرورت ہے  
ایک قصباتی مکتب میں مولیٰ تعلیم دلانے کے بعد والدین کی  
دلی آرزو تھی کہ ان کا کھلوتا کھلوتا اپنی پیشہ اختیار کرتے  
ہوئے تعلیمی زندگی گزارے۔ لیکن اس غیر معمولی روحانی  
لہر سے ذاتی امکانات خود اظہاری کیے بغیر نہ رہ سکتے  
تھے۔ فطرت پرست نامہ ایک اور کثیف ماحول میں  
رہ کر بھی اس روح سے جدت کی شامیں اور عالمی جنگیں  
نمودار ہونے لگتی تھیں۔ زندگی بیرونی رکاوٹوں کو ہمیشہ نہری  
موانع میں بدلنے کی صفت رکھتی ہے +

پروفیسر نرمل چندر برہمن ہی سے فطرت کے عاشق،  
علم و فن کے شائق۔ اعتدالی کمال کے طالب اور ملا لہا  
مذہب و ملت بزرگ ہستیوں پر شیدائے اور شروع  
ہی سے یہ ابدی سوال آپ کے دل پر حاوی ہو گیا تھا کہ  
نبیادہ حقیقت اور زندگی کے معنی کیا ہیں۔ آپ مدرس  
ہی کو اپنے لئے بہترین کام سمجھ کر خود اپنے ہی مدرس ہو گئے  
چونکہ آپ کے دگ و دانش میں بے حد روحانی جھوک نظر پائی  
تھی۔ آپ نے اپنے پیدے دل کے دروازے ہر طرف کھول  
رکھے تھے۔ اور کسی بھی جانب سے روشنی کی قبولیت کیلئے  
بیقرار اور مستعد رہتے تھے۔

پندت نرمل چندر نے تنہا ہی علمی بلندیوں کی طرف

انہماک سے چڑھنا شروع کر رکھا تھا اور خود بخود منطق قدیم  
و جدید، نفسیات اور روحانیت پر عبور حاصل کرنے لگے تھے،  
شعبہ و روز، تہذیبوں اور سالوں تک آپ حقیقت زندگی  
کی تلاش و تحقیق میں مگن تھے۔ سوالات اپنے اندر ہی سے  
اٹھ اٹھ کر خود جوابات بھی پاتے تھے۔ خلوت اور خاموشی  
روحانی ارتقا میں بہت متوجہ ثابت ہوئے۔

۱۹۲۰ء میں جب کہ آپ ملتان کے ایک ہوشل  
میں سوسے تھے صبح صادق سے پہلے ہی تاروں کی چھوٹوں  
میں کشف ذات ہو گیا۔ حالانکہ اس سے متعلق سابقہ تصور یا  
عقیدہ موجود نہ تھا۔ گو یازدگی کا بچوں کو کھل اٹھا۔  
عہدِ مدرسیں میں کئی حاذب اور اح نئے آپ کے ربط  
میں آکر غیر معمولی طور پر جلوہ گر کیا۔ مگر آپ کو اسے غم میں  
ایک وسیع تر کام کرنا تھا اس لئے ملازمت ترک کر کے تھیں  
حق میں مصروف ہو گئے۔ اس فرض کے لئے آپ نے کئی زبانون  
میں مختلف مذاہب کا نسبتی اور بے نقصانہ مطالعہ کیا  
سنوں، لہجوں اور فقیروں کی طویل صحبت کی۔ قدیم اور جدید  
روحانی خزانوں کی کھوج اور دیکھ بھال میں رہے۔ دوسرے زمین  
کو اپنا وطن اور ساری انسانیت کو اپنا آپ محسوس کرتے ہوئے  
مشرق و مغرب کے علوم اور مذاہب کے جدیدہ سے قناعت  
حاصل کیا۔ اور سال ہا سال کی متواتر ریاضت شاد اور شغل  
و فکر کی راہِ علم ذات اور فن حیات کے گہر مقصود پانے  
میں کامیاب ہوئے اور ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۴ء تک دیال گھر



ہے۔ یہ فقط خود نمائی، خود پرستی اور ذہنی غلامی ہے۔ یہ دنیا  
رہی میں سدھاپ کی مانند دھوکا نہیں۔ بلکہ حقیقت کا  
پر اصرار، نہایت شاندار ایدہ آواز افزا اور قابلِ مودع و احترام  
دقتِ ظہور ہے۔ یہ کشفِ ذات کا وسیلہ اہم، زندگی سے  
خزا کی بجائے اس کی قبولیت میں سرورِ کمال ہے۔

پروفیسر فریڈل چندرنے اپنی باطنی شعاعوں کی قدرتی  
انشاءت کرتے ہوئے "نورِ زندگی"، "مردِ ہستی"، "پورن"  
دھرم"، "ستیا پرکاش"، "کشفِ حقیقت"، "خود شناسی"،  
"انسانیت"، "جیون دھرم"، "سائینس اور مذہب"، "جینے  
کے معنی"، "جینے کی خوشی"، "پورن ویرت"، "شرحِ گیت"، وغیرہ  
کئی بلند پایہ اور اجواب کتابیں لکھی ہیں۔

نزلِ چندر جی مہاراج کی زندگی اور اس کے اچھلوں کو  
دیکھ کر کہاں گزرتا ہے کہ شاید روحانی تجربات کے دوران ناؤ و  
رہی جا آپ کو نشیق اور مدِرجی کہہ کر بکلام ہو کر تے تھے۔ پروفیسر

کالج لاہور میں روحانیت کے پروفیسر رہے نیز عثمانیہ یونیورسٹی  
حیدرآباد میں لی اے اور ایم اے کے محقق بھی۔ اپنی زندگی کی  
تمام طاقتن کو رازِ ہستی کی دریافت میں تین چوتھائی صدی  
وقف کرنے کے بعد آپ نے براہِ راست دیکھ لیا کہ  
"زندگی ایک لاجواب نعمت ہے اور اپنا مقصد آپ۔"

حقیقت ہے اور اس کا کشف ہر طالب کے لئے ممکن ہے  
حقیقت، ایک ہمگیر اور غیر محدود ہے۔ کوئی مذہب اس  
سے کلیتہً محروم یا بولی نہ رہے اس کا واحد اجارہ دار نہیں  
المان بذاتِ خود روشنوں کی روشنی ہے۔ حقیقی زندگی عین  
نجات ہے۔ زندگی کا حقیقی مقصد زندگی سے نہیں بلکہ زندگی  
کی نجات ہے۔ یہاں اسی وقت اور ابھی سب میں حقیقت  
ساری، طاری اور جاری ہے، مگر انسان اور صرف انسان سے  
جانتے کا سرور اور یہ پایا سکتا ہے۔ کشفِ حقیقت میں انسان،  
انسان کا معادن تو ہو سکتا ہے مگر گور و دم، محض دکھانے

صحت، طاقت اور دولت حاصل کرنے کیلئے

## رہبرِ صحت

کا مطالعہ کیجئے اس میں صحت کو قائم رکھنے  
اور ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے نہایت  
آسان طریقے اور آزمودہ نسخے لکھے ہوئے ہیں  
جن سے آپ اپنی صحت، طاقت اور دولت  
میں اضافہ کر سکتے ہیں، صرف چند کتابیں باقی رہ  
گئی ہیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔  
قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصولِ ڈاک  
ہر خریدار کو رہبرِ جوانی نامی پمفلٹ مفت ارسال ہوگا  
ملنے کا پتہ

دفتر رسالہ اوم، بازار اجیری گیٹ دھولی

## خونی و بادی بوا

شہور دوا  
ریکٹول کے استعمال سے

بہتے ہوئے خون کی دھارا، درد، جلن بند  
تمام مسے جلد سوکھ جاتے ہیں، اپنے ریکٹول  
سے خریدیں یا لکھیں۔ قیمت ۲/۸ روپیہ علاوہ محصولِ ڈاک

اولی فارمیسی اجیری گیٹ دھولی فون ۲۸۳۱۲



# عملی حیون

جسٹس از طرف مہاتما دولت رام جی جوں نواسی بنا مٹری بٹنڈاس  
جی تائی پٹشی کیش۔ جموں ۱۸ ستمبر ۵۸ء

۱۔ آپ موجودہ وقت کو چھوڑ کر آئندہ پر زیادہ بھر دیکھنے  
ہیں۔ جاسیے تو یہ کہ آپ اپنے جلد کاروبار کو چھوڑ کر سیدھا سمجھ کر اور  
بیلہ جان کر اس میں اٹھنا سکتی اور وہ کو چھوڑ کر صرف شریو وارہ  
اس باہری سوانگ کو نبھاتے ہوئے اسی میں آند پرین رہنے کا سوچنا  
بنا نہیں اور شکایت کا انداز زبان پر نہ لایں اس کے سوائے "تیرا  
مہمان بیٹھا لاگے" کا اصول نہیں بن سکتی اور نہ ہی اتر پائی الیہ کی  
پرستنا ہی رہا ہے۔ ہوتی ہے کمی اور کچھ نہیں ہر فعل میں اٹھنا اس  
کے چھل میں نہ بنتی اور اس کے سادھن میں مگر کی ہیں مست بھی  
اور سر پ و سمرتی روپ موہ ہی بڑی کمی ہے۔ جب اور جہاں  
دور کرو آپ کے اختیار میں ہے۔

۲۔ من کو شکایت کیوں کے دہرانے سے اتنی نہیں ہوتی جتنی ان  
پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ کھانا پھر کر بار کھانے سے لوٹنے  
سے زبان میں ذائقہ نہیں آتا بلکہ ایک بار بھی منہ میں ڈال لی جاوے  
تو منہ بیٹھا اور جیت پرین ہو جاتا ہے۔ لہذا ادائیگوں کے پرنہ پرنہ  
یاد کرنے، دہرانے سے تو کوئی خاص پریوین ہی نہیں نہ ہی آپ  
نے کوئی باہری امتحان اس قسم کا دینا ہے البتہ اس پر دھار اور عمل  
کر کے ہی من کو ت کا یعنی ساتھ ساتھ ہی شادی ملتی جاتی ہے  
۱۰۔ گوسم" بولنے میں بھی سنگ ہو سکتا ہے مگر دھار کر کے نتیجہ  
بنانے سے سنگ نہیں ہو سکتا۔

اگر اس اصول کو مد نظر رکھ کر آپ ابھی اس درجہ اور  
شوق شریو وارہ تھا سچی لگن سے متواتر اور کافی عرصہ کریں تو آپ کا  
سچی پریوین جو بھن بھن چپ اور سادھیا سے آدی سے سوچتے  
ہیں ساتھ ہی ساتھ ملنا جاوے گا۔ اور کامیابی لازمی ہے جو  
ابھی اس شریو وارہ اور سنا سب کو سنگلاب روپ مقبلا جانے کا

تیا گیا تھا اس کو شروع کر دینا چاہیے تھا۔ اس سے سادھن  
کی پوری کے ساتھ ساتھ چل چل کر ہونا شروع ہو جاوے گا  
مگر اس چھل کے بچہ اور اس دار ہونے کے لئے کافی ہمت  
لگن کو شش اور سنتوش جی کی ضرورت ہے اور ایسا فرض  
سادھن کرنا ہے مگر کی طرف دھیان دینا نہیں من کو راہ راست

کشمیر

جاڑوں میں اپنی جسمانی و دماغی کمزوریوں کو دور کیجئے

## آخرت کا ایک باب

لکھتہ سونا، فولاد، پتے موتی، غنیمت کتوری، مگر و صوبہ اور فتحی جڑی  
بوٹیوں کا مرکب "امرت ٹانک" پز۔ ایک ایسی متند ٹانک ہے  
جو آپ کے دل، دماغ، جگر، معدہ، گردہ وغیرہ اعصاب  
میں ضروری قوت پیدا کر دیتی اور آئندہ کئی سال تک کمزوری  
کو نزدیک نہیں بٹھکے دیگی۔ "امرت ٹانک" پز کھولی ہوئی طاقت کو  
دوبارہ واپس لاکر رک دگ میں نیا توانا، نیا شباب، نیا جوش، نئی  
اننگ جیتی و توانائی پیدا کر کے چہرے کو شرمیلیں دل دیتی ہے ۲۱  
دن کا مکمل کورس قیمت صرف ۱۰ روپیہ محصول ایک ٹیکر۔  
یو ایسیر خلی اور بادی نئی و پرانی کیلئے دوائیں "یو ایسیر" گولیاں اور  
یو ایسیر کریم لکھنے اور مستوں پر لگانے کیلئے دواؤں کا پیش کورس  
جسے ہتھ ہتھ خون کی دھارا، انست درد، جلن اور جھپٹی بوند کرنی میں مستے  
سوکھ کر مر رہے ہیں سینکڑوں یو ایس اور ٹیپٹ ہتھ میں انہیں منتظر  
ادویات کے استمل سے صحت یاب ہو چکے ہیں ۱۳ دلی کا سبکی کورس  
قیمت صرف ۱۰ روپیہ محصول ایک ٹیکر۔

شدھ شلا جیت (سور تپائی) تھوک دیر چان آپ ہمیشہ  
ہم سے منگائیں چائیں دن کی پوری خود ایک پانچ ڈو۔ ۵/ روپیہ دس ڈو  
۹۱ روپیہ ہیں تو لے۔ ۱۶ روپیہ چائیں تو لے۔ ۲۱ روپیہ محصول ایک  
۱۰۰ روپیہ کٹی لوبان منگائے بغیر غول کیش دی جاتی ہے ایک  
پسٹ کا ڈیکہ کر مہندی کا بڑا سوچا تیر مفت منگائیں۔

لکھتہ: مینجہ شیم فارمیسی (۵۰۴۰۵) ہر دو وار (دلی)



پڑانے کے اس سے بہتر کوئی سادہ نہیں ہو سکتے۔

گزشتہ قول کے حوالے جو آپ نے دیئے ہیں وہ عملی چیز  
ہے لکھتے ہیں جہاں تک سرل ہو سکتا ہے شرعی اسلامی جی نے لکھ  
ہی دیا ہے آپ اپنے دھار اور بدھی سے کام لے کر ایک ایک  
قدم پر مضبوطی سے پاؤں بڑھاتے چلیں، کامیابی یقینی ہے۔  
زیادہ وقتار میں لانے کی ضرورت نہیں البتہ جو عملی روکاؤ  
آپ کو پیش آوے اس کے لئے سیر حسب ضرورت دوبارہ دیکھ  
سکتے ہیں مگر دھار کیل کے بعد۔ جو کچھ دیا گیا ہے لئے آپ نے  
لکھا ہے وہ الفاظ اتنے سرل ہیں کہ اس سے زیادہ گنجائش  
نہیں اس لئے سمجھا میں باہل کو بھیجی فرصت نہیں اور زیادہ  
محنت کی شری بھی اجازت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ آپ نے دیا لکھا  
طلبہ کے ہے۔ یہ کوئی حدین کا کام ہے منوں گھنٹوں یاد دل کا  
نہیں، اور پھر بھی اپنے اچھا س دھار کے بغیر سب دیا لکھا وغیرہ  
بیکار ہی ہے،

۳۔ رہا گیتا کے شلوکوں کے متعلق۔ سو کوئی شلوک بھی  
سوتنتر روپ سے ادھتہ نہیں دیتا اس کا پہلے پچھلے ادھیائے  
پرنگ پرکر اور مضمون اور کوئی شلوکوں سے تعلق ہوتا ہے  
جبتک مکمل مضمون کو ذہن نشین نہ کیا جائے ادھتہ غلط ہی ہو رہیہ  
میں بیچ جاتا ہے یا شلوک بار بار یاد ہوتے ہیں۔ آپ نے  
بارہ شلوکوں کی تشریح مانگی ہے ماسوائے اس کے کہ میں  
ان کا سرسری بھاد کہہ دوں آپ کی اتنے دور فاصیے پر تکی نہیں  
کر سکتا۔ جب کبھی فرصت و دلورط سے ملے گی۔ یہ بات  
پوری تو تب ہی تکلیف کی یا خود ہی اندر سے اوجھو سے معلوم  
ہو جاوے گی۔ اب سادہ دارن طور پر ان کا بھاد کہہ دیا جائے

۴۔ میں جو پیش نشانتر میں وٹو اس رکھتا ہوا اسی آؤ کے  
متعلق پھر دہرے کے حق میں نہیں ہوں۔ مان لو کہ اتنی دیر اور  
رہا بھی تو ماند رہ جو اب دے گئے تو سادہ دھن کیا حاک ہو گا۔

اب جب کہ اندر بیاں اور شری کے درست ہونے ہوئے بھی  
کوئی بھی نہیں کر سکے یعنی منزل مقصود سے ابھی کافی دور ہیں تو  
ان آئے دلے چند برسوں میں جب کہ مرکز و دھار نا طاقنی روک

اور مانک چلتا ادھک ہو سکتی ہیں کیا اور میدان مار لیں گے  
اس لئے زمانہ مستقبل کی طرف دھیان نہ دے کر زمانہ حال سے  
ہی کام لینا درست ہے اور یہی مناسب ہے  
اب گیتا کے چند شلوکوں پر تھوڑی سی ہی روشنی ڈالی  
جاوے گی۔ انہیں غور سے پڑھو مگر عملی صورت میں لاہور نہیں  
تو اس کے بغیر ساری محنت بیکار ہو جاوے گی۔

۱۔ گیتا کے تیسرے ادھیائے کے اندر شروع سے ارجن  
کے پرش کے آخر میں جب کہ ان نے کرم خلا سخی کو بڑے اعلیٰ طریقہ  
سے مچھل کے بیان کیا ہے اور ان کو دیدوارا پرانی پادوت  
کہہ کر ان کی پرمانگنا محقق کی ہے اور ادھکار کی کے لئے ان  
کا کرنا لازمی ٹھہرایا ہے۔ اور ان کے نہ کرنے سے زندگی کو فضول  
اور برباد کہا ہے۔ اور اس کے بعد شلوک ۱۸ میں کرت  
کر تیر پرش کے لئے کرموں کی ضرورت نہیں بتلائی کیونکہ اس کے  
اندروں اور من کو وشو میں پریتی نام تا کر کبھی نہیں رہی اس کے  
لئے کرموں کا نشیدہ اس طرح نہیں کیا کہ وہ ذکر سے بندہ اس کے  
لئے کچھ کرنے کو گویہ رہی نہیں کیا وہ ان سب منزلوں سے پار ہو  
چکا۔ خاص کو اپنے برہم اتم سروپ کا سائناتکار ہو چکا ہے  
اس کو کرموں کے نہ کرنے کا پاب نہیں لگتا کیونکہ پاس شدہ لڑکا  
اب کو رس نہ پڑنے سے کسی بھی خطرے میں نہیں اور اس پر  
کوئی پابندی بھی نہیں ہے۔ اس کی وشو میں پریتی نہ ہو کر کیوں اپنے  
سروپ میں ہی لٹچے اتمک برقی سدا لگی رہتی ہے کوئی مین نہیں  
کرنا کرتا۔ اس کے لئے تیرا ستری دھن یا شری ان کے لئے کسی  
قسم کا کوئی کشش والا سنگاپ و کلپ من میں نہیں اٹھتا جیسے لوک کے  
پانی کو دیکھتے ہوئے بھی سمجھدار اس کے پئے کو نہیں جاتا اور نہ ہی اس کے  
لئے سنگاپ اٹھاتا ہے۔ اتم رتی یعنی اتم رید کا مطلب جانا اتم پریتی  
کا مطلق نہ ہونا اسی میں اس کی تری اور اسی میں سنگاپ اتم منتوش پورک قیام کرتا  
ہے یعنی لوگوں وشو کے نہ ملنے سے اس کی اچھا نہیں اور ملنے سے  
ان میں پرستنا نہیں اور ان کو جھوک کر اس میں منتوش اور غشی نہیں ہوتی اور  
ایکائی کو ایکے کے عکس پوار محض کے نہ ہونے پر ان میں مان پورک اچھا پاتی  
میں ان سے پرستنا اور جھو گئے میں رچی اور جھو گ کر شری اور پیر پیر ان کو

اچھا پاتی کر سکتے ہیں اور اچھا پاتی کر سکتے ہیں



جی گیانی اسی اہل گیان کے نہ ہونے کے کارن راگ بیکٹ ہوا ہوا  
ان کی طلب اور بھوک میں جنسا ہے اور گیانی اپنی اپنی اور پراپی  
میں ایک سامان ہے کیونکہ اس کی اپنے سروپ میں محویت سے  
اس کے بے سار کے بے معنی یعنی تجھ ہو جاتے ہیں جیسے  
کر اور کلر کے بالی کا درشتانت دیا ہے۔ ایسے مہا فوجا و  
گیانوان کے لئے کوئی فرہمن کرے کرانے کا نہیں رہ گیا۔ اور  
اس سے بچے ہمارے ہر پیمانہ ہوا اس کو کرنے کا نہ تو کوئی پیر ہی ہے  
نہ کرنے سے بچا یا۔ اس کو ہر پیمانہ بھرمیں اب کچھ بھی لینا دینا  
پانا یا چھوڑنا۔ نہ پانا یا کرنا باقی نہیں رہ گیا۔ وہ تو جیسے جی ہی  
ساکش ت برہم دوپ ہو چکا ہے جو ادا یا جانے سے بچے جی  
ہوتے ہوئے جی ساکش نکار کا اچھا یا اس کے سادھنوں کی  
اچھا بنی ہوئی جی۔ اب وہ بھی ختم ہے ایسے ہر پیرش کے کرمل  
کے کرنے یا نہ کرنے کے لئے اب دیر دھان نہیں کر سکتا  
سداوی کے لئے تو کرم کرنے کی آگیا ہے اور کشتو کے لئے  
کرمل کو چھوڑنے اور دنیا سے لے کر شرون منن ذھیان کی آگیا  
ہے اور بکشتن کا لڑے بھوک کا آدھ کے لئے کرنے اور  
نہ کرنے دو فوسے اور کی اور بھوک ہونے سے کوئی آگیا دیو کی نہیں  
بن سکتی۔ جو نچو ارجن اس اپوش کے وقت بھی گیانی

جی گیان بیکر کو سب فرشتہ کیا ہے۔ بچہ گیان کے سادھن  
دھرمنگ اور انترنگ کے میں۔ گیان کی مہا کو کہتے ہوئے یہ بتایا  
ہے کہ محبت یا پ (دھی جی) چاہے کتنے بھی ہوں ان سب  
کو ایک گیان تو کا سے ہی ترکتا ہے۔ اور اسی گیان اگنی سے  
سرب کرم سچیت اور کریمان جل سکتے ہیں اس سے طرح کو  
کوئی پور و کستور میں سے ہی نہیں۔ ہاں پر اور بچہ بھوک دھرم  
کی ورشٹی میں وہ بھوکٹا دکھائی دیتا ہی ہے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ اتم گیان کے لئے پورا بن  
کرنا چاہیے اس کے بغیر کوئی جی سادھن جنہم میں چکر کی زندگی  
کا نہیں ہے مگر ادھیان کے ارشاد اپنے وقت آشرم دھرم  
کے پالن کرنے سے ہی نشکام کرم دوارا چت شری ہو کر جی  
بر سکتا ہے یعنی دو یک دیا گئے شرم ادی کشت سچیت اور موکشا کو  
پورا کر کے پھر شرون منن ذھیان میں پرور ت ہر دھار دھیاں  
کے بل سے برہم اتم ساکش ت کا کر سکتا ہے جو کہ حمد پاویں اور  
بچل کا نا شک ہے اس سے پہلے شلوک ۲۵ میں جیو  
جگت اور ایشور میں لکھا ہوا کہ ابھید روپ سے برہم نشی  
کرنے کا ودھان کیا گیا ہے جو کہ شلوک خبر ۲۶، ۲۷ کا آدھا  
ہے۔ اس گیان کے سروپ اور بھل کو کہہ کر ۲۸، ۲۹ میں اس  
کے سادھنوں کا زور دیا ہے۔ جس میں شردھا پتیرا اور سیم  
پور وک گور واد وید کے ہوا انہیں کے ارنھو چنتن کے لئے  
زبردست شردھا اور متواتر ابھیاں اور دنیا کے تمام وشیل  
کے تیک نیچ سنیاس کی آگیا کر کے گیان کی پراپتی کی سمجھانا اور  
اس سے پھر برہم شانتی یعنی جنم ران چکر کے سد کے لئے فالت  
کو جتلا یا گیا ہے۔ اس کی ادھک دیا گیا نہ کر کے صرف اتنا کہ  
کر ہی یہاں اس کو سماپت کیا جاتا ہے کہ بھوکوان کا اشیہ  
شدھ جیت اور حکاری کو ہی گیان کے سادھن شرون منن  
یہیا من دوارا موکش روپ برہم شانتی کا ایدیش کرنے میں ہے  
انہ ادھکاری اور دیگر سوئی مار و اسنا تھا سفارک موہ متا  
دلے کے نہیں اس کے نشکام کرم میں اترنے کے لئے پہلے  
شا ستر وکت سکام بچہ یا گئے ادی کا ودھان ہے۔

جی گیانی اسی اہل گیان کے نہ ہونے کے کارن راگ بیکٹ ہوا ہوا  
ان کی طلب اور بھوک میں جنسا ہے اور گیانی اپنی اپنی اور پراپی  
میں ایک سامان ہے کیونکہ اس کی اپنے سروپ میں محویت سے  
اس کے بے سار کے بے معنی یعنی تجھ ہو جاتے ہیں جیسے  
کر اور کلر کے بالی کا درشتانت دیا ہے۔ ایسے مہا فوجا و  
گیانوان کے لئے کوئی فرہمن کرے کرانے کا نہیں رہ گیا۔ اور  
اس سے بچے ہمارے ہر پیمانہ ہوا اس کو کرنے کا نہ تو کوئی پیر ہی ہے  
نہ کرنے سے بچا یا۔ اس کو ہر پیمانہ بھرمیں اب کچھ بھی لینا دینا  
پانا یا چھوڑنا۔ نہ پانا یا کرنا باقی نہیں رہ گیا۔ وہ تو جیسے جی ہی  
ساکش ت برہم دوپ ہو چکا ہے جو ادا یا جانے سے بچے جی  
ہوتے ہوئے جی ساکش نکار کا اچھا یا اس کے سادھنوں کی  
اچھا بنی ہوئی جی۔ اب وہ بھی ختم ہے ایسے ہر پیرش کے کرمل  
کے کرنے یا نہ کرنے کے لئے اب دیر دھان نہیں کر سکتا  
سداوی کے لئے تو کرم کرنے کی آگیا ہے اور کشتو کے لئے  
کرمل کو چھوڑنے اور دنیا سے لے کر شرون منن ذھیان کی آگیا  
ہے اور بکشتن کا لڑے بھوک کا آدھ کے لئے کرنے اور  
نہ کرنے دو فوسے اور کی اور بھوک ہونے سے کوئی آگیا دیو کی نہیں  
بن سکتی۔ جو نچو ارجن اس اپوش کے وقت بھی گیانی



نیا ادھکار کے کرموں کا سنیاں یعنی تیاگ کر دینے سے ہوتی ہے  
سکتی ہے اور کرموں کو بھگوت اپنی بھی سے کہتے ہوئے شدھ  
جیت سے ہو کر گیان پراپتی کے لئے سنیاں کرنا یا کرم تیاگ کر دینا  
ہانی کار نہیں ہے۔ ہانی کی فی ہیکر سنیاں کرے یہ اس کی جیون  
مکتی سمجھ کا ہنیو ہے۔ گیان کے لئے سنیاں کرے اور شرون  
من آدی پرائن ہو گیان کا سادھن ہے اور نیا ادھکار کے کرموں  
کو بھگوت کر سنیاں کرے تو ہانی ہی ہانی ہے اس کے لئے کرموں  
کا لشکام روپ کرنا زیادہ اہم ہوگی ہے۔

تیسرے چوتھے اور پانچویں شلوک میں ایسے ہی لشکام  
کرم ہو کر سنیاں یعنی بھجن ہونے سے، سنیاں کر کے سستی کی  
گئی ہے جس کا گہیں بھی راگ دویش نہیں اس کا ہی پھل انت میں  
گیان ہونے سے ان کے پھل میں بھج ویکھنے والے کو بالک یا  
مورھ بتلایا ہے۔ ادھکار پور روک لشکام کرم ہو کر تو گیان میں آتا  
ہی ہے اور لشکام شدھ جیت کرم سنیاں بھی گیان دوارہ اسی کو پاتا ہے  
اور دو لو کا پھل موکشن ہے یعنی سروپ پراپتی

مکو گیان کی پراپتی دو لو کو ہونے پر بھی کرم سنیاں سے  
کرم لوگ کو بھگوان کے مت میں آسان اور جلد ہی اپنے سروپ  
کو پراپت کرانے والا مانا ہے کیونکہ بنا کرموں کے لشکام روپ سے  
کھنڈ کے جیت شدھی ہوتی اور بغیر جیت شدھی کے کیا ہوتا سنیاں  
کوئی سمجھ نہیں دیتا بلکہ دکھ دینے والا ہی ہے کیونکہ اب سنیاں  
لے کر کسی کی شدھی کرنے والا کرم کا بھی ادھکاری نہیں رہا اور  
گیان کے لئے یہ سنیاں جیت شدھی کے بغیر آہوگی نہیں ہو رہا اس  
لئے وہ ادھکاری سنیاں لے کر جہاں شکٹ کو پراپت ہوتا  
ہے اور سنیاں سے اب لوٹ جانے کا بھی یہاں پاب کہا ہے  
جس کا کوئی پراپتیت ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کرموں سے  
جیت شدھی ہو کر وہ گیان کی پراپتی کے سادھن شرون آدک کے  
لئے سنیاں کر سکتا ہے اگر اس کو پروردی اس کام کے لئے  
رکا وٹ ہے۔ ورنہ اگر اس میں اس کو شرون آدک آہو سکتے ہیں  
تو ایسے آتم ادھکاری کے لئے سنیاں کی ایسے مزدورت نہیں  
جیسے کہ جنک آدی کو نہ تھی۔ وہ اسی انترم میں گیان کی پراپتی کر

ادھیانے غیر ہر شلوک نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں ایثار اپن روپ کرم  
سنیاں کے دو راہ پورن اور سکھاری ہو کر گیان پراپتی سے سرب  
سنیشوں کی نورانی بھی سرب سنیش نورانی اس کے بغیر نہیں  
ہو سکتی۔ پھر اگر شیلوں کے دشمن رہے تو گیان کی پراپتی ناممکن  
ہے۔ اسی کے لئے *कामवन्तः* کہا یعنی پرما ورت سدا  
سادھوان اپنی من کو بھج رہے، انتم سنن اور راگ آدی میں  
جائے دینے والے۔

ایسا پیش دی شری یا تزارو پ شریچ ستان آدی کرم  
اختوال سنکرہ کے لئے شری کرم بھی کرے جس میں اپنا  
سوارتھ یا بھمان بالکل نہ رہے اس کو کرم بندھن نہیں ہوتا۔ اسی  
لئے ایاں سے جدا ہوئے اور گیان کے وردھی جیوانیش  
بھج روپ انیک سنیشوں کو گیان کی تلوار سے کاٹ کر لشکام  
کرموں کو شریمن اندر یادک سے زابھمان ہو کر ہونے دے  
بھج کر گیان کے پھل دینے میں سہا یک ہوتے ہیں وردھی نہیں  
اس کا مدعا ہے کہ کرموں کے ابھمان اور پھل ابھیا کا  
تیاگ۔ ادھکار پراپتی اور جیون میں سہیکر ہر گیان کا شرون  
من اور بھیا من اس سے سننے پریری کی نورانی اور پوری

سادھانتا سے سروپ جیتن کا پردہ جاری رہنے پر ہی سرب  
کرموں کا کھٹے کہا گیا ہے۔ اس نقطہ نظر سے بھگوان کے ارجن  
کو لشکام کرموں کے اپنانے پر زور دیا ہے جس کا پھل اس قدر  
جہاں ہے۔

ادھیانے ۵ شلوک ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ ارجن نے کرم سنیاں اور کرموں  
کے انوشٹان دونوں کی توفیق بھگوان کے مکھ سے سن کر دونوں کو  
ایک دوسرے سے دیریت دیکھ کر ایک ہی سادھک سے  
دونوں کا انوشٹان ناممکن جانا اور شرون میں اس ادھیانے میں  
پرشن کیا کہ آپ دونوں کی باری باری توفیق کر رہے ہیں۔ لہجہ کر کے  
تباہی کے ان دونوں میں سے نون سا کلیان کا رہی ہے۔

اس پر بھگوان نے ارجن کا ادھکار دیکھ کر تعین دلایا  
کہ دونوں ہی انت میں موکشن کے نتیجے میں مگر کرم سنیاں یعنی کرموں کے  
چھوڑ دینے سے کرموں کا اپن بھی سے کرنا ہی شریشٹ ہے کیونکہ



سکتا ہے مگر جیون بکھیتی کے لئے اس کو بھی درودت سنیا اس کی ضرورت ہے۔  
جو کرم لوگ سے چیت مشہور ہو کر شرمن اندر پڑی ہو گئے اور جن کے سرب پر انہوں میں ایک آنہ روشن کرتا ہے اس کو یہ باہری شائستہ دکت شادریں کرم کرتے ہوئے بھی کوئی لیب دکھ موہ آوی کا نہیں ہوتا۔ نہ ہی کرنے کا اہمیاں پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ان کرموں کے پھل کی اچھا ہی ہوتی ہے۔ اس کے لئے اپنی درستی سے کوئی کرم نہیں ہونے اور اندر سے اگرتا ہے جو گنا اپنے کو نشہ کرتا ہے اور باہر سے سوانک ووت کرتا سا کہا جاتا ہے اس کے بھی دوسرے خوش میں کوئی مذہب نہیں،

نوٹ: یہ مضمون اس قدر گہمیر ہے کہ اس کو جتنی بھی لکھا جائے مقصود ہے۔ ایسی باتیں کے پر مہیا توں کے سیکھ سیکھ کر ہی کھلتی ہیں مگر سارے گمراہوں میں انہی سمجھتا جا سنے کے لئے دیا اور جو جیل کی بہت غزور سے مگر سب کا رعا تو عملی جیون ہے جتنک اپنے ادھیکار کو سپا دن نہیں کر لیتا اس کا ان باتوں میں ادھیکار نہ ہونے سے پوری سمجھتا نہیں ہوتی۔ چونکہ میرے پاس اتنے لمبے مفامین کے سلسلے میں نہیں لہذا اس میں سنویشن کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہی مناسب ہے۔  
فقط  
آپکا ددلت رام سچدو

# گورونانک دیو جی

شری اندر جیت گاندھی  
صدر نیشنل مجلس آؤب دلی راجسٹرا

۲۶ نومبر ۱۹۵۵ء کو ان اذیت کے علمبردار گورونانک دیو جی مہاراج کا جنم دن دلیش جمیر میں دیا گیا ہے۔ اس دن ہم گورونانک دیو جی کا جنم دن منا کر اس دن کو یاد تازہ کرتے ہیں جب گورونانک دیو جی تاریخی جہالت اور اخلاق گراؤ کے دور میں روشنی کی ایک شعاع بن کر اس دنیا میں آئے اور اپنی تمام زندگی خدمت خلق یعنی غلط راستوں پر چل رہے لوگوں کو گراہی سے بچانے میں بسر کر دی۔  
گورونانک دیو جی ایک خاص مشن لے کر آئے۔ وہ مشن کیا تھا۔ وہ اصول کیا تھے۔ وہ خیالات کیا تھے اور وہ کونسی تعلیم تھی جس کا پرچار گورونانک دیو جی زندگی بھر کرتے رہے۔ ان سب کو مکمل طور پر واضح کرنے کے لئے ان گزشت کتاب میں مرتب کی جا سکتی ہیں لیکن یہاں چند الفاظ میں لکھا جائے گا۔ کہ گورونانک دیو جی کا جنم اس زمانہ میں ہوا جب ہندوستان میں اسلامی حکومت تھی۔ جبروت و زور و دہشت پر تھا، ہندوئیں

رہے تھے تشدد کے آواز لاکھی غلطو مول پر برس پڑتی تھیں اور لوگوں کی اہ و فریاد حکم و وقت کے کاواڑ تکر نہیں پہنچ رہی تھی لیکن خالق دو جہاں کے دربار میں یہ فریاد سن لی گئی اور اس ظلم کے خلاف امن اور شانتی کا پرچار کرنے کے لئے ہی گورونانک دیو جی کو اس دنیا میں بھیجا گیا اور آپ نے اپنی زندگی راستی کا پرچار کرتے ہوئے سادہ و سادہ کے روپ میں ہی بسر کر دی۔  
گورونانک دیو جی کا جنم اس گھری گھرانے میں ہوا جہاں کے لوگ دھارمک تعلیم سے گھروں دور تھے اس گھر کے لوگ کاروباری قسم کے تھے۔ ماور جب گورونانک دیو جی نے پورش سنجھا تو آپ کو بھی کاروبار میں ممتہ ملانے کے لئے آمادہ کیا گیا اس زمانے میں تعلیم کے ذرائع بہت ہی محدود تھے۔ لیکن گورو صاحب روحانی تعلیم سے مالا مال تھے۔ اس لئے آپ باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے باپ کی طرح کے میواری نہ بن سکے آپ



تو ایسے سودے کرنا چاہتے تھے جن میں کوئی دھنا نہ ہو۔ کوئی  
غریب نہ ہو۔ جھوٹ کی آمیزش نہ ہو اور جب آپ کو کچھ رقم دے  
کر مزدوری چیزیں خریدنے کے لئے بھیجائی۔ راستے میں آپ کو کچھ  
ایسے مہاریش (سا دھواں لوگ) مل گئے جن کی صورت کو گورو صاحب  
کے اذھر مزدوری سمجھا، چنانچہ آپ نے تمام رقم آج مہاریشوں کے لئے  
بھجی جن کا انتظام کرنے میں صرف کردی اور خود خالی ہاتھ نظر لوٹ  
آئے۔ بتاچی نے باز پرس کی تو آپ نے منہس کر کہہ دیا۔ میں سمجھا  
سودا کر آیا ہوں۔ آپ کا یہ جواب ایک حقیقت تھی جن  
میں کوئی غریب نہ تھا۔ کوئی دھنا نہ تھا۔ بلکہ آپ نے تو ان مہا  
ریشوں کی خدمت کر کے ایک ایسا سودا کر لیا تھا جس کے بدلے  
میں لوگوں نے گورو نانک دیو جی کو عزت کی نگاہوں سے دیکھا۔  
اور آپ اب تک اسی عزت و احترام کے ساتھ یاد کئے  
جاتے ہیں۔ گورو نانک دیو جی کے اس سچا سودا کی یاد میں جو ہر  
کے نزدیک اب بھی ایک بہت بڑا گورو دارہ سچا سودا کے نام  
سے یادگار کے طور پر قائم ہے۔

گورو نانک دیو جی جہاں بھی گئے۔ وہ جگہ ان کی مقدس  
یادگار بن گئی۔ تلونڈی ایک جھونپڑا سا گاؤں تھا جہاں آپ نے  
سنا لیا تھا۔ تلونڈی نہ لکنا نہ صاحب کے نام میں بدل گیا۔ نہ لکنا نہ صاحب  
میں آج بھی گورو دارہ جہم استھان کے نام سے موجود ہے۔ حسن  
الہال اور دوسرے مقامات پر جہاں بھی آپ گئے وہاں مقدس  
یادگار قائم ہوئی۔ اس لئے کہ آپ کا پرچار راستی کا پرچار تھا۔  
گورو صاحب نے اتحاد کا پیغام ایسے وقت میں سنا  
کہ ایک اہم ضرورت اور اہم فرض کو سرانجام دیا جب دیش کی  
سیاسی حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں  
تھا۔ نو دھمی خاندان کی حکومت کا ٹکھاس ڈول رہا تھا۔ ماری کی  
فوجوں کے حملے سے ملک میں ایک استری سی پھیل گئی تھی۔ امین آباد  
میں تو خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ ظلم کی تلوار مظلموں کا خون پانی  
کی طرح بہا رہی تھی۔ گورو نانک دیو جی نے اس ظلم کے خلاف نہ  
صرف آواز اٹھائی بلکہ آپ خود بھی امین آباد پہنچے ظلم کے  
خلاف احتجاج کرنے پر مشہور و محبت کے پیغام کو سب کے

ساتھ رکھا۔ حاکم وقت نے آپ کو گرفتار کر کے جیل کی سلاخوں  
کے پیچھے بند کر دیا لیکن جب آپ دبا ہونے تو آپ نے اپنے  
خیالات کا پرچار پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ شروع کر  
دیا۔ ہندوؤں کے علاوہ بیشتر مسلمان بھی آپ کے پیغام پر اعتقاد لے  
آئے۔ آپ نے فرمایا ہے

ذکوئی بری نہ ہی بیگانہ  
سکھ سنگھ کو بن سکتی

یہ ایک ایسا پیغام تھا جس میں فرقہ پرستی کا شائبہ  
تک نہیں تھا۔ یہ پیغام سب قوموں کے لئے اہمیت رکھتا تھا  
گورو نانک دیو جی نے اپنے اس اتحاد پر یہ پیغام کو لوگوں کے  
سامنے نہ صرف رکھا ہی بلکہ عملی طور پر آپ ایک روشن مثال  
بھی تھے۔ آپ کے سامنے بالا اور روانہ بھی رہا کرتے تھے بالا  
ہندو تھا اور مردانہ مسلمان تینوں کا اکٹھے رہنا ہی اتحاد کی ایک  
بہترین مثال تھی،

گورو نانک دیو جی جہاں بھی گئے اس جگہ اس ماحول کا  
لباس اختیار کر لیا اور آپ وہاں کی زبان کو سمجھنے اور لوگوں کو  
اسی زبان میں سمجھانے کی فوری پوری کوشش بھی کرتے۔ آپ  
اچھے شناس بھی تھے۔ آپ روحانی رنگ میں اپنے خیالات کو  
ظلم کی شکل دیتے اور مردانہ اس پیغام کو راگ میں ڈھال کر ربط  
کے تاروں کے ساتھ گا کر سنایا کرتا، اس طرح آپ کے اس  
پیغام کو غور سے سنا جاتا۔ آپ کے پرچار کو لوگوں تک پہنچانے  
کے لئے جگہ جگہ جماعتیں بن گئیں۔ ٹیلیفون، اخبارات اور دوسرے  
ذرائع نہ ہونے کے باوجود آپ کے خیالات ہر گھنٹہ تک پہنچ گئے۔  
گورو صاحب نے ایک "پتا" یعنی ایک خدا کا پرچار  
بھی کیا۔ ایسا کہ الگ الگ ڈیڑھ آیت کی مسجد بنا کر اور  
تنگ نظری اور خود غرضی کے تحت بنا جسے گئے غلط فاذنی اور  
قاعدوں کے تحت اپنے اپنے ڈھونگ کے مطابق پرچار کرنے  
والوں کے فریب کا پردہ جاکھ کر دیا۔

گورو نانک دیو جی نے کسی کا بائیسویں سے تعلیم حاصل  
نہیں کی تھی لیکن آپ جو نثر روحانی تعلیم کے مالک تھے اس لئے



ہم سنا عوام کو اڑانے کی بجائے گوردانک دیو جی مہاراج کے  
بتائے ہوئے راستہ جو کہ محبت، اخوت، یار، اتحاد،  
انسانیت، راستی، سچائی اور ایک خدا کے پرچار کی طرف  
لے جاتا ہے کو اپنا کر اس پر خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی  
اس راستہ پر چلنے کی تلقین کریں۔ اس لئے کہ

شکستی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے  
دھرتی کے باسیوں کی بھگتی پریت میں ہے

آپ ہر بات کو سمجھنے میں کوشاں رہتے تھے۔ آپ جہاں بھی  
جاتے وہاں کے مہاریشنوں، دودانوں، پتھروں، مولویوں اور  
دوسرے صاحب علم لوگوں سے مل کر تبادلہ خیالات کرتے  
اس طرح آپ نے علم کا خزانہ حاصل کر لیا اور راستی کا ایسا  
راستہ دھونڈ لیا جس راستہ پر چل کر ہی آج بھادرت ترقی کر  
سکتا ہے۔

آج بھی دیش میں نفرت کا پرچار زوروں پر ہے، تلخی  
نرشی، لڑائی جھگڑے اپنا دامن پھیلا رہے ہیں۔ بھادرت  
کساندرا اور باہر انتشار لاپتہ طاقتیں مضبوط ہو رہی ہیں۔ آج  
بھی مزدورت ہے کہ اپنی اپنی راگنی گانے والے اپنی الودت

## تعاریفِ مرشد

از  
سوامی دھرم داس جی

نہیں دھوپ و تکیاں جس پر خوشی کا گرد سایہ ہے  
باروں تکلیف محنت کے وہ اک پل میں مٹا دیا ہے  
نہیں حاجت کتابوں کی سبق ایسا پڑھایا ہے  
آلہ سیر دریا کا نظر قطرہ میں آ گیا ہے  
ہوا اب اس طرح غبار نہیں چھینا چھپایا ہے  
یہ سب نام و نشان اسکے دہی ہر جا سما یا ہے  
عشرت ہی ہے، خیالوں نے وہی کاشوریا ہے  
نہیں رچی کو بھاتے ہیں راتھو کیوں مفر کھایا ہے  
نہیں اب قید ہونے کا یہ کیسا حال لایا ہے  
دکھاؤ دوسرا جس جا جدم جو بھڑایا ہے  
نہ ہے میرے سوا کوئی میں پہنچ ہی لہر سنایا ہے

حکرم کر پیر کامل نے عجیب راستہ دکھایا ہے  
مجھے معلوم ہوتا تھا سفر جو طے نہ ہونے کا  
تایا ایک نقطہ میں قرآن و وید کا مطلب  
تماشا نظر خدائی کا میں دیکھا آج اک بت میں  
میں سمجھا تھا اول جس کو کہیں وہ دور ہے مخفی  
سناتا تھا عام لوگوں سے نہیں نام و نشان اس کا  
سرا پاؤں اتنے دلی یہ نہیں دہنی کی جا اس جا  
سنا اب مرث کھانڈت ختم کرو غلطی و غلط  
نہ تھی جب تک خبر مجھ کو۔ رہا تھیں دیکھنا میں  
کر دل میں سجدہ کس آگے کر دل کی عبادت اب  
کوئی مانے نہ مانے کر۔ دھرم داسا دھنا اس کی

۲

میری رگ رگ میں تپ کا تو سما یا  
جہد دیکھا نظر میں تو ہی مجھ پایا

میں خود سے خود کو جب کا ہے گنوا یا  
اٹھا پر وہ دہنی کا دل سے میرے



رہی نہ جستجوئے یار باقی ۲۰  
سرایا ذات تیری ہے جہاں میں  
گیا عشق بقال سب بھول مجھ سے  
بجز تیرے نہ دیگر دیکھا ہم نے  
رہی حاجت نشوں کی کچھ نہیں اب  
ہوئی مدت کی تجھ سے تھی جلدی  
کروں کیا تیرھوں کعبہ میں جا کر  
رہا نہ تبتیح و مالا سے مطلب  
اصل مطلب کتابوں کا جو سمجھا  
خودی کو چھوڑ خود کو بے سنبھالا  
ذکر ہے ذات مطلق سے ہمارا  
رہا نہ طنیز خلقت کا خطر اب  
رہی نہ ہوش مجھ کو اپنے تن کی  
رہوں خاموش منہ سے کچھ نہ بولوں  
تماشا دیکھا ہے کثرت میں وحدت  
کہوں کس کو مبھلا یا کہ برا میں

تیرا دیدار جب گھر بیچ پایا  
جہاں کا خیال دل سے تپیں اٹھایا  
تیری وحدت سے جب کا دل لگایا  
یہی ہادی نے اک نقطہ پڑھایا  
عجب ساقی نے اک ساغر پلایا  
دلال ہادی نے پل میں آٹھایا  
مجھے مرشد نے دل میں تو دکھایا  
ہے دم دم خود بخود منکا ہلایا  
بدول مرشد اناحق حقا سر کھایا  
تو ہی ہر وقت ہر جا پر دکھایا  
فکر اسم و صفت کا ہے مٹھلایا  
بدل دشنام بھول کر کوٹھڑایا  
جیسی اپنے کو گم در گم گھسایا  
مثال گنگ میٹھا خوب کھسایا  
سبق ہے زیوروں سے زر کا آسایا  
تیرا ہی جھلوا ہر جا جب کر چھسایا

کوئی نہ دوست ہے دشمن ہمارا  
سبھول کو ذات اپنی سانپا  
تو ہی خود ہی ہیں اندر اور باہر  
دہرم کا داس خود تو نے کہا یا

بوتلوں کی جان اور شان  
بلی بوت پالسن  
روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں





# شہری گورو امر داس جی

(تیسرے پادشاہ)

از  
شہری گورو  
بھائی  
جی مہاراج

گورو بھگتی انی تمکھن ہے جیوں کھانڈے کی دھسار  
پنا سلیج پہونچے نہیں مہسا اکھن بیوہار  
دنیا میں اکثر دیکھا جاتا ہے۔ جب تک کوئی مہان پریش  
اپنے تعلیمی اصول کی محبت تصویر خود بن کر دکھا نہیں دیتا۔ تب  
تک اس کے اصول کی پیروی بھی زور شور کے ساتھ نہیں ہوتی۔  
گورو امر داس جی اخلاق، تہذیب، نفس کشی اور ایشور بھگتی بھجسرن  
کو آئے تھے۔ ان کی زندگی شروع سے آخر تک خاص خاص قسم  
کے سبق سکھاتی ہے۔ جو کسی عظمت والے انسان میں مشکل سے  
نظر آوے گی۔ جو جو اوصاف نمایاں صورت میں اس بزرگ  
اور پاک نفس عابد کی ذات میں جھلکتے ہیں۔ وہ مطلقہ کرنے  
سے نا امید زندگیوں کے لئے امید اور محبت کی مشعل کا کام کرتے  
ہیں۔ تاکہ مجھو لے جھکے مسافر گمراہ زمین کر سچے راہ پر قائم رہیں  
انسان کے لئے کبھی کوئی بات غیر ممکن نہیں ہے۔ گورو  
امر داس جی نے دنیا میں گورو بھگتی، گورو سیوا اور گورو بیھاؤ کی نظیر قائم  
کی ہے جو اور جگہ شاف و نادر نظر آوے گی، ہستوں کی تحریک ہیں  
گورو کی عزت اور خدمت کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے  
گورو امر داس جی قدرتی طور پر مرشد پرست تھے۔ یہ مہانا بیہا  
شدی چودس ستمبر ۱۵۶۷ء بکرمی شکر وار کے دن صنع امرت سر کے  
واسر گاؤں میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام تیج بھان اور ماں کا نام  
سکمشنی تھا۔ ان کی شادی ۱۵۷۵ء بکرمی میں ہوئی۔ بیوی کا نام  
رام کمور تھا۔ اس سے چار اولادیں پیدا ہوئیں۔ دو لڑکے۔ دو  
لڑکیاں۔

گورو امر داس جی ارکپن ہی سے پرما رخی خیال کے تھے کہتے  
ہیں ۳۱ مرتبہ لنگے پاؤں چل کر آپ نے ہر وار میں لنگا اشدان

کیا تھا۔ انہیں سادھوؤں اور فقروں کے ساتھ طراریم تھا، مگر  
باسط برس کی عمر ہو چکی تھی اب تک کسی گورو دھندن نہیں کیا تھا۔  
اس وقت ان کی بھگتی من مت بھگتی تھی۔ یہ گورو مت نہیں  
تھے۔ فقروں اور سنیوں کے مت میں نگورے کو پاک نہیں سمجھا جاتا  
تھا۔ وہ کسی حالت میں بھی تصوف کے راز کے اوجھکاری نہیں  
ہو سکتے۔

ایک مرتبہ جب آپ ہر دوار کو جا رہے تھے ایک برہمچاری  
سے ملاقات ہوئی ماسے ان کے چہرے کے جلال کو دیکھ کر کہا۔ کہ  
آپ کو تو راجہ ہونا چاہیے تھا۔ امر داس جی نے اس کی باتوں سے  
خوش ہو کر کچھ دان دینا چاہا۔ اس نے پوچھا آپ کا گورو کون ہے  
امر داس جی نے کہا۔ انہیں اب تک گورو دھارن کرنے کا موقع  
نہیں ملا ہے، برہمچاری نے کہا کہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ سے دان  
نہ لوں گا۔ تم کو گورو دھارن کرنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک  
تمہارے روحانی سندھکاروں نے پلٹا نہیں کھایا۔ بغیر گورو کے  
انسان کی خوری دور نہیں ہوتی، اور نہ وہ مالک کے چرلٹا تک پہنچ  
سکتا ہے،

برتن و ش کی سبیل گورو امرت کی کھان  
سبیں دیئے جو گورو میں۔ تب بھی سستا جان  
گورو بلا تب جانئے، مٹے موہ تن تاب  
ہر ش شوک دیا ہے نہیں۔ تب گورو کاپے آپ  
ان معمولی باتوں سے گورو صاحب کے دبے ہوئے سندھکار  
اور سوئے ہوئے بھاگ جاگ اٹھے۔ دل میں فکر پیدا ہوئی، برہمچاری  
نے کہا۔ جس کے بچن کو کتنی کوششیں آوے اس کو گورو دھارن  
کر دے۔ پھر میں جب کبھی ملوں گا۔ تب آپ کے ہاتھ سے دان قبول



کروں گا۔ اس وقت نہیں۔

برہمچاری تو یہ کہہ کر چلا گیا۔ امر اس جی کو گورو کو روکنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس وقت ہندو سادھو اور مسلمان فقیر بہت تھے، امر اس جی سب کے پاس گئے، شروہا اور بھگتی سے ملے، منکر برہمچاری جی کی کسولی پر کوئی بھی نہ چڑھا، گورو کیجئے جان کر، پانی پیجئے چھان کر۔ یہ برائی نہاد تھے۔

گورو کا زکھ۔ آنکھ اور ماتھا، است کا نور ہے جس سے ساتھا اس چہرہ دیکھ کر یہ چھان، گورو کا جہن ہر دے گیان جب وہ گھٹ کا بھید بتا دیں، بھیک کی اور سرت من، ہاویں جو گورو پر کھڑا دے گھٹ میں، مت تو جیہ کیلاٹ میں مجبور اُما یوس ہو کر گھر چلے آئے، مگر فکر دور نہیں ہوئی مالک مسبب الاسباب ہے جس کی تلاش باہر لی جاتی ہے، اس کا سامان اکثر گھر ہی میں مل جاتا ہے، امر اس جی کا ایک بھتیجا گورو انگد صاحب کی صاحبزادی سے بیاہا تھا۔ اس نیک بخت لڑکی کا یہ قاعدہ تھا، کہ وہ علی الصبح نہادھو کر گورو نانک صاحب کی امرت بانی کا پریم کے ساتھ پاٹھ لکھا کرتی تھی، اس کے مشہد کی بھینک بڑھے کے کان میں پڑی، اس بانی میں امرت کا خواص تھا۔ وہ مشتوق سے اور پریم سے دو جادو نسا گیا۔ آخر اس سے نہ ہا گیا۔ وہ لڑکی کہہ پاس جا کر بولا۔ نیک بخت! یہ کس بزرگ کا کلام ہے اور تو نے کس سے سیکھا ہے، لڑکی نے جواب دیا۔ یہ مشہد گورو نانک دیو جی کے ہیں۔ جو بھگت کے چتا نے کو آئے تھے، میرے باپ گورو انگر جی اب اُن کی گدی پر ہیں، میری ماں نے مجھ کو یہ بانی یاد کرائی ہے،

امر اس جی نے کہا کہ مٹی مجھ کو بھی تیرے تیا کے ورش کی اچھلا شتا ہے، وہ بولی۔ وہاں تو ہمیشہ دربار سادھو رہتا ہے۔ دھرم کے بھوکے پیاسے سزا روں کی تعداد میں آتے ہیں۔ آپ جلدی کیجئے۔ وقت تو ضائع کرنا اچھا نہیں ہے۔ کیا جانے آج کل کے درمیان کیا ہو جائے۔

لڑکی پتہ کہہ رہی تھی وقت آج کا تھا۔ پر رینا کرنے والا ملک اس لڑکی کے منہ سے بول رہا تھا۔ امر اس جی اس کو ساتھ لے کر

مہاتما انگر جی کے ورش کو گئے۔ دیکھتے ہی دلی چروٹن کی طرٹ جھکا۔ انگر جی نے رشتہ دار سمجھ کر عزت کیا، مگر اس سلسلہ میں جو شہدائے کی زبان سے نکلے۔ وہ تیر کا کام کر گئے، سنگور مارا ناں کر۔ مشہد سڑنگی بان میرا بار اچو جسے۔ توکر نہیں گھون کمان ستگور سا بجا سو رہا، نکھ سکھ مارا پور باہر گھاؤ نہ دیکھئے۔ اندر چکنا چور پروانہ سنخ کے گرد بے خودی کی حالت میں طواف کرنے لگا۔ سچائی کا نور موجود تھا۔ اس کی روشنی نے دل کے تاریک پردوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور عاشق صادق نے اپنے پریم کارشٹ کر لیا۔ امر اس گورو انگد صاحب کے شاگرد ہو گئے۔ یہ سنہ ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے۔ اور اس وقت سے پورے بارہ برس تک نہایت سچائی اور پریم سے گورو کی ٹہل اور سیوا کرنے رہے۔ اور ایک دم کے لئے بھی خدمت سے دور نہیں ہوتے تھے۔

سیوا کی سبب میں رہے۔ امت کو نہیں جانتے تھے۔ سکھ سر اور سپہ۔ کہیں کبیر سمجھ سکتے

جس محبت جس پریم اور جس سچائی سے بڑھا ہوا بھگت گورو کی سیوا کیا کرتا تھا۔ اس کی نظیر باقوہ و خودی تھا یا اس زمانہ کے پاک نفس بزرگ راشیے رام گرام صاحب بہادر راوہا سوامی دیال میں دیکھی گئی ہے، کوئی کہاں تک بیان کرے امر اس جی رات دن گورو کی سیوا میں لگے رہے،

یہ اُن کا معمول تھا کہ آدھی رات کے وقت اٹھ کر تین کوس کے فاصلہ سے ایک گھڑ اپانی دیاس مذی سے بھولانے تھے، اور اس کو گرم کر کے گورو انگد صاحب کو نہایا کرنے کے گورو کا ادب اس قدر تھا کہ وہ بیاہانے وقت اُٹے پاؤں چلتے تھے تاکہ پیچھے پھرنے کے لئے اپنی نہ ہو۔ آتے وقت بیدھے پاؤں آتے تھے۔ دن بھر سنگر خانہ کے انتظام میں لگے رہتے تھے جب گورو صاحب خواب گاہ میں جاتے تھے۔ تب یہ بھٹوڑی دیر کے لئے بیٹھے بیٹھے آرام کرتے تھے یہ بارہ برس تک ایک لغت اس طرح خدمت کرتے رہے،



پاس گر پڑا۔ تو میں نے اپنے شہر کے پوچھنے پر یہ کہا تھا کہ سوائے امر و بیچارے کے دوسرا کون اس وقت اٹھ سکتا ہے وہی غریب روز بیاس سے پانی لایا کرتا ہے۔ وہی گرا ہوگا۔ ہمارے بات صرف اتنی ہے، جو جیسے مجھ کو سزا دیجئے۔ ابھی بات مشکل سے ختم ہوئی تھی۔ کہ امر داس بھی آہٹے گورو صاحب بہت پر سن ہو کر نگاہن سے اٹھے اور آنکھوں سے پریم کا جل برساتے ہوئے اس عجیب کے درجیان امر داس جی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور کہا :-

گورو سرگھرے۔ کہا کی تو ہی داس  
روہ شدھ سید اکریں، تکی نہ چھاڈے پاس  
دس دگنی تو میں رکھی، آدہ انت تہو کال  
پلک ایک میں پرگٹ ہوئے، جھین میں کرول نہال  
اسی وقت گورو انگریجی نے گدہ گدہ بانی سے سب کو رنا کر کہا سنو۔ یہ امر و بیچارہ نہیں ہے۔ یہ گورو داس ہے۔ یہ غریب نہیں ہے۔ اس کے پاس پرماتھ کا قیمتی خزانہ ہے یہ بے چارہ نہیں ہے۔ یہ بڑا عزت والا ہے۔ لا داروں کا وارث بے کموں کا دستگیر اور غریبوں کا پشت پناہ ہے۔

اسی دن گورو انگریجی نے سدا ۱۹۹ میں امر داس جی کو اپنی گدی عطا کی۔ اور آپ محفوظ رہے دنوں کے بعد پریم دھام کو سدھار گئے۔ گورو داس نے دریائے بیاس کے قریب اپنے رہنے کی جگہ بنائی۔ وہاں پر سینکڑوں آدمی آکر آباد ہو گئے۔ ہر وقت ننگ جاری رہنے لگا۔ امیر غریب سب کو ان سے فیض پہنچاتا تھا۔ گورو کے تمام اوصاف جیسے ہیں موجود تھے۔ وہی سادگی، وہی فیاضی اور وہی نفس کشی۔

گورو داس نہایت جفاکش، ریاضت پسند اور نفس کش مہانتا تھے۔ دیوار میں ایک کھونٹا گاڑ رکھا تھا۔ اسی کو پکڑ کر رات دن مالک کی یاد کیا کرتے تھے، تنہا بوس کے قریب غریب کی دھن، پھر بھی کھاٹ پر نہیں سونے تھے۔ ان کی ریاضت کی شہرت دور دور تک پہنچی۔ منہر سدا کثیر تعداد میں مرید ہو گئے۔ گورو داس جی کے کھلم گورو گرنتھ صاحب میں موجود

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ سدا دن بھاو دل کا مہینہ تھا۔ رات سوخت اندھیری تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا، موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ آدھی رات کے وقت یہ گورھا بھگت اٹھا۔ سردی سے ہاتھ کا نپ دھپہ تھے، کانپتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے، مشکل سے گھڑ بھر لیا۔ اور بعد شوق وہاں سے چلے، گورو انکھ صاحب کے مکان کے قریب ایک جولاہا رہتا تھا۔ اس وقت بارش ختم ہوئی تھی۔ اندھیرے میں راستہ دکھائی نہ دیتا تھا، مکان کے قریب پاؤں لگ گیا۔ اور امر داس گر پڑے مگر واہری بہت گھڑے کو سمجھا لیا۔ کیونکہ وہ گورو کے خدمت کی چوبھتی۔

سمن کا سدھ ہوئے کرو۔ جیوں گا گر نہار  
ہائے دوسے سرت میں کہیں کی بیکار  
دھما کے کی آواز سن کر چلا ہے نے کہا کہ کوئی گر پڑا ہے۔ ایسے اندھیرے میں کون اٹھا ہوگا۔ جولاہی بولی، سوائے امر و بیچارے کے دوسرا کون اس وقت اٹھ سکتا ہے۔ وہی غریب روز بیاس سے پانی بھر کر لانا ہے وہی گرا ہوگا۔ جولاہی کی بات گورو انگریجی کے کانوں تک پہنچی۔ اس وقت وہ کچھ نہیں بولے۔ چیلے کی خدمت سے بہت خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ پریم کے آنسو آنکھوں سے خود بخود چھینکے گئے۔

شوق سے اشتان کیا۔ جب صبح دوبار لگا اور سب لوگ حاضر ہوئے، گورو انکھ صاحب نے حکم دیا۔ جس جولاہی نے امر داس جی کی شان میں نامنا سب لکھے کہے ہیں۔ اس کو حاضر کرو۔ جولاہی طرکی کا نچتی ہوئی آئی گورو صاحب نے کہا۔ آج سویرے تو نے سدا سے پریمی امر داس کی بابت کیا کہا تھا۔ جولاہی کے چہرے کا رنگ مارے خوف کے زرد پڑ گیا۔ انگریجی نے فرمایا خوف نہ کر جو کچھ تو نے کہا ہے۔ لفظ یہ لفظ سننا ہے اس کو سننا چاہتا ہوں۔

اس وقت امر داس جی وہاں پر حاضر نہیں تھے۔ نیچے کلبیا میں بیٹھ ہوئے تھیں گارہے تھے، جولاہی بولی۔ ہمارا جہم لوگ غریب ہیں ہم کو بات بنانا نہیں آتا۔ آج صبح آپ کا شمار داس ہمارے جھوٹے کے



جی بہت سے اوصاف کے مالک تھے، سینکڑوں کی بھڑار بھڑار  
جج رہتی تھی۔

سلامت روی اور آزاد لہندی ان کی تعلیم کی بنیاد تھی  
سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مالک کی بھینٹ پر زیادہ  
زور دیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی خیرات کا مال، پتھر کے  
کام میں نہیں لایا۔ دھرم کا روپیہ دھرم کے کام میں خرچ ہوتا  
تھا۔ دلی کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آیا، سب غریب محتاجوں  
میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ ان کی یادگاریں پنجاب کے شہر گنڈوال  
میں اب تک قائم ہیں۔

”اوم“ ایک دھارمک پرچہ ہے جس کی سرپرستی آچا اومین فرم ہے

ہیں۔ بہت سیسے اور موثر کلام ہیں۔ اکبر بادشاہ گورو امر داس  
صاحب کا بڑا متبع تھا۔ بارہ گاؤں کی بیابانہ معافی دینا چاہتا  
تھا۔ گورو صاحب نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ بھگت  
نہیں آئے۔ بلکہ چھڑائے آئے ہیں۔ ہم غلام نہیں بناتے بلکہ لوگوں  
کو آزاد کرتے ہیں۔ جو ان کی ریاقت کرتا تھا۔ علاج ہو جاتا تھا  
اور شاگردی قبول کر لیتا تھا۔

گورو امر داس جی ۶۲ سال کے تھے جب گورو انگر  
جی کی سیوا میں آئے تھے۔ بارہ برس تک برابر ان کی سیوا کرتے  
رہے۔ اس کے بعد بائیس برس تک برابر انڈیش کا سیدہ جیاری  
دکھ کر ہزاردن آدمیوں کو چھایا اور ۱۶۳ بجری جادوؤں کی شکل  
پیش کی جو راجاشی کے دن پر دم دھام کو سدھارے گورو امر داس

نیا سال مبارک !

صرف کشمیری مریج ہی نہیں

بھگت دی کشمیری مریج

کیونکہ ۱۰۰٪ خاص اور شہرہ آفاق دھرم سے سنبھلتے ہیں اسی لذت  
اور نئی رنگت پیدا کرتی ہے۔

نقاووں سے نکھیں

اور کارخانہ کا نام



سیکٹ پر ترازو کا نشان  
دیکھ لیں۔

بھگت دی مریج چھرو  
کھاری باؤلی دھلی

فون نمبر 29291





# سادھو کی صدا

از مضمون کنچہدورہ  
حکیم رکیل داس مفسر کنچہدورہ

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۱۔ ہر ہر ہانڈیہ کیدیا پیرا ہے۔ اُس نے ہی رویت دھار ہے  
چھر روپ اپنے سے نیا ہے۔ کیا ادبھت کھیل تیار ہے

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۲۔ مے الکھ کوئی لکھ پاتا نہیں۔ کچھ لکھ بھی لے بتلاتا نہیں  
یہ راز سمجھ میں آتا نہیں۔ جویاں ہو چکا پھر جانا نہیں

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۳۔ یہ بیک بیکھ روگاتے ہیں۔ اُس کی مہا بتلاتے ہیں  
سب اس کے گیت گاتے ہیں۔ اور گا گا کر اڑ جاتے ہیں

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۴۔ منو لے اُس کے سینا سی۔ دیوانے اُس کے بن باسی  
ہو پیسی یا کہ گھر واپسی۔ جب الکھ تو مکتی ہو داسی

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۵۔ تو الکھ نرنجن گا تو سہی۔ اس دروازہ پر تو سہی  
اس نام کا لطف آٹھ تو سہی۔ سچ آند ادبھت پا تو سہی

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۶۔ دنیا میں عزت نام ملے۔ پر لوگ میں نیک انجام ملے  
مجھ الکھ نرنجن دھام ملے۔ من مندر میں آرام ملے

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

سادھو کی ہے یہ صدا بابا

۷۔ نرنجن جپ۔ نرنجن ہو۔ سب میل کے اور شدھن ہو  
ہر حال میں نرنجن تیرا من ہو۔ آبادی۔ یا نرنجن۔ بن ہو

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۸۔ ہے مہا اہر مہار اس کی۔ اک جھلک ہے سنسار کی  
نہیں جان نسکا کوئی سار کی۔ سب کھیل کھلتی تار کی

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۹۔ آ۔ ایشال اس کے در پہ آ۔ جو درو ہے دل میں کو سنا  
ہر درو کی یال ملتی ہے دوا۔ آ۔ اندر۔ آ۔ اور پالے شفا

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۱۰۔ یہ شکتی نہیں کہ گن گاؤں۔ وہ کیا ہے؟ یہ کیا بتلاؤں  
پس اس کے در پہ آ جاؤں۔ اور دل کو یہی سمجھاؤں

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

۱۱۔ ہے مضمون اس کا دیوانا۔ وہ دیک ہے یہ پروانا  
جب لین ہوا من مستانا۔ پھر کیا کھونا۔ اور کیا پانا

تو الکھ نرنجن گا بابا

تن من کے روگ مٹا بابا

سادھو کی ہے یہ صدا بابا



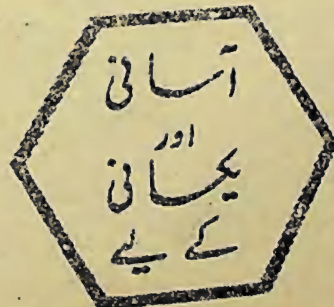
# آپ اور میٹرک نظام

آپ خواہ خریدنے والے ہوں یا بیچنے والے، آپ محسوس کریں گے کہ ناپ تول کے میٹرک نظام سے حساب کتاب بڑا آسان ہو گیا ہے۔

سارے ملک میں ناپ تول کے واحد نظام کی بدولت نہ صرف تجارت میں سہولت ہوگی بلکہ قومی وحدت میں بھی مدد ملے گی۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۷ء سے میٹرک اوزان کا استعمال بعض صنعتوں اور صوبوں کے منتخب علاقوں میں قانونی ہو گیا ہے۔ یہ تبدیلی رفتہ رفتہ دوسرے علاقوں میں بھی کر دی جائے گی۔

| تجارتی بات منہ راجہ ذیل اوزان کے ہیں |   |     |      |   |                   |     |    |      |   |
|--------------------------------------|---|-----|------|---|-------------------|-----|----|------|---|
| لوہے کے باٹ                          |   |     |      |   | پتیل/کانسی کے باٹ |     |    |      |   |
| کیلوگرام                             |   |     | گرام |   | کیلوگرام          |     |    | گرام |   |
| ۵۰                                   | ۵ | ۵۰۰ | ۲۰   | ۵ | ۱                 | ۵۰۰ | ۵۰ | ۵۰   | ۵ |
| ۲۰                                   | ۲ | ۲۰۰ | ۱۰   | ۲ |                   |     |    |      |   |
| ۱۰                                   | ۱ | ۱۰۰ |      |   |                   |     |    |      |   |
| ایک کیلوگرام = ۱۰۰۰ گرام = ۸۶ تولے   |   |     |      |   |                   |     |    |      |   |



## میٹرک نظام

جانتے سمجھتے ہو



# دلی نیو بینک آف انڈیا لمیٹڈ (شیدولڈ بینک)

## ترقی کاریکارو

| ۱۹۵۷ء           | ۱۹۵۵ء           | ۱۹۵۳ء          |
|-----------------|-----------------|----------------|
| روپے ۱۲۹۳۰۰۰/-  | روپے ۱۲۹۳۰۰۰/-  | روپے ۱۲۹۳۰۰۰/- |
| روپے ۱۶۰۰۰۰۰/-  | روپے ۱۲۳۳۰۰۰/-  | روپے ۲۰۶۰۰۰/-  |
| روپے ۱۲۵۷۰۰۰/-  | روپے ۷۳۰۰۰۰/-   | روپے ۵۹۰۰۰۰/-  |
| روپے ۷۳۵۳۰۰۰/-  | روپے ۲۸۶۰۰۰۰/-  | روپے ۲۳۶۸۰۰۰/- |
| روپے ۱۶۲۶۹۰۰۰/- | روپے ۱۰۶۱۱۰۰۰/- | روپے ۸۳۷۷۰۰۰/- |
| روپے ۳۰۳۰۰۰۰/-  | روپے ۱۶۲۰۰۰۰/-  | روپے ۵۳۰۰۰۰/-  |
| ۱۰ فیصدی        | ۵ فیصدی         | ۵ فیصدی        |
| ٹیکس فری        | ٹیکس فری        | ٹیکس فری       |

اداشدہ سرمایہ  
ریزرو اور سرپلس  
ڈیپازٹ  
نقد و دیگر کوئیڈ ڈرائنگ  
کاروباری سرمایہ  
خالص منافع  
ڈیویڈنڈ

شرح سود  
۳ فیصد تا ۵ فیصد، رقم اور عرصہ کے مطابق  
۳ فیصدی  
کال شارٹ ٹرم اور کرنٹ لمبوجب انتظام  
بنک ۳ سالہ کش سرٹیفکیٹ بھی جاری کرتا ہے۔ جس پر تقریباً ۱۰ فیصدی سود ملتا ہے۔

ٹیکسڈ و بیازٹ  
سیونگ بینک

دھلی برانچیں

- ۱۔ امرتسر
- ۲۔ جالندھر
- ۳۔ بہنگ
- ۴۔ روہتک

- ۱۔ نئی دھلی H بلاک کناٹ سرکس
- ۲۔ نئی دھلی L بلاک کناٹ سرکس
- ۳۔ نئی دھلی - قرولسباغ
- ۴۔ نئی دھلی - جنگ پورہ ایکسٹنشن
- ۵۔ دھلی - چاندنی چوک

ایم۔ آر کوہلی بینکنگ ڈرائنگس

دلی۔ آر۔ مہلی سیکرٹری



## شری بنجہ لال کول کنول

## بدھتی کا گیان

دو بیٹے گذر گئے اور بدھتی ابھی تک کہیں آسن جمانے کے۔ آخر ایک دن وہ سالہ کی ایک اونچی وادی میں پہنچ گئے۔ انہیں یہ جگہ بڑی اچھی معلوم ہوئی۔ نہریاں شور مچاتی رہی جا رہی تھیں گہری وادیاں اپنے سینوں میں سبزہ زار لئے دور دور تک پھیل رہی تھیں، کئی بار انہوں نے سوچا کہ صداقت کا ذخیرہ اگر کہیں ہو سکتا ہے تو وہ دنیا ہے۔ اس سندن میں نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچ کر وہ اپنے ہمراہ کو گوستے اور کہتے کہ یہ ایک گندہ خیال ہے اور انہیں یہ کبھی سوچنا نہیں چاہیئے۔

"مجھے اب اس دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں جب کہ میں محض مٹی کا پتلا ہوں اور فنا ہونا میری تقدیر ہے۔ میں انسان کے دکھوں کا علاج کر نہیں سکتا تو میں کیا ہوں اور زندہ کیوں ہوں۔ اگر میرے سر پر تاج ہونے والا ہے تو اس مڑے کے سر پر کیا حق ہے کی ارضی میں نے دیکھی، میرا تاج میری زندگی کو آبلہ اور دوست بنا نہیں سکتا۔ مجھے اگر انسانیت معلوم نہیں تو میں انسان نہیں ہوں۔ اگر میں راجا کی رہوں تو کیا ہے ہر کسی کا آغاز و انجام یکساں ہے، مجھے راجے کی زندگی گزارنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ میں شاہی محل میں رہوں اور دوسرے لوگ..... نہیں..... نہیں.....

میں اب ایک پل کے لئے بھی اس منحوس دنیا میں رہ نہیں سکتا۔"

یہ سوچ کر بدھتی پلنگ سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکے، کچھ دیر وہیں پر وہ نکتہ کی حالت میں رہ گئے۔ وہ کچھ کھو گئے، بیٹے اور بیوی کے پریم نے انہیں آگے جانے سے روکا۔ "نہیں مودھ مجھے پریم کے بندھن تو توڑنا ہی ہو گا۔ اب یہ دنیا مجھے کچھ دے نہیں سکتی۔ ہاں اگر کچھ ملنا چاہیئے۔ وہ سچائی ہے۔ اور وہ دنیا میں مل نہیں سکتی۔ دور کہیں جہاں انسان نہ ہو وہیں تجھے کچھ مل سکتا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے اپنے بچے کے پاس آکر اسے بوسہ دیا اور کہا "مجھ سے تجھے اتنا ہی مل سکے گا کہ اور بھی کس کو خیر نہ دیکھ کر چل پڑے۔ بچے کے چہرے پر مٹی مٹی اور وہ ماں کے ساتھ دست سوراہا تھا، بدھتی کو پریم نے چہرہ جھڑنا چاہا لیکن وہ اسے توڑ کر گھر سے چل پڑے۔

GRATEX PEN

گرے ٹیکس پن

ایسوناٹ کے بہترین فونٹین -

لکش بناؤٹ اور بے حد مضبوط -

آج کا بہترین فونٹین آج ہی خرید کر لکھنے

کا لطف لیں۔ قیمت صرف 3/8 روپیہ  
ذیل کے پتہ سے منگوا سکتے ہیں  
علاوہ تحفظ اور ایک

GRATEX PEN - SUNDAR

BAUG CHEMBUR BOMBAY 38



# برازتھنا

اذا تسلیم دل  
کوی لوکت تھاجی دل

ہے کرونا مٹے ہے کرونا ندھی  
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

یہ مایا ایسی ہے پزل نٹ نو ذر شہ در شانی ہے  
ایک لپٹ یہ پھیل جاتے ہیں ہم جب انارنگ جاتی ہے  
ہم رین دوس پھنس جاتے ہیں یہ ایسے جال بھاتی ہے  
ہم آپ کو مانا جاتے ہیں یہ دیشیوں میں بھگاتی ہے  
اس کے پھندے سے بچا لو ہمیں

اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں  
یہ شبید رُوب اس گندھ اسیرش کے نشن باجلا ہے  
کہ شردن نین جھیلنا سکا تو قیا کو بندھ ہی جاتی ہے  
یہ کام کرو وہ موہ لوبھ اور منکار کی کلا جگاتی ہے  
یہ نین کریتی کامنی میں اسکتی اوصک بڑھاتی ہے  
اس کے پھیرے سے نکالو ہمیں

اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں  
ہم دیشیوں کو ویش دیتے ہیں یہ امرت انہیں ملائی ہے  
ہم ترشنا تھیک ملاتے ہیں یہ اسے جھوٹ جگاتی ہے  
ہم اچھننا سے منہ موڑتے ہیں یہ اس کو سٹھک لاتی ہے  
ہم آپکیس موڈ کے بچھتے ہیں یہ اڑیں اک لگاتی ہے  
اپنا ہی آج منا لو ہمیں

اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں  
اب جیتیں گے اب جیتیں گے یوں بازی ہر جی جیون کی  
مایا نہ جیت سکے بڑی ترشنا نہ جیت سکے من کی  
لاٹا کبھی نہ شانت ہوئی و ستر اچھوشن کی دھن کی  
چنتا نہ کبھی سماپت ہوئی بچوں کے لاسن پالن کی

باتوں میں ادر نہ ٹالو ہمیں  
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

اس بھولے بھٹکے بانو کو کرکج کا کبھی سہارا دو  
اس ڈمک کرتی ناؤ کو دکھلا اکبار کستارا دو  
ایکے جیو کو کرونا ورشی کا کر ایک اشارا دو  
کالمنا سے بھرے ہوئے دل کو پورنا کا اجیارا دو  
بس انے نیکٹ بگلا لو ہمیں  
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

ایکھک  
کوی لوکت تھ دل  
خوشاب نو اسی

## بواسیر کے مریضوں کی خوشخبری

بواسیر خونی ہو یا بادی نئی ہو یا پرانی۔ مریض

عورت ہو یا مرد اور چھوٹا ہو یا جوان سب کیلئے

یکساں کسیر دوا ہو و اسٹیلٹس سے اس نامرد

مرض کو دور کیا جاسکتا ہے ہزاروں بگڑے ہوئے

لا علاج پرانے اور مایوس مریضوں پر تجربہ کیا جا

چکا ہے قیمت فی نشی ۲۲ پیسٹ تین روپیہ ۲۵ نئے پیسے

سول ایپٹس بیو میڈیکل اہمال فریڈ کوٹ پنجاب



# شانِ تغزل

شری رشی پٹیلوی

کیا جانے بے شوق اپنا آب کیا نظر آتا ہے  
جلووں کی اگر کو چھو جلوے تو ہیں بے پردا  
جب پھول سمجھ کر میں کانوں کو بھی چھو تا ہوں  
دُنیا میں جو رہ کر بھی دُنیا سے ہے بیگانہ  
سُورِ دِل میں بھی ہم نے پہچان لیا آنکھو  
اُس حُسنِ سراپا کی تفسیر نہیں ممکن  
پایا ہے تو نظروں نے دیکھا ہے تو آنکھوں نے  
طالبِ ہی کی آنکھوں پر پردا ہو تو کیا کہیے  
روپوش نہ ہو جا میں اپنی ہی نگاہوں سے  
احساسِ تمتّہ بھی مُتّا نظر آتا ہے  
اپنی ہی نگاہوں پر پردا نظر آتا ہے  
دامنِ میرا پھولوں سے مجھ تا نظر آتا ہے  
ہم کو وہی دُنیا میں اپنا نظر آتا ہے  
پردے کا ہر اک پہلو جلوہ نظر آتا ہے  
وہ حرف و حکایت سب کمال نظر آتا ہے  
دل کیوں میرے پہلو سے اُرتا نظر آتا ہے  
نظریں ہوں تو پردا بھی جلوہ نظر آتا ہے  
اے ذوقِ تجسس کچھ ایسا نظر آتا ہے

کیا شانِ مسیحائی ہے یاد میں بھی اُن کی  
بیمارِ غمِ فروت اچھا نظر آتا ہے  
مشتاقِ نگاہوں کی قسمت میں زباں ہوئی  
کہنے میں نہیں آتا کیا نظر آتا ہے  
حیرت ہے رشی دل کی بدلی ہوئی حالت پر  
بے شوقِ طلب کیا تھا آب کیا نظر آتا ہے



# رعایتی اعلان

یہ رعایتی فرومی ۱۹۵۹ء تک جاری رہیگی۔ اس نادروقتہ سولابھ اٹھایں

| نمبر شمار | نام کتاب                       | اصل قیمت | رعایتی قیمت | نمبر شمار | نام کتاب                  | اصل قیمت | رعایتی قیمت |
|-----------|--------------------------------|----------|-------------|-----------|---------------------------|----------|-------------|
| ۱         | جہا بھارت جت حصہ اول کلندھ     | ۱۳/-     | ۱۲/-        | ۲۳        | دکبان جیوتی (سیدی)        | ۱۱/-     | ۱۰/-        |
| ۲         | تلسی رانائن اردو بالتصویر مجلد | ۱۰/۸/-   | ۸/۸/-       | ۲۴        | کون تھی کا طبع            | ۱۱/۲/-   | ۱۰/۰/-      |
| ۳         | رتن رانائن منظوم مجلد          | ۶/۸/-    | ۱/۴/-       | ۲۵        | انسان                     | ۱۱/۴/-   | ۱۱/۲/-      |
| ۴         | شمارہ زندگی پروفیسر امر دپہ    |          |             | ۲۶        | نورانی کہانیں             | ۱/۴/-    | ۱۱/۲/-      |
|           | کوشش                           | ۱۱/۱۲/-  | ۱/۶/-       | ۲۷        | لطف زندگی                 | ۲/-      | ۱۱/۱۲/-     |
| ۵         | درگا پاٹھ                      | ۱/-      | ۱۱/۱۲/-     | ۲۸        | گیتا ہنگ                  | ۱/-      | ۱۱/۱۲/-     |
| ۶         | شانخی کے گرو                   | ۱/۴/-    | ۱۱/۱۲/-     | ۲۹        | گیتا جینگ                 | ۱/-      | ۱۱/۱۲/-     |
| ۷         | آنند کی سٹاپی شریک             | ۱/۶/-    | ۱۱/۱۲/-     | ۳۰        | گیتا ہنگ                  | ۱/-      | ۱۱/۱۲/-     |
| ۸         | امرت سرودر گلکان               | ۱۱/۱۰/-  | ۵/۸/-       | ۳۱        | پریت سینہ                 | ۱۰/-     | ۹/-         |
| ۹         | حقیقی آنند کا راستہ            | ۱/۸/-    | ۱/۶/-       | ۳۲        | آدرش تہذیب                | ۸/-      | ۷/-         |
| ۱۰        | نارائن انک سہ                  | ۲/۴/-    | ۱/۸/-       | ۳۳        | استخاری شمع               | ۱۰/-     | ۱۰/۵/-      |
| ۱۱        | آکاسنا انک سہ                  | ۲/-      | ۱/۸/-       | ۳۴        | امرت گنڈ                  | ۱۰/-     | ۹/-         |
| ۱۲        | یوگ انک سہ                     | ۲/-      | ۱/۸/-       | ۳۵        | نعرہ حق                   | ۱۰/-     | ۹/-         |
| ۱۳        | ویدانت انک                     | ۲/-      | ۱/۸/-       | ۳۶        | ذرا سرا                   | ۸/-      | ۷/۴/-       |
| ۱۴        | شوا انک                        | ۲/-      | ۱/۸/-       | ۳۷        | ارمغان سخن دیوان دوم      | ۲/۸/-    | ۲/-         |
| ۱۵        | مہندی                          | ۱/-      | ۱/۸/-       | ۳۸        | جب وطن                    | ۱۱/۵/-   | ۱۱/-        |
| ۱۶        | لٹن باترا                      | ۱۰/-     | ۸/-         | ۳۹        | نذہب اور انانیتا          | ۲/-      | ۲/۱۰/-      |
| ۱۷        | جپ جی سھنی صاحب                | ۲/۸/-    | ۲/۴/-       | ۴۰        | شری مر دیال ایم اے        | ۲/-      | ۲/۱۰/-      |
| ۱۸        | گیتا خواجہ دل محمد             | ۲/۸/-    | ۲/۴/-       | ۴۱        | شری کرشن اور ان کی تعلیم  | ۲/-      | ۲/۱۰/-      |
| ۱۹        | شریک بھگوت پرن                 | ۱۲/-     | ۱۰/-        |           | انفوخ قوم لالہ لاجپت رائے |          |             |
| ۲۰        | شریک بھگوت گیتا الحدوت         |          |             |           | بیراگ برادر شری بھائی     |          |             |
|           | سرل گیتا صفحات ۲۲              | ۵/۸/-    | ۴/۸/-       |           | پیمانہ جی                 | ۱۱/۱۲/-  | ۱۱/۸/-      |
| ۲۱        | رام درشن                       | ۱/۴/-    | ۱/-         |           | نوسر سنگار                | ۴/-      | ۳/۸/-       |
| ۲۲        | تحفہ درویش                     | ۲/-      | ۱/۴/-       |           | راج سنگھ                  | ۲/۸/-    | ۲/۴/-       |



| نمبر شمار | نام کتاب                 | اصل قیمت | رعایتی قیمت | نمبر شمار | نام کتاب                       | اصل قیمت | رعایتی قیمت |
|-----------|--------------------------|----------|-------------|-----------|--------------------------------|----------|-------------|
| ۴۴        | نقدت جی سرت چندر         | -/-      | ۱۱۲/-       | ۴۵        | دیگر کتب                       |          |             |
| ۴۵        | منوہرم درین لالہ گوبندی  | -/-      | ۱۱۲/-       | ۴۶        | جلد نوار باغ رڈرام             | -/۸/-    | -/۴/-       |
| ۴۶        | میکور کے ڈرامے           | -/۲/-    | -/۸/-       | ۴۷        | شیر اعظم جھگت سنگھ             | -/۱۲/-   | -/۱۰/-      |
| ۴۷        | دیرانی درگا دنی نامک     | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۴۸        | دیکھاری (ڈراما)                | -/۸/-    | -/۱۵/-      |
| ۴۸        | شریح جھگت گیتن لہڑا      | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۴۹        | تتالہ ڈرامہ                    | -/۱۲/-   | -/۱۰/-      |
| ۴۹        | رادے ششام                | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۰        | چانکیتی درین                   | -/۱۲/-   | -/۱۰/-      |
| ۵۰        | بالیکی رابین اردو        | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۱        | کافیاں بھٹہ شاہ                | -/۱۲/-   | -/۱۰/-      |
| ۵۱        | ڈرامے                    | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۲        | ایشرداس                        | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۲        | لنگوٹی والا              | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۳        | شہواجی                         | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۳        | بکیا پلٹ                 | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۴        | میری دیدی                      | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۴        | زخمی پنجاب               | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۵        | کتب سوامی نرمل جی مہاراج       |          |             |
| ۵۵        | دان در کرن               | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۶        | جہاٹے ناب اردو                 | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۶        | سری منہر کرشن افکار      | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۷        | آب گنگ                         | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۷        | دہرم ادہرم بدھ           | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۸        | گوئرو تسیم                     | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۸        | دیرا جھلینو              | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۵۹        | نرمل دھن ارت مندی              | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۵۹        | سرون کمار                | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۶۰        | گوئدی پرکاش اردو سوامی         | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۶۰        | ستینہ دان سادتری         | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۶۱        | گوئدی آندجی                    | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۶۱        | کتب مہرشی شوبرت لال درمن | -/۱۰/-   | -/۸/-       | ۶۲        | گوئدی بلاس مندی                | -/۱۲/-   | -/۸/-       |
| ۶۲        | میراں بائی               | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           | اس کے علاوہ ہر قسم کی          |          |             |
| ۶۳        | سانہیں کے سوخیال         | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           | وہادہ کت میں بھی مل سکتی       |          |             |
| ۶۴        | روحانی اشارے             | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           | ہیں۔ ہر کتاب کا محصول ڈاکت منہ |          |             |
| ۶۵        | کیر لوگ                  | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           | خریداری ہوگا۔ نوٹ کریں۔        |          |             |
| ۶۶        | کامیابی کی بجھی          | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           |                                |          |             |
| ۶۷        | استک ناسنک سنوار         | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           |                                |          |             |
| ۶۸        | ہرچرچہ ڈرامہ             | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           |                                |          |             |
| ۶۹        | دہر بھوت                 | -/۱۰/-   | -/۸/-       |           |                                |          |             |

منگوانے پتہ: دفتر سالہ اوم بازار اجیری گیٹ دہلی



# کلجک میں سرت سگی مہاتما

شہری بالکشن تیرہ لے ایل ایل

رہیں یا چھوڑ جاویں، مگر وہ ان کی پرستنا کے لئے ایک پنج بھی دہرم سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ دہرم میں نیت میں غرضیکہ جس پہلو سے ان کے جیون پر غور کرتے ہیں، ہم ان کو اوج سے اوج دیکھتے ہیں۔ ان کا تیک جب ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم حیران ہو جاتے ہیں۔ وہ بھول کر بھی کسی کے گھر ان گہن نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ پانی یا آگ تک سے پرہیز کرتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا۔ کہ جب تک انسان اپنے کھان پان کا دجا نہیں کرتا تو گویا اپنے حق کی کالی کا آن نہیں کھانا۔ وہ کبھی بھجن میں ترقی نہیں کر سکتا۔ لالہ سرت رائے جی ہر وقت پرمانہ

کلجک میں سرت سگی مہاتما لالہ سرت رائے صاحب نانگیاں ملتان نواسی تھے۔ جو تباریخ ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء کو اس دار فانی سے انتقال کر گئے۔ ریٹائرمنٹ کی معیاد سے چلے ہر دار اور بنارس جیسے تیرتھ آستانوں پر پرانتا کے دھیان و بھجن میں ہر وقت لگے رہتے تھے۔ ان کا جیون دہرم کی لڑی میں پرویا ہوا تھا اور کیول دہرم روپ بنا ہوا تھا۔ جبکہ مکر وہ سرت بولتے تھے دنیاوی منشوں کی پرست کی سبائے کیول پرانتا کی پرستنا ان کے جیون کا اعلیٰ اودیش تھا، دنیاوی لوگ خواہ ان کی نند کریں یا استی۔ خواہ ان کے ساتھ

## منشی سورج نارائن مہر کی نایاب منظر کتب

جہل درویش۔ یہ گیان دھیان کی کہانیوں کا مجموعہ ہے جس میں رشتہ اور کارآمد روحانی مفامین کو دلچسپ اور عام فہم چالیس کہانیوں میں بیان کیا گیا ہے کہ مصنف شروع کر کے کتاب ہاتھ سے لکھنے کو دل نہیں چاہتا، کاغذ، لکھائی، چھپائی اعلیٰ ماحول صفحت ۶۵۶ قیمت - ۵/۱۱ علاوہ محصول ڈاک۔

اس کتاب کا نیا ایڈیشن چھپ کر تیار روحانی کہانیاں ہو گیا ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کی دیر سے مانگ کی جارہی تھی کیوں کہ یہ جہل درویش کی دوسری جلد ہے جس میں کام، کروہ لکھ اور موہ لکھار کے جتنی کے عمل طریقے دلچسپ اور عام فہم کہانیوں میں بتلائے گئے ہیں، لکھائی، چھپائی اعلیٰ صفحہ ۴۵۶ قیمت - ۵/۱۱ مہر صاحب کی دیگر کتب بھی دفتر ہذا سے مل سکتی ہیں، جو سچے جہل درویش، کا مطالعہ کر چکے ہیں ان کے مطالعہ کے لئے یہ ایک منظر کتب ہے، اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

دفتر رازدار، رازدار، رازدار

## برٹھیا

کلوشالز

ط پو

لوپیاں

پشمینہ

چادریں

دی مٹھا کر وول و کر ز کو اپر موڈ

سوسائیٹی لمیٹڈ۔ کلوشالز۔ ہمالیہ



کی یاد میں گمن رہتے۔ اور اُن کا حکم بجالانے میں اپنے زندگی کے دن کاٹتے رہے، جسمانی آرام کو روحانی آرام کے مقابلہ میں ترجیح سمجھتے رہے،

اپنی زندگی میں وہ اس قدر نیک رہے۔ اور پرمانی کو ہر وقت اور ہر جگہ حاضر ناظر جانتے ہوئے باپ سے رکتے رہے۔ اور وہ کرم کرتے رہے، جو پرمانی کی اچھی مثال انکھول ہیں۔ کرموں نے اُن کو پوتر بنایا۔ اور کرموں سے ہی وہ امرت پر کو پراپت ہوئے۔ اُن کے پرستار رفیق کے ساتھ ہر وقت دہرم کا یوگ تھا۔ انہوں نے اِس دُنیا کے بھوگ بھوکے مگر نہایت دہرم اور ابھاری سے انہوں نے بھوگوں کو تینا گا نہایت شامی اور پرستش سے بھوک اور تیاگ میں وہ پرمانی کی یاد میں گمن رہے۔ انہوں نے اپنا تمام جیون پرستش کی حالت میں بسر کیا۔ سنا ر اُن کے لئے مسوگ دھام بنا رہا۔ اور سنساری بھوگ اُن کے لئے سکھ اُچی رہے۔ دکھ کی حالت میں اُن کے چہرے پر ملال اور سکھ کی حالت میں خوشی نمودار نہ ہوئی۔ انہوں نے دہرم کے سہارے اپنے جیون کو اپنے لئے اور آنے والی گفتان کے لئے کارآمد بنایا۔ اُن کی زندگی کے ایام اگرچہ اور لوگوں کی نسبت اِس دُنیا میں بہت بھڑے تھے، مگر جب تک وہ زندہ رہے اپنی روحانی ترقی کے لئے بڑے سرگرم اور بیکمندر رہے۔ اپنے لباس اور اپنی خوراک میں وہ اتنی سادگی سے کام لیتے تھے کہ ہر آدمی کے دل کو مغل اور ناتواں دکھائی دیتے تھے مگر جب گھبراہٹ کوئی اُن کے پاس دوچار منٹ کے لئے بیٹھتا تو وہ اُن کو روحانی برکتوں سے بالامال پاتا۔ دُنیا دار اُن کو کسی الفاظ میں یاد کریں مگر وہ اُن کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ دُنیا میں رہتے ہوئے اُن کو دُنیا داروں سے تعلق تھا، مگر وہ تعلق اتنا گہرا نہ تھا کہ وہ اُن کو بندھن میں جکڑیں اُن کا خاص تعلق پرمانی کے ساتھ تھا۔ اور اِس تعلق کو وہ قدم قدم پر مضبوط کرتے جاتے تھے، دُنیا دار اُن کو اُن کی لاپرواہی کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے، مگر وہ وشواس

رکھتے تھے کہ پرمانی ہمارا کبھی تیاگ نہیں کریں گے۔ جب انہوں نے اِس فانی جوں کو چھوڑا۔ تو آخری وقت میں اُس بڑے خزانہ کو جو اُن کی اُمت کے اندر دیر سے چھپایا تھا، اپنے چہرے اور حرکات سے اُن لوگوں پر بکھڑا کیا، جن کو آخری وقت میں اُن کے روشن نصیب ہوئے، جبکہ اُن کی فوٹو کی جا رہی تھی۔ انہوں نے بتلایا کہ اعلیٰ خزانہ وہ ہے جو موت کے بعد اُمت کے ساتھ جاتا ہے، درحقیقت وہ اِس دُنیا سے بالامال ہو کر گئے۔ عقبنی دیر وہ زندہ رہے اُتم سے اُتم اور نیک سے نیک کام کرتے رہے اُن کو دُنیا بانی سے گزرے ہوئے ۲۴ برس ہوئے ہیں۔ تاہم اُن کی نیک آوازاں اب تک ہمارے کانوں میں اُن کی نیک اوصاف کی وجہ سے سنائی دے رہی ہے۔ وہ اپنے اوچیر مول کے باعث ابھی تک زندہ ہیں۔ آپ کے منور آپریشن سے دُنیا میں رہتے ہوئے بھی اِس سے الگ ہو، وقتاً فوقتاً جولفاً و جند معلومات و روحانی باتیں آپ مجھ سے کرتے تھے۔ یہی گھر اگر اُن کو لکھ لیا کرتا تھا۔ اُن میں سے چند نصیحتیں ناخبر ادم کے لئے درج کرتا ہوں۔

- ۱۔ من کا سنگھاپ سے بہت ہونا ہی سچی زندگی ہے
- ۲۔ روحانی عروج پر خوشی کا نظارہ ناقابل بیان ہے۔
- ۳۔ اپنا خزانہ آسمان پر جمع کرو،
- ۴۔ پرانا ایام صرف غراب ہوا کو باہر نکالتا۔ اور اچھی ہوا کو اندر قائم کرتا ہے۔ اِس میں ادم کا اچھا دن سب سے افضل ہے
- ۵۔ سب کو اپنا روپ اور اپنے روپ میں سب کو سمجھ کر تم دُنیا میں زندگی اِس طرح بسر کرو۔ جیسے پانی میں مچھلیاں رہتی ہیں۔ اور اُن کو پانی سے دکھ نہیں پہنچتا،
- ۶۔ جنم مرں کے دکھ سے رہائی پانے اور موجودہ زندگی کو سوگ دھام اور شانتی سے گزارنے کے لئے البشور کے ساتھ اُتمک سکینہ جوڑ کر اُن کی شران لینا ضروری ہے
- ۷۔ زیادہ بڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اِس پر عمل کرنا ہی بار آورنے کی ناؤ ہے۔ جب تک انسان میں عمل نہیں

ادم دلی کا سادہوانک



باتیر خفیہ یا ترا کر دو۔

آپ کی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کا ایک ٹرسٹ بنانا ہے۔ ہر وار میں جس وقت گناہ کے پاس ایک مسکن اور نئی کمیش میں بھی زمین ہے۔ ہر سال مستحق لوگوں اور بیوگان کو ٹرسٹ سے وظیفے ملتے ہیں۔ دہرم اپریش نامی مہندی لیتیک طلب کرنے پر بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ سہ خوشنما دنیا میں وہ حاجت روا مینا رہیں روشنی سے جس کی ملاحول کے بیڑے پار ہیں

## کتاب پر و فیسر نرمل چندر جی مہاراج پورن دہرم

دیدانت پر ایک نہایت بلند پایہ جامع اور بے نظیر کتاب جن میں دیدانت کے گہرے سے گہرے رازوں کو اس طرح بیان کیا کہ سمجھنا سوجھنا والا انہی بھی برہم گیان اور جیون کے متون کو جان کر برہم آندا اور شانتی اوفجھو کرتا ہے، سب شکوک مٹ جاتے ہیں اور سارا جگت ہی آتم روشن ہو جاتا ہے۔ یہ گرنٹھ گویا ایک نیا شاستر ہے۔ جو قدیم ترین فلسفہ زمانہ حال کی علمی بولی میں روشن کرتا ہے۔ قیمت - ۱/۱۱ روپے، علاوہ محصول ٹاک

## جیون راسیہ

بھی آتم۔ جیون گیان پر ایک انمول سامہیر متن ہے اس آتم گیان، جیون اور مٹھ اسی سنار کو ہی سچا سورگ بنانے اند مالو مولیوں پر نرالے رنگ سے روشنی ڈال کر آندپانے کا مادہ دکھایا ہے۔

قیمت - ۱/۱۱ روپے، علاوہ محصول ٹاک

دفتر رسالہ اوم بازار اجمیری گیٹ دھلی

گدھے پر کتا بوں کا بوجھ لدا ہوا ہے، مختصر اڑھو۔ اس کو سمجھو اور عمل کرو۔

۸۔ دیکھو اور سمجھو اپنے من کی بقی ہے۔ دنیا نہ بری ہے نہ اچھی، جیسا اپنا دل ہوگا، ویسے نظر یہ دنیا آئے گی۔ البتہ نے تمام دنیا کی اشیاء ہمارے خوش کرنے کو بنائی ہیں۔

۹۔ اگر دل میں سچائی اور پرانما کا پریم ہو تو برہم ہی ہر چیز میں مالک کی قدرت پر دھار کرتا ہوا اس کو ہر جگہ حاضر ناظر دیکھ کر آمنت ہوگا۔ ہر پتہ پتہ میں اس کا جلوہ اور اس سے سبق مل رہا ہے۔ ضرورت صرف امنتہ کرن کو مصفا کرنے کی ہے۔ صاف شیشے میں ہر شے مصفا نظر آئے گی۔ اور مالک کا عکس معلوم ہونے لگیگا۔ جس قدر پریم روپ کے نظارہ پر دھار بڑھتا جاوے گا۔ روحانی منزل کی سیڑھی پر چڑھنا ملتا جاوے گا۔

۱۰۔ ہمیشہ صبح کے سہاونے وقت میل دو میل شہر کے باہر شدھ ہوا میں جا کر اپنے دل و دماغ کو طراوت دے کر مالک کی قدرت پر دھار کرو۔

۱۱۔ جتنی غذا پاک رزق سے ملے گی، اسقدر رو حانیت کی کمائی میں وہ سچی بدگا ہوگی۔

۱۲۔ جسم یا من کو کبھی موفت نہ دو کہ وہ تم پر غالب آسکے یہ جسم ہمارا ہے۔ ہم جسم کے بنے ہیں، ہمارا اصل مقصد بھی اس کے ذریعے روح کی نجات حاصل کرنا ہے،

۱۳۔ کبھی غیر ضروری دہلا ضرورت سے نہ خریدو، تفکرات سے ہمیشہ دل کو صاف رکھو۔

۱۴۔ اپنی مہبلاتی دوسروں کی بہتری کے اندر تلاش کرو۔ خدمت کرنا نہیں کی کرنا د احسان ماننا کبھی نہ بھولو۔ یہ جسم اور روح کو طراوت دے کر خوشی اور عمر کو بڑھاتے ہیں

۱۵۔ اپنا اور ش ہمیشہ بلند رکھو۔ اور اپنی ذات پر پورا بھروسہ رکھو۔

۱۶۔ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ دہرم اور تحقیقات میں دو۔ اور سال میں ایک دفعہ ضرورتاً کمالات افزا مقامات کی سیر



# درس عمل

از قلم پنڈت رتن چند جی رتن  
مصنف رتن رام این

میل من کی دُور کر مند میں جانا چاہئے  
عیش و عشرت میں رہا غلطی ساری عمر  
یاں تو موٹر ریل گھوڑی پر سفر طے کر لیا  
فرض اپنا یاد رکھ اپنے دہرم کا پاس رکھ  
مت کسی کا دل دکھا آرام دے اور دل کو تو  
خود بخود دل جائیگا پر ماتا لیکن ذرا  
ہے ضرورت سار کاموں میں جی استاد کی  
چھوڑ سب سنسار کے دھند یہ ہیں بالکل فنا  
چھوڑ دے پھرنا پھرنا در بدر اور کو بکو  
روک کر اپنے تخیل کی روانی کو ذرا

پریم کا پر تماں پہ گنگا جل چڑھانا چاہئے  
یا دھن میں بھی ذرا دل کو لگانا چاہئے  
اُس سفر کی واسطے بھی کچھ بنانا چاہئے  
راستے سیدھے پہ اپنا من چلانا چاہئے  
دل کو بیکسو کر کے چروں میں لگانا چاہئے  
درمیاں ہی ہے جو پردہ وہ اٹھانا چاہئے  
علم روحانی کا بھی رہبر بنانا چاہئے  
غیر فانی کی شرن میں من لگانا چاہئے  
قصر عالیشان کا در کھٹکھٹانا چاہئے  
بکھرے پایاں میں بھی غوط لگانا چاہئے

روٹھتا ہے مگر زمانہ روٹھ جانے دے اسے  
اُس رتن انمول کو پہلے منانا چاہئے



گزشتہ سے پیوستہ

# بھارت سادھو سماج

دیوان سنجی چند دلی لے ڈی ایچی  
تینٹ بار ایٹ لا

دیش اور دہرم کا تاوا تہیہ : तादात्म्य

سمندھ ہے۔ جسیرا آگ میں لوسے اور آگنی کا سمندھ ہوتا ہے اور اب طرح سے دہرم اور سادھو کا آپس میں اجتماع کا سمندھ ہے اگر سادھو ہوتا ہے تو دہرم بھی قائم ہے اور اگر دہرم قائم ہے تو دیش بھی قائم یعنی سوتنتر نامتی ہے۔ رومروں کی غلامی میں نہیں جاتا جس دیش میں دہرم نہیں وہاں سوتنتر نامتی اور سادھو ہونا بھی نہیں رہتی۔ لہذا دلکش دہرم اور سادھو تینوں کا سنگٹھن ہونے سے ہی راشٹریا یعنی قومیت کی مضبوطی ہوتی ہے، جنگ دیش اپنا نہیں ہوتا جنگ اپنے دیش پر مکمل اپنی حکومت اپنا اطمینان نہیں ہوتا آپ بھی سمجھیں ہو سکتے، جنگ بدیشوں کا بھارت میں بول بالا راخواہ وہ ترک تھے، بھارت تھے مغل تھے راخواہ وہ انگریز تھے فرانسیسی تھے یا اور تھے آپ نہ اپنے۔ دہرم کو قائم رکھ سکے۔ نہ اپنی دولت کو سمجھال سکے اور نہ ہی آپ کے سادھو، مہاتما، سنیاسی آدمی سے تپتیا اور دہرم کو ٹھکان کر سکے۔

راکششوں کا بارنے کے لئے راکششوں سے حفاظت کرنے کے لئے مہرشی و شواکر کو بھی بھگوان رام اور لکشمن کی ضرورت پڑی۔ آج جب کہ دہرم کشین ہو چکا ہے۔ دہرم کو از سر نو جیوت کرنا ہے تو کسی راکشی طرز سے کل ہیگ کو مائل کرکھ کر ایک ایسی برہمنی کو اختیار کیا گیا ہے جس میں تمام بھارت دیش کے مہاتما، سادھو، سنیاسی اور دیگر سہاٹک لوگ دہرم کا سچا بن کرنے میں اپنا بل پروان کر سکتے ہیں۔ یہ بھارت سادھو سماج کے۔ گزشتہ ماہ کے رسالہ میں بھارت سادھو سماج کے دیدھان اور نیم بتائے گئے تھے اور یہ ذکر کیا گیا تھا کہ جتنا میں بھارت سادھو سماج

کے متعلق غلط بیانیوں پھیلی ہوئی ہیں اور پھیلائی جا رہی ہیں جس سے جتنا کو بچانا چاہئے۔ لہذا اصلیت کو اپنانا چاہئے۔

”بھارت سادھو سماج“ کو ایک سرکاری جماعت کہا جاتا ہے اور بھارت سادھو سماج میں کام کرنے والے سادھوؤں کو اور اس کے پروگرام کو اپنانے والے سادھوؤں کو ”گورنمنٹ سادھو“ کے نام سے پکارا جاتا ہے گزشتہ ماہ کے تذکرہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ جماعت ایک غیر سرکاری جماعت ہے جس کا پرودھان بھی ایک اونچی بھادونا اور پچھلے کا مہاتما یعنی مہاراج ٹیکو لوجی ضرب المثل ہیں اور جتنے بھی مہاتما ان کے ساتھ مختلف کاروبار پر برہمن ہندی خود کام کر رہے ہیں غیر سرکاری ہیں۔ اور ”راہنی“ رہنا سے تو، کو ساتھ لے کر اس

دریائے فانی کو عبور کرنے والے دنیا داروں اور دیگر مہاتماؤں کے اٹھار کی خاطر ایک جماعت بندی میں منظم ہوتے ہیں۔ اور زیر الجیٹ ۲۱ ۱۸۶۰ء رجسٹرڈ ہو کر بھارت سادھو سماج کے نام سے منسوب ہونے لگے ہیں۔ یہ بات تو سمجھیں آگنی ہوگی۔ یہ سرکاری محکمہ یا سرکاری راخواہ داروں کی جماعت نہیں ہے،

پبلک میں غلط فہمیوں کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے، بھارت سادھو سماج کے قائم ہونے سے اور اس کے خیوں کی تمام جتنا کو قبولیت ہونے سے اس کی عظمت کو تمام بھارت دیشی اب پہچان گئے ہیں جو سادھو، مہاتما بڑے بڑے صاحب جائیداد اور مٹھوں کے مالک ہیں اور اس کی آمدنی کو اپنے ذاتی ملکیت تصور کرتے



ہیں اور ذاتی تصرف میں لاتے ہیں اور لاتے چلے آ رہے ہیں ان کے لئے ایک بڑا حشر پیدا ہو گیا ہے ان کے لئے بھارت سادھو سماج ایک فخر خدائی نازل ہوا ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ہر طرح سے تیار ہو رہے ہیں۔ لہذا انہوں نے ہی ابتدا سے ایک لغو پراپیگنڈہ اور پرجار بھارت سادھو سماج کے خلاف چلا رکھا ہے تاکہ بھارت سادھو سماج مقبول عام نہ ہو سکے اور عوام ان کی توجہ اس طرف نہ جاسکے اور جو سادھو جہاں اس سماج کے ساتھ تیار نہ کر کے اس کے پروگرام کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کی سرانمہ نہ کی جائے اور ان کا کہیں بھی سواکت نہ ہو مگر ان کے اپڈیشن میں شروہان بڑھے۔ گویا لوگوں کی توجہ کو بھارت سادھو سماج کی طرف سے مٹانا ہی ان کا ایک پختہ پروگرام ہے ایسے

لوگ اپنے دلش اور جاتی کے متیش نہیں ہیں۔ بلکہ دلش اور قوم کو چھپے پھینک کر اپنے ذاتی مفاد کی دستیابی کرنا چاہتے ہیں۔ جتنا کا اس لئے معرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے دھوکہ اور فریب سے بچائے بھارت سادھو سماج کا یہ ایک اہم کام ہے کہ انہوں نے خندوں مٹھوں اور ایسے دھوکہ باز سادھوؤں کا سدھار کر کے ان جائزادوں کو اپنے قبضہ میں لے کر اس کو دلش کی انتہی میں لگا نا ہے، بھارت سادھو سماج کو قدرتی طور پر صرف دشمنان میں سے گندنا طیرنا ہے یہ بات بھارت سادھو سماج سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سادھو شہد کے ساتھ سماج کا استعمال غیر واجب ہے، سادھو کا سماج نہیں ہو سکتا۔ سادھو تو درگت ہو کر دُنیا سے فطری تعین توڑ کر

RIGHT VALUE OF YOUR MONEY  
اپنے روپے کی پوری قیمت وصول کرنے کے لئے  
ہمیشہ توفندی تلاش کریں

کاہن گھی خریدیں



بھڑے ہی عرصہ میں کاہن گھی کی قابل رشک کامیابی اس کے بہترین ہونے کا زندہ ثبوت ہے

سبیل بند دُوروں میں ہر جگہ ملتا ہے۔

کاہن گھی لیبارٹریز اجمل خاں روڈ۔ قریب باغ تھی دہلی ۵۳۵۶۴  
پراچ ۱۸ سنٹرل مارکیٹ۔ لاہور، نئی دہلی۔



This is an independent and self centered organization owing allegiance to none.

ترجمہ - بھارت "سادھو سماج" تمام بھارت ورش کے سادھوؤں اور سنیسیوں کی منظم جماعت ہے یہ خود مختار اور اپنے میں ہی منظم ہو کر کسی کے بھی تابع نہیں ہے۔ تمام دنیا کے ممالک میں اور نیز بھارت ورش میں بھی ہر ایک جماعت اپنے اخلاق و تمدن اور اپنی ہستی کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے آپ کو منظم کر رہی ہے ہندوستان میں گویہ صورت حالات مغرب کی تہذیب سے آئی ہے مگر کل ایک میں جلتا ہے جو صورت حالات اختیار کی ہے وہ اس طرز کی ہے جسے کسی مشین یعنی کلا میں پرزے جوڑ کر مشین سے کام لیا جاتا ہے اسطرح سے دنیا کے کام انسان کو بطور ایک پرزہ مشین سمجھ کر چلا جا رہے ہیں ابھی تو اس زمانہ کو کلجنگ یعنی کلاؤں کا زمانہ کہا گیا ہے۔ انسان بھوتک و گیان کی بددھانتا سے جڑ وادی جڑ ووت ہو کر جڑ و مشین کے پرزوں کی شکل اختیار کر چکا ہے اور پرزوں کی ہی طرح وہ جبتک ایک سنگٹھن یعنی ایک مشین کی شکل اختیار نہیں کر لیتا یا نہیں کرے گا۔ وہ اس کلا کے یک ٹپس اپنی ہستی اور اپنے تمدن کو قائم نہیں رکھ سکے گا۔ اسی وجہ سے انسانی مشین بنام لیبر یونین کیان یونین، حلوالی یونین اور سرمایہ داروں کی یونین مثلاً ٹرسٹ، کارٹل، سٹاک کمپنی اور دیگر کو آپریٹو سائٹی وغیرہ دنیا میں نمودار ہوئیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات ہے کہ ہر اکاؤں سادھوؤں اور سنیسیوں نے بھی جنہوں نے اس ہی سنار اور بددھانتی پر اپنے بھوتک شریہ کی رکشا اور اپنے ادھیاتم مارک کی حفاظت کرنی ہے ایک آل انڈیا آرگنائزیشن قائم کی ہے تاکہ وہ مجموعی طرز سے اپنی رکشا

مجدد بارہ آسکتی اور تعلق رکھنے والی مریدا کیے یان کرکنا ہے۔ سادھوؤں میں سماج پیدا ہو گیا۔ تو سادھوؤں میں ویسے ہی جیسے دنیا داروں میں کام کر رہے، لو بھادی دوش آجائیں گے جو حقیقی سادھو نہیں ہونے چاہیے۔ لہذا ان کا پروپیگنڈا یہ ہے کہ بھارت سادھو سماج ایک سادھوؤں مہانتوں سنیسیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی جماعت ہے جو دھرمین سے گر چکے ہیں۔ اس لئے اس غلط پرچار کی تردید کرنی لازمی ہے۔ شری گو سوامی تکیڈاس جی نے اپنے "رام چرما س" میں شروع میں ہی دوہا نمبر ۲ بال کا اند میں "سادھو سماج" کا شدید انتہال کیا ہے ملاحظہ ہو۔

سنی سمجھیں جن مدت من منجھیں اتی اوراگ کہیں چاری چھل اچھت تھوں سادھو سماج پرانک نیز اس دوہے کے بعد کی چوبائیوں میں سماج کے معنی بھی "سنگ" کے شد سے کہے ہیں۔ لہذا سادھو سماج "جملہ میں کوئی نقص نہیں نکالنا جاسکتا مفہوم کے لحاظ سے زبان دانی کے لحاظ سے اور کسی لحاظ سے بھی اس میں کوئی دوش نہیں دیکھا جاسکتا، مزید تشریح ضد جہ ذیل میں دیکھئے۔ جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ بھارت سادھو سماج کا مفہوم بھارت کے سادھوؤں کا سنگٹھن ہے جو کہ موجودہ زمانہ میں لازمی ہے۔ اگر آپ نے شری گلزاری لال تارہ صاحب نظر

بلینگ کا ترجمہ انگریزی بنام "The Role of Sadhus in Reshaping India's Destiny" in Reshaping India's Destiny" ملاحظہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا ہے کہ

"Bharat Sadhu Samaj is an all India Organisation of Sadhus and Sanyasis."



کر سکیں۔ اپنے کاریہ کی رشتا کر سکیں اور اپنے دیش کی رشت  
کر سکیں کیونکہ اپنے دیش کی سونتر تا کے بغیر دوسرے قائم نہیں  
وہ سکتا اور دوسرے کے قائم نہ رہنے سے مہاتماؤں کی مہنتی  
خطہ میں بڑھ جاتی ہے ماس لے دوسرے کی رشت اور دیش  
کی آنتی اور قومیت کا جذبہ گیارہ چارہ ایک ملندک رنجیر  
ہے جس کو نوڑا نہیں جاسکتا۔ اس تشبیح سے واضح ہو  
گیا ہوا کہ سماج کے معنی سنگٹھن کے ہیں نہ کہ سہ واس

یا سہ بھوک یا کوئی دیگر مفہوم کے ہیں، تمام مہاتما اب  
ایک سوڑ میں۔ ایک منہ پر اکٹھے ہو چکے ہیں۔ اور ان کا گٹھ  
جوڑ ہو چکا ہے۔ اور یہ سنگٹھن اب جھوٹے اور لغو پرانے  
سے ٹوٹ نہیں ہو سکتا اور اب اسی کے ذریعہ دوسرے کا پتہ  
اتھان، دیش کا امتحان اور قوم کا کلیان ہوگا۔ اس میں کوئی  
شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔  
(باقی پھر)

## پندرہویں مٹھ کے مسٹھا دیش شری رام ناتھ شرما

شری ۱۱۰۸ ویشواچاریہ پوجمورتی شری سوامی مہنت  
رام داس جی مہاراج آف دربار مینڈوری موجودہ زمانہ  
کے اورش مہنت پر ویکاری اور بھگوت برائن مذت سادھو  
مہاتما ہیں۔ وہ بار مینڈوری ایک روجانی مٹھ ہے۔ اس کے  
مٹھا ویشی ہونے کے ناطے آپ شری مہنت ہیں۔ اوویشو  
برائی سمیر داس کے ہاؤن وداروں میں سے بھگوان نارائن  
ودادہ کے آچاریہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو جگت  
گود کی پردی پر اپت ہے بھگوت بھگتی اور سادھنا کے  
لحاظ سے آپ اوچر کوئی کے برائی ہیں۔ آپ نے اپنا  
جیون جتنا جنار وھن کے ایکبار اور پوجا کے لئے وقف کر  
رکھا ہے۔ اس آدیش کی پورنی کے لئے آپ مندر بر ذیل  
تین سادھنوں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔

ننگے کو کپڑا۔ مرین کا علاج، بے ٹھکانے کو ٹھکانا، مالی  
امداد کے طلبگاروں کو مالی امداد حاصل ہو جاتی ہے وغیرہ  
آپ کا در بے سہاروں کا سہارا۔ مایوسوں کی آس اور  
ننھاؤں کا ننھا ہے آپ کا قول ہے کہ رام کا کلیت  
اور رام کی ہی چڑیاں  
(۲) برائیوں میں سدھانا اتین کرنا، سدھاناؤں سے  
ہی جیو کو اس لوک میں اور پر لوک میں سکھ اور شانتی، کلیان  
براپت ہو سکتا ہے ماس خیل سے جیووں کے بھاؤوں  
کو دوسرے انوکول بنانے کے لئے آپ جتنا کہ ہمیشہ اپدیش دیتے  
رہتے ہیں۔ ہر ایک منش کو اس کے دن آشرم دوسرے انوسا  
کو توبہ پائین کرنے کا ادیش دیتے ہیں۔ روزانہ دست رنگ  
میں براپن دیشیوں کے سدھانوں پر پرکاش دلاتے ہیں  
گیتا رامائن اور شریکد بھاگوت کی کتھا کا تسلسلہ ہمیشہ جاری  
رہتا ہے۔ تاکہ ان کے بڑھنے، سننے اور ان پر عمل کرنے  
سے منش میں سدھاد پیدا ہوں۔ جس سے جیو کا کلیان ہو سکے۔  
اس کے ساتھ ہی بختیت جگت کو رواپ اپنے سب  
سیوکوں کو بھگوت نام کی مہا اور جب پاٹھ کرنے کی وجہی

۱۔ دین دکھیوں کی سہائتا۔ شری سوامی جی مہاراج سب  
برائیوں کے آتما کو اپنے آتما کی طرح دیکھتے ہیں۔ اس عقیدے  
کے انوسا ہمیشہ سب دین دکھیوں اور حاجتمندوں کی  
سہائتا کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے در پر آیا ہوا کوئی  
بھی سوامی زانش مہرکد اس کو ٹوٹنے نہیں پاتا۔ بھوک کو روٹی



دوہان بھی بتلاتے ہیں کیونکہ کل جگ میں سکھ اور شانتی اور کلیان کا سب سے بڑا سامن نام سمرن ہی مانا گیا ہے پرائیوں میں جھگڑت جھگڑتی اور سدبھاونا میں بڑھانے کے لئے آپ سوچیں اپنے دن اشرم و ہرم انوسار کر تو یہ پالنے کا اور شمشین کرتے رہتے ہیں۔ اور جو سادہ بھاتا یا شانتی کے کیا تائیدت اس پر کار کا جن منہ کار یہ کرنے والے ہیں ان کا دل وہاں سے سترکار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوہا تک لڑیچ بھی بانٹتے رہتے ہیں، غرضیکہ جنتا کو ستمارگ دکھانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

۱۳۔ پرچھو پرائتا، شری سوامی جی مہاراج کا اپنا جیون بڑا سٹوگ، پوتر اور پوٹھی ہے۔ آپ ہمیشہ دن میں ایک بار سادہ بھجھ جن پر اور صرف دو کپڑوں میں سبر اوقات کرتے ہوئے دن رات اپنے اسٹو دیو راگھو بندر بھگوان شری ستی رام کے دھیان، سمرن جب اور یاٹھ میں لگے رہتے ہیں۔ سٹارک تپ کے لئے ہر ماہ کئی کئی دن نرعل، نرہار اور مون برت وہاں لگے رکھتے ہیں۔ اس پرکار کے کھٹن تپ اور برت سے اگرچہ آپ کے جسم میں قدرے کمزوری آگئی ہے مگر چہرے پر ایسا تیج ہے کہ جس سے درشن کرنے والے سچوئی جان جاتے ہیں کہ آپ پتوموری ہیں۔ بھگتی لوگ کے ابھیا سی ہونے سے آپ کی بانی

میں واک سدھی ہے مگر اس بات کو عام لوگ نہیں جان پاتے کیونکہ آپ اس امر کوئی ہر کرنا نہیں جانتے، بھجھ بھی کبھی جب ہر وہ میں پرچھو پریم کی ترنگ اٹھتی ہے تو لوگوں میں بھگتی کی شکتی کا اثر و عظمت کے پرچار کی غرض سے کوئی چمکار دکھا دیتے ہیں، مجھ دیر سے شری جیون میں رہنے کا سوچھا گیا پراپت ہونے کی وجہ سے کئی دفن ایسے چمکار دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ جن کے تحریر کرنے کی مجھے آگیا نہیں ہے۔ تو بھی میں اس یقین سے کہ سنتوں کی مہا پرگٹ کرنے سے میرا کلیان ہوگا۔ ایک چمکار حوالہ قلم کرنا ہوا شری مہاراج جی سے کشما مانگتا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شری ۱۱۰۸ ویشنو آچاریہ پتوموری شری سوامی جی مہاراج ہزار ہا باری دوا ب پر پل بڑی میں کھٹنے والے ایک نئے سکول کا اوکھٹن کرنے کے لئے کارکنان سکول کی پراختفا کو منظور کر دیاں گئے۔ اوکھٹن کا پروگرام ختم ہونے تک اندھیرا ہو گیا۔ اس لئے واپس آنے کے واسطے ایسی سوامی یعنی کار یا سنگ کا انتظام نہ ہو سکا۔ کارکنان سکول بڑی دور دھوپ اور کوشش سے ایک ٹانگہ لائے جو کہ نہایت رومی اور خستہ حالت میں تھا گھوڑا بھی بڑا دبلا اور کمزور تھا۔ آپ نے اس ٹانگہ میں بیٹھے سے انکار کر دیا۔ اور نہر کے کنارے پیدل ہی چل پڑے آپ کے سیوا داروں اور شردھا لو جنوں نے عرض کی۔ کہ مہاراج جی سفر کافی ہے۔ اندھیرا بھی ہو گیا ہے۔ اور گرمی کا موسم ہے۔ آپ پیدل کس طرح دربار پسندوری تک پہنچیں گے، مہاراج جی نے فرمایا، فکر مت کرو بھگوان سب اچھا کریں گے۔ ایسا کہہ کر ابھی دس قدم ہی گئے ہوں گے ایک اجنبی شخص شری مہاراج جی کے پاس سے گزر کر سیوا داروں کے پاس آیا اور فوج چھنے لگا۔ کہ دربار بندوری کے مہاراج سوامی جی یہی ہیں۔ ہاں میں جواب پا کر وہ پھر شری سوامی جی کے پاس گیا اور جیون میں سر جھکا کر عرض کی کہ مہاراج جی میں آپ کو آپ کے استھان تک پہنچانے کے لئے کار لایا ہوں۔ آپ کر پا کر کے اپنے سب سیوا داروں سمیت اس میں بیٹھ جاویں اس طرح وہ شری مہاراج کے آدرش انوسار شری سوامی جی اور ان کے سب سیوا داروں کو کار میں بٹھا کر منزل مقصود تک پہنچا گیا۔ اس واقعہ کو دیکھنے اور سننے والے سمجھ گئے کہ شری سوامی جی مہاراج کی روحانی شکتی کا ایک معجزہ ہے۔

پوتر ہے۔ وہ دیش اور اس کی سرزمین جس میں ایسے پتوری تیاگی اور روحانیت کے علمبردار مہاتما اس وقت بھی نو اس کرتے ہوئے وشو کلیان میں لگے ہوئے ہیں۔ اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ایسے مہاتماؤں کے در تن ست سنگ سے من جیون کا لاجھو پراپت کرنے کا سوچا گیا پراپت ہوتا ہے







طاقت کی دوایوں کے شہنشاہ



خاندانی شفا خانہ دہلی کے نام سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔ اُن کا تیار کردہ خاندانی سپیشل کورس طاقت کا لاجواب علاج ہے جس کی بدولت امریکہ، انگلینڈ، تھائی لینڈ، پرشین گلف، نیروبی، افریقہ سے ہشتا ہزار مریضوں نے ڈرافٹ پونڈ شنگ منی آرڈر اور تفریقی خطوط شفا خانہ کو قدرانی کے طور پر بھیجے ہیں۔ خاندانی سپیشل کورس مریض کے حالات و موسم کا لحاظ رکھ کر قیمتی جڑی بوٹیوں کی ملاوٹ سے تیار کیا جاتا ہے جس کے استعمال سے کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوتی ہے پھپھوں کی طاقت دے کر نیا خون نیا شباب نئی قوت اور نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

قیمت امیروں سے 200/- روپیہ درمیانہ لوگوں سے 50/- روپیہ۔

اور غریبوں سے صرف 30/- روپیہ مشورہ مفت

دلچسپ کتاب "پیغام جوانی" مفت طلب کریں

فون 26508  
مینجر خاندانی شفا خانہ جسٹریٹ لال کنواں دہلی 6

بیس خاندانی شفا خانہ دہلی کے مالک  
م صاحب (ماہر امراض چھپیدہ)

بکٹ

جو بھوک کو  
بڑھاتے ہیں



بچوں کی پرورش کے لیے بہترین

صحت بخش اور مزیدار

دالمال بکٹ



Vol. 26

Monthly 'OM' Delhi.

January, 1959

Regd. No. D. 84

# Paljee's

PIONEER MANUFACTURERS OF RICH FRUIT BAR IN INDIA

**L E A D S   A G A I N**

We have now Mixed Original Vitamins of F. Hoffman L-a Roche & Co., Ltd. Switzerland

Now every Packet of Paljee's Rich Fruit Bar Contains

**VITAMIN B<sub>1</sub> 0.6 Mg.**

**NIACIN 10.3 Mg.**

**VITAMIN B<sub>2</sub> 0.9 Mg.**

**IRON 31.2 Mg.**

TEST OF ANALYSIS CARRIED OUT BY  
INDUSTRIAL TESTING & ANALYTICAL LABORATORIES LIMITED BOMBAY  
VIDE CERTIFICATE No. P/1604 DATED 12-2-55 OF PALJEE & CO. NEW DELHI-5

# Paljee's

WORLD FAMOUS QUALITY PRODUCTS

**RICH FRUIT BAR**

WITH

**11 ORIGINAL PRESERVED  
FRUITS**

**GOLDEN RUSKS**

MALTED & TOASTED

WITH

**VITAMINS & GLUCOSE**

Available at all Leading Stores

**P A L J E E   &   C O . ,**







